# الدر الثمین

## في

## خمس مائة آية نزلت في مولانا امير المؤمنين عليه السلام

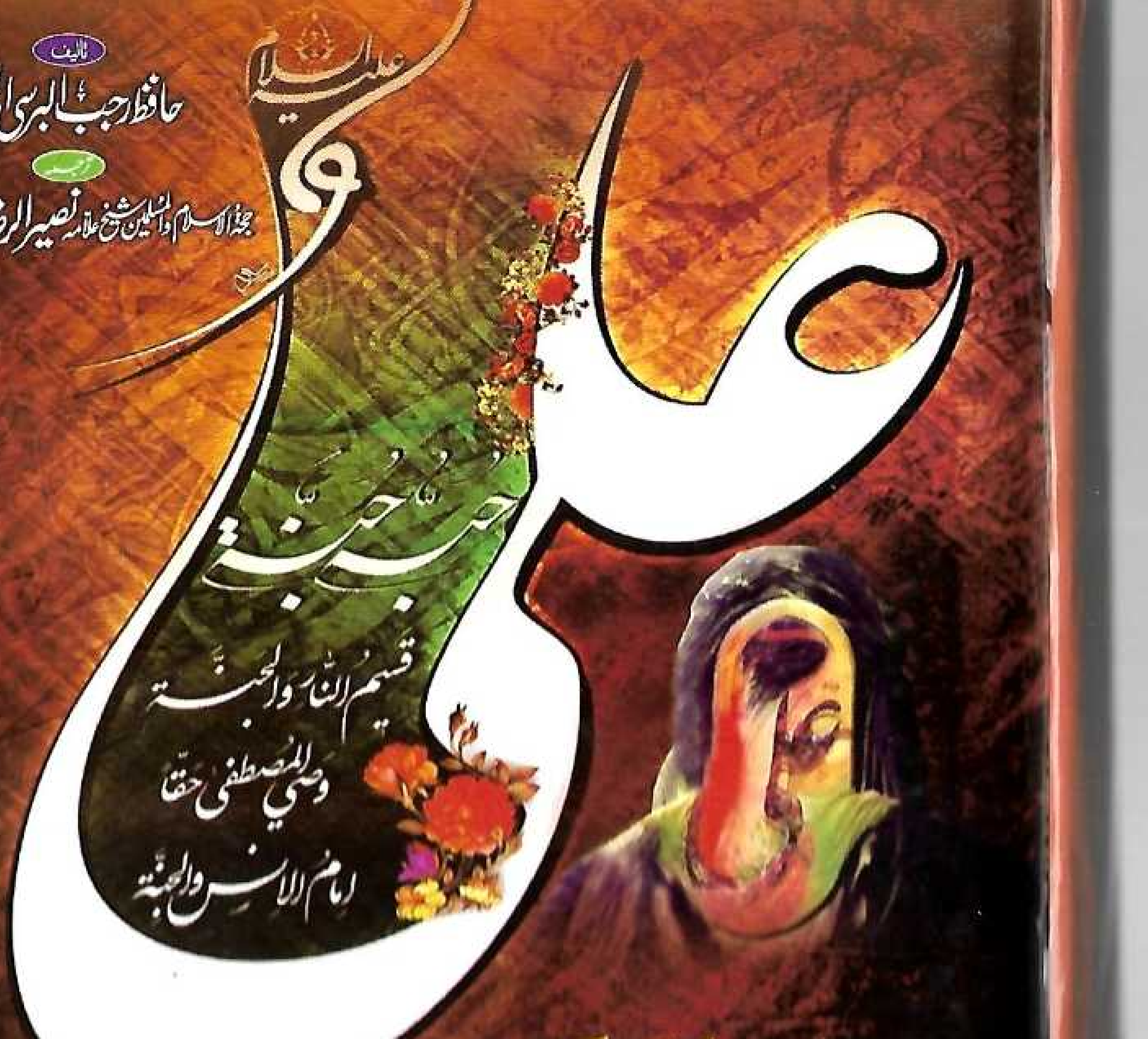
حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہونے والی 500 آیاتِ قرآنی


تالیف

حافظ رجب البرسی الحلی

ترجمہ

حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ علامہ نصیر الرضا صفدر


ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

# الدر الثمین

## فی

خمس مائة آیة نزلت فی مولانا امیر المومنین علیہ السلام

منظر الیاس
حیدرآباد دکن

تالیف
حافظ رجب البرسی الحلیؒ

ترجمہ
حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ علامہ نصیر الرضا صفدر

ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

نام کتاب: الدر الثمین فی
خمس مائة آیة نزلت فی مولانا امیر المومنین علیہ السلام

تالیف: حافظ رجب البرسی

ترجمہ: حجۃ الاسلام والمسلمین شیخ علامہ نصیر الرضا صفدر

تعداد: ۱۱۰۰

ناشر: ادارہ تعلیم و تربیت لاہور

قیمت:

مملوکہ کتاب [illegible] منظر ایلیار حیدرآباد دکن

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الرضا

8۔ بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
042-37245166

حیدری کتب خانہ

اندرون کربلا گامے شاہ لوئر مال لاہور




بسم اللہ الرحمن الرحیم

# فہرست





منظر ایلیا

# تقریظ

(سیّد سیراب حسین الحسینی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمام حمد اللہ رب العالمین کے لئے ہے جو لائق حمد ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اشارہ کنایہ سے بے نیاز ہے اس کے سوا کوالہ نہیں۔ وہ یکتا ہے محمدؐ وآل محمدؐ کا خالق ہے سب اُسی کے سامنے سربسجود ہیں اس کے فخر کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کے سامنے محمدؐ وآل محمدؐ سربسجود ہوتے ہیں۔

بعد حمد درود وسلام ہو پاک نورِ خدا پر جس کو خدا نے اپنے ذاتی نُور سے جدا کر دیا اور زمین پر رکھ دیا اور زمین ساری کائنات پر فخر کرنے لگی کہ نُورِ خدا کا مسکن ہوا اُس نورِ خدا پر درود ہو کہ جس کے نور سے کائنات کے ذرے ذرے کو وجود بخشا گیا جس کے پسینے سے انبیاءؑ کی خلقت ہوئی جس کی سانس سے ہوا چلنے لگی جس کی خوشی سے اُجالا پیدا ہوا جس کی زلفیں رات کی تاریکی بن گئی جو مرضی یزدان ہیں جن کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے جن کی مرضی اللہ کی مرضی ہے جن کا فعل اللہ کا فعل ہے جو اللہ کے صفات کے مظہر ہیں جو عبدِ خدا ہیں جن کے بارے میں مظہرِ خدا شیر یزدان مولائے کائنات آیت اللہ سرکار امیر المومنین علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ”انا عبد من عبید محمدؐ“ میں محمدؐ کے عبدوں میں سے ایک عبد ہوں۔

درود وصلوات سلام ہو اُس ہستی پر جو پیر فغاں ہے خانہ سبحان ہے عین عیان ہے۔ بحر امام ہے جو نگینہ جان ہے جو معدن احسان ہے۔ جو حقیقی میزان

ہے جو رازِ منان ہے جو روضۂ رضوان ہے۔ جو مالک و سلطان جو نبی المرسلینؐ ہے جو اولین و آخرین ہے جو سلطان العارفین ہے جو حق الیقین ہے جو طیبین و طاہرین ہیں اس ہستی پر درود ہو جو رازِ احد ہے جو شاہد و مشہد ہے جو محمدؐ ہیں۔

اس کے بعد افضل الاولیاء راز کبریاء بو العلاء بو الوفاء مشکل کشاء بدر الدجاء انّما و قل کفٰی پر درود و سلام ہو علیؑ کی ذات پر جو آیت اللہ حجت اللہ لسان اللہ اذان جنب اللہ ہے جو ہے محورِ عاشقاں اُس کا مکان ہے لا مکان جو ہے حقیقی جسم و جان جو ہے ولی دو جہا میرا یقین ہے بے گمان جو رازِ الٰہی ہیں جو عرش معظم ہیں جو کعبہ و زمزم ہیں، جو ہر دم دم ہے جس کا خدا کے ساتھ ایسا تعلق ہے جو پھول کا خوشبوؤں کے ساتھ سورج کا روشنی کے ساتھ، دل کا دھڑکن کے ساتھ عقل کا دل کے ساتھ، خیبر کا خبر کے ساتھ اس کے بعد درود و صلواۃ و سلام ہو طاہرۂ مطہرۂ تقیۂ نقیۂ، ذکیۂ بی بی سیدۃ النساء العالمینؑ پر کہ جو یٰس کا دل ہے جو سورۂ دھر کی تفسیر ہیں جو رحمت ہیں اس باپ کیلئے جو خود رحمۃ للعالمین ہیں۔ جو ایمان ہیں اُس شوہر کیلئے جو خود کل ایمان ہیں۔ جن کے قدموں میں اُن بیٹوں کیلئے جنت میں جو خود سردار جنت ہیں۔ جن کی تعظیم کی خاطر رسولؐ اُٹھ جایا کرتے تھے جو جگر گوشہ رسولؐ ہیں جو بتولؑ ہیں۔ خدا لعنت کرے اس کے دشمنوں پر بے شمار بے شمار۔

اس کے بعد درود و صلوۃ و سلام ہو آل محمدؐ پر جو تمام کے تمام حُسن بے مثال ہیں عالم با کمال ہیں۔ وظھر لا یموت ہیں۔ آئمہؑ ہیں ھادی برحق ہیں خصوصاً درود و سلام ہو ہمارے امام زمانہ عجل پر کہ کائنات کا ہر شریف اس کا منتظر ہے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ امام زمانہ عجل کو جلد اذن بحور عطا فرمائے آمین۔

میں نے کتاب الدر ثمین کو پڑھا مترجم نے بہت جانفشانی سے ترجمہ کیا



ہے مترجم نے پوری کوشش کی ہے کہ ترجمہ اصلی عربی الفاظ کے عین مطابق ہو اور اس میں کافی حد تک کامیاب ہیں اللہ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائیں۔ یہ کتاب اگر اس کو تفسیر قرآن بشانِ علیؑ کہہ دیں تو بالکل درست ہیں۔ اس کتاب میں جگہ جگہ دشمنان علیؑ کو بھی ظاہر کیا گیا ہے جو ولایت کے دشمن تھے اور یہ کتاب ولایت کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہیں جو عشق و محبت کو پھیلاتے ہیں اور وجود کو گھیر لیتی ہے۔

شیخ رجب علی بُرسیؒ ایک عارف کامل تھے۔ اور ان کی ہر کتاب اسرار کا مجموعہ ہے یہ کتاب بھی اُنھی میں سے ہے۔

مومنین موالین کو چاہیے کہ وہ اس کتاب کو اپنے گھر میں ضرور رکھیں تا کہ آپ کی اولاد کو ولایت علیؑ کا پتہ چل سکیں کہ علی ولی اللہ کتنا ضروری ہے اور اس کے انکار سے آدمی مشرک کافر منافق بن سکتا ہے۔

اس کتاب میں جتنی آیات تھیں اس پر میں نے عراب لگائیں اور اگر کوئی لفظی غلطی تھی تو وہ بھی درست کر لی کافی حد تک کوشش کی ہے کہ کوئی لفظی غلطی نہ ہو لیکن پھر بھی انسان سے غلطی ہو سکتی ہے اگر کوئی غلطی ہوئی ہو تو ادارہ کو اطلاع دیں تا کہ اگلے ایڈیشن میں غلطی کو دور کیا جا سکے۔ بفضل امام زمانہ علیہ السلام عنقریب اور بھی بہت ساری کتابیں منظر عام پر آ رہی ہیں۔ ادارہ کے خادم سید اعجاز علی شاہ نقوی صاحب کو مولا صحت اور تندرستی عطا فرمائی اور ان کو اپنی حفظ و امان میں رکھیں۔ جن کی کاوش کی وجہ سے یہ نایاب کتاب منظر عام پر آئی۔

(تحفہ یا علیؑ مدد)

والسلام: (سیّد سیراب حسین الحسینی آف کلایا اورکزئی ایجنسی تیراہ)

# مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

**الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلاۃ علی اشرف انبیاء المرسلین محمد و اله الطیبین الطاہرین اما بعد:**

اب ہم اُن پانچ سو آیات کو شروع کرتے ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی ہیں اور اس پر اہل دین میں سے اکثر ......... مفسرین کا اتفاق ہے!

ایسا کیوں نہ ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انبیاء کے اوصاف بیان کیئے ہیں اور اُن جیسے حضرت علی علیہ السلام کے اوصاف بھی بیان کیئے ہیں پس!

(۱) حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

اِنَّه‘ كَانَ عَبۡدًا شَكُوۡرًا

(وہ شکر کرنے والا بندہ تھا)

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۳)

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَّكَانَ سَعۡيُكُمۡ مَّشۡكُوۡرًا

(اور تمہاری کوشش قابل شکریہ ہے)

(سورہ دھر آیت ۲۲، شواہد التنزیل ۲ ص ۲۹۳ ج ۱۰۴۱، نہج الایمان ص ۳۰۰، مجمع البیان ۱۰ ص ۲۰۹)



کہاں شکر کرنے والا اور کہاں وہ جس کا شکریہ ادا کیا جائے!

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفا کا وصف بیان کیا اور فرمایا:

وَ اِبۡرَاهِيۡمَ الَّذِىۡ وَفّٰىٓ

(اور ابراہیم جس نے وفا کی)

(سورہ نجم آیت ۳۷)

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

يُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ

(اپنی نذر پوری کرتے ہیں)

(سورہ دھر آیت ۷)

(شواہد التنزیل ۲ ص ۳۹۸ حدیث ۱۰۴۷، مطالب السوول ۱ ص ۱۴۶، تفسیر قرطبی ۱۹ ص ۱۳۰ مناقب خوارزمی ص ۲۰۰، ص ۲۶۷، نہج الایمان ص ۶۵۵)

(۳) حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصف بیان کیا کہ اُس کے پاس بادشاہی تھی فرمایا:

وَاٰتَيۡنٰهُمۡ مُّلۡكًا عَظِيۡمًا

(ہم نے اُسے بہت بڑا ملک دیا ہے)

(سورہ نساء آیت ۵۴)

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَاِذَا رَاَيۡتَ ثَمَّ رَاَيۡتَ نَعِيۡمًا وَّ مُلۡكًا كَبِيۡرًا

(اور جب تو نے دیکھا پھر نعمتوں کو دیکھا اور بہت بڑے ملک کو

دیکھا۔)

(سورہ دھر آیت ۲۰' نہج الایمان ص ۶۴۶)

(۴) حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کو بیان کیا؟

اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا

(ہم نے اُسے صابر پایا۔)

(سورہ ص آیت ۴۴)

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَجَزَاءُ هُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَ حَرِيْرًا

(اور ان کی جزاء ان کے صبر کی وجہ سے جنت اور حریر ہے)

(سورۂ دھر آیت ۱۲)

(تفسیر الوسیط ۴ ص ۴۰۱' اسباب النزول ص ۲۵۱ معالم التنزیل ۵ ص ۴۹۸' الدرالمنثور ۸ ص ۳۷۱)

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نماز کی بابت وصف بیان کیا اور فرمایا:

وَاَوْصَانِيْ بِالصَّلَاةِ

(اور مجھے نماز کی وصیت کی گئی ہے) (سورہ مریم آیت ۳۱)

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ (سورۂ دھر آیت ۲۶)

(اور رات سے پس سجدہ کرو) (مناقب ال ابی طالب ۳ ص ۵۶)

(۶) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:



وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ

(اللہ اور اُس کے رسول کے لیئے عزت ہے)

حضرت علی علیہ السلام کو آپؐ کے مساوی اور برابر قرار دیتے ہوئے فرمایا:

منظر الیاس، حیدرآباد دکن

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

(اور عزت مومنوں کے لئے) (سورۂ منافقون آیت ۸)

اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہے!

(مناقب الی ابی طالب ۱ ص ۳۵۴' ۳ ص ۳۵' کشف الغمہ ۲ ص ۱۹۶' نہج الایمان ص ۵۹۳' نزھۃ الناظر ص ۵۷ ح ۴۲' العدد القویہ ص ۴۰ ح ۵۳)

(۷) فرشتوں کے وصف کو بیان کیا اور فرمایا:

يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ

(وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں)

(سورہ سورہ نحل آیت ۵۰)

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا

(ہم اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں) (سورۂ دھر آیت ۱۰)

(ارشاد شیخ مفید ۱ ص ۱۷۸' مناقب ال ابی طالب ۳ ص ۳۵' ۵۶ بحار الانوار ۳۹ ص ۸۲' خصائص الکبریٰ۔ شواہد التنزیل ۲ ص ۴۰۴ ح ۱۰۵۷)

(۸) خداوند نے اپنی بابت فرمایا:

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُهُمْ ط

(وہ کھلاتا ہے اور کھاتا نہیں ہے)

(سورہ انعام آیت ۱۴)

حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا

(وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مسکین کو کھانا کھلاتے ہیں۔)(سورۂ دہر آیت ۸)

(اسباب النزول ص ۹۶، شواہد التنزیل ا ص ۳۲۸، ۲ ص ۴۰۳ حدیث ۱۰۵۳، مطالب السوول ا ص ۱۴۶، تفسیر قرطبی ۱۹ ص ۱۳۰!

اہل تفسیر نے کہا ہے کہ: یہ آیت علیؑ، فاطمہ علیہا السلام اور ان کی کنیز جس کا نام فضہؓ ہے۔ کے بارے میں نازل ہوئی، مناقب خوارزمی ص ۴۴ ص ۲۷۱ حدیث ۲۵۲، السیرة النبویہ ابن کثیر ۴ ص ۶۴۹)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم کو حکم دیا کہ اس کے مقام شریف و تعظیم کو بلند کر کے بیان کرو پس آپؐ نے فرمایا:

لو کانت السماوات صحفا و الغیاض اقلاما و الجن و الانس کتابا و البحر مدادا لنفد المداد و عجز الثقلان ان یکتبوا معشار عشر العشر من فضائل علی

(اگر آسمان کاغذ ہوں، درخت قلمیں ہوں، جن و انسان لکھنے والے ہوں، سمندر سیاہی ہوں تو سیاہی خشک ہو جائے گی، جن و انسان عاجز پڑ جائیں گے اور وہ علیؑ کے فضائل میں سے عشر عشیر بھی لکھ نہ پائیں گے)

(امالی شیخ صدوق ص ۶۵۲ ح ۸۸۷، مناقب خوارزمی ص ۳۲۸ ح ۳۴۱)

پھر فضیلت کے کمال کو پہنچے جس کی کوئی حد ہی نہ رہی چنانچہ آپؐ نے



فرمایا:

ان احدکم عبداللہ بین الرکن و المقام حتی ینقطع عنقہ و تنتشر انا ملہ لم یقبل اللہ منہ عملا الا بولایة علی

(اگر تم میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ کی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان عبادت کرے یہاں تک کہ اُس کی گردن ٹوٹ جائے اور انگلیوں کے پورے خراب ہو جائیں تو بھی بغیر علیؑ کی ولایت کے اللہ تعالیٰ اُس کے عمل کو قبول نہیں کرے گا۔)

(امالی صدوق ص ۳۷۵ ح ۸۱۴، المحاسن ا ص ۹۰ ح ۳۸)

حضرت علی علیہ السلام کا یہ بلند مقام سمیع و بصیر پروردگار کے نزدیک ہے!

البتہ! رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک علیؑ کا مقام کیا ہے: وہ آپؐ کی روح، آپؐ کا نفس، آپؐ کا بھائی، آپؐ کا چچا زاد، آپؐ کے مساوی اور برابر ہے!

حضرت علی علیہ السلام کا علم وہ ہے جسے لکھتے لکھتے سمندر خشک ہو جائیں اور وہ ختم نہ ہوگا اپنے بارے میں خود فرمایا۔

لو کشف الغطاء لما ازددت یقیناً

(اگر پردے ہٹا دیئے جائیں تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہوگی)

شرح نہج البلاغہ ۷ ص ۵۳، ۱۰ ص ۱۴۲، طبقات الشافعیة الکبریٰ ۴ ص ۵۴، مناقب خوارزمی ص ۴۷ ح ۳۷۴، مطالب السوول ا ص ۱۴۷)

# سورہ فاتحہ

## فصل:

اب ہم آیات کی تشریح کرتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس کا ظاہر ایمان ہے.......... اس کا باطن ایمان ہے.......... اس کے لفظ برکت اور احسان ہیں .......... یہ صرف اللہ کا ذکر ہے' اس کے انیس حرف ہیں جو اشباح خمسہ کی تعداد کے مطابق ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم نور میں لوگوں اور زمانوں کی تخلیق سے پہلے اپنی قدرتِ کاملہ کے ذریعہ سے تحریر فرمایا اسی لیئے ان سے وارد ہوا ہے۔

ان من قراھا منقاد الامر ھم مؤمنا بظاھرھم و باطنھم اعطاہ اللہ بکل حرف منھا حسنة اعظم من الدنیا و ما فیھا

(تحقیق جو اسے ان کے امر کی تعمیل کرتے ہوئے پڑھے گا وہ ان کے ظاہر اور باطن پر ایمان رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے ہر حرف کے بدلے ایک نیکی دے گا جو دنیا و مافیھا سے زیادہ بڑی ہوگی۔ [1]

---

[1] معصومین سے وارد ہوا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کی آیت ہے اور سورہ فاتحہ کی سات آیات ہیں جو بسم اللہ سے مکمل ہوتی ہیں پھر فرمایا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا: اے محمد ولقد اتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم (ہم نے تمہیں



سبع مثانی اور قرآن عظیم دیا) پس اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کے ذریعہ الگ سے مجھ پر احسان فرمایا اور اسے قرآن عظیم کے برابر میں قرار دیا کیونکہ سورہ فاتحہ عرش کے خزانوں میں سب سے افضل ہے!

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورہ فاتحہ کے ذریعہ مخصوص قرار دیا اور شرف بخشا' اس فضلیت میں سوائے حضرت سلیمان علیہ السلام کے کسی نبی کو بھی شریک نہ کیا کیونکہ انہیں اس میں سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عطا فرمائی۔ کیا آپ ملکہ بلقیس والی داستان کو نہیں دیکھتے جب اُس نے کہا: انی القی الی کتاب کریم انّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهٗ' بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ' (سورۂ قصص آیت ۳۰) پس جو محمد و آل محمد کی ولایت کا عقیدہ رکھتا ہو اور ان کے اوامر کی تعمیل کرتا ہو ان کے ظاہر و باطن پر ایمان رکھتا ہو اور اسے پڑھے اللہ تعالیٰ اُسے ہر حرف کے بدلے نیکی دیتا ہے جن میں سے ہر نیکی دنیا و مافیہا سے افضل ہوتی ہے وہ دنیا کے مال اور خیرات سے افضل نیکی ہوتی ہے۔ اور جو پڑھنے والے سے سنتا ہے اُسے پڑھنے والے کی نسبت ایک ثلث کا ثواب ملتا ہے پس تم میں ہر ایک اس نیکی سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو۔ اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیں ورنہ تمہارے دلوں میں حسرت باقی رہ جائے گی! تفسیر امام عسکری ص ۲۹ عیون اخبار رضا ۲ ص ۲۷۰ ح ۶۰' امالی صدوق ص ۲۴۱ ح ۲۵۶' تاویل الایات ا ص ۲۳ ج!

یعنی جو جانتا ہے کہ یہ ہستیاں ابتدائے خلق اور انتہائے خلق اور وجود کا راز اور مطلب ہیں...... پس اگر یہ نہ ہوتے تو تم میں سے کوئی بھی نہ ہوتا اور کسی کو پیدا نہ کیا جاتا اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا فضل نہ ہوتو تمہیں رزق نہیں ملے گا وہ فضل اور افضال اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے صفوة اللہ ہیں!

## ابتداء خلق آل محمد علیہم السلام اور ان کے انوار قدسیہ کی تخلیق!

ان کی کریم تخلیق کی ابتداء کے بارے میں عظیم خبر وارد ہوئی ہے جسے سوائے اُس کے جس کے پاس قلب سلیم ہے اور سوائے دین اقیم رکھنے والے کے کوئی برداشت نہیں کرسکتا' اسے شیخ ابوجعفر طوسیؒ نے روایت کیا ہے خداوند نے فرمایا:

وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ

(اور سجدہ کرنے والوں میں تمہارا پھرنا)

(سورہ شعراء آیت ۲۱۹)

فضل بن شاذان نے جابر بن یزید سے اور اُس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے:

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔ اُسے اپنی عظمت جلال کے نور سے پیدا کیا وہ اُس کی لاھوییت کا نور تھا جس سے ابتداء ہوئی اور جس کی حضرت موسیٰ بن عمران کے لئے کوہ طور پر تجلی ہوئی



جب نور کا استقرار ہوا تو اُن میں دیکھنے کی طاقت نہ رہی (بلکہ بے ہوش ہو کر گر گئے) وہ نور دونوں کے نور کے علاوہ کوئی اور نور نہ تھا جیسا کہ آپؑ نے فرمایا: خلقت انا و علی من جنب الله و لم یخلق من طہرنا

(میں اور علی جنب اللہ سے پیدا ہوئے اور اس سے ہمارے علاوہ اور کوئی پیدا نہ ہوا)

آپؑ نے فرمایا: میں اور علیؑ ایک شجرہ سے پیدا ہوئے اور دوسرے لوگ مختلف شجروں سے پیدا ہوئے اُس شجرہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اُس میں اپنی طرف سے اپنے لئے پھونک دی اور ان کی صورتیں اپنی صورت پر بنائیں اور انہیں اپنا امین بنایا اور اپنی مخلوقات پر گواہ بنایا۔ اپنے بندوں میں اُسے اپنی آنکھ' بریت (روی خشکی والوں) میں اپنی زبان قرار دیا' انہیں اپنا علم عطا کیا اور اپنی مخلوق کو ان کے سپرد کیا' انہیں بیان تعلیم دیا' انہیں غیب پر مطلع کیا' ایک کو نفس دوسرے کو روح قرار دیا' ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بغیر قائم نہیں رہتا تھا۔ ان کا ظاہر بشری اور باطن لاہوتی تھا یہاں تک کہ وہ مخلوق کے لئے انسانی شکل میں ظاہر ہوئے تاکہ وہ انہیں دیکھنے کی طاقت رکھ سکیں، وہ رب العالمین کی بارگاہ میں مقام رکھتے ہیں اور خالق الخلائق کا حجاب ہیں ان کے ذریعہ سے سب مخلوق کی ابتداء ہوئی اور انہی پر حقائق کی مقادیر کی انتہاء ہے۔

پھر نور محمدؐ سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بنایا جیسا کہ نور محمد نور جلالت سے بنا تھا پس علی اور فاطمہ کے نور سے حسنؑ اور حسینؑ کے نور کو بنایا جس طرح

دیئے سے دیا روشن ہوتا ہے ان سے انوار کو خلق کیا گیا اور انہیں نیک صلبوں اور پاک رحموں میں طبقہ عالیہ میں منتقل کرتا رہا ایک کے بعد دوسرے کی طرف منتقل کیا' نہ پانی سے پیدا ہوئے اور نہ ہی نطفہ سے پیدا ہوئے بلکہ یہ انوار کا سلسلہ تھا جو پاکیزہ لوگوں میں تبدیل ہوتا رہا۔ ایسے اسرار کا سلسلہ ہے جو نبیوں کے پیشانیوں میں ظاہر ہوتے ہیں انہیں پروردگار نے اپنے بندوں میں قائم کیا پس وہ اللہ کی وحی کے ترجمان ہیں۔ اُس کی جانب سے بولنے والے ہیں۔ اس کی طرف سے اُس کے بندوں کی طرف مبلغ ہیں' ان میں اس کی قدرت ظاہر ہوتی ہے اور ان سے اس کی آیات دکھائی دیتی ہیں ان کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی معرفت کروائی' ان کے ذریعہ سے اُس کے اوامر کی اطاعت کی جاتی ہے اور اگر یہ نہ ہوں تو کسی کو معرفت نہ ہوگی کیونکہ انہوں نے اُس کے امر کو جیسے چاہا جاری کیا۔

حوالہ: بحار الانوار ۳۵ صفحہ ۲۷' ۲۸ ج ۲۴' کنز جامع الفوائد سے روایت لی ہے ' تاویل الآیات ا ص ۳۹۷ ح ۲۷

حاشیہ: اس کا تعلق آل محمد صلوت اللہ علیہم اجمعین کے عالم ذر یا میثاق یا انوار کے ساتھ ہے۔ اس کے بارے میں آیات و روایات وارد ہوئی ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

خداوند نے فرمایا: وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَ مَنْ عِنْدَهٗ
لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا یَسْتَحْسِرُوْنَ

(اُس کے لئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو اُس کے پاس ہیں وہ اُس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے ہیں۔ اور نہ وہ تھکتے ہیں۔)



وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ
وَ مَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ......

(وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اُس کی جس کو چن لے گا اور وہ اُس کے خوف سے ڈرتے ہیں اور جو کہے کہ میں اللہ کے علاوہ معبود ہوں اس کی جزاء جہنم ہے)

(سورہ انبیاء آیت ۱۹' ۲۸' ۲۹)

مفضل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان کے عالم ذر میں وجود کی دلیل کے بارے میں پوچھا تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یہ آیات: لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ (انبیاء)

امام نے فرمایا: افسوس اے مفضل! کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جو آسمانوں میں ہے وہ فرشتے ہیں اور جو زمین میں ہیں وہ جن اور انسان اور ہر حرکت کرنے والا حیوان ہے۔

پس ان میں کون ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس کون ہیں جو فرشتوں کے علاوہ ہیں!

مفضل نے کہا: اے مولا آپ کن کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: اے مفضل اور وہ کون ہیں؟ وہ ہم تھے جب ہم سے پہلے کوئی نہیں تھا نہ آسمان تھا نہ زمین' نہ فرشتے' نہ نبی اور نہ ہی رسول تھے۔

(الهدایه الکبریٰ ص ۴۳۳)

کتاب کے ذیل میں.......... امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا

گیا کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے تم کیا تھے؟

امامؑ نے فرمایا: ہم عرش کے گرد انوار کی صورت میں تھے' اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا اور انہیں کہا: میری تسبیح کرو انہوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار ہمیں کچھ علم نہیں ہے۔ [illegible] نے ہمیں فرمایا: میری تسبیح کرو؟ پس ہم نے تسبیح کی جس سے فرشتوں نے ہماری تسبیح کے مطابق تسبیح کی مگر یہ کہ ہم نور خدا سے پیدا کئے گئے ہیں!

(اثبات الوصیۃ)

الفردوس بما ثور الخطاب ۳ص ۲۸۳ح ۴۸۵۱)

مشہور زیارت جامعہ میں ہے:

خلقکم اللہ نوارا فجعلکم بعرشہ محدقین حتی من علینا بکم نجعلکم فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ)

(اللہ تعالیٰ نے تمہیں انوار کی صورت میں پیدا کیا' تمہیں اپنے عرش کے گرد ہالہ بنائے ہوئے قرار دیا اور تمہیں ایسے گھروں میں قرار دیا جن کو اللہ نے بلند رکھنے کا اذن دیا اور جن میں اس کا نام لیا جاتا ہے۔)

امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا اور موجودات کو بنانا چاہا تو مخلوقات کو ان کی صورت دی یہ زمین کے بچھانے اور آسمانوں کے بلند کرنے سے پہلے ہوا!

پھر اپنے نورِ عزت کو بلند کیا جس کی ضیاء سے روشنی نکلی اور وہ نور ساطع



ہوا پھر ایک صورت میں نور جمع ہوا جسے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیئت بنی اُسے اللہ تعالیٰ نے کہا: تو مختار ہے اور تیرے پاس انوار کی امانت ہوگی تو مصطفیٰ' منتخب' رضا' چنا ہوا' مرتضی ہے' تیری وجہ سے میں بطحاء کو قرار دوں گا اور آسمان کو بلند کروں گا' پانی کو جاری کروں گا اور ثواب و عقاب' جنت و جہنم کو بناؤں گا۔ تیری اہل بیت کو ہدایت کا علم قرار دوں گا' ان کے اسرار کو اپنے اسرار سے قرار دوں گا کہ ان پر کوئی دقیقہ مشکل نہیں رہے گا' ان سے کوئی شے مخفی اور غائب نہیں ہوگی' انہیں اپنی مخلوق پر حجت قرار دوں گا۔ اپنی قدر پر متنبہ قرار دوں گا' اپنے اسرار کے خزانوں پر مطلع قرار دوں گا (ان کے دلوں کو اپنے نور عزت کا مسکن بناؤں گا اور انہیں اپنے خزانوں کے جواہر کی کان پر مطلع کروں گا)

پھر حق تعالیٰ نے اُن سے اپنی ربوبیت کی گواہی لی اور وحدانیت کا اقرار لیا اور کہا کہ ان میں امامت رہے گی اور ان کے ساتھ نور ہوگا (باقی مخلوقات کے ذکر کے بعد کہا)

پھر آدمؑ کے لئے اُس نور کی حقیقت کو بیان کیا اور اس کے راز کو واضح کیا جب اُس کا وقت آیا تو اُسے آگے ودیعت فرمایا اور یہ ہمیشہ اصلاب طاہرہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبدالمطلبؑ تک پہنچا پھر وہاں سے حضرت عبداللہ کی طرف منتقل ہوگیا پھر وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنے جس نے ظاہر و باطن میں لوگوں کو دعوت دی اور چھپ کر اور کھلم کھلا انہوں نے دعوت دی' سمجھ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس لطیف راز کے حقوق کو قائم کیا جائے اور اس پر عقلیں لبیک کہتی ہیں اور یہ بات نسل

کی آفرینش سے پہلے عالم ذر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ پس جس نے اس کی موافقت کی وہ اس نور سے مستفید ہوا اور اس راز کی ہدایت پا گیا اور اُس عہد پر پہنچا جو باطن میں ودیعت ہوا ہے اور علم کی گہرائیوں کے ساتھ متعلق ہے اور جس نے غفلت اختیار کی اور اپنے کاموں میں لگا رہا دوری کا مستحق قرار پایا۔

پھر وہ نور ہم میں منتقل ہوتا رہا پس ہم آسمانوں اور زمین کے انوار ہیں اور نجات کی کشتیاں ہیں۔ ہم میں علم کو رکھا گیا اور ہماری طرف امور کی بازگشت ہے اور ہمارے مہدی کے ذریعہ حجتیں منقطع ہو جائیں گی وہ آخری امام ہوگا اور امت کا نجات دہندہ ہوگا اور اُسی پر نور کی انتہا ہوگی وہ راز کی گہرائی ہے پس جو ہماری رسی کے ساتھ تمسک کرے گا وہ ہماری محبت پر محشور ہوگا۔ (تذکرہ الخواص، ۱۲۱، ۱۲۲ باب ۶ خطبہ فی مدح النبی والائمۃ، مروج الذہب اص ۱۷، ۱۸ طبع مصر اور ص ۴۳ ص ۴۴ طبع بیروت)

شعبہ (اور سعد بن حجاج) نے ہشام بن یزید سے روایت کی ہے اور شیخ مفیدؒ نے اس کی طرف سے مرفوعاً روایت کی ہے: میں، ابوذر، سلمان اور زید بن ارقم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تھے...... آپؐ نے فرمایا:

**خلقنی الله تبارک و تعالیٰ و اهل بیتی من نور واحد قبل ان یخلق آدم بسبعة آلاف عام ثم نقلنا الی صلب آدم ثم نقلنا من صلبه فی اصلاب الطاهرین الی ارحام الطاهرات**

**فقلت: یا رسول الله فاین کنت و علی ای مثال کنتم؟**

**قال(ص): کنا اشباحا من نور تحت العرش نسبح الله تعالیٰ**



**و نحمده**

**ثم قال(ص): لما عرج بی الی السماء و بلغت سدرة المنتهی و دعنی جبرائیل.**

**فقلت: حبیبی جبرائیل أفی هذا المقام تفارقنی**

**فقال: یا محمد ا انی لا اجوز هذا الموضع فتحرق اجنحتی**

(اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری اہل بیت کو ایک نور سے پیدا کیا اور یہ تخلیق آدم کے پیدا ہونے سے سات ہزار سال پہلے وقوع پذیر ہوا پھر ہم آدم کی صلب میں منتقل ہوئے پھر ہم طاہرین کی اصلاب سے طاہرات کے ارحام میں منتقل ہوتے رہے۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کہاں تھے اور کس صورت میں تھے؟

آپؐ نے فرمایا: ہم نورانی اشباح تھے جو عرش کے نیچے تھے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتے تھے!

پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے معراج پر سجایا گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا تو مجھے جبرائیل چھوڑ گیا۔

میں نے کہا: میرے دوست جبرائیل! کیا تو مجھے یہاں چھوڑ رہا ہے

جبرائیل نے کہا: اے محمدؐ! میں یہاں سے آگے نہیں جا سکتا ورنہ میرے پر جل جائیں گے۔)

**ثم زج بی فی النور ما شاء الله فاوحی الله الی: یا محمد! انی اطلعت الی الارض اطلاعة فاخترتک منها فجعلتک نبیا ثم اطلعت ثانیا فاخترت منها علیا فجعلته**

وصیک ووارث علمک والامام بعدک و اخرج من اصلابکما الذریة الطاهرة والائمة المعصومین خزان علمی فلولا کم ما خلقت الدنیا والاخرة ولاالجنة ولاالنار، یا محمد! أتحب ان تراهم؟ قلت: نعم یا رب؟

فنودیت یا محمد! ارفع راسک، فرفعت راسی فاذاانا بانوار علی والحسن والحسین و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی بن موسی و محمد بن علی و علی بن محمد و الحسن بن علی والحجة یتلالاء من بینهم کانه کو کب دری.

فقلت: یا رب من هؤلاء و من هذا؟

قال عزت الاوه: یا محمد! هم الائمة بعدک المطهرون من صلبک و هو الحجة الذی یملاء الارض قسطا و عدلا و یشفی صدور قوم مؤمنین

قلنا: بابائنا و امهاتنا انت یا رسول اللّٰه: لقد قلت عجبا

فقال: واعجب من هذا ان قوما یسمعون منی هذا ثم یرجعون علی اعقابهم بعد اذ هداهم اللّٰه ویو ذونی فیهم لا انا لهم اللّٰه شفاعتی.

(پھر مجھے نور میں ڈالا گیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی کی!)

اے محمدؐ! میں نے زمین پر اپنی نگاہ ڈالی اور تجھے چن لیا، میں نے تجھے نبی بنایا۔ پھر میں نے دوبارہ زمین پر نگاہ ڈالی اور علیؑ کو چن لیا۔ اُسے تیرا وصی،



تیرے علم کا وارث اور تیرے بعد امامؑ بنایا اور تمہاری اصلاب سے ذریت طاہرہ اور آئمہ معصومینؑ کو قرار دیا جو میرے علم کے خازن ہیں پس اگر تم نہ ہوتے تو نہ دنیا کو پیدا کرتا نہ آخرت کو پیدا کرتا، نہ جنت کو پیدا کرتا اور نہ ہی جہنم کو پیدا کرتا۔ اے محمدؐ! کیا تو انہیں دیکھنا پسند کرتا ہے؟ میں نے کہا: یا رب ہاں!

مجھے آواز دی گئی: اے محمدؐ! اپنا سر اوپر کی طرف کرو میں نے سر اُٹھایا تو انوار نظر آئے جو علیؑ، حسنؑ، حسینؑ، علی بن الحسینؑ، محمد بن علیؑ، جعفر بن محمدؑ، موسیٰ بن جعفرؑ، علی بن موسیٰؑ، محمد بن علیؑ، علی بن محمدؑ، حسن بن علیؑ اور حجت کے انوار تھے حجت کا نور اُن کے درمیان چمک رہا تھا گویا کوکب دری ہے میں نے کہا: اے رب! یہ کون ہیں اور یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ! یہ تیرے بعد والے آئمہ ہیں جو پاک ہیں اور تیری صلب سے ہوں گے اور وہ حجت ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے پُر کر دے گا اور مومنوں کے دلوں کو شفا دے گا!

ہم نے کہا: ہمارے باپ اور مائیں قربان! آپؐ پر اے رسول خدا! آپؐ نے عجیب بات کہی ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اس سے بھی زیادہ عجیب یہ ہے کہ لوگ مجھ سے یہ بات سنتے ہیں اور پھر اپنی پچھلی سوچ پر لوٹ جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی کرتا ہے اور جو مجھے ان کی بابت اذیت دیتے ہیں انہیں میری شفاعت حاصل نہ ہوگی۔)

حوالہ: کفایۃ الاثر ص ۷۰، ۷۳ بحار الانوار، ۳۶ ص ۳۰۱، ص ۳۰۲،

٣٠٣ ارشاد القلوب ٢ ص ٤١٥، ص ٤١٧، باب فی فضل محمد و اوصیاءہ

انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لما اسری بی الی السماء مکتوب الیها

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ایدته بعلی و نصرته ورایت اثنی عشر اسما بالنور فیهم علی بن ابی طالب و سبطی و بعدهما تسعة اسماء علیا علیا علیا ثلاث مرات و محمد، محمد مرتین و جعفر و موسٰی والحسن والحجت یتلالاء من بینهم فقلت: یا رب اسامی من هولاء؟

فناد انی جل جلاله: هم الاولیاء من ذریتک بهم ا ثیب و اعاقب.

(جب مجھے معراج ہوئی تو میں نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا:

سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، میں نے علیؑ کے ذریعہ سے آپؐ کی مدد اور نصرت کی! میں نے نور کے ساتھ لکھے ہوئے بارہ نام دیکھے جن میں علیؑ بن ابی طالب اور میرے دونواسے اور ان کے بعد نام تھے جن میں تین علیؑ علیؑ علیؑ اور دو محمدؐ محمدؐ، جعفرؑ اور موسیٰؑ اور حجت کے نام تھے اور حجت ان کے درمیان زیادہ روشن تھا۔

میں نے کہا: اے خدا! یہ کن کے نام ہیں؟

مجھے اللہ تعالیٰ نے آواز دی: وہ تیری ذریت سے اولیاء ہیں ان کے ذریعہ سے ثواب اور ان کے ذریعہ سے سزا دوں گا۔)

(حوالہ: کفایۃ الاثر ص ۴۷، بحار الانوار ۳۶ ص ۳۱۰)



مفضل سے مروی ہے، امام جعفر صادق علیہ السلام نے طویل حدیث میں فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا:

الحمدللہ مدهر الدهور وقاضی الامور و مالک یو م النشور الذی کنا بکینو نیته قبل الحلول فی التمکین، ناسبین غیر متناسبین، ازلیین لا مجو دین ولا محدودین، منه بدونا و الیه نعود لان الدهر فینا قسمت حدوده و لنا اخذت عهوده و الینا ترد د شهوده...... نحن القدرة و نحن الجانب و نحن العروة الوثقیٰ، محمد العرش عرش اللہ علی الخلائق و نحن الکرسی و اصول العلم ...... انا باب المقام و حجة الخصام و دابة الارض و فصل القضا و صاحب العصا و سدرة المنتهی و سفینة النجاة

(سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو زمانوں کا بنانے والا اور کاموں کا پورے کرنے والا ہے جو قیامت کے دن کا مالک ہے۔ تمکین و قدرت میں حلول سے پہلے ہم اُس کی کائنات میں لفظ کن سے وجود میں آئے، نسبت والے تھے، تناسب سے نہیں تھے، ازل کے ارادہ سے تھے وجود میں موجود نہیں تھے، اُس سے ہماری ابتداء ہوئی اور اُسی کی طرف لوٹ جانا ہے کیونکہ زمانہ ہم میں اپنی حدود کو تقسیم کر چکا ہے اور ہمارے لئے عہد و پیان لے چکا ہے۔ اور اس پر گواہ بھی قرار دے چکا ہے۔ ہم قدرت ہیں، ہم جانب ہیں، ہم مضبوط رسی ہیں، محمد عرش ہے، اللہ کا عرش مخلوق پر ہے، ہم کرسی اور علم کے اصول ہیں! میں مقام کا باب ہوں، اور حجت خصام ہوں، دابۃ الارض

ہوں، فصل القضا ہوں، صاحب عصا ہوں،

سدرۃ المنتہیٰ اور نجات کی کشتی ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے مفضل کے لئے اس خطبہ کی تشریح فرمائی:

ہاں! اے مفضل! ہم اللہ تعالیٰ کے قدیم اور ازلی ہونے میں تھے وہ مکین اور ہم مکان ہیں وہ پیدا کرنے والا اور ہم پیدا ہونے والے ہیں وہ خالق اور ہم مخلوق ہیں وہ رب اور ہم اس کی مخلوق ہیں وہ معنی اور ہم اُس کے اسماء ہیں وہ پردہ ہے اور ہم اس کا پردہ ہیں...... تمکین میں حلول سے پہلے......

امام نے فرمایا: اُس وقت ہمارا جسم نہ تھا' نہ صورت اور نہ مثال سوائے انوار کے کچھ نہ تھا ہم نے اپنے رب کی باتوں کو سنا اور اطاعت کی' وہ اپنی تسبیح کرتا اور ہم اس کی تسبیح کرتے اُس نے تہلیل کی اور ہم نے اس کی تہلیل کی' اُس نے تکبیر کہی' ہم نے اس کی بڑھائی بیان کی' اُس نے تقدیس کی اور ہم نے اس کی تقدیس کی' اُس نے تمجید کی اور ہم نے اس کی تمجید کی چھا کوان میں جتنی مدت اللہ تعالیٰ نے چاہا ہمیں رکھا اُس کا کہنا کہ ازلی ہیں موجود نہیں! ہم مخلوق سے پہلے ازلی تھے اجسام اور صورتوں میں موجود نہ تھے۔

(الہدایہ الکبریٰ ص ۴۳۳، ۴۳۵ ذیل الکتاب)

آپؑ نے فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور الحمد للہ رب العالمین میں ہزار ہزار برکتیں ہیں، اس میں الف سے مراد مخلوق پر اللہ کی نعمتیں ہیں، باء سے مراد بھاء اللہ ہے دین سے مرد اس کی بلندی ہے!



میم سے مراد اللہ تعالیٰ کا ملک ہے پھر لام کو جلالت سے قرار دیا جس نے مخلوق کے لئے ولایت کو لازمی قرار دیا اور مخالفین آل محمدؑ کے لئے ہلاکت ہے رحمان تمام مخلوق کے لئے مہربان، رحیم مومنین شیعوں کے لئے مہربان ہے۔

حوالہ: توحید ص ۲۳۰ ح ۳، معانی الاخبار ۳ ح ۲، تاویل الایات ا ص ۲۴ ح ۲۔

اس صورت میں امیر المومنین علیہ السلام کو دو خصوصیات کے ساتھ مخصوص قرا دیا گیا ہے اور اُسے ان دونوں خصوصیات میں علی اور حکیم قرار دیا اور فرمایا:

وَ اِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ○

(اور وہ ام الکتاب میں ہے جو ہمارے پاس ہے وہ بلند اور حکمت والا ہے۔) (سورہ زخرف آیت ۴)

اس کا معنی یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے یوم الحساب (قیامت کے دن کا) حکم اس کے حوالے کر دیا ہے اُس دن کی چھوٹی باندھی اس کے ہاتھ میں ہے اس کی طرف سارے کا سارا امر لوٹتا ہے۔

حاشیہ: اس کی استمد اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوتی ہے جس طرح سید علی بن طاوس نے اپنے رسالہ محاسبۃ النفس میں نقل کیا ہے اور وہ بھی محمد بن عباس ماھیار کی تفسیر سے حوالہ دیا ہے: ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ:

حضرت عمارؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: میں دوست رکھتا ہوں کہ آپؐ کی عمر حضرت نوح علیہ السلام جتنی ہو؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمارؓ میری زندگی تمہارے لئے بھلائی ہے اور میری موت تمہارے لئے شر کا باعث نہیں ہے،

میری زندگی میں تم بولتے ہو اور میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور میری وفات کے بعد اللہ سے ڈرنا اور مجھ پر اور میری اہل بیتؑ پر اچھی صلوت بھیجنا پس تمہیں میرے اور میرے اہل بیت کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ تمہیں تمہارے ناموں سے' تمہارے باپوں اور قبیلوں کے ناموں سے پیش کیا جائے گا' اگر بھلائی ہوئی تو میں اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گا اور اگر اس کے علاوہ کچھ ہوا تو میں تمہارے گناہوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں گا۔

منافقوں اور شک کرنے والوں اور دلوں میں مرض والوں نے کہا:

وہ گمان کرتا ہے کہ اعمال اس کے سامنے پیش کیئے جائیں گے اور وہ بھی اس کی وفات کے بعد لوگوں کے اسماء ان کے باپوں کے اسماء اور قبیلوں کے نام پر لوگ پیش ہوں گے اور یہ جھوٹ اور الزام ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل ورمائی:

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

(سورۃ توبہ آیت ۱۰۵)

(کہہ دو تم عمل کرو پس اللہ' رسول اور مومنون تمہارے عمل کو دیکھتے ہیں)

کسی نے پوچھا: مومنون سے مراد کون ہیں؟ شیعہ سنی نے کہا ہے کہ المومنون سے مراد آل محمدؑ اور آئمہؑ ہیں۔

(مستدرک الوسائل ۱۲ص ۱۲۴ ح ۱۳۷۸۸)

پھر اُسے صراط مستقیم قرار دیا جس میں لوگوں کا اختلاف ہے بعض نے کہا: وہ کتاب مبین ہے (التبیان ۱ص ۴۲' مجمع البیان ۱ص ۴۴' تفسیر طبری ۱ص ۱۱۱)



بعض نے کہا: وہ دین خدا ہے جو اپنے بندوں سے اس کے علاوہ کسی شے کو قبول نہیں کرے گا۔ (التبیان ۱ص ۴۲' ۳ص ۴۰۷' مجمع البیان ۱ص ۹۴' تفسیر طبری ۱ص ۱۱۲' تفسیر قرطبی ۱ص ۱۴۷)

بعض نے کہا: وہ امیر المومنین علیہ السلام ہے کیونکہ کتاب تو علیؑ ہے اور دین قیم علیؑ کی محبت ہے پس صراط مستقیم علی علیہ السلام ہے (شواہد التنزیل ۱ ص ۷۶ ح ۸۸ص اصول کافی ۱ص ۳۱۷ ج ۲۵' عیون اخبار الرضا ۱ص ۹ ج ۱۳' معانی الاخبار ص ۳۲ ج ۲' نوادر المعجزات ۱ص ۳۳ ج ۱۲' مناقب ال ابی طالب ۲ص ۲۷۲' تفسیر ابی حمزہ ثمالی ص ۲۹۹ ج ۲۸۰)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ وہ صراط مستقیم کی طرف ہدایت کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ صراط کتاب اور عترت ہے آپؐ نے فرمایا:

دو رسیاں ہیں جو آپس میں ملی ہوئی ہیں' دو نعمتیں ظاہری اور باطنی پس ظاہری نعمت اسلام ہے اور باطنی نعمت ذریت ہے' ظاہری نعمت اسلام ہے اور علی علیہ السلام ہے جس نے اسلام میں سبقت کی اور علم ہے اور وہ اعلم ہے قرابت کی بات ہو تو وہ نفس رسول ہے زوجہ کی بات ہو تو وہ سیدہ نساء کا شوہر ہے اور جوانان جنت کے سرداروں کے جگر کا قرین ہے۔

عمارؓ نے ابن طلحہ سے روایت کی ہے انس بن مالک نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

ہم عبدالمطلب کی اولاد ہیں' جنت والوں کے سردار ہیں' میں' علی' حمزہ' جعفرؓ' حسنؑ' حسینؑ اور مہدی ہیں۔

(تفسیر ثعلبی ص ۲۰۹ سیدہ تفسیر ثوری آیت مودت، مطالب السوول ۲ ص ۱۵۵)

معلوم ہوگیا کہ امیر المومنین علیہ السلام دنیاو آخرت میں صراط مستقیم ہیں جوان کی ولایت رکھے گا وہ صراط پر پہنچ جائے گا اور ثابت قدم رہے گا۔

پھر صراط کو بہت اہمیت والا اقرار دیا یعنی ان کا دین ہی صراطِ حق ہے پس فرمایا: صراط الذین انعمت علیھم (ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام نازل کیا) یعنی آل محمد علیہم السلام (معانی الاخبار ص ۳۶ ح ۷ تفسیر ابوحمزہ ثمالی ص ۱۶۷ ح ۲۵، تفسیر فرات کوفی ص ۵۱ ح ۱۰)

اس کے بعد امیر المومنین علیہ السلام کے دشمنوں کے بارے میں کہا کہ ان پر اللہ کا غضب نازل ہوا چنانچہ فرمایا غیر المغضوب علیھم (نہ ان کا راستہ جن پر غضب نازل ہوا) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے دو معنی ہیں (۱) ظاہری (۲) باطنی

ظاہری معنی یہ ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا وہ یہودی ہیں اور گمراہ عیسائی ہیں (تفسیر عیاشی ا ص ۲۲ ج ۱۷، مجمع البیان ا ص ۷۲)

باطنی معنی یہ ہے کہ جو یہودیوں اور عیسائیوں کے راستہ پر چلے گا اور آل محمد علیہم السلام سے بغض رکھے گا وہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پہلے والوں کی سنتوں کی پیروی کرو گے جیسے انہوں نے کیا تم بھی ویسا ہی کرو گے (تفسیر قرطبی ۷، ص ۲۷۳، تفسیر ابن کثیر ۲ ص ۳۶۴، دمسند الشامیین ۲ ص ۱۰۰ ج ۹۸۷)

ابو سعید سے مروی ہے: حتی لو سلکوا حجر ضب لسکتموہ



(یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کی بل میں گھسے تو تم بھی اس راستہ پر چلو گے۔

(صحیح بخاری ۴ ص ۱۴۴، صحیح ابن حبان ۱۵ ص ۹۵ کنز العمال ۱۱ ص ۱۳۳ ح ۳۹۰۲۲)

آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

انت المفتتن فیه وان فیک من عیسی مثلاً ابغضه الیهود حیث بهتوا امه واحبوه النصاری حتی دعوه ربا و سیحبک قوم یدخلون الجنة بحبک و سیبغضک قوم حتی یدخلون النار ببغضک فلا ذنب لک۔

(تو اس کی بابت فتنہ میں گھر جائے گا اور تم میں عیسیٰ کی مثال ہے جس سے یہودیوں نے بغض کیا اور اس کی ماں پر تہمت لگائی اور عیسائیوں نے محبت کی اور اسے خدا کہا۔ عنقریب تجھ سے ایک قوم محبت کرے گی اور وہ جنت میں تیری محبت کی وجہ سے داخل ہوں گے اور ایک قوم بغض رکھے گی اور وہ بغض کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوں گے پس تیرے لئے کوئی گناہ نہیں ہے۔)

(الغارات ثقفی ۲ ص ۵۸۹، بحار الانوار ۴۰ ص ۷۹، مجمع الزوائد ۹ ص ۱۳۳)

اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین علیہ السلام سے بغض رکھنے والوں کو یہودیوں سے تشبیہ دی اور بتایا کہ عیسائیوں نے اس کی محبت میں افراط کیا پس ان کی محبت سے منہ پھیرنے والے مغضوب علیہم ہیں جو اس امت کے شیطان ہیں اور گمراہ افراط کرنے والے ہیں پس دشمن افراط کرنے والے اور منکر حاسد پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو!

# سورہ بقرہ

اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کی ابتداء الف لام میم سے کی! (سورہ بقرہ آیت ۱)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: حروف مقطعات جن کا تکرار ہوا ہے وہ ۷۴ حرف ہیں اور اصل میں چودہ حرف ہیں: اللہ تعالیٰ نے انہیں سورتوں کی ابتداء میں قرار دیا ہے یہ حروف اسرار الٰہیہ کو متضمن ہیں پس ان میں سے الف اسم خدا کی چابی ہے!

بعض نے کہا: الف اسم خدا ہے!

بعض نے کہا: ہر آیت کا ظاہر ہے اور باطن ہے باطن سر (راز) ہے اور ظاہر کھلی بات ہوتی ہے، ہر کتاب کا راز ہوتا ہے اور قرآن مجید کے راز سورتوں کے افتتاحیہ کلمات ہیں، قرآن مجید کا ظاہر واضح اور باطن عمیق گہرا ہے اُسے سوائے خاصانِ خدا کے کوئی نہیں جانتا، عام لوگوں کی طاقت میں ان کا سمجھنا نہیں ہے کیونکہ انہوں نے ظواہر اخبار کو تالیف کیا ہے!

## فصل

**حروف مقطعات:**

حروف مقطعات کلام کی اصل ہیں، اس سے مراد چودہ حروف ہیں ان سے مراد ان کی صورت نہیں ہے لیکن اس سے مراد وہ شے ہے جو اولاً ان کے معانی سے دل میں حاصل ہوتی ہے پھر منطق اور پھر سماعت میں!



جان لو کہ تمام موجودات اور جواس کے تصور کو مشتمل ہے........... ان کی حقیقت حروف کی صورت اور معانی سے خارج نہیں ہے، ان حروف کے جواہر کے بغیر کسی شے کا تصور ممکن نہیں ہے اور نہ ہی نطق ہوسکتا ہے یہاں تک کہ ذات خدا!

تمام مخلوقات پر انسان کی فضلیت سوائے ان حروف کے نطق کے بیان نہیں ہوسکتی! انہی حروف کے ذریعہ سے کتابیں نازل ہوئیں اور شریعتیں آئیں، انہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی معرفت ہوئی ہے اور انہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے۔ یہ حروف کل ۲۸ حرف ہیں، یومیہ نمازیں سترہ رکعت ہیں اور سفر میں گیارہ رکعتیں ہوتی ہیں دونوں کی مجموعی تعداد ۲۸ رکعت ہیں جو قرآن مجید کے حروف کے مقابلے میں ہیں:

| | |
|---|---|
| یومیہ نماز کی رکعتیں | ۱۷ |
| سفر میں یومیہ نماز کی رکعتیں | ۱۱ |
| | ۲۸ |

جان لو کہ روزے تیس دن کے فرض ہوئے ہیں اور کبھی انتیس دن کے ہو جاتے ہیں جو ان حروف کی تعداد کے مطابق بنتے ہیں اور اسی طرح حج کیونکہ حج کے طواف اور عمرہ کے طواف کے چکروں کی تعداد بھی ان نورانی حروف کی تعداد کے مطابق ہے پھر جمادات جو اکیس کی تعداد میں ہیں اور یہ اس راز کا تکملی حصہ ہیں۔ کلمہ توحید و رسالت میں بھی بارہ بارہ حروف سے مرکب ہے جیسے لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ۔

جب آپ اپنے وجود کی طرف دیکھیں اور سر سے دیکھیں اور کلمہ الٰہیہ

کی طرف دیکھیں! ان حروف ، کی اصل: الف، لام، میم، تین حروف ہیں پس الف غیب کے لئے ہے۔ لام نبوت کے لئے ہے اور میم ولایت کے لئے ہے

فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ

(اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو دو دن میں بنایا)

(سورہ فصلت حٰم سجدہ آیت ۱۲)

جب تمہیں دو دن معلوم ہو جائیں گے اور دو اسم اعظم سے تمسک کرو گے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا تب تم حقیقی مومن بن جاؤ گے!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

آلٓمٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

(وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے)

(سورہ بقرہ آیت ۲)

ظاہراً و باطناً کتاب سے مراد علیؑ ہے!

حاشیہ: تفسیر عیاشی ۱ص ۲۶، تفسیر قمی ۱ص ۳۰، شواہد التنزیل ۱ص ۸۶ ح ۱۰۶ مناقب ال ابی طالب ۲ص ۱۶۱

فیض کاشانی نے کہا ہے کہ: وہ اس کی تفسیر ہے اور یہ اس کی تاویل ہے کتاب کی علیؑ کی طرف اضافت بیانیہ ہے یعنی یہ علیؑ کی طرف اشارہ ہے اور کتاب اس کا دوسرا نام ہے معنی: یہ وہ کتاب ہے جو علیؑ ہے جس میں شک نہیں ہے کیونکہ ان کے کمالات ان کی سیرت سے مشاہدہ ہوئے ان کی فضیلتوں سے مشاہدہ ہوئے اللہ اور رسولؐ کی طرف سے منصوص ہوئے ہیں کتاب کا انسان کامل پر اطلاق اہل خدا اور اُس کے خاص اولیاء کی عرف میں



عام ہے (تفسیر صافی ۱ص ۹۲)

لَا رَیْبَ فِیْهِ (اس میں کوئی شک نہیں ہے) هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اہل ولایت اور تقویٰ! حقیقتہ تقویٰ علیؑ کی محبت ہے یہاں مجازی تقویٰ مراد نہیں ہے۔ (تفسیر عیاشی ۱ص ۲۶ کمال الدین ص ۱۸ ح ۲۰، مناقب آل ابی طالب ۲ص ۲۷۹ تفسیر نور الثقلین ۱ص ۲۶ ح ۵)

پھر فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ

(جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں)

غیب تین ہیں (۱) قائم آل محمدؐ کا دن (۲) قیامت کا دن (۳) رجعت کا دن اور تینوں کا تعلق آل محمدؐ کے ساتھ ہے۔! (تاویل الآیات ۱ص ۳۲ ح ۱ بحار الانوار ۲۴ص ۳۵۲ ح ۶۹)

پھر فرمایا: وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (وہ نماز پڑھتے ہیں) ان کی محبت ہی حقیقی نماز ہے اور باقی مجاز ہیں کیونکہ ان کی محبت اور ذکر کے بغیر نماز نہ لکھی جاتی ہے اور نہ ہی قبول ہوتی ہے پس نماز ان کی محبت ہے!

حاشیہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جیسا کہ خزاز قمی نے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِه

(زخرف آیت ۲۸)

ترجمہ: (اور اس نے اسے اپنی اولاد میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا۔)

تو آپؐ نے فرمایا:

جعل الامامة فی عقب الحسین یخرج من صلبه تسعة من الائمة و منهم مهدی هذه الامة ثم قال لو ان رجلا صفن بین الرکن و المقام ثم لقی الله مبغضا لاهل بیتی دخل النار

(اللہ نے حسینؑ کی اولاد میں امامت کو قرار دیا۔ اُس کی صلب سے نو آئمہؑ ہوں گے جن میں سے ایک اس امت کا مہدی ہوگا پھر فرمایا: اگر کوئی شخص رکن اور مقام کے درمیان اللہ کی عبادت کرتا رہے پھر اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ میری اہل بیت سے بغض رکھتا ہو تو وہ جہنم میں جائے گا۔) (کفایۃ الاثرص ۸۷)

خطیب بغدادی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک روایت تحریر کی ہے:

آپؐ نے فرمایا: لو ان عبدا عبدالله بین الرکن و المقام الف عام الف عام حتی یکون کالشن البالی و لقی الله مبغضا لال محمد اکبه الله علی منخریه فی نار جهنم

(اگر کوئی عابد رکن اور مقام کے درمیان اللہ تعالیٰ کی ہزار سال عبادت کرے یہاں تک کہ اس کا جسم سوکھ جائے اور وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ آل محمد سے بغض رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اُسے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔) (تاریخ بغداد ۱۳ ص ۱۲۲ نمبر ۷۱۰۶)

پھر فرمایا: وَ مِمَّا رَزَقْنَا هُمْ يُنْفِقُوْنَ (اور وہ ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں) حقیقی خرچہ مومنوں کو فضائل آل محمد کی تعلیم دینا ہے اور ان کے مناقب کا اظہار کرنا۔ (سورہ بقرہ آیت ۳)



پھر فرمایا: وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (جو اُس پر ایمان لے آئے جن کو ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے) یعنی جو تیری طرف علیؑ کے بارے میں نازل کیا ہے اُس پر ایمان لے آئیں!

وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

(جو تجھ سے پہلوں پر نازل کیا گیا) علیؑ کے بارے میں کہ وہ امیر المومنینؑ قائد الغر المحجلین ہے۔

پھر فرمایا: وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (وہ آخرت کا یقین رکھتے ہیں) (سورہ بقرہ آیت ۴)

یعنی وہ تصدیق کرتے ہیں کہ آخرت کا معاملہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے! پھر فرمایا...... وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں) (سورہ بقرہ آیت ۵) یعنی اس دین پر ہیں! (تفسیر صافی ۴ ص ۱۳۹) ابن عباسؓ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (بقرہ آیت ۴)......قال : ان الله تعالی لم ینزل کتا با الا و فیه التوحید و الاقرار بمحمد و الاعتراف بولایة علی باللسان لم ینفع مالم یعتقد بها قلبه فقال تو بیخالهم: یقولون بالسنتهم ما لیس فی قلوبهم.

(جو اُس پر ایمان لے آئے جس کو ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے اور اُس پر جو تجھ سے پہلوں پر نازل کیا گیا...... کہا: اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب

نازل نہیں کی مگر یہ کہ اُس میں توحید ہوتی تھی محمد کی نبوت کا اقرار اور علیؑ کی ولایت کا زبان کے ساتھ اعتراف ہوتا تھا البتہ زبانی اقرار قلبی اعتقاد کے بغیر بے فائدہ ہوتا ہے پس اس بات کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا: وَ اَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَالَا یَفْعَلُوْنَ (وہ زبانوں سے کہتے ہیں جو وہ (دلوں) سے نہیں کرتے)

(سورۂ شعراء ایت ۲۲۶)

اور فرمایا: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ ...... یُخَادِعُوْنَ اللّٰہَ!
(لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر آخرت کے دن پر ایمان لے آئے حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں...... وہ اللہ کو دھوکا دیتے ہیں) (سورہ بقرہ آیت ۸/۹)

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں غدیر خم کے دن اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور مہاجرین و انصار سے بیعت لی اور حضرت عمر نے کہا: اے علیؑ تجھے مبارک باد ہو کہ تو میرا اور ہر مومن مومنہ کا مولا بن گیا ہے پھر متفرق ہو گئے۔

حاشیہ: حدیث ثقلین اور حدیث غدیر!

یہ حدیث مشہور ہے اور تواتر کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوئی ہے!

اسے حفاظ اور آئمہ حدیث نے صحاح اور مسانید سنن اور معاجم میں تحریر کیا ہے بلکہ سیرت اور تاریخ اور حالات زندگی کی کتابوں میں تحریر کیا



ہے۔ بہت زیادہ صحیح طریق سے بیس اور چند صحابیوں سے روایت ہوئی ہے جو یہ ہیں:

۱۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام
۲۔ زید بن ارقم
۳۔ ابو سعید خدری
۴۔ جابر بن عبداللہ
۵۔ جبیر بن مطعم
۶۔ حزیفہ بن اسید
۷۔ خزیمہ بن ثابت
۸۔ زید بن ثابت
۹۔ سہل بن سعد
۱۰۔ ضمرۃ الاسلمی
۱۱۔ عامر بن لیلی الغفاری
۱۲۔ عبدالرحمٰن بن عوف
۱۳۔ عبداللہ بن عباس
۱۴۔ عبداللہ بن عمر
۱۵۔ عبداللہ بن حطب
۱۶۔ عدی بن حاتم
۱۷۔ عقبہ بن عامر
۱۸۔ ابوذر غفاری

۱۹۔ ابورافع

۲۰۔ ابوشریح خزاعی

۲۱۔ ابوقدامہ انصاری

۲۲۔ ابوہریرہ

۲۳۔ عمار بن یاسر

۲۴۔ ام سلمہ

۲۵۔ ام ھانی اور بہت زیادہ قریش کے لوگوں نے اِسے روایت کیا ہے۔

بیہقی نے خصائص علی علیہ السلام میں اِسے ص ۹۶ میں تحریر کیا ہے۔
مسلم نے صحیح مسلم باب فضائل علی نمبر ۳۴۰۸ پر تحریر کیا ہے۔ مسند احمد ۳ ص ۱۷، ۴، ص ۳۶۶، عبد بن حمید نے اپنی مسند نمبر ۲۶۵ ابن ابی شیبہ۔ ابن سعد، احمد، ابو یعلی نے ابوسعید سے اور ان سے جمع الجوامع اور کنز العمال میں روایت ہوئی ہے۔

اسے اسحاق بن راھویہ نے اپنی صحیح میں، اس سے حافظ ابن حجر نے المطالب العالیہ ۶ ص ۶۵ نمبر ۱۸۷۳ میں روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔

اتحاف السادہ میں بوصیری نے اِس سے روایت کو وارد کیا ہے اور کہا ہے: اسے اسحاق نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے!

ابن حزیمہ نے صحیح میں، دارمی نے سنن ۲ ص ۳۱۰ نمبر ۲۳۱۹، ابوداود نے سنن میں اور اس سے سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص ص ۳۲۴ میں روایت کی ہے۔



مطالب السؤول ابن طلحہ شافعی ۱ ص ۸۰: اس حدیث کو تحریر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے جسے خم غدیر کہتے ہیں اُس دن کو غدیر خم کا دن کہا جاتا ہے اسے علی علیہ السلام نے اپنے شعر میں ذکر کیا ہے وہ دن عید کا دن قرار پایا ہے کیونکہ اُس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو بلند مقام پر فائز فرمایا اور دوسرے لوگوں کی نسبت اُسے شرف اور بزرگی بخشی۔

مسند ابواعوانہ، الصراط السوی شیخانی سے روایت کی ہے۔

بزاز نے ام ھانی سے روایت کی ہے اور اِس سے وسیلۃ المآل میں روایت ہوئی ہے۔

کتاب السنہ ابن ابی عاصم ص ۶۲۹ نمبر ۱۶۵۱، ص ۶۳۰ نمبر ۱۰۰۰!

تاریخ یعقوبی ۲ ص ۱۱۲، انساب الاشراف بلاذری نے حضرت علی علیہ السلام کے حالات کے ضمن میں نمبر ۴۸ میں تحریر کیا ہے۔

اسے حافظ نسوی صاحب المسند نے حذیفہ بن اُسید کی اسناد سے اور اس کے طریق سے اسے حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء ۱ ص ۳۵۵ میں تحریر کیا ہے۔

المعرفۃ والتاریخ فسوی ۱ ص ۵۳۶

ابن راھویہ، ابن جریر، ابن ابی عاصم، محاملی نے امالی میں تحریر کیا ہے اور اِسے صحیح قرار دیا ہے اور ان سے جمع الجوامع میں ۲ ص ۶۶ کنز العمال ۱۳ نمبر ۱ ۳۶۴۴ میں روایت ہوئی ہے۔

اسے ابن جریر طبری، دولابی نے الذریۃ الطاہرۃ میں اور حکیم ترمذی نے

نوادر الاصول میں تحریر کیا ہے۔

اسے حافظ طبرانی نے المعجم الکبیر میں حاکم نے مستدرک الصحیحین ۳ص ۱۰۹ میں تین طریق سے نقل کیا ہے اور کہا ہے: یہ حدیث شیخین کی شرط پر ہے اور اس کا ذھبی نے اقرار کیا ہے، خطیب نے تاریخ خطیب ۸ص ۴۴۸ میں۔ ابن مغازلی نے مناقب امیر المومنین علیہ السلام نمبر ۲۳، ۲۸۴ میں خطیب خوارزمی نے مناقب ص۹۳ میں حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں امام علی علیہ السلام کے حالات میں ص ۵۴۷ روایت کیا ہے طول نہ ہو جائے اسی پر اکتفا کرتے ہیں!

میثاق کی ان پر تاکید ہوئی اور ان کے دل اس کے خلاف تھے اس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے ذکر کیا اور کہا: يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا (وہ اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکا دیتے ہیں) کیونکہ ان میں سے ہر ایک کہتا تھا ہم اس بیعت سے نجات اور کامیابی کی امید رکھتے ہیں!

(تفسیر صافی ۱ص ۹۶، سورہ بقرہ آیت ۹)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خبر دی کہ: فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ (ان کے دلوں میں مرض ہے) علی علیہ السلام کی بیعت کی بابت مریض ہیں وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (ان کے لئے دردناک عذاب ہے) (سورہ بقرہ آیت ۱۰) کیونکہ وہ تیرے بعد علیؑ کی مخالفت کریں گے اور اُس کا حق اُس سے چھین لیں گے۔

(تفسیر عسکری ص ۱۱۷، البیان ۳ص ۵۵۱، تاویل الایات ۱ص ۳۷)

اس لئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ظاہر کو قبول



کیا اور ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ پہ چھوڑا پس جبرائیل آیا اور اُس نے بتایا کہ ان کے دلوں میں کیا ہے، انہیں رسول خدا نے فرمایا:

**ایتها الجماعة اعلموا انکم ان اطعتم علیا سعدتم و ان عصیتموه شقیتم**

(اے جماعت جان لو اگر تم علیؑ کی اطاعت کرو گے تو سعادت مند رہو گے اور اگر علی کی نافرمانی کرو گے تو بدبخت ہو جاؤ گے۔)

پھر فرمایا:

**یا علی لا یغرک تمرد الجاهلین علیک فان الله قد امر السماوات والارض والجبال والبحار ان تطیعک فیما اردت فلا یحزنک تمرد الجاهلین و کانهم بالدنیا و قد انقضت و بالاخرة قد أتت**

(اے علیؑ جاہلوں کی تجھ پر سرکشی اور ان کی نافرمانی تجھے پریشان نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین، پہاڑ اور سمندروں کو تیری اطاعت کا حکم دیا ہے تو جو چاہے گا وہ کریں گے پس تجھے جاہلوں کی نافرمانی غمگین نہ کرے گویا وہ دُنیا کے ساتھ ہیں حالانکہ اُس کی مدت ختم ہوگئی ہے اور آخرت کے ساتھ ہیں اور وہ آنے والی ہے۔)

حاشیہ: تفسیر العسکری ص ۱۱۷، التبیان ۳ص ۵۵۱، تاویل الایات ۱ص ۳۷!

یہ حدیث تفسیر امام عسکریؑ میں یوں وارد ہوئی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جماعت کو حکم دیا کہ وہ نکلیں اور یہ وہ لوگ تھے جو علیؑ کے امر میں ساتھ تھے اور اس کی مخالفت پر موافقت رکھتے

تھے! مدینہ کے ایک پہاڑ کے قریب آئے تو آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! خداوند نے انہیں تیری نصرت اور مدد اور خدمت اور فرمانبرداری کا حکم دیا ہے اگر تیری فرمانبرداری کریں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے اس سے وہ جنت میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے اور اگر تیری مخالفت کریں تو یہ ان کے لئے اچھا نہیں ہوگا اس سے وہ جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے اور عذاب پائیں گے۔ پھر آپؐ نے اُس جماعت سے کہا: جان لو اگر تم نے علیؑ کی اطاعت کی تو سعادت مند ہو جاؤ گے اور اگر تم نے اس کی مخالفت کی تو بدبخت ہو جاؤ گے' اللہ تعالیٰ اُسے تم سے بے نیاز کر دے گا بہ سبب اُس کے جسے تم عنقریب دیکھو گے اور اُس کی وجہ سے جسے عنقریب تم دیکھو گے!

پھر آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! بحق محمدؐ و آلہ الطیبین اپنے پروردگار سے مانگ کیونکہ تو محمدؐ کے بعد ان کا سردار ہے...... مانگ کہ: وہ اس پہاڑ کو اُس صورت میں تبدیل کر دے جس میں تو چاہتا ہے۔ پس اُس نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اور وہ پہاڑ چاندی کا ہو گیا۔ اس کے بعد اُسے پہاڑ سے آواز آئی۔ یا علیؑ یا وصی رسول رَبِ العالمین اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپؑ کے لئے بنایا ہے اگر آپؑ چاہئیں تو ہمیں اپنے امر میں خرچ کر سکتے ہیں۔ جب آپؑ ہمیں حکم دیں گے تو ہم قبول کریں گے تا کہ ہم پر آپؑ کا حکم چلے اور ہم پر آپؑ کا فیصلہ جاری ہو!

(تفسیر امام عسکریؑ ص ۱۱۶' تاویل الایات ا ص ۳۷ ص ۳۸' مدینۃ المعاجز ا ص ۳۶ ۴۳۶ بحار الانوار ۳۷' ۱۴۴ ۳۴' تفسیر کنز الدقائق ا ص ۱۲۷)

پھر اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی محبت کو اپنی ہدایت قرار دیا اور فرمایا:



فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ

(پس جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا) یعنی علی کی محبت!

فَلَایَضِلُّ (فِی الدُّنیَا) وَلَایَشْقٰی (فِی الْاٰخِرَۃِ) (وہ دنیا میں گمراہ نہیں ہوگا اور آخرت میں بدبخت نہیں ہوگا۔) (سورہ طہٰ آیت ۱۲۳)

حاشیہ: محمد بن عباس نے کہا ہے: ہمیں محمد بن ہمام نے خبر دی: محمد بن اسماعیل علوی سے' عیسیٰ بن داود نجار سے' ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے مروی ہے۔ امامؑ نے اپنے باپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا:

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَیَ فَلَایَضِلُّ وَلَایَشْقٰی (طہٰ آیت ۱۲۳)

انہوں نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! ہدایت خدا کی پیروی کرو ہدایت پا جاؤ گے اور رُشد پا جاؤ گے۔ وہ میری ہدایت ہے اور میری ہدایت علیؑ بن ابی طالبؑ کی ہدایت ہے جو میری ہدایت کی میری زندگی میں پیروی کرے گا اور میرے مرنے کے بعد میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ میری ہدایت کی پیروی کرے گا اور جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی پیروی کرے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ ہی بدبخت ہوگا۔ (تاویل الایات ا ص ۳۲۰ نمبر ۱۹' بحار الانوار ۳۶ ص ۱۴۹ ح ۳۰' کنز الفوائد سے روایت ہوئی ہے۔

حاشیہ: مناقب ال ابی طالب ۳ ص ۲۰۷' بحار الانوار ۲۴ ص ۵۲ حدیث ۴۔

یہ بہت زیادہ احادیث کا مصداق ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ دیلمی نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہے۔ رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حب علی براء ة من النار

(علی کی محبت جہنم سے بچاتی ہے)

(فردوس الاخبار ۲ ص ۱۴۲، نہج الایمان ص ۴۵۲)

۲۔ خطیب بغدادی نے ابن عباس سے روایت کی ہے: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ کیا جہنم سے بچ کر گزر جانے کے لئے کوئی شے ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، میں نے عرض کی وہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: حُبُّ عَلِّیِ ابْنِ اَبِی طَالِب (علی بن ابی طالب کی محبت) (تاریخ بغداد ۳ ص ۱۶۱، نہج الایمان ص ۵۰۵)

۳۔ علامہ حلی نے ابن عباس سے روایت کی ہے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے وصیت کریں؟ آپؐ نے فرمایا: علیک بمودة علی بن ابی طالب (تمہیں چاہیئے کہ علی بن ابی طالب کی مودت اختیار کریں۔)

والذی بعثنی بالحق نبیا ان اللہ لا یقبل من عبد حسنة حتی یسأله عن حب علی بن ابی طالب وهو تعالی اعلم فان جاءه بولایته قبل عمله علی ما کان فیه و ان لم یأته بولاته لم یساله عن شئی و امر به الی النار

(مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنایا اللہ تعالیٰ کسی بندے کی نیکی کو قبول نہیں کرتا مگر پہلے علی بن ابی طالبؑ کی محبت کا سوال کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اُسے زیادہ جانتا ہے اگر اُس کے پاس ولایت علیؑ ہوتو اُس کے کئے ہوئے عملوں کو قبول کر لیتا ہے اور اگر اُس کے پاس ولایت



علیؑ نہ ہوتو اُس سے کسی شے کا سوال نہیں کرتا اور اُسے جہنم کی طرف حکم دے دیتا ہے)

(کشف الیقین ص ۴۶۴ تاویل الایات ا ص ۲۷۷)

ابن شہر آشوب نے ان اشعار کو نقل کیا ہے:

ولا ینجی من الرحمن شئی
ومن هول القیامة والحساب
ومن نار تلهب فی جحیم
سوی حب الامام ابی تراب
شفیع الخلق فی یوم التلاقی
هو المنعوت فی آی الکتاب

(کوئی شے اللہ تعالیٰ سے بچ نہیں سکتی۔ قیامت اور حساب سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ جہنم اور اُس کے شعلوں سے بچنے والی نہیں ہے سوائے ابو ترابؑ امام کی محبت کہ وہی جہنم سے بچا سکتی ہے وہ قیامت کے دن سب مخلوق کی شفاعت کریں گے وہ وہی ہیں جن کی قرآن مجید کی آیتوں میں صفات بیان ہوئی ہیں۔)

پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنا ذکر قرار دیا اور فرمایا:

بَلْ اَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ (بلکہ ہم نے ان کو ان کا ذکر دیا ہے)

یعنی علی بن ابی طالب علیہ السلام!

فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُوْنَ

(پس وہ ان کے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں)

یعنی انہوں نے اُس سے اعراض کیا اور اُس کے علاوہ دوسروں کی پیروی کی۔ (سورہ المومنون آیت ۷۱)

حاشیہ: وہ اُن دو فریق میں سے ایک ہے کہ جن کا وصف حضرت علی علیہ السلام سے مروی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں ہے!

مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجھ میں عیسیٰؑ کی مثال موجود ہے جس سے یہودیوں نے بغض کیا یہاں تک کہ اُس کی والدہ پر بہتان لگایا۔ عیسائیوں نے محبت کی یہاں تک کہ اُسے اس مقام پر لے گئے جو اس کا نہیں تھا پھر فرمایا: میری بابت دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے محبت میں افراط (حد سے بڑھ جانے) والے وہ میرے بارے میں وہ باتیں بیان کریں جو مجھ میں نہیں ہیں اور بغض رکھنے والے جو میری شان گھٹانے کے لئے مجھ پر الزام لگائیں گے۔ مسند احمد ا ص ۱۶۰، کتاب السنہ ص ۴۶۳ ص ۹۸۷ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ۸ ص ۱۱۲، نظم درالسمطین ص ۱۰۴)

پھر اللہ تعالیٰ اُسے نجات اور حیات قرار دیا اور فرمایا:

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتَابًا فِیْهِ ذِکْرُکُمْ

(البتہ تحقیق ہم نے تمہاری طرف کتاب کو نازل کیا جس میں تمہارا ذکر ہے) (سورہ انبیاء آیت ۱۰)

یعنی اُس میں تمہاری آزادی اور نجات ہے جو محبت علی علیہ السلام ہے!

حاشیہ: تاویل الآیات ا ص ۳۲۵ ح ۵ بحار الانوار ۲۳ ص ۱۸۶ ح ۵۷

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے کی گئی ہے۔



آپؐ نے فرمایا: من اراد النجاة غدا فلیا خذه بحجزة هذا الانزع

(جو نجات چاہتا ہے وہ اس انزع (علی) کے دامن کو پکڑے۔)

(علل الشرائع ا ص ۱۵۹، معانی الاخبار ص ۶۳ ح ۱۱)

طبرانی نے فاطمہ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ہمارے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفہ کی شام کو تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ فخر مباہات کر رہا ہے اور تم سب کے لئے عمومی طور پر اور علیؑ کے لئے خصوصی طور پر مغفرت کو رکھ دیا ہے اور میں اسے تم تک پہنچانے آیا ہوں اس میں قرابت کو دخل نہیں ہے۔ یہ جبرائیل آیا ہے اور اس نے مجھے خبر دی ہے کہ:

ان السعید حق السعیر من احب علیا فی حیاته و بعد موته و ان الشقی کل الشقی من ابغض علیا فی حیاته و بعد موته

(حقیقی سعادت مند وہ ہے جو علیؑ سے اس کی زندگی اور مرنے کے بعد میں محبت کرے گا حقیقی بدبخت وہ ہے جو علیؑ سے اس کی زندگی اور مرنے کے بعد میں بغض رکھے گا)

(المعجم الکبیر ۲۲ ص ۴۱۵ مناقب خوارزمی ۷۹ ص ۶۲)

پھر خداوند نے حضرت علی علیہ السلام سے اعراض (منہ پھیرنے والے) کو کافر کا نام دیا ہے چنانچہ فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا۔

(جنہوں نے کفر اختیار کیا) یعنی علی کی ولایت کا انکار کیا!

سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ أَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ (بقرہ ٥)

(ان کے لئے برابر ہے تو انہیں ڈرایا نہ ڈرا وہ ایمان نہیں لائیں گے) یعنی علی کی ولایت پر ایمان نہیں لائیں گے۔

(سورہ بقرہ آیت ٦)

حاشیہ:

تفسیر الامام العسکریؑ ص ۹۱، علی ابن ابراہیم ص ۵۱ وَسَوَاءٌ عَلَيۡهِمۡ فِی اِمَامٍ فِی اِمَامٍ مُّبِیۡن کے ضمن میں کہا یعنی کتاب مبین میں ہے اور وہ محکم ہے ابن عباسؓ نے امیر المومنین علیہ السلام سے ذکر کیا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں امام مبین ہوں حق اور باطل کی تمیز بیان کرتا ہوں اور یہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ میں پایا ہے اور یہ محکم ہے۔ (تفسیر قمی ۲ ص ۲۱۲، تفسیر کنز الدقائق ۱ ص ۱۰۱ تاویل الآیات ۱ ص ۳۴ ح ۶، شرح الاخبار ۱ ص ۲۴، ۲ ص ۲۵۴، ۲ ص ۱۶۱ ح ۴۹۴ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی بابت اللہ تعالیٰ کے ارادہ کو بیان کیا اور ان کے ساتھ جھگڑنے والوں کے بارے میں فرمایا:

لا یحبک الامومن ولا یبغضک الامنافق، من احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی و حبیبی حبیب اللہ و بغیضی بغیض اللہ و ویل لمن ابغضک بعدی

(تجھ سے صرف مومن محبت کرتا ہے اور تجھ سے صرف منافق بغض رکھتا



ہے، جو تجھ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور جو تجھ سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے، میرا دوست اللہ کا دوست ہے اور جو مجھ سے بغض رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بغض رکھتا ہے اور میرے بعد جو تجھ سے بغض رکھے اُس کے لئے ویل اور ہلاکت ہوگی۔)

(المعجم الاوسط طبرانی ۵ ص ۸۷)

ابن ابی الحدید نے کہا: مدینہ کے منافق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپؐ کی تلوار کے خوف سے اذیت دینے سے باز رہتے تھے کیونکہ آپ صاحب حیثیت، لشکر والے تھے آپ کا فرمان جاری اور امر کی اطاعت ہوتی تھی انہیں خون بہائے جانے کا خوف تھا پس وہ آپؐ سے بچتے تھے جس کی وجہ سے بغض کے اظہار سے باز تھے........ لہٰذا انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے بغض اور دشمنی کا اظہار کیا تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں فرمایا جو صحاح ستہ میں موجود ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

لا یحبک الامومن ولا یبغضک الامنافق

تم سے صرف مومن محبت کرتا ہے اور تم سے صرف منافق بغض رکھتا ہے۔ اکثر صحابہ نے بھی فرمایا جیسا کہ محدثین کے درمیان مشہور خبر میں ہے:

ما کنا نعرف المنافقین الا ببغض علی ابن ابی طالب

(ہم منافقوں کو صرف علیؑ بن ابی طالبؑ کے بغض کے ذریعہ سے پہچانتے تھے)

(شرح نہج البلاغہ ۱۳ ص ۲۵۱)

جو لوگ حضرت علی علیہ السلام کی محبت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں

انہیں خداوند نے کہا کہ ان کے کان ہیں اور نہ ہی آنکھیں چنانچہ فرمایا:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

(اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے) کہ اب ان کے دلوں میں علی علیہ السلام کی محبت داخل نہیں ہوسکتی اور نہ ہی ان کے دلوں میں اس کی ولایت کا نور چمک سکتا ہے۔ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ (اور ان کے کانوں پر) مہر لگ گئی ہے وہ اُس کے فضائل کو کان لگا کر سننے ہی نہیں ہیں۔

وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

(اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے) کہ کوئی اس کے فضائل کو بیان کرے اور وہ اسے ملاحظہ کریں یا کسی ایسی کتاب کو دیکھیں جس میں اس کے فضائل ہوں اُسے پڑھیں وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے) (سورہ بقرہ آیت ۷)

ان کے لئے اس سے بہت بڑا عذاب ہے کہ انہوں نے علی علیہ السلام کی ولایت کو ترک کر دیا ہے۔

حاشیہ:

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

آج رات تم میں سے کس شخص نے اپنی جان کے ذریعہ کسی مومن شخص کی جان بچائی ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے اپنی جان کے ذریعہ ثابت بن قیس بن شماس انصاری کی جان بچائی ہے!



رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے مومن بھائیوں کو واقعہ بتاؤ اور منافق کے نام سے پردہ چاک نہ کرنا اللہ تعالیٰ نے تمہیں اُسی کے شر سے بچالیا ہے اور اُسے توبہ کی مہلت دے دی ہے ہوسکتا ہے وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا: میں بنی فلاں میں جارہا تھا جو مدینہ کے پچھواڑے رہتے ہیں اور میرے سامنے...... مجھ سے دور...... ثابت بن قیس تھا! وہ گہرے اور دو پتن والے عادی کنویں کے پاس پہنچا تو وہاں ایک منافق کو پایا وہ اُسے کنویں میں پھینکنے لگا ثابت رکا اور پھر واپس ہوا اُس شخص کو میرا شعور نہ ہوا اور میں اُس تک پہنچ گیا اُس وقت ثابت کنویں میں گر رہا تھا میں نے مناسب نہ جانا کہ منافق کے پیچھے جاؤں اور ثابت گہرائی میں گر کر ہلاک نہ ہوجائے میں اُسے پکڑنے کے لئے کنویں میں کود گیا میں اُس سے پہلے کنویں کے پتن پر جا پہنچا!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو کیسے اُس سے پہلے نہ پہنچتا کیونکہ تو اُس سے زیادہ تیز ہے؟ اگر تجھ میں تیزی نہ ہوتی مگر یہ کہ تیرے اندر اولین وآخرین کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا کیا اور اُس نے تجھے دے دیا ہے تو تیرا حق یہ تھا کہ تو ہر شے سے تیز ہوتا! اب تیری حالت اور ثابت کی حالت کیسے ایک جیسی ہوسکتی ہے!؟

حضرت علی علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ! کنویں کے پتن پر پہنچا اور وہاں کھڑا ہوگیا یہ میرے لئے آسان تھا اور میرے قدموں کے لئے خفیف تھا جو آہستہ آہستہ سے لگ رہے تھے پھر اتنے میں ثابت نیچے آیا اور وہ میرے

ہاتھوں پر آ گیا' مجھے خوف لاحق ہوا کہ گرتے وقت مجھے یا اُسے کوئی نقصان نہ پہنچ جائے لیکن ریحان کے پھول کی طرح وہ میرے ہاتھوں پر آیا' اس کے بعد میں نے منافق کو دیکھا اُس کے ساتھ دو اور بھی آ گئے اُس نے انہیں کہا: ہم نے ایک کو مارنا چاہا اور یہ دو ہو گئے ہیں وہ دو من وزن کا پتھر اُٹھا لائے اور ہماری طرف پھینکا مجھے ثابت کی بابت خوف پیدا ہوا کہ کہیں اُسے پتھر لگ نہ جائے' میں نے اُسے بچا لیا اور اپنا سر سینے کی طرف کیا وہ پتھر میرے سر کے پیچھے کی طرف گرا' گرمی کے موسم میں جتنی دیر آرام کیا جاتا ہے اتنی دیر کے بعد وہ پھر تین من کے وزن کا پتھر اُٹھا لائے اور ہماری طرف پھینک دیا میں ثابت پر جھکا اور وہ میرے پیچھے کی طرف گرا ایسا محسوس ہوا جیسے سخت گرمی میں میرے سر اور جسم پر پانی گرا ہو!

پھر تیسرا پتھر اُٹھا کر لائے جس کا وزن پانچ من تھا اور اُسے زمین پر گھسیٹے ہوئے لائے وہ اُسے اٹھانے کی قدرت نہ رکھتے تھے انہوں نے اُسے ہمارے اوپر پھینک دیا میں ثابت پر جھکا وہ میرے سر اور پشت کے پیچھے کی طرف گرا وہ نرم کپڑے کی طرح محسوس ہوا پھر میں نے انہیں کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے!

اگر ابن ابی طالب اور ابن قیس کے ہاں ایک لاکھ روح نہ ہوتی تو ان پتھروں میں سے ایک کی مصیبت سے بھی نہ بچتے!

یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُن کے شر سے بچا لیا' اُدھر اللہ تعالیٰ نے کنویں کے گلے کو نیچے آنے اور پتن کو اوپر آنے کا اذن دیا انہوں نے تعمیل امر کی اور ہم اُس سے باہر آ گئے آپؑ نے فرمایا: اے ابو الحسنؑ



'بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے میں تیرے لئے فضائل اور ثواب کو واجب قرار دیا ہے جس کی کوئی اور معرفت نہیں رکھتا' ایک منادی قیامت کے دن ندا دے گا۔

این محبو علی بن ابی طالب؟

(علی بن ابی طالبؑ کے محبؑ کہاں ہیں!)

یہ سن کر نیک لوگوں کی ایک جماعت کھڑی ہو جائے گی' انہیں کہا جائے گا:

میدان محشر میں موجود جس کا چاہو ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔

کم از کم ان کی شفاعت سے نجات پانے والے ہزار ہزار لوگ ہوں گے!

پھر منادی ندا دے گا: این البقية من محبی علی ابن ابی طالب؟

(علی ابن ابی طالبؑ کے محبوں میں سے باقی کہاں ہیں؟!)

کچھ لوگ کھڑے ہوں گے...... انہیں کہا جائے گا: اللہ تعالیٰ سے جس شے کی چاہو آرزو کرو پس وہ آرزو کریں گے اور ان کی آرزو پوری کر دی جائے گی۔ پھر انہیں ہزار گنا زیادہ دیا جائے گا۔

پھر منادی ندا دے گا: علی ابن ابی طالبؑ کے محبوں میں سے بقیہ کہاں ہیں؟ ایسے لوگ کھڑے ہوں گے جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہوا ہو گا اور اپنے نفسوں پر تجاوز کیا ہوا ہو گا۔

پھر کہا جائے گا: علی بن ابی طالب سے بغض رکھنے والے کہاں ہیں؟

ایک کثیر تعداد لوگ آئیں گے اور بہت زیادہ مقدار میں لوگ آئیں

گے؟

انہیں کہا جائے گا: ان میں سے ہزار کو ایک محبّ علی ابن ابی طالبؑ پر فدا قرار دیا جائے تا کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ تیرے محبوں کو نجات دے گا اور تیرے دشمنوں کو ان پر فدیہ قرار دے گا۔

**قال صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہذا الافضل الاکرم محبه محب اللّٰہ و محب رسوله و مبغضه مبغض اللّٰہ و مبغض رسوله هم خیار خلق اللّٰہ من امة محمد!**

آپؐ نے فرمایا: یہ افضل واکرم ہے۔

اس کا دوست اللہ تعالیٰ کا دوست ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست ہے، اس کا مبغض اللہ ورسول سے بغض رکھنے والا ہے، یہ امت محمدیہ میں سے خلق خدا میں بہترین لوگ ہیں)

آپؐ نے علیؑ سے فرمایا: دیکھو پس اُس نے عبداللہ بن ابی اور سات یہودیوں کی طرف دیکھا اور کہا: تو نے مشاہدہ کیا (خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ عَلٰى سَمْعِهِمْ وَ عَلٰى اَبْصَارِهِمْ)

اس لئے خداوند نے فرمایا:

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ......

انہیں فرشتے دیکھتے ہیں اور پہچان لیتے ہیں، انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے ہیں اور ان کے بعد بہترین خلق خدا علی بن ابی طالبؑ انہیں دیکھتے ہیں!

(تفسیر امام حسن عسکری صفحہ ۱۰۸، ۱۱، ۵۷، تفسیر صافی ص ۹۹، تفسیر کنز



الدقائق ص ۱۰۹) پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت نہ رکھنے والوں کو مفسد (فسادی) کا نام دیا ہے اور فرمایا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

(جب انہیں کہا جاتا ہے کہ فساد نہ پھیلاؤ)

بدعتوں کو ایجاد نہ کرو اور دین میں رد و بدل نہ کرو! (سورہ بقرہ آیت ۱۱)

حاشیہ: تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے:

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ

جب غدیر والی بیعت توڑنے والوں سے کہا جاتا ہے لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ (زمین میں فساد نہ پھیلاؤ!) اللہ تعالیٰ کے مستضعف بندوں کی بیعت توڑنے کا اظہار نہ کرو وہ دین میں پریشان اور اپنے مذاہب میں حیران رہیں گے۔ (تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ص ۱۱۸ صفحہ ۶۱، تفسیر آصفی ا ص ۱۵، تاویل الآیات ا ص ۳۹ ایجاد الانوار ۲۷ ص ۱۴۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: اس...... بصرہ کے لوگوں نے قتال نہیں کیا مگر اس آیت کے ساتھ کیا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے بصرہ کے دن پڑھا:

وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ (توبہ ۱۲)

(اگر وہ اپنے عہد کے بعد اُسے توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زنی کریں تو کافر راہنماؤں سے جنگ کرو کہ ان کا کوئی ایمان نہ ہے تا کہ وہ

باز آ جائیں۔)

پھر کہا: لقد عهد الی رسول الله و قال : (رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا اور فرمایا: یا علی!

لتقاتلن الفئة الناكثة والفئة الباغية والفرقة المارقة انهم لا ايمان لهم لعلهم ينتهون

(تو ضرور بیعت توڑنے والوں' باغیوں اور خارجیوں سے جنگ کرے گا ان کے پاس ایمان نہیں ہوگا تا کہ وہ باز آ جائیں۔)

(مناقب ال ابی طالب ۲ ص ۳۳۴' بحار الانوار ۳۲ ص ۲۸۳' ۲۳۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حضرت علی علیہ السلام کی محبت کے ذریعہ تقرب کا کہا پس فرمایا:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ (۲۱ بقرہ)

(اے لوگوں اپنے اُس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا۔)

یعنی گواہی دو کہ:

لا اله الا الله وحده لا شريك له و ان محمدا عبده ورسوله و ان عليا افضل آل محمد و ان اصحاب محمد افضل النبيين و ان امة محمد افضل امم النبيين

(سوائے خداوند کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اُس کے عبد اور رسول ہیں اور علیؑ آل محمدؐ میں سب سے افضل ہیں اور اصحاب محمدؐ سارے نبیوں کے اصحاب سے افضل ہیں اور امت محمدؐ سارے نبیوں کی امتوں سے افضل ہے۔)



حاشیہ: تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں اس آیت کے ضمن میں ہے۔

اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ (بقرہ ۲۱)

یعنی اللہ کی یوں عبادت کرو کہ محمد اور علی ابن ابی طالب علیہم السلام کی تعظیم بجالاؤ۔ (تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ص ۱۳۹ ضمن ح ۹۰)

امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قرابت' اور ان کے سردار امیر المومنین سے لوگوں کو ان کی مودت کا حکم دیا گیا ہے لیکن لوگوں نے انہیں جس کا حکم دیا گیا تھا اُس کی مخالفت کی (مناقب ال ابی طالب ۳ ص ۳۱۴)

اصحاب میں سب سے افضل تھے حوالہ مناقب خوارزمی فصل ۹ افضل الاصحاب ص ۱۰۶) شواہد التنزیل حاکم حکانی ا ص ۱۳۴ نے مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ کے ضمن میں یہی کہا ہے شرح الاخبار قاضی نعمان ۲ ص ۲۱۸ میں صحابہ کا ذکر کرنے کے بعد کہا:

ان میں سے اور ان کے علاوہ دوسروں میں سے کسی کا علم میں پر جہاد میں اور بے نیاز ہونے ان پر میں قیاس نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ سب سے افضل ہے اس کے علاوہ بھی ان کے بہت زیادہ فضائل ہیں جن کے بارے میں قول پہلے گزر چکا ہے اور حق وہ ہے جسے آپؐ کی حق والی زبان نے فرمایا:

الصديقون ثلاثة: حزقيل مومن ال فرعون و حبيب النجار صاحب آل ياسين و علی بن ابی طالب و هو افضل

(حدیث) تین ہیں صدیق (۱) حزقیل جو آل فرعون میں مومن تھا (۲) حبیب بڑھئی جو آل یاسین میں سے ہے (۳) علی بن ابی طالبؑ جو سب سے افضل ہے۔)

(جامع صغیر ۲ ص ۱۱۵ ح ۵۱۴۸، ۵۱۴۹، شواہد التنزیل ۲ ص ۳۰۴ ح ۹۳۸، شرح نہج البلاغہ ۹ ص ۱۷۲، الدر المنثور ۵ ص ۲۶۲، مناقب خوارزمی ص ۳۱۰ ح ۳۰۷، کنز العمال ۱۱ ص ۶۰۱ ح ۳۲۸۹۸، ذخائر العقبی ص ۵۶۔ تفسیر قرطبی ۱۵ ص ۲۰)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

آسمان کی حفاظت پر حیران نہ ہوں کہ وہ زمین پر نہیں گرتا اللہ تعالیٰ تو اِس سے بڑی شے کی حفاظت کرتا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کیا چیز ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اس سے بڑی شے: محمدؐ وآل محمدؐ کے محبوں کی اطاعت کا ثواب ہے۔ (تفسیر امام حسن عسکری ص ۱۵۰، تاویل الآیات ا ص ۴۱، بحار الانوار ص ۹۹)

پھر فرمایا:

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

(اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا)

یعنی: بارش اس کے ہر قطرے کے ساتھ دو فرشتے نازل ہوتے ہیں جو اس کی مشایعت کرتے ہیں ایک فرشتہ اُسے اس کی جگہ پر رکھتا ہے پس اِس سے حیران مت ہوں کیونکہ فرشتے جو آل محمدؐ کے شیعوں کے لئے استغفار کرتے ہیں وہ تعداد میں ان سے بھی زیادہ ہوتے ہیں اس طرح فرشتے جو آل محمدؐ کے دشمنوں پر لعنت کرتے ہیں وہ تعداد میں ان سے بھی زیادہ ہوتے ہیں!

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:



فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (بقرہ ۲۲)

(اُس کے ذریعہ سے پھل نکالے جو تمہارے لئے رزق ہے۔)

کیا تم پتوں، دانوں اور گھاس کی تعداد کی کثرت کو نہیں دیکھتے؟ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ہاں ان کی تعداد کتنی زیادہ ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اس سے بھی زیادہ فرشتے ہیں جو آل محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں، کیا تم جانتے ہو کہ وہ ان کی کونسی خدمت کرتے ہیں؟

وہ نور کے طبق اُٹھا کر لاتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفے دیتے ہیں ان کے اوپر نور کے رومال ہوتے ہیں اور وہ ان کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور جو آل محمدؐ ان تحفوں میں سے اپنے شیعوں اور محبوں کو دیتے ہیں...... ان میں آل محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں ان طبقوں میں سے ہر طبق ایسی نیکیوں پر مشتمل ہوتا ہے جس کا سب سے چھوٹا حصہ بھی دنیا کے سارے اموال کے برابر نہیں ہوسکتا!

(بحار الانوار ۲۷ ص ۱۰۰، تفسیر امام حسن عسکری ص ۵۰ ص ۱۵۱ تاویل الآیات ا ص ۴۱)

پھر ان کی محبت کے ذریعہ تجارت کرنے والے کے بارے میں کہا کہ اس کی تجارت نفع بخش اور ہدایت والی ہے اور جو ان کے غیر کی محبت میں تجارت کرتا ہے وہ گمراہ اور نقصان اُٹھانے والا ہوتا ہے۔

اور فرمایا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى

(یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو خرید کیا ہے۔) یعنی انہوں نے علیؑ بن عمران کی ولایت کو فرعون وہامان کی محبت کے

عوض فروخت کر دیا ہے۔

فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (بقرہ ١٦)

(ان کی تجارت انہیں فائدہ نہیں دے گی۔) (بلکہ نقصان دے گی)

اور وہ ہدایت پانے والے نہیں ہیں۔ (بلکہ گمراہ ہیں)

(سورہ بقرہ آیت ١٦)

حاشیہ: اس پر احادیث دلالت کرتی ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جسے مفضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے کہ اسود (سیاہ فام) کو چار حبشیوں نے چادر میں لپیٹا ہوا تھا اور اُسے اس کی قبر کی طرف لے جا رہے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سیاہ فام کو میرے پاس لے آؤ، اُسے آپؐ کے سامنے رکھا گیا آپؐ نے اُس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! یہ آل نجار کا غلام رباح ہے پس حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے اسے جب بھی دیکھا قید و بند میں دیکھا؟ آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

آپؐ نے اُسے غسل دینے کا حکم جاری کیا اور اپنے کپڑے میں کفن دلوایا اور اُس کی نماز جنازہ پڑھی آپؐ نے اور مسلمانوں نے اُس کی تشیع جنازہ کی اور اُسے قبر تک لے آئے۔ لوگوں نے آسمان میں بہت زیادہ چیخ و پکار کی آوازیں سنیں۔

آپؐ نے فرمایا: ستر ہزار فرشتوں کے گروہوں نے اس کی تشیع جنازہ کی ہے اور ہر گروہ میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ خدا کی قسم۔ یہ فضیلت اُس



نے...... اے علیؑ تیری محبت کی وجہ سے پائی ہے۔

آپؐ اُس کی لحد میں اترے پھر اُس سے منہ پھیر لیا اس کے بعد اُس پر اینٹیں جوڑیں، صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ہم نے آپؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے ایک گھڑی کے لئے اُس سے منہ پھیر لیا تھا اور پھر اینٹیں جوڑیں!؟

آپؐ نے فرمایا ہاں! ولی خدا دنیا سے پیاسا گزر گیا اب اُس کی جنتی حور العین بیویاں جنت سے پانی لائی تھیں اور ولی خدا غیور ہے میں نے پسند نہیں کیا کہ اس کی بیویوں کی طرف دیکھ کر اُسے غمگین کر دوں پس میں نے اُس سے منہ پھیر لیا ہے۔

(بحار الانوار ٣٩ ص ٢٨٩ ح ٨٤)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے عہد اور میثاق کو اپنا عہد قرار دیا کیونکہ یہ ولی کا عہد رب اعلیٰ کا عہد ہے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهِ: (رعد ٢٥)

(جو پروردگار سے عہد کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں) اس سے مراد غدیر کے دن کا عہد ہے۔

حاشیہ: امام حسن عسکری علیہ السلام سے واقعہ غدیر کی بابت مروی ہے...... پھر شک کرنے والے اور زبردستی کرنے والوں نے آپس میں مل کر سازش کی کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کچھ کرنے والے ہیں تو ہم علیؑ سے اس امر کو دور کر دیں گے اور اِسے اُس کے لئے چھوڑیں گے بھی نہیں!

ان کی جانب سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادہ کو پہچان لیا حالانکہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: آپؐ نے

علیؑ کو خلق خدا میں اللہ کے نزدیک، اپنے نزدیک اور ہمارے نزدیک محبوب ترین فرد بیان کیا ہے اور اسے ہمارے لئے قرار دیا ہے کہ یہ ہمیں ظالموں سے محفوظ رکھے گا اور ہماری سیاسی زندگی میں ہمیں جابروں سے بچائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ: ان کے دلوں میں مرض ہے یہ تو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور دشمنی پر قائم ہیں اور حقدار کے حق کو اُس سے دور کرنے والے ہیں اس کی بابت اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی اور فرمایا: اے محمد!

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

(لوگوں میں سے کچھ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے۔اور یوم آخرت پر بھی) جس نے تجھے حکم دیا ہے کہ علیؑ کو اپنی امت کے لئے امام سیاسی امور چلانے والا اور ان کے امور کی تدبیر کرنے والا قرار دو۔

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (۸ بقرہ)

(حالانکہ وہ مومن نہیں ہیں) بلکہ وہ تیری اور اس کی ہلاکت کی سازشیں کر رہے ہیں وہ اپنے آپ کو علیؑ کے خلاف سازش پر تیار کر رہے ہیں مگر تو اُس کی بابت (اس امر کو) بیان کرنے والا ہے!

(بحار الانوار ۳۷ ص ۱۴۳، تفسیر امام عسکریؑ ص ۱۱۳ ح ۵۸)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

پس یہ بات متصل ہوگئی اُس کے ساتھ جو انہوں نے علی کے بارے میں سازشیں کیں اور باتیں بنائیں اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بُری تدبیریں کیں پس آپؐ نے انہیں بلایا اور ان کی



سرزنش کی اور وہ ایمان کی بابت کوشش کرنے لگے پہلے نے کہا:

یا رسول اللہ! اس بیعت کی مثل میں نے کوئی شے بہتر نہیں پائی، میں نے امید کی کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مجھے جنت میں قرار دے گا اور مجھے جنت میں بہترین اترنے والا اور سکونت کرنے والا قرار دے گا۔

دوسرے نے کہا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! مجھے جنت میں جانے اور جہنم سے چھٹکارے کا سوائے اس بیعت کے کسی شے پر بھروسہ نہیں ہے۔خدا کی قسم...... اگر میں اس بیعت کو توڑ دوں بعد اس کے کہ آپ نے مجھے جو دینا تھا دیا...... یہ بات مجھے خوش نہیں کرے گی اگر چہ میرے لئے زمین تا عرش پھلوں سے پُر اور فاخرہ جواہرات سے پُر اور بلندی ہو!

تیسرے نے کہا: یا رسول اللہ! خدا کی قسم! اس بیعت کے ذریعہ آپؐ نے مجھے خوشی اور فتح دی ہے جس سے میری رضوان پروردگار میں امیدیں پیدا ہوگئی ہیں جس کی بابت مجھے یقین ہوگیا ہے کہ اگر میرے ذمہ تمام زمین والوں کے گناہ ہوں تو وہ مجھ سے اس بیعت کی وجہ سے دور بھاگ جائیں گے اور اس نے اپنے کہے پر قسم کھائی اور کہا کہ اگر رسولؐ خدا کے ہاں کوئی پایا جائے کہ میں نے قسم کی مخالفت کی ہے تو لعنت ہو۔اس کے بعد کئی دوسرے شک کرنے والے اور جبر کرنے والے لوگوں نے اپنے بیان دیئے۔

(تفسیر قمی ۱ ص ۳۶۳، بحار الانوار ۳۷ ص ۱۴۳)

وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ

(وہ قطع کرتے ہیں اُسے جس کے وصل کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔)

(سورہ بقرہ آیت ۲۷)

یعنی: انہوں نے فاطمہؑ کو اُس کی میراث سے روک دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُس تک اس کی میراث پہنچانے کا حکم دیا تھا۔

حاشیہ: یہ امام عسکری علیہ السلام کے فرمان سے ماخوذ ہے:

اللہ تعالیٰ نے قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم دیا ہے اور وہ ان سے قطع رحمی کرتے ہیں! انہیں حکم دیا ہے کہ ان کے حقوق ادا کرو۔ سب سے افضل صلہ رحمی اور جن کا حق واجب ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں کیونکہ ان کا حق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہے جس طرح انسان کے قریبیوں کا حق اُس کے باپ اور ماں کی وجہ سے ہوتا ہے اور آپؐ کا لوگوں کے ماں باپ سے ان پر زیادہ حق ہے اس طرح آپؐ کے قریبیوں کا حق زیادہ ہے اور ان کی قطع رحمی بہت رسوا کرنے والی ہے۔
(تفسیر امام عسکری ص ۲۰۷، تاویل الایات ۱ص ۲۳۲)

لوگوں نے فاطمہؑ کو اُس کے باپ کی میراث سے محروم کیا حالانکہ انہوں نے آپؐ سے اس کی فضیلت، محبت اور ناراضگی کے بارے میں سنا ہوا تھا:

آپؐ نے فرمایا: فاطمہؑ میری امت یا مومنوں یا جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

حوالہ:

۱۔ صحیح بخاری ۵ص ۵۳ ح ۱۵۰ کتاب المناقب باب ۲۶
۲۔ صحیح مسلم ۱۶ص ۲۲۴ وص ۲۲۵ ح ۶۲۶۳ ۔ ۶۲۴۶ باب فضائل



الصحابہ
۳۔ المصنف ابن ابی شیبہ ۶ص ۳۹۳ ح ۳۲۲۸۱
۴۔ المصنف عبدالرزاق ۱۱ص ۴۳۰ ح ۲۰۹۱۹
۵۔ المنتخب من مسند عبد بن حمید ص ۲۰۵ ح ۵۹۷

آپؐ نے فرمایا: بہترین عورتیں چار ہیں: مریمؑ، خدیجہؑ، فاطمہؑ، آسیہؑ

حوالہ:

۱۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ۹ص ۵۲ ح ۶۹۱۲ انس سے مروی ہوا ہے۔
۲۔ شرح فقہ اکبر ص ۲۰۸
۳۔ مسند احمد بن حنبل ۱صفحہ ۲۹۳، ۳۲۲ط، م ص ۴۸۲، ۵۲۹ ح ۲۶۶۳ ط ب!

آپؐ نے فرمایا: افضل خواتین چار ہیں: خدیجہؑ، فاطمہؑ، مریمؑ، آسیہؑ!

حوالہ:

۱۔ در الصحابۃ شوکانی ص ۳۱۵ ص ۳۱۶
۲۔ مناقب خدیجہ ح ۱۶۔ اسے طبرانی، ابو یعلیٰ، احمد نے روایت کیا ہے اور ان کے رجال صحیح ہیں۔
۳۔ الاحسان بترتیب صحیح بن حبان ۹ص ۷۳ ح ۶۹۷۱

آپؐ نے فرمایا: تمہارے لئے عالمین کی عورتوں میں چار کافی ہیں: فاطمہؑ، خدیجہؑ، مریمؑ، آسیہؑ

حوالہ:

۱۔ المعجم الاوسط ۸ص ۲۰۷ ح ۷۶۲۴
۲۔ مسند شمس الاخبار ۱ص ۱۱۳ عن انس

۳۔ کتاب المصنف ابن ابی شیبہ ۶ ص ۳۹۳ ح ۳۲۲۸۱

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے آپؑ نے فرمایا:
اے فاطمہؑ اللہ تعالیٰ تیری ناراضگی سے ناراض اور تیری خوشی سے خوش ہوتا ہے۔ (یہ حدیث صحیح ہے) حوالہ: ا۔ المعجم الکبیر ا ص ۱۰۸ ح ۱۸۲

حضرت علی علیہ السلام کے حالات میں تحریر ہے اور اصل حاشیہ پر ہے:
یہ حدیث صحیح الاسناد ہے' اسے مختلف طریق سے علیؑ سے روایت کیا گیا ہے اسے حارثؓ نے علیؑ سے روایت کیا ہے' اور مرسلاً روایت ہوئی ہے اور یہ حدیث بہترین شے ہے جسے میں نے دیکھا ہے اور اس کی قرأت کی اسناد زیادہ صحیح ہیں' ۲۲ ص ۴۰۱ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے حالات۔

۲۔ بغیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد ۹ ص ۳۲۸ ح ۱۵۲۰۴ کتاب المناقب اس کی اسناد کی بابت کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

۳۔ تاریخ بغداد ابن بخار ۱۷ ص ۱۴۰ عثمان بن حسین کے حالات میں ہے شمارہ ۴۲۶۔

۴۔ التدوین فی اخبار قزوین ۳ ص ۱۱ باب ذال ابوذر بن رافع کے حالات!

سمہودی نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد کہا ہے پس جو شخص اولاد فاطمہؑ میں سے کسی کو اذیت دے یا اُس سے بغض رکھے گا وہ اپنے آپ کو اس بڑے خطرے میں ڈالے گا اور اس کے برابر میں جو اس سے محبت کرے گا اور عزت واحترام کرے گا وہ اس کی خوشی کو حاصل کرے گا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ (جواہر العقدین ص ۳۵۱ باب ۱۱)

سہیلی نے کہا: یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو ایسا سب کرتا ہے وہ



کفر کرتا ہے اور جو اس بی بی پر درود بھیجتا ہے وہ اس کے باپ پر درود بھیجتا ہے!

اس سے استنباط ہوا کہ اس کی اولاد اس کی مثل ہے کیونکہ وہ اس بی بی کا ٹکڑا ہیں اور شاخ کو اصل سے جدا کرنا شے کو اُس سے جدا کرنے کے مترادف ہے جو ناممکن اور محال ہے۔ کیونکہ فرع وہ ہوتی ہے جو اصل سے حاصل ہوتی ہے اور اصل سے متولد ہوکر اس کا نتیجہ بنتی ہے۔ (المواہب اللدنیہ ۲ ص ۵۳۳ مقصد ۷ فصل ۲)

حضرمی نے کہا: آپؑ کے فرمان سے واضح ہوگیا جو آپؑ نے فرمایا:
اللھم انھم منی و انا منھم (یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں)

آپؑ نے فرمایا: خلقوا من لحمی و دمی (وہ میرے گوشت اور خون سے پیدا ہوئے ہیں)

بلکہ وہ حدیث جو باب کے اول میں تحریر ہوئی ہے ان سے معلوم ہوگیا کہ جو اہل بیت اطہار میں سے کسی کو اذیت دیتا ہے وہ فاطمہ اور بی بی کے باپ کو اذیت دیتا ہے باپ بیٹی دونوں پر افضل صلوات وسلام ہوں!

وہ اذیت دینے والا اُس خطرے میں داخل ہوجاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ڈرایا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا (احزاب ۵۷)

(بے شک جو اللہ اور اُس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں ان پر لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔)

اور فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۶ توبہ)

(جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے)

آپؑ نے اپنے آپ کو سابقہ صحیح احادیث کا ہدف قرار دیا ہے کہ جس پر اللہ اور اُس کے فرشتے ناراض ہوں ان پر جنت حرام ہو جاتی ہے اس کے علاوہ دوسرے بڑے خطروں کو بھی بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ان خطرات سے محفوظ رکھے۔ (اشعۃ الصادی ص ۱۱۲)

اس کی طرف امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے جس میں آپؑ نے علیؑ سے فرمایا: یا علیؑ! اُسی نے اُن کے کفر اور فسق کے باوجود اور تیری اطاعت میں شک کرنے کے باوجود انہیں مہلت دے دی ہے...... جس نے میخوں والے کو، فرعون کو، نمرود بن کنعان کو اور خدائی دعویٰ کرنے والے سرکشوں کو مہلت دی تھی جس نے سرکشوں کے سرغنہ ابلیس جو گمراہوں کا رئیس ہے...... کو مہلت دی ہے۔ تو اور وہ فناء کے گھر کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ بقاء کے گھر کے لئے پیدا کئے گئے ہو لیکن تم ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتے ہو تیرے پروردگار کو ان کی رعایت کرنے کی چنداں ضرورت نہ ہے لیکن اُس نے ارادہ کیا ہے کہ تجھے ان پر بزرگی دے اور ان میں تیری فضلیت کو ظاہر کرے اور اگر وہ چاہے تو انہیں ہدایت دے دے کہا: قوم کے دل مریض ہو گئے جس کا انہوں نے مشاہدہ کیا اس کے علاوہ ان کے جسم اُس کے لئے اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کے لئے مریض ہو گئے اُس کے لئے



اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ان کے دلوں میں بیماری ہے) یعنی ان شک کرنے والوں کے دلوں میں مرض ہے جن سے تو نے علی علیہ السلام کی بیعت لی ہے۔ (تاویل الایات ا ص ۳۹، بحار الانوار ۳۷ ص ۱۴۶)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں کے دلوں کے بارے میں خبر دی اور فرمایا:

فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

(ان کے دلوں میں بیماری ہے۔)

یعنی ان کے دلوں میں حضرت علی علیہ السلام کے بغض کی مرض ہے۔

اُس کے بغض کی وجہ سے اللہ تعالیٰ (فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا) ان کی بیماری کو زیادہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ دل صرف ایمان کے نور ہی سے روشن ہوتا ہے اور ان کے پاس ایمان نہیں ہے پس ان کے لئے نور بھی نہیں ہے۔

حاشیہ: اس کا منبع حدیث نبوی ہے آپؐ نے فرمایا: اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله (مؤمن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) (المعجم الاوسط ۳ ص ۳۱۲، شواہد التنزیل ا ص ۴۲۲ ح ۴۵۰)

وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (ان کے لئے دردناک عذاب ہے) (سورہ بقرہ آیت ۱۰)

قیامت کے دن اُن کے لئے دردناک عذاب ہوگا بہ سبب اُس کے کہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی تکذیب کی!

حاشیہ: امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: بہ سبب اس کے کہ انہوں نے محمدؐ کو جھٹلایا اور اپنے قول میں آپؐ کی تکذیب کی: ہم بیعت وعہد پر ہیں۔

(تفسیر امام ص ۱۸۸)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ حضرت علی علیہ السلام کی پیروی کرنے والے مومنوں کو خوشخبری دے دو کہ وہ نیک اعمال بجا لانے والے ہیں اور ان کے لئے بہشت ہے پس فرمایا:

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (مومنوں کو خوشخبری دے دو)

یعنی: انہیں انزع البطین حضرت علی علیہ السلام کے ذریعہ خوشخبری دے دو!

حاشیہ: امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: خداوند کا فرمان ہے: وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی خوشخبری دے دو ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے اور انہوں نے تیری نبوت کی تصدیق کی اور انہوں نے اپنا راہنما قرار دیا۔ تیرے اقوال کی تصدیق کی، تیرے افعال کو صحیح قرار دیا اور تیرے بعد تیرے بھائی علیؑ کو امام سمجھا۔ تیرا وصی سمجھا جس پر تو راضی ہے اور اُس کی فرمانبرداری کی اور جس پر انہیں چلایا وہ اُس پر چلے وہ اُس کے لیے وہی دیکھتے ہیں جو مقام تیرے لئے دیکھتے ہیں سوائے نبوت کے جو الگ شے ہے کسی کو جنت نہیں ملے گی مگر اُس کی اور اس کی منصوص ذریت اور سارے اہل ولایت کی دوستی سے اور اہل مخالفت کی دشمنی سے ملے گی۔ جہنم سے کوئی نہیں بچے گا مگر وہ جو ان کے دوستوں کا دوست اور ان کے دشمنوں سے دور ہوگا۔

حوالہ: ا۔ تفسیر امام حسن عسکری ص ۲۰۲ بحار الانوار ۶۵ ص ۳۶۔۳ تاویل الایات ا ص ۵۳۷)



وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (ایمان کے بعد جنہوں نے) نیک اعمال انجام دیئے اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ان کے لئے جنات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں!

(سورہ بقرہ آیت ۲۵)

پھر فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کی آیات اور کلمات ہیں جو ان کی تکذیب کرے گا اور انہیں جھٹلائے گا وہ کافر ہوگا اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا پس فرمایا: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا (جن لوگوں نے کفر اختیار کیا) یعنی علیؑ کے ساتھ کفر کیا۔

حاشیہ: امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق پر دلیل وہ خبریں ہیں جو انہوں نے گزشتہ قرون کے بارے میں بتائیں اور جو آپؐ نے علیؑ اور اس کی پاک آل کی فضیلت بیان کی جو محمد سید البریات کے بعد خیر الفاضلین والفاضلات ہیں۔ (تفسیر امام حسن عسکری ص ۲۲۷)

وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ (انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا) جو نبی مختار کی عترت ہیں جو آیات الہیہ ہیں اور اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (یہی وہ لوگ ہیں جو جہنم جانے والے ہیں اور اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورہ بقرہ آیت ۳۹)

پس معلوم ہوگیا کہ جہنم میں صرف ہمیشہ کافر رہیں گے اور وہ رہیں گے جو آل محمدؐ کے دشمنوں کے دوست ہیں کیونکہ دشمن کا دوست دشمن ہی ہوتا ہے اگرچہ وہ گمان کرے کہ وہ ان کا دوست ہے پس یہ جھوٹ اور شرک ہے۔

ابن عباس کا قول: کافر وہ ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت میں شک کرتے ہیں اور انہوں نے اُس کے بھائی کو اس کی خلافت سے دور کر دیا۔

پھر مومنوں کو بشارت کا اہل قرار دیا اور فرمایا:

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(مومنوں کو خوشخبری دے دو) یعنی: اپنی نبوت اور جنہوں نے تیرے بعد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی تصدیق کی!

اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٌ (اُن کے لئے باغات ہیں) پس باغات صرف ان کے لئے ہیں کیونکہ جنت میں وہی ہوگا جو ایمان لے آئے گا اور ایمان صرف حضرت علی علیہ السلام اور ان کی عترت کی محبت اور ان کے دشمنوں سے برات سے حاصل ہوتا ہے پس جنت میں صرف شیعیان علی علیہ السلام ہوں گے' ان کے لئے خوشخبری ہے!

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اور اپنے نبی پاک کا نام نبیوں کے لئے احسان اور دعویٰ کرنے والوں کے لئے وسیلہ قرار دیا اور فرمایا: فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ

(پس آدم نے اپنے پروردگار کی طرف سے چند کلمات کی ملاقات کی جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے اُس کی توبہ قبول کی۔) (سورہ بقرہ آیت ۳۷)

پس کلمات سادات ہدیٰ کے اسماء ہیں!

حاشیہ: انبیاء اولیاء کا آئمہؑ سے توسل وارد ہوا ہے یہاں اُن میں سے بعض کو تحریر کرتے ہیں:



رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیس بن ساعدہ کے توسل کو یوں ذکر کیا ہے:

اللھم رب السموت السبعة الارفعة والارضيين الممرعة. بحق محمد و الثلاثة المحاميد معه والعليين الاربعة و فاطم والحسنين الابرعة و جعفر و موسى التبعة' سمي الكليم الصرعة والحسن ذي الرفعة اولئك النقباء الشفعة والطريق المهيعة راسة (درسة) الاناجيل واحفظة التنزيل) وحماة الاضاليل و تفاة الاباطيل. الصادقون في العقيل' عدد نقباء بني اسرائيل بني اسرائيل فهم اول البداية و عليهم تقوم الساعة و بهم تنال الشفاعةولهم من الله فرض الطاعة اسقنا غيثا مغيثا

(مناقب آل ابی طالب ا ص ۲۸۷' کنز الفوائد ص ۲۵۷' رسالۃ البرہان فی طول عمر صاحب الزمان)

معمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: ایک یہودی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہو گیا اور دیکھنے لگا آپؐ نے فرمایا: اے یہودی کوئی حاجت ہے؟

اُس نے عرض کی: آپؐ افضل ہیں یا موسیٰ بن عمران (نبی) جس نے اللہ تعالیٰ سے کلام کی جس پر تورات نازل ہوئی اور جسے عصا ملا' جس کے لئے سمندر کو چیر دیا' جس پر بادلوں نے سایہ بنایا!؟

آپؐ نے فرمایا: آدمی کے لئے اچھا نہیں ہے کہ اپنے منہ اپنی تعریف

کرے لیکن میں کہتا ہوں کہ:

حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے ان لفظوں سے توبہ کی اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا:

**اللھم انی اسئالک بحق محمدؐ و ال محمدؐ لما غفرت لی**

حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور غرق ہونے کا اندیشہ لاحق ہوا تو کہا:

**اللھم انی اسئالک بحق محمدؐ والی محمدؐ لما نجتینی من الغرق**

اللہ تعالیٰ نے اُسے غرق ہونے سے بچالیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے کہا:

**اللھم انی اسئالک بحق محمدؐ و ال محمدؐ لما نجیتنی منھا**

اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے آگ کو گلزار کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا اور اپنے اندر خوف محسوس کیا تو کہا:

**اللھم انی اسئالک بحق محمدؐ و ال محمدؐ لما امنتنی**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ڈرومت بے شک تو اعلیٰ ہے۔

اے یہودی اگر موسیٰ میرے دور میں ہوتا اور مجھ پر اور میری نبوت پر ایمان نہ لے آتا تو اُسے اس کا ایمان کچھ فائدہ نہ دیتا...... اے یہودی!



میری اولاد سے مہدی ہوگا جب ظہور کرے گا تو عیسیٰؑ بن مریمؑ اُس کی نصرت کے لئے آسمان سے اترے گا مہدی آگے اور عیسیٰؑ اُس کے پیچھے نماز پڑھے گا۔

(روضۃ الواعظین ص۲۷۲، مجلس فی مناقب آل محمدؐ)

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

جب حضرت نوح علیہ السلام غرق ہونے لگے تو اُس نے ہمارا واسطہ دے کر دعا کی' اللہ تعالیٰ نے اُسے غرق ہونے سے بچالیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اُس نے ہمارا واسطہ دے کر دعا کی اللہ تعالیٰ نے اُس کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر میں راستہ بنانے لگے تو انہوں نے ہمارا واسطہ دے کر دعا کی تو اُس کے لئے راستہ خشک ہوگیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے قتل کرنا چاہا تو انہوں نے ہمارا واسطہ دے کر دعا کی اُسے قتل سے نجات مل گئی اور اُسے اُٹھا لیا گیا۔

(بحار الانوار ۲۶ ص ۳۲۵ و ۱۶ ص ۳۶۶)

محمد بن سنان نے مفضل سے اُس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ:

اللہ تعالیٰ نے جسموں کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے روحوں کو پیدا کیا اور ان میں سے اعلیٰ و اشرف محمدؐ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ حسینؑ اور ان سے بعد والے آئمہؑ کو قرار دیا...... جبرائیلؑ نے آدمؑ اور حواؑ سے کہا: اپنے پروردگار سے اُن اسماء کا واسطہ دے کر سوال کرو جو تم نے عرش پر لکھے ہوئے دیکھے ہیں پھر تمہاری توبہ قبول ہوگی۔ انہوں نے کہا:

اللھم انا نسألک بحق الاکرمین علیک: محمدٌ و علیٌ و فاطمةٌ والحسنٌ والحسینٌ والائمةٌ الاثبت علینا و رحمتنا

پس اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کیا وہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حوالہ: ا۔ معانی الاخبار ص ۱۰۰ باب معنی الامانت

۲۔ بحار الانوار ۱۱ ص ۱۷۲ ص ۱۷۶ و ۲۶ ص ۳۲۲

وہ اسماء عرش پر لکھے ہوئے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان کا واسطہ دے کر دعا کرے اور اُسے بتایا کہ ان کا واسطہ دے کر جو مانگے اُسے رد نہیں کیا جاتا اور جو ان سے امید وابستہ کرتا ہے اُسے ناامید نہیں کیا جاتا!

پھر نبی اسرائیل پر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا:

یَا بَنِیۤ اِسۡرَآئِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ

(اے نبی اسرائیل یاد کرو میری نعمتوں کو جو میں نے تم پر انعام کیں۔)

یعنی: میں نے اپنے حبیب کو مبعوث کیا۔

وَ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِکُمۡ

(تم میرے ساتھ کیئے وعدے کو پورا کرو میں بھی اپنے وعدے کو پورا کروں گا۔) (سورہ بقرہ آیت ۴۰)

جو عہد میں نے تمہارے بزرگوں سے لیا تھا اور انہیں حکم دیا تھا کہ محمدؐ



اور علی علیہم السلام کی فضلیت کو عقیدہ قرار دو اور فرمایا:

وَ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ انزلت

(اور جو میں نے نازل کیا اُس پر ایمان لے آؤ)

کہ میں نے جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بارے میں تمہاری کتابوں میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ خاتم النبیین اور سید المرسلین اور خلیفہ رب العالمین، فاروق امت اور باب مدینۃ الحکمہ ہے! پھر شرط لگائی ان لوگوں کے لئے جو وعدہ پورا کریں گے اور میرے نبی اور ولی سے محبت کریں گے انہیں اپنی رحمت اور جنت میں جگہ دوں گا۔ پھر فرمایا: وَاِذۡ فَرَقۡنَا بِکُمُ الۡبَحۡرَ (اور جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو دو ٹکڑے کر دیا) (سورہ بقرہ آیت ۵۰)

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا کے پاس آئے اور اُن کے پیچھے فرعون آ رہا تھا، اُسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بنی اسرائیل سے کہو میری توحید کا تجدید عہد کریں اور اپنے دلوں کو سید الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذکر سے پُر کر دو جو میرا عبد ہے اور اپنے نفسوں پر علیؑ اور اس کی پاک آلؑ کی ولایت کا اعادہ کرو اُس نے کہا:

اللھم بحق محمد و آله و جاھھم

ہمیں اس پانی پر سے عبور کر جانے دے۔

(مستدرک الوسائل ۵ ص ۲۳۳، تاویل الآیات ا ص ۵۶، بحار الانوار ۱۳ ص ۱۳۸ جلد ۹۱ ص ۶)

پس پانی دو ٹکڑے ہو گیا اور دریا شق ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں محمدؐ و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فضل و کرم سے نجات دے دی کیونکہ انہی

کے واسطہ سے سارے انبیاءؑ نے دعا کی ہے۔

پھر فرمایا:

وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ وَلَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍ بِهٖ (بقرہ ۴۱)

(ایمان لے آؤ اُس پر جو (آج) میں نے نازل کیا ہے اور تم اس کے پہلے انکار کرنے والے نہ ہو جاؤ) پھر انہیں روکا کہ کسی پر علی علیہ السلام کو قیاس نہ کرنا۔ فرمایا

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ

(حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ) کیونکہ جو علیؑ کا دوسروں پر قیاس کرتا ہے وہ حق کو باطل کے ساتھ ملاتا ہے۔ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ (اور حق کو چھپاتا ہے) جو اُسے جانتا ہے اور محمدؐ علیؑ کے حق کو جانتا ہے وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (حالانکہ تم جانتے ہو) (سورہ بقرہ آیت ۴۲)

یعنی تمہاری کتابوں میں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی علیہ السلام اس کا وصی ہے!

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبر اور نماز قرار دیا اور اس کی ولایت کو ایک بڑی شے قرار دیا پس فرمایا:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط

(صبر اور نماز کے ذریعہ سے مدد طلب کرو۔)

صبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صلواۃ حضرت علی علیہ السلام ہیں (شواہد التنزیل ۱ص ۱۱۵ ح ۱۲۶)

پھر فرمایا: وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ ۔ (یہ بڑی ہے) یعنی ولایت اللہ تعالیٰ کے



نزدیک بڑی ہے جسے اٹھانے کے لئے آسمان اور زمین عاجز آ گئے!

پھر فرمایا: اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ (مگر خشوع کرنے والوں کے لئے نہیں)!

(سورہ بقرہ آیت ۴۵)

جنہوں نے صبر کیا اور علیؑ کو امام ماننے پر راضی ہوئے نبیؐ بھی انہیں امت بنانے پر راضی ہوئے پس خداوند بھی راضی ہوا اور جنت بھی ان پر خوش ہے کہ انہیں اپنا اہل بنائے اور فرشتے بھی انہیں بھائی بنانے پر خوش ہیں!

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی ولایت سے منہ پھیرنے اور تجاوز کرنے والوں کو مسخ قرار دے دیا اور فرمایا:

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ

(البتہ تحقیق تم نے جان لیا ان لوگوں کو جنہوں نے تم میں سے ہفتے والے دن تجاوز کیا پس ہم نے انہیں کہا تم بندر بن جاؤ اور ذلیل ہو کر رہو)

(سورہ بقرہ آیت ۶۵)

ابن عباسؓ نے کہا: حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو ساری امتوں کے سامنے پیش کیا گیا تو اُسے سوائے ان لوگوں کے جن کا تزکیۂ نفس ہو چکا تھا کسی نے قبول نہ کیا اور جنہوں نے اُس کو قبول نہ کیا اور منہ پھیر لیا وہ گمراہ اور مسخ ہوئے اور انہیں رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔

(بحار الانوار ۲۶ ص ۳۴۳ ح ۱۶، تفسیر فرات ص ۲۶۴)

جنہوں نے اُس کی محبت کو دوسروں کی محبت میں تبدیل کر دیا انہیں

سیدھے راستہ سے گمراہ قرار دیا اور فرمایا:

وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (۱۰۸)

(جنہوں نے ایمان کو کفر میں تبدیل کیا وہ سیدھے راستہ سے گمراہ ہوا) (سورہ بقرہ آیت ۱۰۸) ابن عباس اور عکرمہ نے کہا: ایمان...... علیؑ کی محبت ہے اور علیؑ کی پیروی ہے اور کفر اس کے غیر کی پیروی ہے! (شرح اصول کافی ۸ص ۳۵۰، مکاتیب الرسول ا ص ۵۸۰)

اللہ تعالیٰ نے اُسے کتاب قرار دیا اور اس کی معرفت رکھنے والوں کے بارے میں کہا کہ اُس کی اچھی تلاوت کرنے والے ہیں اور فرمایا:

الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ

(جنہیں ہم نے کتاب دی) یعنی جنہیں علی کی معرفت دی گئی۔ کیونکہ وہ کتاب ہیں!

حاشیہ: امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: انا لکتاب المبین (میں کتاب مبین ہوں) (مشارق انوار الیقین ص ۲۵)

مصنف نے کہا: حمد کے بعد (اسم) کو نازل کیا گیا اور اسے اولین و آخرین کا راز قرار دیا کیونکہ یہ تین حروف اُسے اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں اس کا ہر حرف اسم اعظم ہے!

اس میں اسم اعظم کے معانی ہیں پھر فرمایا: ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے (سورہ بقرہ آیت ۱) یعنی: حضرت علی علیہ السلام میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ قرآن کتاب صامت (خاموش) ہے اور ولی کتاب ناطق ہے!



جہاں کتاب ناطق ہوگی وہاں کتاب صامت بھی ہوگی!

پس ولی کتاب ہے اور علیؑ ہی ولی ہے پس علیؑ ہی کتاب مبین ہے اور صراط مستقیم کتاب ہے اور ام الکتاب ہے، فصل الخطاب ہے جس کے پاس کتاب کا علم ہے اور اس کے منکر اور شک کرنے والے کے لئے دلیل ہے۔ (مشارق انوار الیقین ص ۱۸۸)

اور کہا: ہر شے پر مشتمل لوح ہے، ہر شے کو جامع کتاب مبین ہے کیونکہ جو شے لوح میں ہے وہ انہیں ملی ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے و كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ (ہر شے کو امام مبین میں شمار کر دیا ہے( سورہ یاسین آیت ۱۲)

امام مبین وہ لوح محفوظ ہے جس کا وجود سارے موجودات پر مقدم ہے اُسے امام کہتے ہیں کیونکہ وہ کل کے اوپر ہے اور کل کا امام ہے اس کی دلیل: اول ما خلق الله اللوح المحفوظ (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو پیدا کیا) اور نور محمدیؐ علم غیب میں ہے جو سب سے پہلے ہے اس سے کل کی ابتداء ہوئی۔ اس کی وجہ سے کل کی تخلیق عمل میں آئی پس لوح محفوظ امام ہے اس کی طرف یوں اشارہ ہوا و كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ پس کتاب مبین امام ہے اور حق کا امام علی السلام ہے علیہ السلام کتاب مبین ہے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو دو آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کی:

یا رسول اللہ! امام مبین کیا ہے کیا تورات ہے؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں!

انہوں نے کہا: کیا انجیل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں!

انہوں نے کہا: کیا قرآن مجید ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں!

اتنے میں امیر المومنین علیہ السلام تشریف لائے تو آپؑ نے فرمایا:
هذا هو الامام المبين الذى احصى الله فيه علم كل شئى ۔ (یہ امام مبین ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر شے کا علم احصاء کر دیا ہے)

اگرچہ تیرے لئے یہ بڑی بات ہے کہ وہ کتاب مبین ہے پس اُس کے پاس کتاب کا علم ہے اس کی طرف اشارہ ہوا وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ (جس کے پاس کتاب کا علم ہے) (سورہ رعدہ آیت ۴۳) پس دو وجہ کی بنا پر اُس کے پاس غیب کا علم ہے جس میں کوئی شک نہ ہے؟ (مشارق انوار الیقین ص ۱۵۹)

يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ط

(وہ اُس کی تلاوت کرتے ہیں جو تلاوت کا حق ہے ادا کرتے ہیں)

یعنی: وہ اس کی فضیلت کو پڑھتے ہیں اور اس کی ولایت کو پڑھتے ہیں اس کے دشمنوں سے اور ان کی پیروی کرنے والوں سے بے زاری کو پڑھتے ہیں!

اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ط

(یہی اُس پر ایمان رکھنے والے ہیں) یعنی:
اُس کے علاوہ نبی کے بعد کسی کو امام نہیں سمجھتے ہیں وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ



(جو اس کا انکار کرے) یعنی اس کے غیر کی پیروی کرتے ہیں فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (وہ نقصان اُٹھانے والے ہیں) انہیں قیامت کے دن نقصان ہوگا۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۱)

پھر اللہ تعالیٰ نے گواہی دی کہ اُس نے اس کی ولایت کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے اور فرمایا: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ (اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کو حق کے ساتھ نازل کیا ہے) یعنی: علیؑ کی ولایت حق کے ساتھ کتاب میں نازل کی اور اسے رب الارباب نے فرض قرار دیا ہے۔

پھر فرمایا: وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِي الْكِتَابِ (جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا)

یعنی: جنہوں نے ولایت علی علیہ السلام کا انکار کیا اور اس کے قرآن مجید میں فرض ہونے کا انکار کیا وہ ان لوگوں میں سے ہوا جو (لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ) دور کی بدبختی میں ہیں! (سورہ بقرہ آیت ۱۷۶)

اس کے بعد اس کی ولایت کے انکار کرنے والے کو عذاب میں گرفتار قرار دیا اور کہا:

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ

(ہاں! جو گناہ کرتا ہے اور اُسے اُس کی خطائیں گھیر لیتی ہیں) (سورہ بقرہ آیت ۸۱)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

من جحد ولاية امير المومنين فقد عظمت جريمته و

احاطت خطیئته

(جو امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کا انکار کرتا ہے اُس کے جرائم زیادہ اور اُسے اُس کی خطائیں گھیر لیتی ہیں)

حاشیہ: روایت میں ہے: من حجد علی لایری الجنة ابدا

(جو علیؑ کی ولایت کا انکار کرتا ہے وہ کبھی جنت کو نہیں دیکھے گا۔)

(حوالہ مستدرک سفینۃ بحار الانوار ۱۰ اص ۴۷۲)

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی ولایت کے منکر کو کافر قرار دیا اور فرمایا:

بِئْسَ مَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

(برا ہے جو انہوں نے اپنے لئے خرید کیا ہے یہ کہ انہوں نے اس کا انکار کیا جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے) علی علیہ السلام کے بارے میں نازل کیا ہے اس کا انکار کرتے ہیں! (سورہ بقرہ آیت ۹۰)

پھر اُس کے شیعوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مخصوص قرار دیا ہے اور فرمایا:

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط

(اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص قرار دیتا ہے۔)

(سورہ بقرہ آیت ۱۰۵)

ابن عباسؓ نے کہا:

المخصوصون بالرحمة یوم القیامة شیعة علی علیه السلام لان الرحمة تخص المومن یوم القیامة و لیس المومن الا من تولاه فلیست الرحمة الا لشیعته و لمن تولاه.



(قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ مخصوص لوگ شیعیان علی علیہ السلام ہیں کیونکہ قیامت کے دن رحمت مومن کے ساتھ مخصوص ہوگی اور مومن نہیں ہوگا مگر وہ مومن ہوتا ہے جو اُس سے محبت کرتا ہے پس رحمت صرف اُس کے شیعہ کے لئے ہے اور اُس کے لئے ہے جو آل سے محبت کرتا ہے۔)

(تاویل الایات ا ص ۷۷ ح ۵۵ تفسیر امام عسکری علیہ السلام ص ۴۸۹)

جس نے اس کی فضلیت کی تکذیب کی اور اُس سے تکبر برتا وہ کافر ہوا اُس کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے اور وہ کبھی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ پس فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

(جنہوں نے ہماری آیات (نشانیوں) کو جھٹلایا اور ان سے تکبر کیا ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھلیں گے اور وہ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔) (سورہ اعراف آیت ۴۰)

(مختصر علامہ حلی ص ۳۳)

جو اس کی ولایت کا منکر ہے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اُس کے اور رحمت کے درمیان پردے ہوں گے اور وہ ان کی شفاعت سے دور ہوگا۔ منافق جہنم کے نچلے درجے میں ہوگا پس جنت، رحمت، شفاعت اور نعمت شیعیان علیؑ کے لئے خاص ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی ولایت کو نجات اور حقیقی قرار دیا اور فرمایا:

فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ط

(اور تم نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہوں)

(سورہ بقرہ آیت ۱۳۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ولایة علی مکتوبة فی صحف الانبیاء ولم یبعث اللہ نبیا الا بنبوة محمد وولایة علی.

(علیؑ کی ولایت انبیاء کے صحائف میں لکھی ہوئی ہے اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ انہیں محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کا کہا گیا۔)

(الصراط المستقیم عاملی ۱ ص ۲۷۸، تاویل الایات ۱ ص ۱۶۰، ۲ ص ۵۶۵، بحار الانوار ۲۶ ص ۲۸۰، ۳۸ ص ۴۶)

پھر اس کی محبت کو خاص نور قرار دیا جس کے ذریعہ سے اُس کے ولی کی معرفت ہوئی ہے۔

پس فرمایا:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً

(اللہ کا رنگ اور اللہ تعالیٰ کا رنگ کتنا اچھا ہے)

(سورہ بقرہ آیت ۱۳۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ھی ولا یتنا و حبنا وھی نور المومن فی الدنیا والاخرة

(وہ ہماری ولایت اور محبت ہے جو دنیا و آخرت میں مومن کا نور



ہے۔)

(مختصر البصائر ص ۱۷۱، تفسیر عیاشی ۱ ص ۶۲ ح ۱۰۹: صبغۃ سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے جو عہد (یثاق میں) وارد ہوئی

تاویل الایات ۱ ص ۸۱ ح ۶۲)

اس کی ولایت رکھنے والے کو موحد (غیر مشرک) قرار دیا ہے اور فرمایا:

فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا

(اللہ تعالیٰ کے لئے کسی کو شریک قرار نہ دو۔)

(سورہ بقرہ آیت ۲۲)

انداد "ند" کی جمع ہے یعنی مثل

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُس سے محبت نہ کرنے والوں کے بارے میں کہا کہ وہ رحمت کی امید نہ رکھیں پس فرمایا: وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ (اسباب منقطع ہو جائیں گے) (سورہ بقرہ آیت ۱۶۶)

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: انہوں نے گمراہ راہنماؤں کی پیروی کی اور جو گمراہ راہنماؤں کی پیروی کرتا ہے وہ رحمت سے منقطع ہو جاتا ہے۔

(شرح اصول کافی مازندرانی ۶ ص ۲۴۸، تاویل الایات ۱ ص ۸۳ ح ۶۸)

پھر اس کی اولاد کو ابواب قرار دیا اور بندوں کو حکم دیا کہ ان ابواب سے آؤ ان میں سے ایک یہ ہے: وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا (گھروں میں ابواب سے آؤ) (سورہ بقرہ آیت ۱۸۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

الاوصیاء ابواب الھدی ولولاھم لما عرف اللہ و نحن

باب الله بیوته التی یؤتی منها فمن اتبعنا و اقر بو لایتنا فقد اتی البیوت من ابوابها و من صدعنها هلک و نحن ابواب الله و صراطه و سبیله فمن عدل عنا و فضل علینا غیرنا فانهم علی الصراط لناکبونo

(اوصیاء ہدایت کے دروازے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ ہوتی ہم باب خدا اور اُس کے گھر ہیں جن سے آیا جاتا ہے پس جو ہماری پیروی کرتا ہے اور ہماری ولایت کا اقرار کرتا ہے گویا وہ گھروں میں دروازوں سے آیا ہے اور جو اس سے نہیں آتا وہ ہلاک ہوتا ہے اور ہم ابواب خدا ہیں' اس کی صراط (پل) اس کی راہ ہیں پس جو اس سے پھر گیا اور اُس نے ہم پر ہمارے اغیار کو فضیلت دی وہ راہِ راست سے ہٹے ہوئے ہیں۔ (تفسیر صافی اا ص ۲۲۸' تفسیر آصفی ۲ ص ۸۲۷' تفسیر نور الثقلین ۱ ۱۷۷')

اس کی مؤید وہ روایت ہے جو محمد بن مسلم سے مروی ہے:

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی: میں نے آپؑ کے مخالفوں میں سے ایک شخص کو عبادت کرتے دیکھا ہے جو خشوع و خضوع کے ساتھ عبادت کرتا ہے کیا اس کی عبادت اُسے فائدہ دے گی؟ امامؑ نے فرمایا: نہیں (اُسے فائدہ نہ دے گی)!

کیونکہ اس قسم کے لوگوں کی عبادت بنی اسرائیل کے گھروں کی مانند ہے جب ان میں سے کوئی ایک چالیس رات تک کوشش کرتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تو اس کی دعا قبول ہو جاتی تھی اُن میں سے ایک شخص نے کوشش کی



اور دعا مانگی (لیکن اُس کی دعا قبول نہ ہوئی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تاکہ اپنی صورت حال کی شکایت کرے اور دعا کا سوال کرے! حضرت عیسیٰؑ باوضو ہوئے نماز پڑھی پھر دعا کی) اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی نازل کی (اے عیسیٰ) یہ شخص میرے پاس اُس دروازے سے نہیں آیا جہاں سے آیا جاتا ہے اور اُس نے دعا کی ہے اس حال میں کہ اُس کے دل میں تیری بابت شک ہے پس اگر وہ مجھے پکارے یہاں تک کہ اس کی گردن ٹوٹ جائے پھر بھی میں اس کی دعا کو قبول نہیں کروں گا۔ اسی طرح ہم اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ کسی بندے کا عمل قبول نہیں کرتا جو ہماری بابت شک رکھتا ہو!

(اصول کافی ۲ ص ۴۰۰' امالی شیخ مفید ص ۲' تاویل الایات ا ص ۸۷ تفسیر کنز الدقائق ا ص ۴۵۱' الجواہر السنیۃ حر عاملی ص ۱۱۱)

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

اے لوگو! تمہیں چاہئے کہ اس کی خدمت کرو جس کا اللہ تعالیٰ نے چناؤ کے ذریعہ سے احترام کروایا اور اپنی مرضی کے ذریعہ سے اُسے چن لیا اور اُسے اہل زمین و آسمان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء کے بعد افضل قرار دیا جو...... علی بن ابی طالبؑ ہے جو اہل زمین و آسمان کا امام ہے

فعلیکم بحبه و موالاة اولیاءه و معاداة اعدائه فلا و الله ما عبر علی الصراط الا من والاه و لا ییأس من رحمة الله الا من عاداه.

(تم پر واجب ہے کہ اُس سے محبت کرو اور اُس کے دوستوں سے محبت کرو' اُس کے دشمنوں سے دشمنی رکھو پس خدا کی قسم! پل صراط سے کوئی نہیں

گزر سکے گا سوائے اس کی ولایت رکھنے والے کے اور اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوگا سوائے اس سے دشمنی رکھنے والے کے!)

(تفسیر کنز الدقائق ا ص ۵۰۱' تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ص ۱۲۷)

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی محبت کو قیامت کے دن کا زاد قرار دیا اور فرمایا:

وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

(زاد راہ اختیار کرو پس بہترین زاد راہ پرہیز گاری ہے) (سورہ بقرہ آیت ۱۹۷)

تقویٰ: جس کے ذریعہ سے انسان جہنم کے عذاب سے بچتا ہے اور جہنم کے عذاب سے کوئی نجات دہندہ شئے نہیں ہے سوائے محبت علیؑ کے!

پس تقویٰ حضرت علی علیہ السلام کی محبت ہے!

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی ولایت کو دار السلام قرار دیا اور فرمایا:

وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ (اللہ دار السلام کی دعوت دیتا ہے)

دار السلام جنت ہے اور جنت میں سوائے حضرت علی علیہ السلام کی محبت رکھنے والے کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔

جس کے ذریعہ سے واجب تمام ہوتا ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے (یعنی واجب کا مقدمہ بھی واجب ہوتا ہے)

پھر فرمایا: وَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْم (وہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے) (سورہ یونس آیت ۲۵)

وہ راستہ جو جنت کی طرف لے جاتا ہے وہ اس کی محبت ہے پس اس کی محبت صراط مستقیم ہے جس کی [illegible] ی واجب ہے۔



پھر فرمایا: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً (اے ایمان والو! سارے اسلام میں داخل ہو جاؤ) سلم حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے جس کا اُس نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ اِس میں داخل ہو جاؤ کیونکہ جو اس میں داخل ہوگا وہ سلامتی میں آ جائے گا اور جو اِس سے پھر جائے گا وہ پشیمان ہوگا۔

پھر فرمایا: وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔ (شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو) (سورہ بقرہ آیت ۲۰۸)

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو نعمت قرار دیا اور اسے تبدیل کرنے پر ڈرایا اور فرمایا: وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُ (جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو تبدیل کرتا ہے بعد اس کے کہ وہ اُس کے پاس آ گئی) (سورہ بقرہ آیت ۲۱۱)

یعنی: جس نے علیؑ کی محبت کو ابوالفصیل کی محبت میں تبدیل کیا وہ ہمیشہ کی نعمتوں کے بدلے میں دردناک عذاب جھیلنے پر راضی ہوگیا پس اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ (تفسیر عیاشی ۲ ص ۱۱۶ بحار الانوار ۱۹ ص ۷۱)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کا نام صالح المومنین رکھا۔ اور فرمایا:

وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ

(اللہ اس کا مولا ہے اور جبرائیل اور صالح المومنین اس کا مولا ہیں) (سورہ تحریم آیت ۴)

صالح المومنین یعنی امام المتقین۔ (روضۃ الواعظین ص ۱۰۴' الغدیر ص ۲۹۴' تاریخ دمشق ۴۲ ص ۳۶۲)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے دشمن کو طاغوت قرار دیا اور ان کی محبت کو عروۃ الوثقیٰ کیا اور فرمایا:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

(پس جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے گویا اُس نے عروۃ الوثقیٰ کو پکڑ لیا۔) (سورہ بقرہ آیت ۲۵۶)

عروۃ الوثقیٰ یعنی ولایت علی علیہ السلام!

طاغوت حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں سے کنایہ ہے یعنی جو ان کا دشمن ہے وہ طاغوت (سرکش) ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی کہ ان کے شیعہ ظلمات سے نکلتے ہیں اور نور کی طرف جاتے ہیں اور فرمایا: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (اللہ مومنوں کا ولی ہے جو انہیں ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے) یعنی انہیں علی کی محبت اور اُس پر ایمان کے ذریعہ سے لوگوں کو گناہوں کی ظلمات سے نکالتا ہے اور ولایت کے نور کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ اور طاغوت کی ظلمات سے نکالتا ہے! (یہ ہماری طرف سے اضافہ ہے) پھر اُس کے دشمنوں کو کافر کا نام دیا اور فرمایا: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (جو کافر ہیں) یعنی جو اس کی ولایت سے پھر گئے کیونکہ اس کی محبت ایمان ہے اور بغض کفر اور طغیان ہے جن کے اولیاء طاغوت ہیں وہ تیم، عدی، فرعون، ہامان، یغوث، یعقوق ابایج، مبالج القلیع والھلیع ابوالفصیل، زفر، کفر، فسق، فحشاء اور منکر ہیں!



يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ (وہ انہیں نور سے نکالتے ہیں) جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ کی گواہی ہے (الی الظلمات) (ظلمات کی طرف) جس کی انہوں نے نبی کے بعد پیروی کی اور آل وعترت سے منحرف ہو گئے۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۷)

پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے حکمت اور خیر کثیر قرار دیا ہے اور فرمایا:

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا

(جسے حکمت دے دی گئی پس اُسے خیر کثیر دے دی گئی)

(سورہ بقرہ آیت ۲۶۹)

ابن عباسؓ نے کہا:

الحكمة معرفة الله و معرفة الرسول و معرفة الامام و طاعته التی بها دخول الجنة و قبول الطاعات والعفو عن السيئات والحكمة هی معرفة الشئی علی ما هو عليه و هذا هو معرفة الحق والمراد من خلق الخلق ان يعبدوا الله و لا يشركوا به شيئا وان يومنوا بمحمد صلی الله عليه و آله وسلم و من قبله من النبيين والمرسلين و ان يوالوا عليا عليه السلام الذی هو حجة الله علی الاولين والاخرين و يتولوا عن اعداء الذين نازعوه فی مقامه و نصبوا انفسهم فی مقام النبيين

(حکمت اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور رسولؐ کی معرفت ہے اور امامؑ کی معرفت ہے اور وہ اطاعت ہے جس کی وجہ سے جنت میں لوگ داخل کیے جائیں گے اور اطاعات قبول ہوں گی اور برائیوں کو صاف کیا جائے گا اور

حکمت شئے کی معرفت ہے جس صفت پر وہ ہو! اور یہی حق کی معرفت ہے اور خلق الخلق سے کیا مراد ہے کہ اللہ کی عبادت کریں اور کسی شئے کو اس کا شریک نہ بنائیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اور آپؐ سے پہلے والے نبیوں، رسولوں پر ایمان ہو اور حضرت علی علیہ السلام کی ولایت رکھتے ہوں جو اولین و آخرین پر حجت خدا ہے اور ان کے دشمنوں سے بے زاری رکھنا جنہوں نے اُس کے ساتھ اُس کے مقام میں جھگڑا کیا اور اپنے آپ کو نبیوں کے مقام میں رکھا۔)

پھر اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کی بابت اس کی تعریف فرمائی اور فرمایا:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً

(جو لوگ اپنے مالوں کو رات اور دن میں خرچ کرتے ہیں چھپ چھپا کر اور علانیہ) (سورہ بقرہ آیت ۲۷۴)

مجاہد نے ابن عباس سے مروی ہے!

كان عند امير المومنين عليه السلام اربعة دراهم فانفق درهما ليلا و درهما نهار او درهما سرا و درهما علانية

(امیر المومنین علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے جن میں سے انہوں نے ایک درہم رات میں، ایک درہم دن میں، ایک درہم چھپے ہوئے اور ایک درہم علانیہ طو پر خرچ کیا۔ (تفسیر ابن کثیر ا ص ۳۳۳، بشارۃ المصطفی ص ۲۱۶)

پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے خلیفہ کا نام دیا اور فرمایا:

اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً



(میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں) (سورہ بقرہ آیت ۳۰)

ابن عباسؓ نے کہا:

الخلفاء ثلاثة آدم وداود و امير المومنين الذى هو من ادم ابن صورته و اب معناه.

(خلفاء تین ہیں: حضرت آدم علیہ السلام، حضرت داود علیہ السلام، امیر المومنین علیہ السلام جو آدمؑ سے ہے جو صورت میں اس کا بیٹا اور روحانیت میں اس کا باپ ہے۔)

(محشی کہتا ہے: ہمیں ان لفظوں میں روایت نہیں ملتی البتہ وارد ہوا ہے نعم الخليفة على 'علیؑ بہترین خلیفہ ہے' (بحار الانوار ۱۰۸؍۳۸۶)

☆☆☆

# سورہ آل عمران

پھر اللہ تعالیٰ نے آل محمدؑ اور ان کے شیعوں کی بابت میثاق لیا اُس وقت لوگ عالم اظلہ (سائیہ) میں موجود تھے۔

(اس کی تفصیل سورہ فاتحہ میں بھی گزر چکی ہے اور یہاں کچھ مزید بیان کر دیتے ہیں: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے...... جب مخلوقات کو پیدا کیا تو آبِ شیریں کو پیدا کیا اور آب نمکین کو پیدا کیا، ادیم الارض سے مٹی لی اور اُس سے ملایا، اصحاب یمین سے کہا کہ سلامتی کے ساتھ جنت جاؤ اور اصحاب شمال سے کہا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے جہنم کی طرف جاؤ پھر فرمایا:

اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ قَالُوۡا بَلٰی (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں انہوں نے کہا:) ہاں! ہم اس پر گواہ ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن تم کہو کہ اس سے بے خبر تھے۔)

پھر نبیوں سے میثاق لیا اور فرمایا: اَلَسۡتُ بِرَبِّکُمۡ (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں، پھر فرمایا یہ محمدؐ رسول خدا ہے اور یہ علیؑ امیر المومنین ہے!

انہوں نے کہا: ہاں تب ان کے لئے نبوت ثابت ہوگئی ا

پھر اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم سے میثاق لیا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں، محمدؐ رسول خدا ہے اور علیؑ امیر المومنین ہے اور اس کے بعد والے اوصیاء میرے اولی الامر ہیں، میرے علم کے خازن ہیں۔ اور مہدی کے ذریعہ میرے دین کی



مدد ہوگی۔ اس کے ذریعہ میری حکومت کا ظہور ہوگا اور اس کے ذریعہ میں اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا اور اس کے ذریعہ سے لوگ میری خوشی اور مجبوری سے عبادت کریں گے۔ انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کیا اور پروردگار اس پر گواہ ہوئے۔

(بحار الانوار ۲۶ ص ۲۷۹ باب تفضیلہم علی الانبیاء اصول کافی ۲ ص ۸)

وَاِذۡ اَخَذَ رَبُّکَ مِنۡ بَنِیۡ اٰدَمَ کے ضمن میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اُن سے جو میثاق لیا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت، رسولؐ خدا کی نبوت، امیر المومنینؑ اور دوسرے آئمہؑ کی امامت کا تھا۔ (بحار الانوار ۲۶ ص ۲۶۸ ح ۲)

حدیث قدسی میں ہے کہ اس پر خلائق سے میثاق لیا گیا اور اپنے انبیاء ورسولوں سے میثاق لیا گیا ہے میں نے اُن سے اپنی ربوبیت کا، اے محمد تیری نبوت کا اور علیؑ ابن ابی طالب کی ولایت کا میثاق لیا ہے۔ (بحار الانوار ۲۶ ص ۲۷۷ ح ۱۱)

اس سائیہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طبقہ پر بڑھایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ذریت کو اطباق کی صورت میں پیدا کیا جس میں پہلا طبقہ حضرت محمدؐ اور آپؐ کی اہل بیت علیہم السلام کے لئے قرار دیا پھر اس سائیہ کو روحانیوں پر پھیلایا پھر دوسرے نبیوں کے اطباق کو عرش کے نیچے قرار دیا اور جب اللہ تعالیٰ نے ان سے بولنے کا ارادہ کیا تو فرشتوں کو خاموش ہو جانے کا حکم دیا پھر اُس سائیہ کو حضرت محمدؐ اور آپؐ کی ذریت علیہم السلام پر

پھیلایا اور انہیں آواز دی:

اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں) (سورہ اعراف آیت ۱۷۲)

سب سے پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جواب دیا اس کے بعد دوسرے انبیاء نے جواب دیا پھر اطباق کو درست کیا اور ان میں نور کو پھونکا پھر نورِ اعظم کو بلند طبقہ میں قرار دیا وہ یہ دلیلیں اور سورہ آل عمران ہے: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الم اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ (اللہ رحمان اور رحیم کے نام کے ساتھ میں شروع کرتا ہوں الف لام میم اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے وہ زندہ ہے قائم ہے) (سورہ آل عمران آیت ۱۔۲)

اسم اعظم ان لوگوں کے لئے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف ہدایت دیتا ہے اور جس پر انہیں مطلع اور آگاہ کرتا ہے۔

## حروف مقطعات!

یہ دقیق بحث ہے جسے صرف اہل تحقیق اور توفیق معلوم کر سکتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں قول ہے: الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (الم یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے) (سورہ بقرہ آیت ۱۔۲)

اور اس سورہ میں فرمایا: الم اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ پس ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ میں کتاب سے مراد حضرت علی علیہ السلام میں یعنی حضرت علی



علیہ السلام وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے اور اُس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔

۱ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: انا هو الذی عنده علم الکتاب (میں وہ ہوں کہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے) اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کی اور انہیں وصیت میں وسیلہ عطا کیا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے امت وسیلہ سے خالی نہیں ہے پس خداوند نے فرمایا يا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کے لئے وسیلہ تلاش کرو) بہت زیادہ روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب کا علم عطا کیا ہے جن میں سے اکثر کی سند صحیح ہے ہم چند ایک پر اقتصار کرتے ہیں: بصار الدرجات ۲۱۶/۷ ح ۲۱ و ۲۳۲۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵، ۲۳۶ ح ۱۲۔ ۱۵۔ ۱۴۔ ۱۔ ۱۷ و ۲۱۲ تا ۲۱۶ ح ۱ تا ۲۱ باب جن کے پاس اسم اعظم اور کتاب کا علم ہے۔ وسائل الشیعہ ۱۸/۱۳۴ ح ۳۳۰۲۳، ۳۳۰۲۴ اصول کافی ۱ ص ۲۲۹ ح ۶۔ بعد میں اس کی تفصیل زیادہ بیان کی جائے گی۔ اس سورہ میں الم اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

جو اللہ کی کتاب اور اُس کا حجاب ۱ ہے اور اُس کا اسم اعظم ہے اور اس کا نافذ ہونے والا امر ہے، اُس کی اعلیٰ مثال ہے اور نباء (خبر) عظیم ہے۔

☆☆☆

۱۔ مشارق انوار الیقین میں ہے۔

حضرت محمدؐ اور حضرت علی علیہما السلام خداوند کے حجاب' اللہ کے جانشین اور اُس کے اسرار کے خزانچی ہیں۔

حجاب اس لئے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہیں اور وہ کلمہ ہیں جس میں ساری کائنات کے لئے پروردگار کی تجلی ہوتی ہے کیونکہ اسی کلمہ کے ذریعہ سے بنانے والے کی عقلوں کے لئے تجلی ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ سے وہ آنکھوں سے حجاب میں ہے پاک ہے وہ ذات جو اپنی مخلوق کے ذریعہ سے اپنی مخلوق کے لئے تجلی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں وہ اپنی صفات پر اپنے افعال کے ذریعہ سے دلالت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کی توحید کو مانتے ہیں وہ اپنی صفات کے ذریعہ اپنی ذات پر دلالت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کی عبادت کرتے ہیں۔

ولایت اس لئے رکھتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اُس کی زبان ہیں ان میں اُس کے کلمات کا نطق کرتے ہیں' ان کے ذریعہ سے اُس کی مشیت اور ارادہ ظاہر ہوتا ہے وہ خاصان خدا اور اُس کے مخلص بندے ہیں۔

دروازہ اس لئے ہیں کہ: یہ خداوند کے شہر کے دروازے ہیں جن کو اُن کے پیدا کرنے والے نے مخلوق کے نقوش کے طور پر ودیعت کیا ہے اور حقیقتوں کے اسرار کے طور پر ودیعت کیا ہے وہ جلال قدسی کے کعبہ ہیں جن کا مخلوق طواف کرتی ہے اور یہ نقطۂ کمال ہیں جس کی طرف موجودات کی انتہاء ہوتی ہے' احترام والا گھر ہیں جس کی طرف ساری خشکی پر رہنے والی مخلوقات توجہ کرتی ہیں کیونکہ یہ وہ پہلا گھر ہیں جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے پس یہ



دروازہ' حجاب' جانشین ام الکتاب' اور فصل الخطاب ہیں انہی کی طرف حساب کے دن کی بازگشت ہوتی ہے پس یہ لاہوتِ حجات' نائبین جبروت' ابواب الملکوت ہیں اور ایسے زندہ کا وجہ ہیں جس کے لئے موت نہیں ہے۔ (مشارق انوار الیقین ص ۴۴) اس کا کلمہ کبریٰ ہے!

۱۔ مشارق انوار الیقین ص ۳۵ میں ہے: یہ خداوند کا راز ہے جو کتابوں میں بیان کیا گیا ہے اور کتابوں کا راز ہے جو قرآن مجید میں ہے کیونکہ یہ جامع و مانع ہستی ہے اس میں ہر شے کا بیان ہے اور قرآن مجید کا راز حروف مقطعات میں ہے جو سورتوں کے اوائل (شروع) میں ہیں' حروف کا علم لازم الف میں ہے وہ الف معطوف ہے جو ظاہر اور باطن کے راز پر مشتمل ہے' لازم الف کا علم الف میں ہے' الف کا علم نقطہ میں ہے اور نقطہ کا علم معرفت اصلیہ میں ہے اور قرآن مجید کا راز فاتحہ میں ہے اور فاتحہ کا راز اُس کی ابتداء میں ہے جو بسم اللہ ہے اور بسم اللہ کا راز باء میں ہے اور باء کا راز نقطہ میں ہے۔

مبسوط الف باء ہے جو پہلی وحی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ' حضرت ابراہیم علیہم السلام کے صحائف کی ابتداء اسی سے ہوتی ہے۔ الف کے مبسوط ہونے کا راز قیامت کا بپا ہونا ہے۔ وہ اختراع اور انوار کا راز ہے اور حقیقی اسرار باء کے نقطہ کے ساتھ مربوط ہیں اسی کی طرف امیر المومنین علیہ السلام نے اشارہ کیا ہے: انا النقطة التی تحت الباء المبسوطة (میں بائے مبسوطہ کے نیچے والا نقطہ ہوں) حوالہ: شرح دعائے سحر ص ۶۴' جامع الاسرار ص ۵۶۳ ص ۴۱۱ حدیث ۸۲۳' ۱۱۶۳ انوار نعمانیہ ا ص ۴۷)

الف مبسوطہ جو ذاتی طور پر قائم ہوتی ہے' جس میں حجاب ہے اسی لئے محی الدین طائی نے کہا ہے: باء ربوبیت کا حجاب ہے اگر باء اُٹھالی جائے تو لوگ اپنے پروردگار کو دیکھ لیں (مشارق انوار الیقین ص ۳۱) ایک عارف نے کہاہے: میں نے کوئی شے نہیں دیکھی مگر وہ اِس حال میں ہوتی ہے کہ اُس پر باء لکھی ہوئی ہوتی ہے (جامع الاسرار ص ۱۰۷) ایک قول ہے کہ باء ظاہری وجود ہے نقطہ کے ذریعہ سے عابد معبود سے ممتاز ہوتا ہے (جامع الاسرار ص ۵۶۳ حدیث ۱۶۳) اس کی ابن عربی کی طرف نسبت دی گئی ہے اور شرح دعائے سحر ص ۶۴ میں

باء کے نیچے نقطہ کی بابت کہا ہے: یہ اول عدد ہے' واحد' احد کا راز ہے کیونکہ ذات خدا انسان کے لئے معلوم نہیں ہے پس اُس کی معرفت اُس کی صفات کی وجہ سے ہوتی ہے اور ایک نقطہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور صفت موصوف پر دلالت کرتی ہے کیونکہ صفت کے ظہور سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور یہ نور ہے جو خدمت محمدیہؐ میں جلال احدیت سے روشن ہوتا ہے اس کی طرف یہ فرمان اشارہ کے طور پر صادر ہوا ہے: **یعرفک بھا من عرفک** (جو تیری معرفت رکھتا ہے وہ اس صفت کے ذریعہ تیری معرفت رکھتا ہے) اس کا مؤید یہ فرمان ہے: **لولانا ما عرف اللہ و لولا اللہ ما عرفنا** (اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہ ہوتی اور اگر اللہ نہ ہوتا تو ہماری معرفت نہ ہوتی) یہ وہ نور ہیں جن سے انوار روشن ہوئے واحد سے اجساد ظاہر ہوئے۔ راز سے راز پیدا ہوئے' جس عقل کے ذریعہ سے عقول قائم ہوتے ہیں اور جس نفس سے نفوس صادر ہوتے ہیں اور وہ لوح



جو غائبوں کے رازوں پر مشتمل ہے اور وہ کرسی جو آسمانوں و زمین پر وسیع ہے اور عرشِ عظیم جو ہر شے پر محیط ہے۔ وہ عظیم ہے اور علم ہے اور وہ ایسی آنکھ ہے جس سے ہر آنکھ ظاہر ہوتی ہے اور وہ حقیقت ہے جس پر ہر موجود کی ابتداء شاہد ہے جس طرح یہ واجب الوجود کی احدیت پر شاہد ہے پس عارفین کے عرفان کی انتہاء محمدؐ اور علیؑ تک پہنچتی ہے جس کا تعلق ان کی معرفت کی حقیقت کے ساتھ ہے یا ان کی حقیقت کی معرفت کے ساتھ ہے لیکن وہ ایسا باب ہے جو پردے میں چھپا ہوا ہے۔ وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا (تمہیں بہت کم علم دیا گیا ہے۔) (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۵)

اس کی طرف اشارہ کیا ہے: جو مقرب فرشتوں کی طرف نکلا ہے جس کا تعلق آل محمدؐ کی معرفت کے ساتھ ہے وہ کثیر سے قلیل ہے...... پس عالم بشریت کا کیا حال ہوگا۔ اسی لئے فرمایا:

**امرنا صعب مستصعب لا یحتمله الا نبی مرسل ولا ملک مقرب**

(ہمارا معاملہ بہت مشکل ہے اسے سوائے مرسل نبی اور مقرب فرشتے کے کوئی برداشت نہیں کرسکتا) جو ان حضرات کے نور کی شعاع کے ساتھ متصل ہوتا ہے وہ اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے کیونکہ وہ عین الوجود اور موجود کی حقیقت کو پہچان لیتا ہے اور معبود پروردگار کی فردیت کو پہچان لیتا ہے۔ پس نفس کی معرفت...... مقید وجود کی حقیقت کی معرفت ہے اور یہ نقطہ واحدہ ہے جس کا ظاہر اور باطن...... نبوت اور ولایت ہے۔ پس جو نبوت اور ولایت کی حقیقی معرفت رکھتا ہو وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے اور جو محمدؐ اور علیؑ کی

معرفت رکھتا ہے وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے اگر عرف ربہ میں ضمیر معرفت رکھنے والے کی طرف لوٹے تو جب کل اور آدمؑ میں پھونکی گئی روح کی معرفت حاصل کرے گا تو گویا اُس نے اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کر لی وہ نفس الکل اور وجود کی حقیقت ہیں۔

(مشارق انوار الیقین ص ۳۰۰)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انی تارک فیک ثلاثا: الکعبة والقرآن و اهل بیتی فانظروا کیف تخلفونی فیهم اما الکعبة فهد موا و اما لقرآن فحر فوا و اما ال محمدؐ فقتلوه و ضیعوا

(میں تمہارے درمیان تین چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں' کعبہ' قرآن اور اپنی اہل بیت پس دیکھو کہ میرے بعد تم ان کے ساتھ کیا کرتے ہو' کعبہ کو گرا دیا' قرآن میں تحریف کر ڈالی اور آل محمدؐ کو قتل کیا اور ضائع کر دیا۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی امت سے کہے:

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ

(اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا) (سورہ آل عمران آیت ۳۱)

آپؐ نے جنہیں حکم دیا وہ آپؐ کے اصحاب اور ان کی پیروی کرنے والے تھے پس اس بات کا کیا معنی ہے کہ تم میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا حالانکہ اصحاب تو آپؐ کی پیروی کر رہے تھے؟

مراد: اس سے مراد ہے کہ علیؑ کی ولایت' علیؑ سے محبت' علیؑ کی بابت



تفصیل پر میری پیروی کرو پس لوگوں نے اس امر میں آپؐ کی مخالفت کی اور علیؑ سے بغض رکھا اور اُسے ایک طرف پھینک دیا۔

یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (آل عمران آیت ۳۱)

(اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔)

بشرطیکہ تم علیؑ کی بات کو قبول کرو گے (یا علیؑ سے محبت کرو گے)

یہ وہ شرط ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس کے لئے لگائی ہے' رسولؐ سے محبت کی شرط یہ ہے کہ آپؐ کی عترت کے ساتھ بھی محبت کی جائے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جب تک اہل بیتؑ سے محبت نہ ہوگی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا کوئی فائدہ نہ ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت نہ ہو تو خدا سے محبت کا کوئی فائدہ نہ ہے پس ہر ایک کی محبت کا دوسرے کے ساتھ تعلق ہے۔

آپؐ نے فرمایا: لن یؤمن من عبد باللّٰه حتی اکون احب الیه من نفسه ویکون حب اهل بیتی احب الیه من اهله.

(کسی مومن کا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ مجھ سے اپنے نفس سے زیادہ محبت کرے۔ اور وہ میری اہل بیت سے اپنے گھر والوں سے زیادہ محبت کرے۔)

(حاشیہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا یومن عبد حتی اکون احب الیه من نفسه و تکون عترتی احب الیه من عترته و یکون اهلی احب الیه من اهله و تکون احب الیه من ذاته

"کوئی بندہ مؤمن نہیں بنتا جب تک:

۱۔ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبت کرے۔

۲۔ میری اولاد سے اپنی اولاد سے زیادہ محبت کرے۔ میری اہل بیت سے اپنے گھر والوں کی نسبت زیادہ محبت کرے۔ میری اہل بیت سے اپنی ذات سے زیادہ محبت کرے۔ حوالہ: مناقب کوفی جلد۲ ص۱۳۴ بحار الانوار جلد ۱۷ ص۱۳)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

انما انت بمنزلة الکعبة فان اتاک ھؤلاء و سلموا (و مکنوا) الیک الامر فاقبله و ان لم یأتوک فلا تاتئهم حتی یأتوک

(تو بمنزلہ خانہ کعبہ کے ہے اگر یہ تیرے پاس آئیں اور سلام کریں اور تجھے امر کی (قدرت) دیں تو قبول کر لینا اور اگر تیرے پاس نہ آئیں تو ان کے پاس نہ جانا یہاں تک کہ یہ لوگ تیرے پاس آ جائیں۔)

حوالہ: فردوس الاخبار دیلمی جلد ۵ ص ۴۰۶ حدیث ۸۳۰۹ ینابیع المودت جلد۲ ص ۸۵ مناقب مغازلی ص ۱۰۶)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کو اور اپنی اہل بیت کو آیات بینات محکمات قرار دیا۔

ابن عباس نے کہا:

الایات المحکمات امیر المومنین و عترته الائمة و اولاده الابرار



(امیر المومنین، آپ کی آئمہ عترت اور نیک اولاد آیات محکمات ہیں۔)

حوالہ: کتاب الصراط المستقیم جلد۱ ص ۲۹۲، تفسیر صافی جلد۱ ص ۳۱۸

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود کو اور اپنی عترت کو چنا ہوا قرار دیا ہے۔

خداوند نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ○

(بے شک اللہ نے چن لیا آدمؑ کو، نوحؑ کو، آل ابراہیمؑ کو آل عمرانؑ کو عالمین پر) (سورہ آل عمران آیت ۳۳)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا علی انت والعترة من ولدک آئمة الهدی والعروة الوثقی والشجرة التی انا اصلها و انتم فرعها فمن تمسک بها نجا و من تخلف عنها هوی و انهم الذین اوجب الله مودتکم وولایتکم و ذکر کم فی کتابه ووصفکم بعباده فقال ذریة بعضها من بعض فانتم صفوة الله من ادم و نوح و ابراهیم و ال عمران اسرة من اسماعیل والعترة الهادیة من محمد.

(اے علیؑ!

تو اور تیری عترت جو تیری اولاد سے ہیں ہدایت کے امام ہیں عروۃ الوثقی ہیں اور اُس درخت سے ہیں جس کی میں جڑ اور تم شاخ ہو جو ان سے

تمسک کرے گا نجات پا جائے گا جو انہیں چھوڑ دے گا وہ ہلاک ہوگا تم وہ ہو جن کی محبت اور ولایت کو واجب قرار دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارا قرآن مجید میں ذکر بیان کیا ہے اور اپنے بندوں کے لئے تمہارا وصف بیان کیا ہے اور فرمایا ہے بعض بعض سے ذریت ہیں پس تم اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے ہو جو آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ ہیں، تم اسماعیلؑ کے خاندان سے اور محمدؐ کی عترت ھادیہ ہو)۔ (المسترشد ابن جریر طبری ص ۶۰۹ تاویل الایات جلد ا ص ۱۰۶، بحار الانوار جلد ۲۳، ص ۲۲۲)

آپؐ نے اپنی عترت اور خود کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر حجت قرار دیا ہے، خداوند نے فرمایا:

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَاءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ

(کہہ دو ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو لاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لے آؤ ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو لے آؤ۔ (سورہ آل عمران آیت ۶۱)

بیٹے: حسنؑ اور حسینؑ ہیں

عورتیں: فاطمہ زہراؑ ہے۔

نفس: علیؑ ہے............ سب پر خداوند کی رحمتوں کا نزول ہو۔ ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں سے مباہلہ کیا حالانکہ وہ بیٹے حضرت علی علیہ السلام کے ہیں اور عورت حضرت علی علیہ السلام کی زوجہ ہے اور نفس حضرت علی علیہ السلام خود ہے پس آیت مباہلہ حضرت علی علیہ السلام پر مشتمل



ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کیا۔ اس کے ذریعہ سے احتجاج کیا اس کے ذریعہ دین قائم ہوا اور ٹیڑھے پن سے بچ گیا۔

(حاشیہ: خداوند نے فرمایا:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (آل عمران ۶۱)

(تیرے پاس علم آ جانے کے بعد جو تجھ سے اس مسئلہ میں جھگڑا کرے تو اُسے کہہ دو ہم اپنے بیٹوں کو لاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو لاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو لے آؤ، ہم اپنے نفسوں کو لاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو لے آؤ پھر گڑگڑاتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کو قرار دیتے ہیں۔)

امام رازی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے:

مروی ہے کہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کے سامنے دلائل دیئے لیکن وہ اپنی جہالت پر ڈٹے رہے آپؐ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اگر یہ لوگ تیرے دلائل کو قبول نہیں کرتے تو ان سے مباہلہ کرو انہوں نے کہا: اے ابو القاسمؐ ہم واپس جاتے ہیں اور اپنے معاملات میں غور و فکر کرتے ہیں پھر تمہارے پاس آئیں گے پس وہ واپس لوٹے تو انہوں نے عاقب سے کہا جو صاحب رائے شخص تھا: اے عبدالمسیح تیری کیا رائے ہے؟ اُس نے کہا: خدا کی قسم اے عیسائیو! تم جانتے ہو کہ محمدؐ نبی مرسل

ہے اُس نے تمہارے صاحب کے بارے میں تم سے حق بات کہی ہے، خدا کی قسم جو قوم کسی نبی سے مباہلہ کرتی ہے نہ ان کا چھوٹا رہتا ہے اور نہ ہی بڑا اگر تم نے ایسا کیا تو تمہارا استیصال ہو جائے گا، اگر تم اپنے دین پر بضد ہو اور اپنے نظریہ پر ڈٹے ہوئے ہو تو اس مرد کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ جاؤ!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے آپؐ نے سیاہ بالوں کی چادر اوڑھی ہوئی تھی آپؐ نے حسینؑ کو اُٹھایا ہوا تھا، حسنؑ انگلی کے ساتھ تھا، فاطمہؑ آپؐ کے پیچھے تھی، فاطمہؑ کے پیچھے علیؑ تھا۔ آپؐ نے سب سے کہا جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا:

اسقف نجران نے کہا: اے عیسائیو! میں ایسے چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ پہاڑ کو حکم دے دیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دے گا، ان کے ساتھ مباہلہ نہ کرنا ورنہ زمین پر قیامت تک ایک عیسائی باقی نہ رہے گا۔

پھر انہوں نے کہا: اے ابوالقاسم! ہماری رائے یہ ہے کہ ہم آپؐ کے ساتھ مباہلہ نہیں کرتے اور تمہارے دین پر تمہارا اقرار کرتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: اگر تم مباہلہ نہیں کرتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ، تمہیں وہ سہولتیں ملیں گی جو مسلمانوں کے لئے ہیں اور جو مسلمانوں کو نقصان ہوگا اس کا تمہیں بھی ہوگا۔ انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا آپؐ نے فرمایا: پھر جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ، انہوں نے کہا: ہم میں عربوں سے جنگ کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن ہم آپؐ کے ساتھ مصالحت کرتے ہیں اس بات پر کہ آپؐ ہم سے جنگ نہیں کریں گے اور ہم کو اپنے دین سے ہٹائیں



گے بھی نہیں اس کے بدلے میں ہم آپ کو:

صفر کے مہینے میں ایک ہزار حُلّے دیں گے۔

رجب کے مہینے میں ایک ہزار حُلّے دیں گے۔ اور قیس لوہے کی عام زرع دیں گے اور اس پر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے ساتھ مصالحت کر لی، "تفسیر فخر الدین رازی جلد ۸ ص ۸۰، مسئلہ سوم"

زمخشری نے کہا: اصحاب کساء کی فضیلت پر اس سے قوی کوئی دلیل نہ ہے کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے انہیں بلایا۔ حسینؑ کو اُٹھایا، حسنؑ کی انگلی پکڑی، فاطمہؑ پیچھے، علیؑ اُس کے پیچھے ہوا پس معلوم ہوگیا کہ اس آیت سے یہی افراد مراد ہیں آپؐ فاطمہؑ کی اولاد اور ذریت کو بیٹے کا نام دیتے تھے اور انہیں صحیح نسبت سے منسوب کرتے ہیں جو دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہے۔ تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۴۳۴، صحیح مسلم جلد ۱۵ ص ۱۷۶، کتاب الفضائل ح ۶۱۷، تاریخ مدینہ ابن شبہ جلد ۲ ص ۵۸۱، ص ۵۸۳، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۸۵ طم و ص ۳۰۲ ط ب حدیث ۱۶۱۱ سعد سے روایت ہوئی ہے، سنن ترمذی جلد ۵ ص ۲۲۵، ص ۶۲۷، حدیث ۲۹۹۹، ۳۷۲۴، کنز العمال جلد ۲ ص ۳۷۹ و ص ۳۸۰)

جو آئمہ کے علاوہ دوسروں کی ولایت کا قائل ہو اُس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔

خداوند نے اُن کے بارے میں کہا:

أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ۝

(ان لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہے اور ان سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں کرے گا اور نہ قیامت کے دن ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کا تزکیہ نفس کیا جائے گا۔ ا

(سورہ آل عمران آیت ۷۷)

ابن عباس نے کہا ہے:

من ادعی امامة لیست لہ و من جحد اماما من ال محمد وزعم انہ ناج فلیس بناج

(جو شخص ناحق امامت کا دعوی کرے اور جو آل محمدؐ میں سے امام کی امامت کا انکار کرے اور گمان کرے کہ وہ کامیاب ہو جائے گا وہ کامیاب نہیں ہوگا۔)

(حاشیہ: یہ امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہوا ہے البتہ یہاں ایک اضافہ ہے:

ثلاثة لا ینظر اللہ الیھم ...... و من قال لفلان و فلان فی الاسلام نصیبا

"تین قسم کے لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ نظر نہیں کرے گا...... جو کہے کہ فلاں فلاں کا اسلام میں حصہ ہے" (تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۱۷۸ حدیث ۶۴' ۵۶)

پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا جو اس پر ایمان لے آئے اور اس کی ولایت سے راہنمائی پائے:

وہ اللہ تعالیٰ سے اُس پر قائم رہنے کا سوال کرے... خداوند نے فرمایا:

رَبَّنَا لا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ



رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ o

(ہمارے پروردگار ہدایت کے بعد ہمارے دلوں کو زنگ آلود نہ کرنا اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا فرما تو عطا کرنے والا ہے۔ (سورہ آل عمران آیت ۸)

رحمت: علیؑ کی محبت اور ولایت کے ذریعہ دے۔

عطا کرنے والا: جو قیامت کے دن اُس کی ولایت لے آئے گا اُسے عطا سے نوازے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ، فرشتے، صاحبان علم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے (اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ) (سورہ آل عمران آیت ۱۹)' وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ' (سورہ ال عمران آیت ۸۵)

حقیقی اسلام ہی ایمان ہے کیونکہ جہاں ایمان ہوگا وہاں بغیر عکس کے اسلام ہوگا۔ اسلام: ظاہر ہے کہ سارا اسلام علیؑ اور اُس کی اولاد کی محبت سے حاصل ہوتا ہے جو ان سے محبت کرتا ہے وہ مسلمان ہوتا ہے مومن ہوتا ہے اور جو ان سے پھر جاتا ہے وہ نہ مسلمان ہے اور نہ ہی مؤمن!

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبر دی ہے کہ وہ علیؑ سے محبت کریں کیونکہ جو اس سے محبت کرتا ہے اللہ اُس سے محبت کرتا ہے' چنانچہ فرمایا:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَ یَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ

( کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا۔) (سورہ آل عمران آیت

(۳۱)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا علی ان اللہ یحبک و یحب من یحبک

(اے علیؑ اللہ تجھ سے محبت کرتا ہے اور جو تجھ سے محبت رکھتا ہے اُس سے محبت کرتا ہے) پھر فرمایا: وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (اللہ غفور ورحیم ہے) یعنی اُس کو معاف کرتا ہے جو علیؑ اور اُس کی عترت کی محبت اور ولایت رکھتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اس امر کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکید کرے اور فرمایا: اَطِيْعُوا اللّٰهَ واطیعوا الرَّسُوْلَ (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو) یعنی ان کی اُس امر میں اطاعت کرو جس کا انہوں نے اپنے ولی کی ولایت کا حکم دیا ہے۔ پھر فرمایا: جو اس سے محبت کرتا ہے وہ مومن ہے اور جو اس سے پھر جاتا ہے وہ کافر ہے۔

پس فرمایا: فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔ (جو اس سے پھر گیا پس اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔) (سورہ آل عمران آیت ۳۲)

پھر فرمایا کہ اس کی ولایت کے بغیر اعمال قیامت کے دن حبط (ضبط) کر دیئے جائیں گے۔ چنانچہ فرمایا:

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

(جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کئے)

(سورہ آل عمران آیت ۵۷)

ان کی پہلی شرط ایمان ہے اور دوسری نیک اعمال بجا لانا جن کا تعلق



فروع دین کے ساتھ ہے فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ (انہیں پورا اجر دیا جائے گا) یہ ان کے ایمان کی وجہ سے ہوگا اور اللہ اپنے فضل وکرم سے اس سے زیادہ بھی دے گا اگر اعمال کے ساتھ ولایت والی شرط نہ ہو تو مشروط بھی نہ ہوگا کیونکہ مشروط شرط کے بغیر نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا: ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ (اے محمد ہم نے اِسے تیری طرف تلاوت کر دیا ہے) مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ○ (جس کا تعلق آیات اور حکمت والے ذکر کے ساتھ ہے) (سورہ ال عمران آیت ۵۸)

جو نہ منسوخ ہوا ہے اور نہ ہی تبدیل ہوا ہے...... مومن کا ایمان ضائع نہیں ہوتا۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو اپنے بندوں کے لئے رحمت قرار دیا اس کے ساتھ وہ مخصوص ہے جس کا دل ہے۔

فرمایا: وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○ (بقرہ ۱۰۵) (اللہ اپنی رحمت مختص کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور خدا عظیم فضل والا ہے) اور وہ اپنا فضل مومنوں پر نچھاور کرتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو امن والا حرم قرار دیا ہے پھر فرمایا: مقام ابراہیم وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔

(مقام ابراہیم اور جو اس میں داخل ہوتا ہے امن و امان میں آجاتا ہے۔ (سورہ ال عمران آیت ۹۷)

پھر فرمایا: اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَاهُ حَرَمًا اٰمِنًا۔ (کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے اسے امان والا حرم قرار دیا ہے) (سورہ عنکبوت آیت ۶۷)

امان والاحرم مومن کا دل ہے جس میں علیؑ کی ولایت ہوتی ہے دنیا میں شیطان سے امان میں رہتا ہے اور آخرت میں آگ سے بچے گا جہاں ایمان کا نور ہوتا ہے وہاں شیطان اور آگ کہاں؟!

(حاشیہ: رسول خدا (ص) نے فرمایا معرفة آل محمدؐ براۃ من النار وحب ال محمدؐ جواز علی الصراط والولایۃ لال محمدؐ امان من العذاب

''آل محمدؐ کی معرفت جہنم سے برأت ہے آل محمدؐ کی محبت پل صراط پر سے گزرنے کا پاسپورٹ ہے آل محمدؐ کی ولایت عذاب سے امان ہے۔''
حوالہ: الحاوی للفتاوی جلد۲ ص ۹۷)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو حبل متین قرار دیا اور لوگوں کو اس کے پکڑ لینے کا حکم دیا' فرمایا: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا (اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ نہ پھیلاؤ) (سورہ آل عمران آیت ۱۰۳)

ابن عباس نے کہا ہے: حبل اللہ المتین علیؑ امیر المومنین ولا تفرقوا عنہ (امیر المومنین علیؑ حبل اللہ المتین ہے اس سے جدا نہ ہونا)

حوالہ: بحارالانوار جلد ۳۶ ص ۱۸' کشف الغمہ جلد ۱ ص ۳۱۶

پھر فرمایا کہ علیؑ کی ولایت رکھنے والوں کے چہرے سفید اور اس سے دشمنی رکھنے والوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ (جس دن چہرے سفید ہوں گے) علیؑ کی ولایت کی وجہ سے وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ (جس دن چہرے سیاہ ہوں گے) علیؑ سے بغض



کی وجہ سے! فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکْفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ (جن کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا تم ایمان کے بعد کافر ہو گئے) (سورہ آل عمران آیت ۱۰۶)

تم نے علیؑ کا انکار کیا ...... کیونکہ تم نے پہلے غدیر کے دن اس کی ولایت پر ایمان ظاہر کیا تھا اور تم نے اسے عہد دیا تھا۔

اس تفسیر کی مؤید وہ بات ہے جسے قاضی نے کتاب الظلامۃ الفاطمیۃ میں ابوذر کی روایت سے اس آیت کے ضمن میں تحریر کیا ہے۔ یَوْمَ تَبْیَضُّ وَّ جُوْہٌ وَ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تحشرا متی علی خمس رایات یوم القیامۃ رایۃ مع عجل هذه الامۃ فاقول ما فعلتم بالثقلین فیقولون: اما الاکر فمز قناه و حرفناه و اما الاصغر فابغضناه و عادینا فاقول رود اظماء مظمئین مسودة وجهحکم ثم ترد علی و ایة فرعون هذه الامة فاسئالهم ما فعلتم بالثقلین بعدی؟ فیقولون اما الاکبر فخالفنا و عصینا و اما احمد فقتلنا و عادینا فاقول رووا ظمئا مظمئین مسودة وجوهکم ثم ترد علی رایات سامره هذاه الامة......

(روز محشر میری امت کے لوگ پانچ پرچم اُٹھائے ہوئے آئیں گے۔)

۱۔ ایک پرچم اس امت کے بچھڑے کے ساتھ ہوگا' میں ان لوگوں سے پوچھوں گا کہ تم نے ثقلین (قرآن و اہل بیت) کے ساتھ کیا کیا؟

وہ کہیں گے کہ ہم نے قرآن مجید میں تحریف کی اور اہل بیت کے

ساتھ بغض اور دشمنی کی!

میں کہوں گا: یہاں سے پیاسے اور منہ کالے چلے جاؤ۔

۲۔ ایک پرچم اس امت کے فرعون کے ساتھ ہوگا' میں ان لوگوں سے پوچھوں گا کہ تم نے ثقلین (قرآن و اہل بیت) کے ساتھ کیا کیا؟

وہ کہیں گے کہ ہم نے قرآن مجید کی مخالفت اور نافرمانی کی اور اہل بیتؑ کو قتل کیا اور ان سے دشمنی کی' میں کہوں گا: یہاں سے پیاسے اور منہ کالے چلے جاؤ۔

۳۔ایک پرچم اس امت کے سامری کے ساتھ ہوگا۔ میں ان لوگوں سے کہوں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین (قرآن و اہل بیت) کے ساتھ کیا کیا؟

وہ کہیں گے کہ ہم نے قرآن مجید کی مخالفت اور نافرمانی کی اور اہل بیتؑ کی مخالفت اور ان سے دشمنی کی' میں کہوں گا کہ پیاسے اور منہ کالے یہاں سے چلے جاؤ۔

۴۔ ایک پرچم ذو ثدیہ (پستان والے) کے ساتھ ہوگا جس کے ہمراہ خارجی ہوں گے۔ جن کے آخری کا کھڑے ہوکر ہاتھ پکڑوں گا اس کے قدم لرز جائیں گے' اور اس کا اور اُس کے اصحاب کا منہ کالا ہو جائے گا۔

میں پوچھوں گا کہ تم نے ثقلین (قرآن و اہل بیت) کے ساتھ کیا کیا؟

وہ کہیں گے کہ ہم نے قرآن کی تحریف کی اور اہل بیتؑ کو قتل کیا۔ میں کہوں گا:

یہاں سے پیاسے' منہ کالے چلے جاؤ۔

۵۔ ایک پرچم امام المتقینؑ' خاتم الوصیینؑ' سید المومنینؑ کے ساتھ ہوگا' میں



پوچھوں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین (قرآن و اہل بیت) کے ساتھ کیا کیا؟

وہ کہیں گے کہ ہم نے قرآن مجید کی اطاعت اور پیروی کی! اہل بیتؑ کی نصرت اور مدد کی یہاں تک کہ ہمارا خون بہایا گیا میں کہوں گا کہ سیراب ہو کر سفید چہروں کے ساتھ یہاں سے جاؤ۔

(بحار الانوار جلد۳۰ ص۲۰۴' تفسیر قمی جلد۱ ص ۱۰۹' تفسیر نور الثقلین جلد۱ ص ۳۸۱' الخصال صدوقؒ ص ۴۵۹)

پھر اللہ تعالی نے شیعیان علیؑ اور ان سے عہد پورا کرنے والوں کو بشارت دی اور فرمایا:

وَاَمَّا الَّذِیْنَ ابْیَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ

(جن کے چہرے سفید ہوں گے) (سورہ آل عمران آیت ۱۰۷)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا علی شیعتک بیض الوجوه یوم القیامة لا یمسهم سوء مغفورهم ذنوبهم علی ما بهم من عیوب و ذنوب و انت قائد الغر المحجلین الی الجنة.

(اے علیؑ قیامت کے دن تیرے شیعوں کے چہرے سفید ہوں گے انہیں کسی قسم کی بدی نہیں چھوئے گی۔ ان کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ان کے ذمہ کوئی عیب اور گناہ نہ رہے گا۔ تو سفید چہروں والوں کا قائد ہے انہیں جنت کی طرف لے جائے گا۔) (روضۃ الواعظین ص ۲۸۴)

پھر اللہ تعالی نے حضرت علی علیہ السلام کی محبت کو اپنی خوشنودی اور ان کے دشمنوں کی پیروی کو اپنی ناراضگی قرار دیا اور فرمایا:

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ

(جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی پیروی کرتے ہیں)

(سورہ آل عمران آیت ۱۶۲)

اور وہ رضوان حضرت علی علیہ السلام کی محبت ہے۔

كَمَنْ ؕ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ ۔ (وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی لیتے ہیں)

(سورہ آل عمران آیت ۱۶۲) اور وہ فرعون وھامان کی محبت ہے۔

☆☆☆



# سورہ نساء

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کو اللہ اور رسول کی اطاعت قرار دیا اور ان کی نافرمانی کو اللہ اور رسول کی نافرمانی قرار دیا اور فرمایا:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ

(جو اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے) جو حدود اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت میں قرار دی ہیں۔ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا (اللہ اُسے جہنم میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔) (سورہ نساء آیت ۱۴)

جو حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کو چھپاتا ہے اور کسی کو حضرت علی علیہ السلام پر مقدم کر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے وہ کافر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَعَصَوُا الرَّسُوْلَ

(جس دن کافر چاہیں گے اور وہ رسولؐ کی نافرمانی کریں گے) اور وہ نافرمانی حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی بابت کریں گے۔ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ (کاش ان کے لئے زمین برابر ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کسی بات کو نہ چھپائیں) (سورہ نساء آیت ۴۲)

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل اور مناقب کو وہ چھپاتے ہیں اور لوگوں کو ان کے چھپانے کا حکم دیتے ہیں اور لوگوں کے سامنے انہیں بیان نہیں کرتے ہیں۔

(تفسیر صافی ا ص ۴۵۳، تفسیر نور ثقلین ا ص ۳۸۲ ح ۲۵۸)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت کرنے والوں کے بارے میں کہا کہ ان پر ذلت ورسوائی کو مار دیا گیا ہے پس فرمایا: ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ (ان پر ذلت کو مار دیا گیا ہے)

ابن عباس نے کہا ہے: جنہوں نے آل محمدؐ کے حق کا انکار کیا ان پر ذلت ماری گئی ہے۔

اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ

(مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسی اور لوگوں کی طرف سے رسی ہے)

(سورہ آل عمران آیت ۱۱۲)

ابن عباس نے کہا: اللہ کی طرف سے رسی قرآن مجید ہے اور لوگوں کی طرف سے رسی حضرت علی علیہ السلام ہے۔ (الصراط المستقیم جلد ا ص ۲۸۶، تفسیر فرات کوفی ص ۹۲، تفسیر عیاشی جلد ا ص ۱۹۶)

جنگ اُحد سے واپسی پر اُسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا:

یا علیؑ انت اول هذه الامة ایمانا بالله و رسوله و اولهم هجرة الی الله و رسوله و آخرهم عهدا برسوله لا یحبک الامؤمن و لا یبغضک الا منافق

(اے علیؑ! تو اس امت میں سب سے پہلے اللہ اور رسولؐ پر ایمان لے آیا۔ سب سے پہلے تو نے ہی اللہ اور رسولؐ کی طرف ہجرت کی اور وہ آخری ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عہد کو پورا کرے گا تجھے



سوائے مومن کے کوئی دوست نہیں رکھتا اور سوائے منافق کے تجھ سے کوئی بغض نہیں رکھتا۔)

(امالی شیخ مفید ص ۲۷۴، کشف الغمہ جلد ۲ ص ۳۳)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام اور ان کی عترتؑ کو خلائق کا موالی (مولا) قرار دیا اور فرمایا:

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ

(ہر ایک کے لئے ہم نے موالی قرار دیئے اُس سے جسے والدین چھوڑ جاتے ہیں) (سورہ نساء آیت ۳۳)

پس موالی آئمہؑ اور والدین حضرت محمد اور حضرت علی علیہما السلام ہیں کیونکہ آپؐ نے فرمایا ہے!

انا و علیؑ ابو هذه الامة.

(میںؐ اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں)

(تاویل الایات جلد ا ص ۴۷، علل الشرائع جلد ا ص ۱۲۷، مناقب آل ابو طالب جلد ۲ ص ۳۰۰) جو حضرت علی علیہ السلام پر ایمان لے آئے اُس کے لئے جنت اور اس کے دشمن کے لئے جہنم کو قرار دیا اور فرمایا: وَ كَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا (نساء آیت ۵۵) (ان کے لئے جہنم کا ٹھکانہ کافی ہے) جہنم اُس کے لئے کافی ہے جو اس کی ولایت سے منہ پھیرے۔ جو اس کی اطاعت کرے اُسے نبیوں کے ساتھ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ ۝

(وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے اپنا انعام نازل کیا ہے جو نبی اور صدیق ہیں) (سورۂ نساء آیت ۶۹)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

النبیون انا والصدیقون علی والشهداء حمزه و الصالحین فاطمة و ذلک ان الله خلقنی و خلق علیا و فاطمة والحسن والحسین قبل ان یخلق آدم حین لا اسماء مبنیة ولا ارض مدحیة ولا ظلمة ولا نور و ذلک ان الله تکلم بکلمة فخلق منها ندرا ثم تکلم بکلمة فخلق منهارو حاثم مزج النور بالروح فخلقنی و خلق علیا فکنا نسبح حین لامسبح' فلما اراد ان ینشئی الخلق فتق نوری فخلق منه العرش فالعرش من نوری و انا اشرف منه ثم فتق نور اخی فخلق منه الملائکة من نور اخی علی فاخی علی افضل من الملائکته ثم خلق السموت والارض من نور فاطمة فهی افضل من السموت والارض ثم فتق نور الحسن فخلق منه الشمس والقمر فالحسن افضل من الشمس والقمر ثم فتق نور الحسین فخلق منه الجنة والحور العین فالحسین افضل من الجنة والحور العین ثم سکنت الملائکة الکلمة فخلق لهم من نور الزهراء نورا ازهرت منه السموت والارض فقالوا: ربنا ما هذا النور؟ فقال: هذا حبیتی و زوجة حبیبی و ام اولیائی اشهدکم یا ملائکتی ان ثواب تسبیحکم و تقدیسکم



لها و لشیعتها الی یوم القیامة

(النبیون میں ہوں'' صدیقون'' علیؑ ہے۔ ''الشهداء'' حمزہؓ ہے ''صالحون'' فاطمہؑ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کو آدمؑ سے پہلے پیدا کیا ابھی نہ آسمان کو بنایا تھا نہ زمین کو بچھایا تھا' نہ اندھیرا تھا نہ روشنی تھی' اللہ تعالیٰ نے کلام کی جس سے نور پیدا ہوا پھر کلام کی جس سے روح پیدا ہوئی پھر نور کو روح سے ملایا جس سے میں اور علیؑ پیدا ہوئے پس ہم نے اُس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہی جب کوئی تسبیح کہنے والا نہ تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو میرے نور سے عرش کو بنایا پس عرش میرے نور سے ہے اور میں عرش سے افضل ہوں پھر علیؑ کے نور سے فرشتوں کو پیدا کیا پس میرا بھائی علیؑ فرشتوں سے افضل ہے پھر فاطمہؑ کے نور سے آسمانوں اور زمین کو بنایا پس فاطمہؑ آسمانوں اور زمین سے افضل ہے پھر حسنؑ کے نور سے سورج اور چاند کو بنایا پس حسنؑ سورج اور چاند سے افضل ہے پھر حسینؑ کے نور سے جنت اور حور کو پیدا کیا پس حسینؑ جنت اور حور سے افضل ہے پھر فرشتے اندھیرے میں رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے زہراؑ کے نور سے روشنی کو بنایا جس سے آسمان و زمین روشن ہو گئے اور انہوں نے عرض کی: خدایا یہ روشنی کیسی ہے؟

خداوند نے فرمایا: یہ میری حبیبہؑ اور میرے حبیبؐ کی زوجہ اور میرے اولیاء کی ماں کا نور ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں اے میرے فرشتو کہ تمہاری تسبیح و تقدیس کا ثواب فاطمہؑ اور اُس کے شیعوں کے لئے قیامت تک ہے۔)

(نوادر المعجزات ص ۸۳' تاویل الآیات جلد ۱ ص ۱۳۹' بحار الانوار جلد ۲۵ ص ۱۶)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام سے بغض کو شرک اور ان سے محبت
کو معافی قرار دیا اور فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ (اللہ تعالیٰ
شرک کو معاف نہیں کرتا۔ (نساء آیت ۴۸)

ابن عباس نے کہا ہے کہ: **الشرک بعلی شرک بالله والایمان
به ایمان بالله.**

(علی کے ساتھ شرک اللہ کے ساتھ شرک ہے اور علیؑ کے ساتھ ایمان
اللہ کے ساتھ ایمان ہے۔) (شرح اصول کافی جلد ۷ ص ۱۰۲)

(حاشیہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:)

**یا حذیفة ان حجة الله علیکم بعدی علی بن ابی طالب
الکفر به کفر بالله والشرک به شرک بالله والشک فیه
شک بالله والحاد فیه الحاد بالله والانکار له انکار لله والایمان
به ایمان بالله لانه اخو رسول الله ووصیه و امام امته ومولاهم و
هو حبل الله المتین و عروته الوثقی التی لا انفصام لها**

(اے حذیفہؓ میرے بعد تمہارے اوپر علیؑ ابی طالب حجت خدا ہے اس
کا کفر اللہ کا کفر ہے اس کا شرک اللہ کا شرک ہے اُس میں شک اللہ میں شک
ہے اُس کے ساتھ الحاد اللہ کے ساتھ الحاد ہے اُس پر ایمان اللہ پر ایمان ہے
کیونکہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہے، آپؐ کا وصی ہے،
آپؐ کی امت کا امام ہے، ان کا مولا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے اور یہ
نہ ٹوٹنے والا مضبوط سہارا ہے) (امالی شیخ صدوقؒ ص ۲۶۴)

پھر فرمایا: وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ (شرک کے علاوہ جس



کے لئے جو چاہے گا معاف کر دے گا) (سورہ نساء آیت ۴۸)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**المومن فی ای حالة کان فهو شهید و ان المومن اذا
اخرج من الدنیا و علیه مثل ذنوب اهل الارض کان الموت
کفارة له.**

**یا علی بشر شیعتک فان الله یغفر مادون الشرک و
انهم یخرجون من قبورهم وهم یقولون: لا اله الا الله محمد
رسول الله علی و لی الله فیرکبون علی فجائب من نور تطیر
بهم الی الجنة لا یحزنهم الفزع الاکبر.**

(مؤمن جس حالت میں بھی ہو وہ شہید ہوتا ہے اور جب مؤمن
دنیا سے جاتا ہے اور اُس کے ذمہ ساری زمین والوں جتنے گناہ ہوتے ہیں تو
اُس کی موت اُس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔

اے علیؑ! اپنے شیعوں کو خوشخبری دے دو کہ اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ ہر
گناہ کو معاف کر دے گا وہ اپنی قبروں سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ
کہتے ہوئے باہر نکلیں گے اور نور کے پرندوں پر سوار ہوں گے اور اڑ کر جنت
کی طرف جائیں گے انہیں بڑی پریشانی کا کوئی غم نہ ہوگا۔) (تاریخ دمشق
جلد ۴۲ ص ۳۳۲، وسائل الشیعہ جلد ۴ ص ۶۶۴، بحار الانوار جلد ۱ ص ۲۳۶)

اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں نے
آپ پر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی فضیلت پر حسد کیا اور کہا: **لا یجتمع النبوت
والملک فی بیت واحد**

(نبوت اور ملک ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتے۔)

(الیقین ابن طاؤس ص ۲۷۳، تاریخ طبری جلد ۳ ص ۲۸۸)

اور فرمایا: اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

(لوگ حسد کرتے ہیں اُس پر جو اللہ تعالیٰ نے اُسے فضلیت دی ہے)

(سورہ نساء آیت ۵۴)

ان کو جھٹلایا اور کہا:

فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا

(ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب وحکمت دی اور ہم نے انہیں عظیم ملک دیا۔) (سورہ نساء آیت ۵۴)

ملک عظیم: وہ امت ہے جس کا حکم قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کا اس کے بارے میں اختلاف بیان کیا ہے اور فرمایا کہ:

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ وَ كَفٰی بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا ٥

(ان میں سے کچھ اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں سے کچھ اُس سے روکتے ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم کافی ہے۔) (سورہ نساء آیت ۵۴۔۵۵)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے حال کو بیان کیا جو حضرت علی علیہ السلام سے پھر گئے ہیں اور فرمایا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا

(جو کافر ہیں اور ہماری نشانیوں کا انکار کرتے ہیں عنقریب ہم انہیں جہنم میں



داخل کریں گے) یعنی ان پر علی اور اُس کی عترت کے انکار پر عذاب محقق ہوگیا ہے اور یہ لوگ آیات خدا ہیں پھر ارشاد ہوا:

لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ (تاکہ عذاب کا مزہ چکھو) (سورہ نساء آیت ۵۶)

انہوں نے حق کے سامنے رکاوٹ ڈالی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا اور ولی کو چھوڑ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کے مقام کو بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (جو ایمان لے آئے) یعنی علیؑ پر ایمان لے آئے وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (اور انہوں نے نیک اعمال ادا کیے۔ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ط (عنقریب ہم انہیں جنت میں داخل کریں گے جس کے نیچے سے نہریں جاری ہیں اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔) (سورہ نساء آیت ۵۷)

یعنی وہ اپنے ایمان اور تقویٰ کی وجہ سے جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام اور ان کی عترت کی محبت کو امانت قرار دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ امانت اُس کے اہل کے حوالے کرو۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا

(اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کے حوالے کر دو)

(سورہ نساء آیت ۵۸) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں امانت دی ہے اور وہ اُس کے ولی کی اطاعت ہے اور قیامت کے دن اُس کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا۔

(شرح الاخبار نعمانی جلد ا ص ۲۴۶، تفسیر فرات ص ۱۰۷ حدیث ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اپنی، اپنے نبیؐ اور اپنے ولیؑ کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے اور فرمایا:

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ

(اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اور اُس اولی الامر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہے۔)

(سورہ نساء آیت ۵۹)

لوگوں کا اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے۔

۱۔ اس سے مراد اہل علم ہیں۔

۲۔ اس سے مراد بادشاہ ہیں۔

۳۔ اس سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے کیونکہ وہ عالم بھی ہے اور امیر بھی ہے پس اُس کی اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اطاعت واجب ہے جو اس کی اطاعت نہیں کرے گا گویا اُس نے اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہ کی ہے۔

(حاشیہ: جابر بن یزید جعفی نے کہا ہے: میں نے جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے سنا اُس نے کہا:

جب آیت اطیعوا اللّٰہ واطیعو الرسول و اولی الامر منکم نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ قد عرفنا اللّٰہ و رسولہ فمن اولو الامر منکم الذین قرن اللّٰہ طاعتھم بطاعتک؟ فقال (ص) : خلفائی و آئمة المسلمین بعدی



اولھم علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف بالتوارة بالباقر و ستدرکه یا جابر فاذا لقیته فاقرء ہ منی اسلام ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسی بن جعفر ثم علی بن موسی ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم سمی و کنیی حجة اللہ فی ارضه و نفسه (وبقیته) فی عبادہ بن الحسن بن علی ذلک الذی یفتح اللّٰہ تعالیٰ ذکرہ علی یدہ مشارق الارض و مغاربھا' ذلک الذی یغیب عن شیعته و اولیاء ہ و غیبة لا یثبت فیھا علی القول بامامته الامن امتحن اللّٰہ قلبه للایمان' قال جابر : فقلت یا رسول اللّٰہ فھل لشیعته الا نتفاع به؟

فقال (ص) والذی بعثنی بالنبوة (بالحق نبیاً) انھم یستضیئون بنورہ و ینتفعون بولایته فی غیبته کانتفاع الناس بالشمس ان سترھا السحاب یا جابر ھذا من مکنون سر اللّٰہ و مخزون علم اللّٰہ فاکتمه الاعن اھله

(ہم اللہ اور اُس کے رسولؐ کی معرفت رکھتے ہیں پس اولی الامر کون ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اطاعت کے ساتھ بیان کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: وہ میرے خلفاء اور میرے بعد مسلمانوں کے امام ہیں جن میں اول علیؑ بن ابی طالبؑ پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علیؑ بن الحسینؑ پھر محمدؑ بن علیؑ جس کا تورات میں باقرؑ نام ہے اور اے جابر عنقریب تیری اُس سے

ملاقات ہوگی اور جب تیری اُس کے ساتھ ملاقات ہوتو اُسے میرا سلام دینا پھر جعفر صادقؑ بن محمدؑ پھر موسیٰؑ بن جعفرؑ پھر علیؑ بن موسیٰؑ پھر محمدؑ بن علیؑ پھر علیؑ بن محمدؑ پھر حسنؑ بن علیؑ پھر وہ ہے جس کا نام اور کنیت میرے جیسی ہے وہ زمین میں حجت خدا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں بقیۃ اللہ ہے وہ ابن حسنؑ بن علیؑ ہے اُس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ مشرق و مغرب کو فتح کرے گا وہ اپنے شیعوں اور محبوں سے غائب ہوگا ایسی غیبت ہوگی کہ اس میں اس کی امامت کا قائل وہی ثابت قدم رہے گا جس کے دل کا اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لئے امتحان لیا ہوگا۔

جابر نے کہا:

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا شیعہ اُس سے فائدہ اُٹھائیں گے؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا لوگ اُس کے نور سے روشنی پائیں گے اور اُس کی ولایت سے اُس کی غیبت میں فائدہ اُٹھائیں گے جس طرح لوگ بادلوں کی اوٹ میں چھپے سورج سے فائدہ اُٹھاتے ہیں اے جابر! یہ اللہ تعالیٰ کے راز سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم سے ہے اسے چھپائے رکھنا صرف اُسے آگاہ کرنا جو اس کا اہل ہو۔)

(کفایۃ الاثر ص ۵۳' اعلام الوری ص ۳۷۵' کمال الدین جلد ۱ ص ۲۵۳' کشف الغمہ جلد ۳ ص ۲۹۹' مناقب آل ابی طالب جلد ۱ ص ۲۸۲)

ابان سے مروی ہے وہ امام ابوالحسن علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے کہا: میں نے یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و



اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کے بارے میں پوچھا تو امامؑ نے فرمایا: وہ علیؑ بن ابی طالبؑ ہے پھر خاموش ہوگئے اور جب آپ کی خاموشی زیادہ دیر تک ہوئی تو میں نے عرض کی ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا: پھر حسنؑ! اس کے بعد خاموش ہوگئے اور جب آپ کی خاموشی زیادہ دیر تک ہوئی تو میں نے عرض کی: ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا: حسینؑ! میں نے عرض کی: ان کے بعد کون ہے؟ فرمایا: علیؑ بن الحسینؑ اور خاموش ہوگئے وہ ہمیشہ خاموش رہتے رہے یہاں تک کہ میں سوال کرتا رہا اور امام نے آخری امام تک کے نام کو بیان کیا۔

(تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۲۵۱ حدیث ۱۷۱' تفسیر برہان جلد ۱ ص ۳۸۵' تفسیر نورالثقلین جلد ۱ ص ۵۰۰ حدیث ۳۳۲)

سلیم بن قیس سے مروی ہے امیرالمومنین نے کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! من شرکائی من بعدی؟ میرے بعد امام کون ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا:

وہ ہوں گے جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اور میری اطاعت کے ساتھ بیان کیا ہے اور فرمایا ہے: اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم

وہ آئمہؑ ہیں! میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ وہ کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: وہ میرے اولیاء ہیں یہاں تک کہ وہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے۔ وہ سارے ہادی مہدی ہوں گے جو انہیں چھوڑ جائے گا وہ اُنہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور

قرآن ان کے ساتھ ہے وہ قرآن سے جدا نہیں ہوں گے اور قرآن ان سے جدا نہیں ہوگا۔ ان کے ذریعہ سے میری امت کی مدد ہوگی' ان کے ذریعہ سے بارش نازل ہوگی' ان کے ذریعہ سے لوگوں سے بلائیں دور ہوں گی' ان کے ذریعہ سے لوگوں کی دعائیں مستجاب ہوں گی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ان کے نام بیان کریں؟

آپؐ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا ........... یہ کہہ کر امام حسنؑ کے سر پر ہاتھ رکھا پھر میرا یہ بیٹا...... یہ کہہ کر امام حسینؑ کے سر پر ہاتھ رکھا پھر اس کا علیؑ نامی بیٹا وہ تیری زندگی میں پیدا ہوگا اُسے میرا سلام کہنا پھر محمدؐ کی اولاد سے بارہ اماموں تک تعداد پوری ہوگی۔

میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان سب کے نام بتائیں؟

آپؐ نے ایک ایک کا نام بیان کیا' خدا کی قسم اے شخص ان میں امت محمدیہ سے مہدی ہوگا جو زمین کو ظلم و ستم سے پر ہو جانے کے بعد عدل و انصاف سے پُر کر دے گا۔ خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ رکن اور مقام کے درمیان اس کی کون بیعت کرے گا۔ میں ان کے باپ اور قبیلوں کے نام جانتا ہوں حوالہ: تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۲۵۳' ۲۵۴ حدیث ۱۷۷' تفسیر برھان جلد ۱ ص ۳۸۶' تفسیر نور الثقلین جلد ۱ ص ۵۰۴ حدیث ۳۴۶' اس نے اسے کمال الدین سے نقل کیا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ان کے دشمنوں کے لئے معافی نہیں ہے'
خداوند نے فرمایا:



إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

(جو لوگ ایمان لے آئے) رسول پر ایمان لے آئے ثُمَّ كَفَرُوا (پھر کافر ہو گئے) وصی کا انکار کیا ثُمَّ آمَنُوا (پھر ایمان لے آئے) غدیر کے دن بیعت کر کے ایمان لے آئے ثُمَّ كَفَرُوا (پھر کافر ہو گئے) اور انہوں نے غدیر والا عہد توڑ دیا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا (پھر ان کا انکار زیادہ ہوا) کیونکہ انہوں نے علیؑ کے حق کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور ولی کی سلطنت کو غصب کر لیا اور زہراؑ پر ظلم کیا۔ اُس کا اُسے حق نہ دیا اور عہدوں کو ضائع کیا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ (اللہ ان کی مغفرت نہیں کرے گا) کیونکہ ان کے پاس ایمان باقی نہیں رہا اس سے، انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناراض کر دیا ہے' ان پر ولی خدا غضبناک ہوا جس سے ان پر خداوند عظیم غضبناک ہو گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جس نے امام کے حق کو غصب کیا اور امام پر ظلم کیا وہ کافر ہے پس فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ ظَلَمُوا (جنہوں نے کفر اختیار کیا اور ظلم کیا۔)
(سورہ نساء آیت۔ ۱۶۸)

آل محمدؐ کے حق پر ظلم کیا۔ ابن عباسؓ کہتا ہے کہ یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۸۵' شرح اصول کافی جلد ۷ ص ۹۰' شرح الاخبار جلد ۱ ص ۲۴۳)

اللہ تعالیٰ نے امام کی ولایت کو حق قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَّكُمْ

وَ اِنْ تَكْفُرُوْا

(تمہارے پاس رسول تمہارے رب کی طرف سے برحق آیا پس اُس پر ایمان لے آؤ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر کفر اختیار کرو) یعنی علیؑ کی ولایت میں (کفر اختیار کرو) (سورہ نساء آیت ۱۷۰)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو سبیل (راستہ) قرار دیا اور فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(جو کافر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے لگے) (سورہ نساء آیت ۱۶۷)

ابن عباس کہتا ہے کہ سبیل حضرت علی علیہ السلام اور حق ولایت علی علیہ السلام ہے!

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی محبت کو برھان اور نور قرار دیا اور فرمایا:

قَدْ جَآءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْراً مُّبِيْنًا○

(تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے برھان آیا اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور کو نازل کیا۔) (سورہ نساء آیت ۱۷۴)

ابن عباس کہتا ہے کہ: برھان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور نور امیر المومنین علیہ السلام ہیں!

اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت کو ثواب قرار دیا اور فرمایا:

ثَوَاباً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

(اللہ کی طرف سے ثواب ہے) (سورہ آل عمران آیت ۱۹۵)



رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انت الثواب و شیعتک الابرار (تو ثواب ہے اور تیرے شیعہ نیک ہیں۔)

(تفسیر نور الثقلین ا ص ۴۲۵، تفسیر کنز الدقائق جلد ۲ ص ۳۲۸، تفسیر عیاشی جلد ا ص ۲۱۱ حدیث ۱۷۷، بحار الانوار جلد ۳۶ ص ۹۷)

اللہ تعالیٰ نے ان کی محبت کو امانت قرار دیا ہے جس کی بابت ابن عباس نے کہا: امانت فاطمہؑ اور اس کی عترت کی محبت ہے۔ اور بندگان خدا قیامت کے دن یہ امانتیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں گے۔ اور حوض کوثر پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے ان کی امانتوں کو کریں گے!

کہا جائے گا: تم نے عترت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو صدیق اور شہید قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ○

(یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام نازل کیا ہے جو نبی، صدیق، شہید اور نیک لوگ ہیں)۔ (سورہ نساء آیت ۶۹)

ابن عباس نے کہا: یہ آیت امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے سوائے نبوت کے باقی تمام مراتب کو شامل ہے کیونکہ ہر نبی صدیق ہوتا ہے اور ہر صدیق نبی اور شہید نہیں ہوتا، امیر المومنینؑ صدیق، شہید، صالح ہیں پس وہ صدیق اکبر اور حق و باطل کے درمیان فاروق ہیں۔

(حاشیہ: رسول خدا سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا:)

الصدیقون ثلاثة حبیب النجار و خربیل (حزقیل) مومن ال فرعون و علی بن ابی طالب وھو افضلھم صدیق تین ہیں ۱۔حبیب نجار ۲۔خربیل یا حزقیل جوال فرعون سے تھا اور مؤمن تھا ۳۔ علی بن ابی طالبؑ اور علیؑ سب سے افضل ہے“ الفردوس بما ثور الخطاب جلد ۲ ص ۴۲۱ حدیث ۶۶‘۳۸‘ ص ۵۸۱ حدیث ۳۶۸۱‘

آپؐ نے فرمایا:

فانت یا علی اول الاثنی عشر الامام سماک اللہ تعالٰی فی سمائه علیا المرتضی و امیر المومنین و الصدیق الاکبر و الفاروق الاعظم و المامون و المھدی فلا تصح ھذه الاسماء لا حد غیرک

(پس اے علیؑ تو بارہ اماموںؑ میں پہلا ہے اللہ تعالٰی نے آسمان میں تیرا نام مرتضٰی اور امیر المومنینؑ اور صدیق اکبر اور فاروق اعظم اور مامون اور مہدی رکھا ہے پس یہ اسماء تیرے علاوہ کسی کے لئے صحیح نہیں ہیں۔)

(غیبت الشیخ ص ۹۶‘ ص ۹۷)

مزید حوالہ: مناقب کوفی جلد ۱ ص ۲۷۷‘ کنز العمال جلد ۱۱ ص ۶۱۲‘ الخصال ص ۱۸۴)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا علی ان اللہ یبعثک یوم القیامة و شیعتک رکبانا علی نوق من نوق الجنة از متھا من الذھب الاحمر علیھا رحایل من نور تناخ عند قبورھم‘ تنادیھم الملائکة ارکبوا یا



اولیاء اللہ فیصیرون صفا و انت امامھم الی الجنة حتی اذا صر تم دون العرش ھبت علیکم ریح کالمسک الاذ فر تغشی وجوھم فینادون فی عرصات القیامة لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ. نحن العلیون فینادون من تحت العرش: بخ بخ انتم الامنون: ادخلوا الجنة لا خوف علیکم ولا انتم تحزنون

(اے علیؑ قیامت کے دن اللہ تعالٰی تجھے اُٹھائے گا اور تیرے شیعہ جنتی اونٹوں پر سوار ہوں گے جن کی لگام سرخ سونے کی ہوں گی ان پر نور کی رحل ہوں گی انہیں ان کی قبروں کے پاس لا کر کھڑا کیا جائے گا انہیں فرشتے آواز دیں گے کہ اے اولیائے خدا قطار میں ہو کر ان پر سوار ہو جاؤ وہ قطار میں آ جائیں گے تو ان کے آگے ہوگا اور تم جنت کی طرف جاؤ گے جب عرش کے نیچے جاؤ گے تو تم پر مسک اذفر کی خوشبو نچھاور ہوگی جو سب کے چہروں کو ڈھانپ لے گی قیامت کے عرصہ میں شیعہ لوگ کہتے رہیں گے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

ہم علیون ہیں۔ انہیں عرش کے نیچے سے آواز آئے گی مبارک ہو مبارک ہو تم امان میں ہو جنت میں داخل ہو جاؤ نہ تمہیں کوئی خوف ہے اور نہ ہی غم۔)

حوالہ: سورہ اعراف آیت ۴۹‘ تفسیر فرات کوفی ص ۱۲۰)

جو اللہ تعالٰی کے ذکر سے اور اُس کے ولی کے ذکر سے منہ پھیر لیتا ہے اُسے اللہ تعالٰی نے منافق کہا ہے:

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَی الرَّسُوْلِ

(جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اُس کی طرف آؤ جسے اللہ نے نازل کیا ہے اور رسولؐ کی طرف آؤ۔) جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبلغ ہے جس کو اس بات کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو فضلیت دی ہے رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًاO (تو منافقوں کو دیکھے گا کہ وہ تیری راہ میں روکاٹ بنتے ہیں) (سورہ نساء آیت ٦١)

کیوں کہ وہ علیؑ سے بغض رکھتے ہیں!

پھر خداوند نے اپنی ذات اقدس کی قسم کھائی ہے اور فرمایا:

فَلَا وَرَبِّکَ (یامحمد) لَا یُؤْمِنُوْنَ (بعلی) حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ (یعنی لا یطیعونک علی ما تخلقوا فیه من النفاق) ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ (من امامة علی) وَیُسَلِّمُوْا (لعلی) تَسْلِیْمًاO (٦٥)

(''اے محمدؐ'' تمہارے رب کی قسم یہ (علیؑ پر) ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ اپنے جھگڑوں میں آپ کو منصف بنائیں (یعنی اپنی منافقت میں تمہاری اطاعت و فرمانبرداری نہیں کریں گے) پھر تمہارے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی رنجش نہ آئے (جو تو نے علیؑ کو کھڑا کیا ہے) اور (علیؑ کے سامنے) تسلیم ہو جائیں جیسے تسلیم ہونے کا حق ہے۔(سورہ نساء آیت ٦٥)

اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی (مستدرک سفینۃ البحار جلد٢ ص ٣٦٢، مختصر البصائر ص ٧١ تفسیر قمی جلد ١ ص ١٤٢)

حضرت علی علیہ السلام کی محبت کی جانب ہدایت اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے پس فرمایا: ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ (یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا



فضل ہے۔) (سورہ نساء آیت ٧٠)

یعنی حضرت علی علیہ السلام کی محبت کی طرف ہدایت نیکیوں کی موافقت اور جہنم سے نجات ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو خبر دی کہ منافقوں کے باطن اور دل میں حضرت علی علیہ السلام کا بغض ہے البتہ وہ ظاہری طور پر اُس کی ولایت کا اقرار کرتے ہیں پس فرمایا: وَیَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ (وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اطاعت کی) یعنی حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی بابت ہم اطاعت کرتے ہیں فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِکَ بَیَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ۔(اور جب آپؐ کے پاس سے نکلتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک گروہ رات کو تمہاری بات کے خلاف مشورے کرتا ہے۔) (سورہ نساء آیت ٨١)

یہ منافقوں کے حالات کا بیان ہے کیونکہ منافق دومنہ والا ہوتا ہے ایک ظاہری اور دوسرا باطنی!

اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اپنے فضل کرم کے ذریعہ احسان فرمایا اور وہ فضل و کرم نبیؐ اور ولیؑ ہے اور فرمایا: وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُهٗ' اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل و رحمت نہ ہوتا) وہ نبیؐ اور ولیؑ ہے۔ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ (تو تم شیطان کی پیروی کرتے) اور شیطان ھامان ہے اِلَّا قَلِیْلًاO (مگر چند لوگ ایسا نہ کرتے) اور وہ اہل ولایت ہیں۔ (سورہ نساء آیت ٨٣)

جب منکر ولایت مرتا ہے تو اُس وقت اُس کی کیا حالت ہوتی ہے اور فرشتے اس کی سرزنش کرتے ہیں۔ اور فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنفُسِهِمْ.

(وہ لوگ جو اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں، فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے ہیں) وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ولایت کو چھوڑ دیا حالانکہ ولایت کی وجہ سے لوگ ہولنا کیوں سے نجات پاتے ہیں۔ قَالُوا فِيمَ كُنتُمْ؟ (فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں مبتلا تھے قَالُوا) تو وہ کہتے ہیں: كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ (ہم زمین میں بے بس تھے) یعنی امام حق کی معرفت نہیں رکھتے تھے قَالُوا انہیں فرشتے کہتے ہیں کہ: أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا (کیا زمین خدا وسیع نہ تھی تم یہاں سے ہجرت کر جاتے) یعنی تم نے اپنے نفسوں میں غور وفکر نہ کیا جو زمینِ خدا کی ہے ایسا کرتے تو تمہیں امام حق کا پتہ لگ جاتا اور تم دلیل سے کہتے فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ (ان کا ٹھکانہ جہنم ہے) کیونکہ انہوں نے اصول دین کو ضائع کر دیا ہے۔ (سورہ نساء آیت ۹۷)

اللہ تعالیٰ نے بغیر دلیل کے تقلید کرنے والے محبوں کے بارے میں فرمایا:

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً

(مگر جو مرد اور عورتیں اور بچے حیلہ ذریعہ نہیں رکھتے تھے) جس سے انہیں علم حاصل ہو جاتا وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا (نساء ۹۸) (اور نہ ہی نکلنے کی کوئی راہ پاتے تھے) جس سے دلیل و برہان پیدا ہوتا بلکہ ان لوگوں نے ولایت کو میراث میں پایا جو انہیں ان کے آباؤ اجداد سے ملی ہے اور انہوں نے یہ خاصیت ماؤں کے دودھ سے حاصل کی ان کے بارے میں ارشاد ہوا:



فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ

(قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو معاف کر دے) کیونکہ یہ علیؑ سے محبت رکھتے ہیں اور آئمہ سے وارد ہوا ہے:

**ان اللہ یدخل شیعته علی الجنة حتی الحقیقة وهم قوم یحلفون بحق علیٔ وهم لا یعرفونه**

(اللہ تعالیٰ شیعیان علیؑ کو جنت میں داخل کرے گا حتی کہ حقیقت کو بھی یہ وہ قوم ہے جو علیؑ کے حق کی قسم کھاتے تھے اور اُس کی معرفت نہیں رکھتے تھے۔)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے منافق دشمنوں کے لئے جہنم کا نچلہ حصہ بنایا ہے وہ اسلام، نماز، روزے، جہاد اور قیام کے باوجود کافروں کے عنوان کے تحت ہیں اور اس کی چند وجوہ ہیں:

## اوّل:

کافروں کو علم نہیں ہے اگر علم ہو جائے تو ہدایت پا جائیں اور منافق کافر ہیں اور علم کے باوجود گمراہ ہیں۔ جو جانتا ہے اور نہ جاننے والے کی طرح نہیں ہے۔

## دوم:

کافر کفر کے باوجود آسمان کے خدا کی تعظیم کرتے ہیں اور اُسے نور اعظم کہتے ہیں اور منافقوں کو اپنے پروردگار میں شک ہوتا ہے وہ خدا کے لئے ظلم اور خطا کو جائز سمجھتے ہیں، خدا کی صورت، مثال کے قائل ہیں لیکن خداوند

ان باتوں سے پاک اور مبرہ ومنزہ ہے۔

سوم:

کافر بھی نبیوں کو بڑا سمجھتے ہیں اور نبی کو ناموس اکبر کہتے ہیں جبکہ منافق انبیاء میں شک کرتے ہیں اور انہیں غلط کار سمجھتے ہیں؛ برے کام کرتے ہیں؛ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور معصوم نہیں سمجھتے ہیں انہوں نے سید الانبیاء کی طرف کیا کیا نسبتیں دی ہیں پس واجب ہے کہ کفار اپنے کفر کے ساتھ ان سے بہتر ہیں واجب ہے کہ یہ لوگ جہنم کے نچلے حصہ میں کافروں سے نیچے ہوں۔

ان میں سے جو توبہ کرے...... اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے چنانچہ فرمایا: اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا (سوائے ان کے جو توبہ کر لیں) وَاَصْلَحُوْا گناہوں کی معافی مانگ لیں اصلاح کریں وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ (اللہ تعالیٰ کو مضبوطی سے پکڑ لیں) تاکہ صراط مستقیم کی ہدایت پا لیں وَاَخْلَصُوْا دِیْنَہُمْ (اپنے دین کو خالص کر لیں) اُس کے اولیاء کی ولایت رکھیں اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھیں فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ (پس وہ مومنوں کے ساتھ ہوں گے) (سورہ نساء آیت ۱۴۶)

پس وہ مومنوں کے ساتھ ہوں گے حالانکہ وہ پہلے کافروں میں سے تھے!

اللہ تعالیٰ بندوں سے بے نیاز ہے وہ جہنم کا عذاب اُسی کو دے گا جو اُس کے ولی کا انکار کر دے گا کیونکہ جو ولی خدا کا انکار کرتا ہے وہ خداوند کا



انکار کرتا ہے اور اُس کے نبی کا انکار کرتا ہے پس فرمایا: مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ (اگر تم اس کا شکر ادا کرو تو وہ تمہیں عذاب نہیں دے گا) یعنی اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو وَ اٰمَنْتُمْ (اور اُس پر ایمان لے اؤ) اور اس کے نبیؐ اور اولیاءؑ مومنین پر ایمان لے آؤ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا (اور اللہ شکر کرتا ہے) اُس کا جو اُس پر ایمان لے آتا ہے عَلِیْمًا (وہ علم رکھنے والا ہے) اُسے جانتا ہے جو منافقت کرتا ہے۔ (سورہ نساء آیت ۱۷۰)

اس نے اپنے بندوں کو اپنے فضل وکرم سے آگاہ کیا اور بتایا کہ صادق امین نبیؐ جو لے آیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے چنانچہ فرمایا: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْجَآئَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا (اے لوگو! تمہارے پاس رسول حق کے ساتھ تمہارے پروردگار کی طرف سے آیا پس اُس پر ایمان لے آؤ (اُس کے رسول اور وحی پر ایمان لے آؤ خَیْرًا لَّکُمْ وَ اِنْ تَکْفُرُوْا (یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر تم انکار کرو) علیؑ کی ولایت کا انکار کرو فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (تو اللہ کے لئے سب کچھ وہ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے) (سورہ نساء آیت ۱۷۰)

جو اُس کے لئے ہے وہی نبی کے لئے ہے اور جو نبی کے لئے ہے وہ مولا اور ولی کے لئے ہے۔

خداوند نے سورہ نساء کی آخر سے پہلے آیہ شریفہ میں فرمایا ہے جو شاہد ہے کہ جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لے آئے اور اپنے پرودگار کے امر کی تصدیق کرتے رہے وہ سیدھے راستے کی ہدایت پر ہوں گے اور یہ امام حق کی معرفت ہے پس فرمایا:

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ اعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْہُ وَ فَضْلٍ وَّ یَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا

(جو اللہ پر ایمان لے آئے اور اُس کے ساتھ متمسک ہو گئے وہ اُس کی رحمت اور فضل میں داخل ہوں گے اور انہیں صراط مستقیم کی ہدایت و راہنمائی دی جائے گی۔) اور صراط مستقیم حضرت علی علیہ السلام کی محبت ہے۔

(سورہ نساء آیت ۱۷۵)

حوالہ: الصراط المستقیم علیؑ ہے: تفسیر عیاشی جلد ۱ ص ۲۸۵، تفسیر آصفی جلد ۱ ص ۲۵۵)



# سورہ مائدہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کو ازل میں لوگوں کی گردنوں پر قرار دیا اور لوگوں سے عہد لیا اور لوگوں سے کہا کہ اس وعدہ کو پورا کرنا چنانچہ ارشاد ہوا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ

(اے ایمان والو! اپنے وعدہ کو پورا کرو) (سورہ مائدہ آیت ۱)

یعنی:

وہ وعدہ جو تم سے علیؑ اور اُس کی عترت علیہم السلام کی ولایت کی بابت لیا گیا۔

(یعنی وہ وعدہ عالم میثاق میں لیا گیا جیسا کہ امام جوادؑ سے روایت ہوا ہے حوالہ:

تفسیر صافی جلد ۲ ص ۵، تفسیر آصفی جلد ۱ ص ۲۵۷!)

اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت، اپنے رسول کی اطاعت کو نیکی اور تقویٰ قرار دیا اور لوگوں کو اُس پر تعاون کا حکم دیا چنانچہ فرمایا:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی

(نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو) اور وہ نبیؐ اور ولیؑ کی محبت ہے وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (اور گناہ و دشمنی پر تعاون نہ کرو) (سورہ مائدہ آیت ۲) گناہ سے مراد فرعون و ہامان کی اطاعت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان کیا اور ان کے دین کو حضرت علیؑ

علیہ السلام کی محبت کے ساتھ مکمل کیا اور اُس کی ولایت کے ذریعہ سے نعمت کو تمام کیا۔ چنانچہ فرمایا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

(آج تمہارا دین مکمل ہوگیا اور میری تم پر نعمت تمام ہوگئی) پس دین تمام ہوا اور نعمت مکمل ہوئی اور یہ حضرت علی علیہ السلام کی محبت اور ولایت کی وجہ سے ہوا ہے۔

ابوسعید خدری سے مروی ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی طرف بلایا تو وہ جمعرات کا دن تھا یہ آیت نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ

یعنی حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے ذریعہ دین مکمل اور نعمت تمام ہوئی!

وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

(تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔) (سورہ مائدہ آیت ۳)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الحمد للہ علی کمال الدین و تمام النعمة و رضی اللہ برسالتی و ولایت علی من بعدی

(سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے کہ اُس نے دین مکمل کیا اور نعمت تمام کی اور اللہ میری رسالت اور میرے بعد علیؑ کی ولایت پر راضی ہوا ہے۔)



حوالہ: اعلام الوری باعلام الھدیٰ جلد۱ ص۲۶۳، قصص الانبیاء راوندی ص ۳۵۵

سعید بن جبیر سے ابن عباسؓ سے مروی ہے:

مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ

(جو دین سے پھر گئے) (سورہ مائدہ آیت ۵۴)

ابن عباسؓ نے کہا: وہ جنگ والے لوگ تھے جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کی!

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی محبت کو ایمان قرار دیا اور اس کے منکر کے اعمال کو حبط (ضبط) قرار دیا اور فرمایا:

وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ

(جو ایمان کا انکار کرتا ہے اُس کے عمل ضبط کر لئے جاتے ہیں) (سورہ مائدہ آیت ۵)

وہ شخص قیامت کے دن نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اور جہنم میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عہد یاد کروایا جو ازل میں اس کی محبت کی بابت لیا گیا تھا پس ارشاد ہوا:

وَاذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَ مِیْثَاقَهُ الَّذِیْ وَ اثَقَکُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا

(اللہ کی نعمت جو تم پر نچھاور ہوئی اور عہد جو تم سے لیا گیا اُسے یاد کرو جب تم نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی ولایت میں اطاعت کی:

وَاتَّقُوْا اللّٰهَ (اللہ تعالیٰ سے ڈرو)

(سورہ مائدہ آیت ۷)

یعنی: اس عہد کو توڑنے میں خوفِ خدا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ جو ولایت کے عہد کو توڑے گا اُس پر لعنت ہوگی چنانچہ فرمایا:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

(چونکہ انہوں نے عہد کو توڑ دیا ہم نے ان پر لعنت کی اور ان کے دلوں کو سنگ دل قرار دیا وہ کلمات الہیہ کو ان کی اپنی جگہ سے تحریف کرتے تھے۔) (سورہ مائدہ آیت ۱۳)

یہ بنی مروان کی طرف سے حکایت ہوئی ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کے فضائل کو لیا اور وہ فضائل ان کے دشمنوں کے قرار دے دیئے۔

(حاشیہ:)

# فضائل امیر المومنین علیہ السلام

## حدیث کتابت:

احمد نے المناقب میں؛ ابن راھویہ نے المسند میں؛ عبدالرزاق نے المصنف میں معمر سے روایت کی ہے:



میں نے زہری سے پوچھا کہ صلح حدیبیہ کے دن کاتب کون تھا؟ وہ مسکرایا اور اُس نے کہا: علیؑ!

اور اگر کوئی اُن سے پوچھتا تو وہ کہتے ہیں: عثمان یعنی بنی امیہ!

۱۔ فضائل الصحابہ تالیف احمد جلد۲ ص ۵۹۱ حدیث ۱۰۰۲۔ مناقب علی اور اس کے حاشیہ کی طرف رجوع کریں۔

۲۔ المطالب العالیہ جلد۴ ص ۲۳۴ حدیث ۴۳۴۶ باب حدیبیہ

۳۔ المصنف تالیف عبدالرزاق جلد۵ ص ۳۴۳ حدیث ۹۷۲۲۲

## حدیث منزلت:

حدیث منزلت اہل سنت کے متواتر طریق سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے چہ جائیکہ ہمارے طریق سے! انہوں نے کیسے روایت کیا ہے کہ یہ ابوبکر اور عمر کے بارے میں ہے۔

لسان المیزان جلد۴ ص ۲۵۲ حالات علی بن الحسن نمبر ۵۷۸۳ یوں بیان ہوا:

ابوبکر منی بمنزلة هارون من موسیٰ

(ابوبکر کی میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی)

ابن حجر نے اِس کو جھوٹی خبر کہا ہے۔

## حدیث مباہلہ

انہوں نے کہا ہے کہ:
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکرؓ عمر اور اپنی اہل بیتؑ کو اکٹھا کیا۔
کنز العمال جلد۲ ص ۳۷۹ حدیث ۴۳۰۶ کتاب دوم' تفسیر' تفسیر سورہ بقرہ!

## حدیث مدینۃ العلم

حدیث مدینۃ العلم مستفیض ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں وارد ہوئی ہے پس انہوں نے روایت کیا ہے کہ اسماعیل بن علی بن مثنی استر آبادی نے کہا ہے کہ:
آپؐ نے فرمایا: انا مدینة العلم و ابوبکر اساسها و عمر حطانها و عثمان سقفها و علی بابها
(میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر اس کی بنیاد' عمر دیواریں' عثمان چھت اور علیؑ دروازہ ہے۔)
اس کی اسناد کو دیکھیں اس میں جو راوی ہے اُس کے بارے میں ابن سمعانی نے کتاب الانساب میں کہا ہے کہ: یہ کذاب ابن کذاب ہے اور اُس کے بارے میں نجاشی نے کہا: یہ قصے کہتا تھا اور جھوٹ بولتا تھا۔
فتح الملک العلی ص ۱۰۰' ص ۱۵۶ میں لسان المیزان جلد ۱ ص ۴۲۲' سے



اسماعیل بن علی ابو سعید کے حالات میں ہے: ابن حجر نے فتاوی میں کہا ہے کہ حدیث یہ ہے:

**انا مدینة العلم و علیؑ بابها**

(میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے)
اسے ایک علماء کی جماعت نے روایت کیا ہے اور اسے حاکم نے صحیح قرار دیا ہے' اسے حافظ علائی اور حافظ ابن حجر نے حسن قرار دیا ہے۔
الفتاوی الحدیثیة ص ۱۲۳ طبع مصر طبع اولی ۱۳۵۳ھ جیسے حدیث ہے کہ
خلق علیؑ و محمدؐ من طینة و احدة (علیؑ اور محمدؐ ایک طینت (مٹی) سے پیدا ہوئے۔)
الفتوح تالیف ابن اعثم جلد ۱ ص ۲۶۹ صفین کے دوسرے واقعہ کے ذیل میں معاویہ سے روایت کیا ہے اور اسے طبرانی نے ان لفظوں سے تحریر کیا ہے۔ ان علیا منی و انا منه خلق من طینتی (بے شک علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اُسے میری طینت سے پیدا کیا گیا ہے۔)
المعجم الاوسط جلد ۷ ص ۵۰ حدیث ۶۰۸۲: اسے ابوبکر اور عمر کے بارے میں روایت کیا ہے۔ کنز العمال جلد ۱۱ ص ۵۶۷ حدیث ۳۲۸۳ اجمال اصحابہ کی فضلیت: ابوبکر کا ذکر کیا ہے۔ الفوائد المجموعة ص ۳۳۹ باب مناقب خلفائے اربعہ حدیث ۲۸: اُس نے اس کے باطل ہونے کو بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حافظوں کی من گھڑت ہے۔
اللآلی سیوطی جلد ۱ ص ۳۰۹ مناقب خلفائے اربعہ: اُس نے اس کے ضعیف ہونے کو نقل کیا ہے۔ اور ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے۔

## وصالح المومنین آیت کی تحریف

سورہ تحریم آیت ۴ میں صالح المومنین کہا ہے:

۱۔ کنز العمال جلد ۲ ص ۵۳۹ حدیث ۴۶۷۵

۲۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۱۱

۳۔ التعریف والاعلام سھیلی ص ۱۳۳

۴۔ شواہد التنزیل جلد ۲ ص ۳۴۱ حدیث ۹۸۱

۵۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۹۴ طبع مصر ۱۳۵۲ھ

۶۔ بغیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۳۱۱ حدیث ۱۱۵۱۴۳ کتاب المناقب: یہاں تک کہ انہوں نے روایت کیا ہے کہ ابوبکر اور عمر دونوں اور ایک روایت میں صرف عمر ہے۔

۷۔ المحاسن والمساوی تالیف بیہقی ص ۳۸ محاسن عمر

۸۔ مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۵۲ طبع مصر ۱۳۵۲ھ

۹۔ بغیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۳۸ حدیث ۱۴۳۴۹ کتاب المناقب اور اس کے بعض راوی ضعیف ہیں۔

## حدیث معاذ

ان اللہ لیکرہ فی السماء ان یخطاعلی فی الارض

(اللہ آسمان میں پسند نہیں کرتا ہے کہ علیؑ زمین پر قدموں سے چلے)

اسے دیلمی نے الفردوس بمأثور الخطاب جلد ۱ ص ۱۵۹ حدیث ۵۸۷



طبع دار الکتب العلمیۃ وحرف فی دار الکتب العربی جلد ۱ ص ۲۰۱ حدیث ۵۱۱ میں روایت کیا ہے:

اسے ابوبکر کے حق میں روایت کیا ہے۔ ابن جوزی نے کہا ہے کہ: یہ من گھڑت ہے۔

اللآلی المصنوعۃ جلد ۱ ص ۳۰۰ مناقب خلفائے اربعہ:

## حدیث احب الخلق

ان احب الخلق الی الرسول علی وفاطمة

(رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خلقِ خدا میں سب سے زیادہ محبوب علیؑ اور فاطمہؑ ہے)

اس کی اسناد گزر چکی ہیں۔ عمرو بن عاص سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ الناس احب الیک؟ (آپ کو کون سا شخص زیادہ پسند ہے اور محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: عائشہ! راوی نے کہا: مردوں میں؟ آپؐ نے فرمایا: ابوبکر۔ المعجم الکبیر جلد ۲۳ ص ۴۳ حدیث ۳۱۹۰ عائشہ کے حالات باب نظر عائشہ الی جرائیل

## حدیث

اول من تنشق عنہ الارض

(سب سے پہلے جس کے لئے زمین پھٹے گی)

یہ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں روایت ہوئی ہے آپؐ نے

فرمایا:

**اعطانی فیک انا اول من ینشق عنه الارض یوم القیامة انا و انت** (سب سے پہلے تیرے اور میرے لئے زمین پھٹے گی)

التدوین فی اخبار قزوین جلد۲ ص ۱۲۶ ترجمہ ابراہیم بن محمد بن عبید اللہ جھیہ

نیز اس سے روایت ہوئی ہے کہ: **انا اول من تنشق عنه الارض و انت معی** (میں وہ پہلا شخص ہوں جس کے لئے زمین پھٹے گی اور تو میرے ساتھ ہوگا۔)

جلد۳ ص ۴۱۹ ترجمہ علی بن محمد بیاری

اسے بغدادی نے ان لفظوں سے روایت کیا ہے:

**انت اول من تنشق الارض عنه یوم القیامة**

(قیامت کے دن سب سے پہلے تیرے لئے زمین پھٹے گی۔)

تاریخ بغداد جلد۵ ص ۱۰۰۔ اسے ابونعیم نے ان لفظوں سے روایت کیا ہے:

**علی اول من ینفض عن راسه الغبار یوم القیامة**

(قیامت کے دن سب سے پہلے علیؑ اپنے سر سے غبار جھاڑے گا۔)

تاریخ اصبہان جلد۱ ص ۲۶۲ **ابشر یا علی انک تکسی اذ کسیت و تدعی اذا دعیت و تحیا اذا حییت**

(اے علیؑ تجھے مژدہ ہو کہ جب میں کپڑے پہنوں گا اُس وقت تو کپڑے پہنے گا جب مجھے بلایا جائے گا تو اُس وقت تجھے بلایا جائے گا جب



مجھے سلام کیا جائے گا تو اُس وقت تجھے بھی سلام کیا جائے گا۔)

فضائل الصحابہ احمد جلد۲ ص ۶۶۴ حدیث ۱۱۳۱ مناقب علیؑ حضرت عمر سے مروی ہے: کہ حضورؐ نے فرمایا:

**یا علیُّ یدک فی یدی تدخل معی الجنة یوم القیامة حیث ادخل**

(اے علیؑ قیامت کے دن تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا اور تو میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔)

تلخیص المتشابہ فی الرسم تالیف خطیب جلد۱ ص ۳۷ نمبر ۲۷ فصل اوّل بغدادی نے روایت کی ہے: **هذا اول من یصافحنی** (یہ سب سے پہلے میرے ساتھ مصافحہ کرے گا۔)

تاریخ بغداد جلد۹ ص ۴۶۰ میں یہ روایت ابوبکر اور عمر کے بارے میں بیان کی ہے۔

المعجم الکبیر جلد۱۲ ص ۲۳۵ ترجمہ ابن عمر۔ اس کی سند اُس سے سالم ہے۔

## حدیث: میزان کے پلڑے!

میزان کے پلڑے والی حدیث جو خندق کے دن حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں مشہور ہوئی اُسے انہوں نے ابوبکر اور عمر کے بارے میں روایت کر دیا ہے۔

المعجم الکبیر جلد۱۰ ص ۸۶ معاذ بن جبل کے حالات: اسے ابوادریس

خولانی سے صفاد سے راویت کیا ہے۔

احیاء الاسلام جلد۱ ص۵۲ باب۵ آداب المتعلم کتاب العلم
المحاسن والمساوی ص ۳۵ محسن ابوبکر۔

## حدیث حق

یہاں تک کہ حدیث: الحق مع علی و علی مع الحق (حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہے) اسے حضرت عمر کے حق میں روایت کیا ہے۔ الحق بعدی مع عمر حیث کان (میرے بعد عمر جہاں ہوگا حق اُس کے ساتھ ہوگا۔)

المعجم الکبیر جلد ۸ ص ۲۸۱ فضل بن عباس کے حالات: اسے عطاء نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

## حدیث اجزاء العلم

حدیث: العلم عشرة اجزاء لعلی تسعة (علم کے دس اجزا ہیں جن میں سے نو علیؑ کے لئے ہیں) انہوں اس حدیث کو حضرت عمر کے بارے میں روایت کر دیا ہے۔ ابن مسعود نے کہا: انی لاحسب عمر قد رفع معه یوم مات تسعة اعشار العلم (جب عمر مرا تو میرا خیال ہے کہ اُس کے ساتھ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے علم بھی اُٹھا لیا گیا۔)

المعجم الکبیر جلد۹ ص ۱۳۶ حدیث ۸۸۱۰ ابن مسعود کے حالات!

طبقات الکبرا جلد۲ ص ۲۵۶ ذکر من کان یفتی بالمدینة من



اصحاب الرسول.

## حدیث: علیؑ و فاطمہؑ رسول خداؐ کے درجہ میں ہوں گے!

حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن علیؑ اور فاطمہؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ میں ہوں گے۔

حوالہ: کنز العمال جلد۱۳ ص ۶۳۹ حدیث ۳۷۶۱۲ فضائل اہل بیتؑ
مجمع الزوائد جلد۹ ص ۱۶۹ طبع مصر ۱۳۵۲ھ
بغیة الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد جلد۹ ص ۲۶۸ ص ۲۶۹، ۲۷۶ حدیث ۱۴۹۹۱، ۱۵۰۰۴، ۲۲-۱۵ کتاب المناقب لیکن انہوں نے اسے ابوبکر کے بارے میں روایت کیا ہے۔

حوالہ: حلیة الاولیاء جلد۲ ص ۳۳ حالات ابوبکر، تاریخ الخمیس جلد۱ ص ۳۲۷ فصل اول رکن سوم موطن اول، انہی موارد میں سے ایک مورد یہ ہے:

عبداللہ بن داود واسطی سے عبدالرحمٰن سے جابر سے مروی ہے کہ عمر نے ابوبکر کے حق میں کہا: یا خیر الناس بعد رسول اللّٰہ (اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے بہترین) ابوبکر نے کہا: تو نے یہ کہا ہے حالانکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا:

ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر
(سورج کسی شخص پر طلوع نہیں کرتا جو عمر سے بہتر ہو۔)

حوالہ: مستدرک جلد۳ ص ۹۰ مناقب عمر

مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۰۲ طبع مصر ۱۳۵۲ھ

بعیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۲۴' ص ۴۰ حدیث ۱۴۳۱۴۔ ۱۴۳۵۷ کتاب المناقب' اس کے بعض روای ضعیف ہیں اور بعض جھوٹے ہیں!

حدیث متواتر ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ خیر الناس اور خیر البشر ہے جو اس کا انکار کرتا ہے وہ کفر کرتا ہے۔)

عبداللہ کو ضعیف قرار دیا گیا ہے' عبدالرحمٰن کے بارے میں کلام کی گئی ہے جس طرح ذھبی نے کہا ہے کہ یہ حدیث من گھڑت ہے۔ حوالہ: تلخیص المستدرک جلد ۳ ص ۹۰ مناقب عمر

## حدیث: سب سے پہلے جنت میں علی داخل ہوگا

حدیث: سب سے پہلے جنت میں علیؑ داخل ہوگا۔

حضرت عمر سے مروی ہے آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ قیامت کے دن تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا اور تو میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔

حوالہ: تلخیص المتشابہ فی الرسم تالیف خطیب جلد ۱ ص ۷۳ نمبر ۷ فصل اول لیکن انہوں نے اسے حضرت ابوبکر کے بارے میں روایت کیا ہے۔

حوالہ: لوامع الانوار البھیۃ جلد ۲ ص ۳۱۶ فصل فی ذکر الصحابہ و تفضیل الصدیق



حاشیہ

## حدیث وقلم وقرطاس!

حدیث: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت کاغذ قلم اور دوات مانگی! انہوں نے اسے ابوبکر کے بارے میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ:

ائتونی بدواۃ و کتف لا کتب لابی بکر کتابا لا یختلف علیہ من بعدی

(مجھے کاغذ قلم اور دوات دو کہ میں ابوبکر کے لئے تحریر لکھ دوں تا کہ تم میرے بعد اس پر اختلاف نہیں کروگے۔)

حوالہ: النبیین فی انساب القرشیین ص ۲۷۳ ابوبکر

اگر اسے صحیح جان لیا جائے تو اس پر عمر کو اعتراض نہیں کرنا چاہئے تھا اور آپؐ کی طرف ہذیان کی نسبت نہ دیتا؟ مگر ہاں اگر ہم کہیں کہ عمر اس کام کی اپنی بابت رغبت رکھتا تھا۔

## حدیث: علیؑ کا سونے کے کوزہ سے وضو کرنا!

حدیث ہے کہ: علیؑ نے سونے کے کوزہ سے وضو کیا اور وہ رومال استعمال کیا جسے جبرائیل لے کر آیا تھا۔

حوالہ: مناقب ابن مغازلی ص ۹۷ طبع بیروت ص ۹۴ حدیث ۱۳۹ طبع نجف

لیکن انہوں نے اسے ابوبکر کے بارے میں روایت کیا ہے۔

حوالہ: الفوائد المجموعۃ ص ۳۳۱ باب مناقب خلفائے اربعہ حدیث ۲ کہا ہے کہ یہ حدیث من گھڑت ہے، اللآلی المصنوعہ جلد ا ص ۲۸۹ مناقب خلفائے اربعہ یہاں اس نے اس کے من گھڑت ہونے کو حفاظ سے نقل کیا ہے۔

حدیث: علی کی آسمان میں زمین کی نسبت زیادہ شہرت ہے۔

حوالہ: کنز الفوائد ص ۲۶۰

اِسے ابوبکر کے بارے میں روایت کیا ہے۔

حوالہ: الفوائد المجموعہ ص ۳۳۲ باب مناقب خلفائے اربعہ حدیث ۹

حفاظ سے منقول ہے کہ یہ من گھڑت ہے اور اس کی اسناد میں اندھیرا ہے۔

حوالہ: الالی المصنوعہ جلد ا ص ۲۹۴ مناقب خلفائے اربعہ: نقل کیا گیا ہے کہ یہ من گھڑت ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

## حدیث علیؑ کا آسمان میں محمدؐ کے نام کے ساتھ نام!

حدیث: وجود اسم علی مع اسم محمد فی السماء

(علیؑ کا آسمان میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ نام لکھا ہوا ہے۔

اسے بھی لوگوں نے عمر اور ابوبکر کے بارے میں روایت کیا ہے بلکہ عثمان کے بارے میں بھی روایت کیا ہے۔

حوالہ: الفوائد المجموعہ ص ۳۳۳، ۳۳۹، ۳۴۲ باب مناقب خلفائے اربعہ



حدیث، ۱۲، ۲۷، ۳۸

علماء نے اس کے بطلان کو نقل کیا ہے اور حفاظ نے اِسے من گھڑت قرار دیا ہے۔

حوالہ: مجمع الزوائد ۹ ص ۱۴۱ طبع مصر ۱۳۵۲ھ بغیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد ۹ ص ۱۹، ص ۴۸ حدیث ۱۴۲۹۴، ۱۴۳۸۳ کتاب المناقب اور اس کے بعض ولدی ضعیف ہیں۔ اللآلی المصنوعہ جلد ا ص ۲۹۶، ص ۲۹۷، ۳۰۹ مناقب خلفاء اربعہ حفاظ سے منقول ہے کہ یہ من گھڑت اور ضعیف ہے۔

## حدیث: علیؑ کے ایمان کا پلڑا لوگوں کے ایمان کے پلڑا سے وزنی ہے

حدیث: رجحان ایمان علی علی الناس (علی کے ایمان کا پلڑا لوگوں کے ایمان کے پلڑا سے وزنی ہے۔)

لیکن لوگوں نے اسے ابوبکر کے بارے میں روایت کردیا ہے۔

حوالہ: الفوائد المجموعہ ص ۳۳۵، باب مناقب خلفائے اربعہ حدیث ۱۸، یہاں اس کے بطلان کو نقل کیا گیا ہے۔

## حدیث: سیب سے علیؑ کے لئے کنیز کا نکلنا

حدیث: القفاحه التی خرجت منها الجاریة لعلی

(سیب سے علی کے لئے کنیز کا نکلنا)

حوالہ: مسند شمس الاخبار جلد۱ ص ۸۸ باب ۱۵ اس کی عبد الوہاب کی طرف نسبت دی گئی ہے۔

لیکن لوگوں نے اسے عثمان کے بارے میں روایت کیا ہے۔

حوالہ: الفوائد المجموعہ ص ۳۴۰ باب مناقب خلفائے اربعہ حدیث ۳۱۔ انہوں نے اس کا بطلان اور من گھڑت ہونے کو بیان کیا ہے۔ حوالہ:

اللآلی المصنوعہ جلد۱ ص ۳۱۲، ۳۱۴ مناقب خلفائے اربعہ اس نے ابن جوزی سے نقل کیا ہے کہ یہ بات صحیح نہیں ہے، ابن حجر نے المیزان میں کہا ہے کہ یہ من گھڑت ہے، ابن حبان نے کہا ہے کہ: اس کے لئے کوئی اصل نہیں ہے۔

## حدیث: تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے

حدیث: انت ولی فی الدنیا والاخرۃ۔ (تو دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے)۔ لیکن لوگوں نے اسے عثمان کے بارے میں روایت کر دیا ہے۔ حوالہ: الفوائد المجموعہ ص ۳۴۱ باب مناقب الخلفائے اربعہ حدیث ۳۵: یہاں نقل کیا ہے کہ یہ باطل اور من گھڑت ہے البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث جلد۳ ص ۵ حدیث ۱۱۷۱ اس کا حاشیہ ملاحظہ کریں: ابن جوزی نے اسے من گھڑت شمار کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کے لئے نہ اصل ہے اور نہ صحت ہے۔

اللآلی المصنوعہ جلد۱ ص ۳۱۷ مناقب خلفائے اربعہ اس میں ابن جوزی کے اس کے من گھڑت ہونے کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ ابن حبان نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔



## حدیث: اللہ کا نبی سے سوال کہ اپنے بعد اپنی امت کے لئے کس کو چھوڑے جا رہا ہے!

حدیث: سوال اللہ للنبی عن من خلفه لامته فقال: ترکت علیاً

(اللہ کا نبیؐ سے سوال۔ کہ اپنے بعد اپنی امت کے لئے کس کو چھوڑے جا رہا ہے؟ فرمایا:

میں نے اپنی امت میں علیؑ کو چھوڑا ہے۔)

حوالہ: مناقب خوارزمی ص ۳۰۳ حدیث ۲۹۹، ارشاد القلوب جلد۲ ص ۲۷۳

لیکن لوگوں نے اسے ابوبکر کے بارے میں کہا ہے۔ حوالہ: الفردوس بماثور الخطاب جلد۳ ص ۴۲۹، حدیث ۵۳۱۴ طبع دار الکتب العلمیہ۔

## حدیث: اللہ علیؑ کو کسی شے پر عتاب نہیں کرتا دوسرے صحابہ کو عتاب کرتا ہے

حدیث: عدم معاتبة الله لعلي في شئي و معاتبته الاصحاب

(اللہ علیؑ کو کسی شے پر عتاب نہیں کرتا دوسرے صحابہ کو عتاب کرتا ہے)

حوالہ: مجمع الزوائد جلد۹ ص ۱۱۲ طبع مصر ۱۳۵۲ھ

بغیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد جلد۹ ص ۱۴۴ حدیث ۱۴۴۴۰ کتاب

المناقب طبرانی، فضائل الصحابہ احمد جلد۲ ص ۶۵۴ حدیث ۱۱۱۴ مناقب علیؑ۔

لیکن لوگوں نے اسے ابوبکر کے بارے میں روایت کیا ہے حوالہ: شرح الشمائل المحمدیہ جلد۲ ص ۲۲۷ باب وفات نبی

## حدیث: علیؑ کا مرحب کو قتل کرنا

حوالہ: صحیح مسلم، اور اِسے حاکم نے بیان کیا ہے: متواتر اخبار سے ثابت ہے کہ مرحب کا قاتل علی ہے۔

صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر باب غزوه ذی قروه حدیث ۱۸۰۷ المستدرک حاکم جلد۳ ص ۴۳۶ مناقب محمد بن مسلمہ کتاب المعرفت۔ لیکن لوگوں نے کہا ہے کہ مرحب کا قاتل محمد بن سلمہ تھا۔

حوالہ: المستدرک جلد۳ ص ۴۳۶ مناقب محمد بن سلمہ کتاب المعرفت، مسند ابی یعلی جلد۳ ص ۳۸۵ حدیث ۱۸۱۶۔

آیت: وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖ (زمر آیت ۳۳)

(وہ جو صدق کے ساتھ آیا اور اُس نے اس کی صدق کے ساتھ تصدیق کی) یہ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

حوالہ: الشفا جلد۱ ص ۲۳

لیکن: لوگوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد ابوبکر ہے حوالہ: لوامع الانوار البہیہ جلد۲ ص ۳۱۳ فصل فی ذکر الصحابہ۔ تفضیل الصدیق

موسیٰ بن عمیر سے مروی ہے۔

جیسا کہ ذہبی نے کہا ہے، تلخیص المستدرک ۳ ص ۷۰ کتاب معرفۃ الصحابہ



مناقب ابوبکر

## حدیث: باغ یا محل جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جنت میں علیؑ کے لئے دیکھا!

حوالہ: المصنف ابن ابی شیبہ جلد۶ ص ۳۷۴ حدیث ۳۲۱۰۲، کتاب الفضائل فضائل علیؑ، مسند البزار جلد۲ ص ۲۹۳ حدیث ۷۱۶ اِسے حاکم اور ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے، مجمع الزوائد جلد۹ ص ۱۱۸ طبع مصر ۱۳۵۲ھ بغیۃ الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد جلد۹ ص ۱۰۰ حدیث ۱۴۶۹۰ کتاب المناقب وفضائل الصحابہ حاشیہ پر ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں صرف فضل قیسی ثقہ نہیں ہے۔

لیکن ابن حبان نے اسے ثقہ قرار دیا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے کتاب المعرفت مناقب علیؑ جلد۳ ص ۱۳۹ میں موافقت کی ہے۔ المقصد العلی جلد۳ ص ۱۸۰ حدیث ۱۲۱ ۳، المطالب العالیہ جلد۴ ص ۶۰، تاریخ بغداد جلد۱۲ ص ۳۹۴ لیکن لوگوں نے اسے عمر کے بارے میں روایت کیا ہے تاریخ بغداد جلد ۱۹ ص ۵۰ کے ذیل میں، ترجمہ ابن مغازلی نمبر ۸۵۵

## حدیث: اہل بیت عرش کے نیچے یاقوت کے قبہ کے نیچے ہوں گے

حوالہ: الفردوس جلد۴، ۱۶۲ حدیث ۴۲۸۴، اللالی المصنوعہ جلد۱ ص ۳۹۲ لیکن لوگوں

نے اسے ابوبکر کے بارے میں بیان کیا ہے اور یہ ذراع کذاب دجال کے طریق سے بیان ہوا ہے جیسے دار قطنی نے کہا ہے کہ ابن جوزی اور خطیب کا قول ہے کہ یہ حدیث باطل ہے، من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہ ہے حوالہ: کتاب آفتہ اصحاب الحدیث تالیف ابو الفرج بن جوزی ص ۱۲۵ باب ۶، اللالی المصنوعہ جلد ۱ ص ۲۹۲ مناقب خلفائے اربعہ

## حدیث: امام علیؑ کا حضرت خضر کی آواز کو پہچان لینا!

جب حضرت خضر علیہ السلام اہل بیتؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر تعزیت کہنے آئے تو حضرت علی علیہ السلام نے ان کی آواز کو پہچان لیا۔

اسے بیہقی نے دلائل میں، غزالی نے احیاء العلوم میں ابن عمر اور ابن ابی الدنیا سے اسے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اسے بیان کیا ہے آپ مشارق الانوار حمزاوی ص ۷۷ فصل اول باب اول خاتمہ کی طرف رجوع کریں۔

ذخائر المحمدیہ ص ۳۹۴ میں بیہقی سے روایت ہوا ہے، رسالۃ الزہر النضر ص ۲۱۶، انساب الاشراف جلد ۱ ص ۵۹۴ حدیث ۱۱۴۵ طبع مصر جلد ۲ ص ۲۳۹ تالیف المحمودی، الاصابہ جلد ۱ ص ۴۴۲، المواہب اللدنیہ جلد ۳ ص ۳۸۷، المطالب العالیہ جلد ۶ ص ۲۵۹، قصص الانبیاء ص ۴۳ لیکن لوگوں نے اسے ابوبکر کے بارے میں روایت کیا ہے۔

## حدیث مودت

حضرت علی علیہ السلام، سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام، امام حسن علیہ السلام، امام



حسین علیہ السلام سے مودت والی حدیث مستفیض ہے۔

لیکن لوگوں نے اسے ابوبکر کے بارے میں نقل کر دیا ہے۔ تفسیر آیت مودت ص ۵۶

## حدیث: میری اہل بیتؑ میری امت کے لئے امان ہیں!

حدیث: اهل بیتی امان لامتی (میری اہل بیتؑ میری امت کے لئے امان ہیں۔) اسے حاکم نے منکدر سے اپنے باپ سے روایت کیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز والی حدیث کے ضمن میں فرمایا:...... پھر آپؐ نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا: النجوم امان لاهل السماء فان مست النجوم اتی السماء ما یوعدون و انا امان لا صحابی فاذا قبضت اتی اصحابی ما یوعدون و اهل بیتی امان لامتی فاذا ذهب اهل بیتی اتی امتی ما یوعدون

(ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اگر ستارے غائب اور ختم ہو جائیں تو آسمان کے لئے جو وعدہ کیا گیا ہے وہ کچھ ہو جائے گا، میں اپنے اصحاب کے لئے امان ہوں جب میں چلا جاؤں گا تو میرے اصحاب کے لئے جس شے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ کچھ ہو جائے گا، میری اہل بیتؑ میری امت کے لئے امان ہے جب میری اہل بیت کوچ کر جائے گی تو میری امت کے ساتھ جس شے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ کچھ ہو جائے گا۔

حوالہ: مستدرک صحیحین جلد ۳ ص ۴۵۷، مناقب المنکدر، نوادر الاصول جلد ۳ ص ۶۶ الاصل ۲۲۲

لیکن لوگوں نے اسے نماز کے قصہ کے ساتھ تحریر کیا ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف سر بلند کیا اور فرمایا: واصحابی امان لامتی (میرے اصحاب میری امت کے لئے امان ہیں)

حوالہ: (مسند امام احمد جلد ۶ ص ۳۹۹ طبع م و ۵ ص ۵۴۳ حدیث ۱۹۷۴۲ طبع بیروت)

سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کا رسول خدا (ص) پر مرثیہ!

سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرثیہ جو مشہور و معروف ہے:

**ما ذا علی من شم تربة احمد**

(جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربت کو سونگھے اُس کے لئے کیا ہے۔)

لیکن لوگوں نے اس کی عائشہ کی طرف نسبت دی ہے۔

حوالہ: شرح الشمائل المحمدیہ جلد ۲ ص ۲۳۱ ذیل باب ما جاء فی وفات النبی

# امیر المومنین علیہ السلام کا زہد!

امیر المومنین علیہ السلام کا زہد اور قبروں پر جانا' مشہور مفسر ثعلبی اور ابن حبان سے مروی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام قبروں پر گئے اور فرمایا:

السلام علیکم یا اهل القبور' اموالکم قسمت......

(اے قبروں والو! سلام' تمہارا مال تقسیم ہو گیا ہے......) یہ سن کر ہاتف غیبی کی آواز آئی: وعلیکم السلام......



حوالہ: تفسیر ثعلبی جلد ۱ ص ۲۵۸ سورہ بقرہ آیت ۱۰۹

الثقات تالیف ابن حبان جلد ۹ ص ۲۳۵

لیکن بعض نے اسے عمر سے قرار دیا ہے اور اُس کے مقولہ کو تحریر کیا ہے۔

حوالہ: کنز العمال جلد ۱۵ ص ۷۵۱ حدیث ۴۲۹۷۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں کو طیب کہا ہے اگر چہ ان کی تعداد کم ہے۔ ان کے دشمنوں کو خبیث کہا ہے اگرچہ ان کی تعداد زیادہ ہو۔ چنانچہ فرمایا:

لَا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَالطَّیِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَکَ کَثْرَۃُ الْخَبِیْثِ

(خبیث اور طیب برابر نہیں ہیں اگر چہ خبیثوں کی کثرت تجھے حیران کر دے) حضرت علی علیہ السلام کے دشمن ہیں کیونکہ اس سے وہی محبت کرتا ہے جو پاک صاف ہوتا ہے اور وہی بغض رکھتا ہے جو خبیث اور بد بخت ہوتا ہے۔

فَاتَّقُوا اللّٰہَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ

(پس اے صاحبان عقل اللہ تعالیٰ سے ڈرو)

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (تاکہ فلاح پا جاؤ) (سورہ مائدہ آیت ۱۰۰)

یہ کامیابی حضرت علی علیہ السلام سے محبت اور ان کی ولایت رکھنے کی وجہ سے ہے پھر ارشاد ہوا کہ آپ سے محبت رکھنے والے کم تعداد کے لوگ ہیں اور آپ کے دشمن زیادہ ہیں۔ وَقَلِیْلٌ مَّا ھُمْ (وہ بہت کم ہیں)

(سورہ ص آیت ۲۴)

اللہ تعالیٰ نے ان کی تقویٰ والی صفت کو بیان کیا ہے اور ان کے لئے جنت کو قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ

(یہ پرہیزگاروں کے لئے بنائی گئی ہے۔)

(سورہ ال عمران آیت ۱۳۳)

پس معلوم ہوگیا کہ جنت میں صرف ولایت والے جائیں گے' ان کے



لئے وہاں وہ کچھ ہوگا جسے آنکھ نے کبھی دیکھا نہ ہوگا' کان نے اُس کے بارے میں کبھی سنا نہ ہوگا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر اس کا خیال گزرا ہوگا۔ آپؐ کے دشمنوں کا ٹھکانہ جہنم کو قرار دیا اور فرمایا: لَاَمْلَئَنَّ جَھَنَّمَ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ o (میں جہنم کو تمام جن وانس سے بھردوں گا۔)

(سورہ ہود آیت ۱۱۹)

پس جہنم میں صرف آپ کے دشمن ہوں گے اس کے باوجود وہ فخر و مباہات کرتے ہیں کہ وہ زیادہ تعداد میں ہیں پس حق ان کے ساتھ ہے اور ان کے شیعہ تعداد میں کم ہیں لیکن قرآن مجید نے ان کے دعویٰ کو جھٹلاتے ہوئے کہا:

وَمَا اٰمَنَ مَعَہٗۤ اِلَّا قَلِیْلٌ (وہ تھوڑے ہیں اور اُس پر صرف کم لوگ ہی ایمان لے آئے) (سورہ ھود آیت ۴۰)

پس معلوم ہوگیا کہ یہ کم لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ہیں اور یہ زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم ہیں وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ (لیکن انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔) (سورہ بقرہ آیت ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جو اُس پر ایمان لے آیا اور پھر اُس کی ولایت سے پھر گیا اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوا اور انہیں مسخ کر دیا پس فرمایا:

مَنْ لَّعَنَہُ اللّٰہُ وَغَضِبَ عَلَیْہِ وَجَعَلَ مِنْھُمُ الْقِرَدَۃَ وَالْخَنَازِیْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ

(جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور جس پر وہ ناراض ہوا اُس نے انہیں بندر اور سور بنا دیا اور سرکشوں کو غلام بنا دیا۔) (سورہ مائدہ آیت ۶۰)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کلام میں مسوخ سے مراد وہ قوم ہے جن کے سامنے علیؑ کی ولایت کو پیش کیا گیا اور انہوں نے اُسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخ کر دیا اور اس امت میں بنی امیہ مسخ شدہ ہیں!

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے بارے فرمایا جو اللہ اور رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن حضرت علی علیہ السلام کی ولایت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں وہ مرتد ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ

(اے ایمان والو! تم میں سے جو مرتد ہو جائے عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا جو اُن سے محبت رکھتے ہوں گے اور وہ ان سے محبت رکھتے ہوں گے۔) (سورہ مائدہ آیت ۵۴)

یعنی: وہ اُس کے دوستوں کو دوست اور دشمنوں کو دشمن رکھتے ہوں گے۔ (الصراط المستقیم جلد۱ ص ۲۸۷، تفسیر عیاشی جلد۱ ص ۳۲۶، تفسیر فرات ص ۱۲۳ حدیث ۱۳۳)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے لئے ولایت کو قرار دیا اور فرمایا:

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

(تمہارا اللہ ولی ہے اور اس کا رسول ولی ہے۔) (سورہ مائدہ آیت ۵۵)

ابن عباس نے کہا ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا:



من كنت مولاه فعلي مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه اللهم و من احبه من الناس تكن له حبيبا و من ابغضه فكن له مبغضا

(جس کا میں مولاؐ اس کا علیؑ مولا ہے خدایا جو اِسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ اور اس سے دشمنی رکھے تو اُس سے دشمنی رکھ اور خدایا جو اس سے محبت کرے تو اس کا دوست بن جا اور جو اس سے بغض رکھے تو اس سے بغض رکھ۔)

(الغدیر ۹ ص ۲۶۹، المنتخب من الصحاح الستہ ص ۲۳۲، مجمع الزوائد ۹، ۱۰۶، المعجم الکبیر طبرانی ۲ ص ۳۵۷، کنز العمال ۱۱ ص و۶۰۹ حدیث ۳۲۹۴۸)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انت ولي في الدنيا والاخرة و انت روحي التي بين جنبي و انت الامير و انت الوزير و انت الوصي و انت الخليفة على الاهل و المال و انت صاحب لوائي في الدنيا و الاخرة.

(تو میرا دنیا و آخرت میں دوست ہے اور تو میری روح ہے جو میرے پہلوؤں میں ہے اور تو امیر ہے اور تو وزیر ہے اور تو وصی ہے اور تو اہل اور مال پر خلیفہ ہے تو میرے جھنڈے کو دنیا و آخرت میں اُٹھانے والا ہے۔)

(الخصال ص ۴۲۹، الغدیر ۹ ص ۳۰۰، کنز العمال ۱۱ ص ۶۱۲ حدیث ۳۲۹۶۵)

☆☆☆

# سورہ انعام

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی محبت کو ہدایت قرار دیا اور اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ لوگوں کو اِس سے آگاہ کرے اور انہیں اس کی طرف حالت اختیار میں دعوت دے اگرچہ آپؐ اپنی امت کی ہدایت پر حریص تھے اور وہ کسی کو مجبور نہیں کرتے تھے چنانچہ خداوند نے فرمایا:

اَفَاَنْتَ تُکْرِہُ النَّاسَ یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ٥

(کیا تو لوگوں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ مومن ہو جائیں) (سورہ یونس آیت ۹۹)

وَلَوْشَآءَ اللّٰہُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی

(اگر اللہ چاہتا تو انہیں ہدایت پر جمع کر دیتا۔) (سورہ انعام آیت ۳۵)

یعنی: اگر وہ لوگوں کو مجبور کرتا تو ثواب ختم ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا اور بعد میں آپؐ نے علیؑ کے بارے میں جو کہا سو کہا لیکن منافقوں نے اس کا انکار کیا اور جھٹلایا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَکَذَّبَ بِہٖ قَوْمُکَ وَھُوَ الْحَقُّ

(اُسے تیری قوم نے جھٹلایا حالانکہ وہ حق ہے) (سورہ انعام آیت ۶۶)

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیؑ کو ولایت کا ایسا مقام دیا جس تک عقل وفہم پہنچ ہی نہیں سکتی چنانچہ ارشاد ہوا: قَوْلُہُ' الْحَقُّ وَ لَہُ الْمُلْکُ (اس کی بات



حق ہے اور اس کے لئے بادشاہی ہے اللہ حق ہے اور اس کا قول حق ہے وہ بادشاہ ہے اس کے لئے ازل سے ابد تک بادشاہی ہے پس جب اُس نے کہا: یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ جس دن صور پھونکی جائے گی۔) اب اللہ تعالیٰ نے خبر دی: جب صور پھونکی جائے گی!(سورہ انعام آیت ۷۳)

یہ ایسی خصوصیت ہے اُس کے ولی قائم کے ساتھ حکم میں مخصوص ہے کہ اُس ولی کا مقام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس کے لئے اُس کی صفات سے متصف ہے اور اُس کی طرف سے اُس دن کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ وہ کائنات کے ذرات سے عالم ہے۔ اُس کا ولی وہ انسان کامل ہے جو غیب وشہادت پر مطلع ہے اُسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور آسمانوں وزمین کے ملکوت پر ولی کو مطلع کرتا ہے کیونکہ وہ لوح محفوظ میں ہے جو علم الٰہی پر مشتمل ہے اور وہ نسخہ جو سب کے لئے جامع ہے۔ جس کا الٰہی حقائق اور کائنات کے حقائق کے ساتھ تعلق ہے وہ نور خدا ہے جو ہر جہت سے روشن ہوتا ہے پس اُس سے کوئی شے غائب نہیں ہے۔

---

یہ بات عجیب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان امور پر مخلوق کے امیر (علیہ السلام) کو موکل قرار دے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان امور پر فرشتوں کو موکل قرار دیا ہے چنانچہ خداوند نے فرمایا:

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّ النّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّ السّٰبِحٰتِ سَبْحًا فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا٥

(ان فرشتوں کی قسم جو گھس کر منافق کی روح کو قبض کرتے ہیں' ان فرشتوں کی قسم جو مومن کی روح آسانی سے قبض کرتے ہیں اور تیزی سے لپکتے ہیں پھر سبقت لے

جاتے ہیں پھر امر کی تدبیر کرنے والے ہیں۔) (نازعات ۱۔۵)

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے امور کی تدبیر کی فرشتوں کی طرف عمومی طور پرنسبت دی ہے اور چار مدبر فرشتے ہیں۔

۱۔ جبرائیلؑ: ہواؤں، لشکروں اور وحی کی تدبیر کرتا ہے۔

۲۔ میکائیلؑ: قطر اور نباتات کی تدبیر کرتا ہے۔

۳۔ عزرائیلؑ: روحوں کو قبض کرتا ہے۔

۴۔ اسرافیلؑ: مخلوق پر اُس کے امر کو نازل کرتا ہے اسی نے صور پھونکنا ہے۔ایک قول ہے کہ اسرافیلؑ زندہ کرنے پر مامور ہے۔

(تفسیر المیزان جلد ۲۰ ص ۱۸۰ چہل حدیث امام خمینی ص ۴۹۰)

صدر المتالھین نے کہا: جو اللہ تعالیٰ کے علم اور حکمت میں رسوخ رکھتا ہے اُس کے لئے کوئی شک نہیں ہے۔علم الٰہی علوم طبعیہ سے مافوق ہے۔

موجودات سب کے سب فعل خدا ہیں ان کے لئے نہ زمان ہے اور نہ ہی مکان! لیکن یہ قوتوں، نفسوں اور طبیعتوں کی تسخیر کے ذریعہ سے ہیں اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے مارتا ہے، رزق دیتا ہے، ہدایت دیتا ہے، اندھیروں میں دھکیلتا ہے البتہ جو زندہ کرتا ہے اُس کا نام اسرافیلؑ ہے اور جو مارتا ہے اس کا نام عزرائیلؑ ہے وہی روح قبض کرتا ہے جو رزق دیتا ہے اس کا نام میکائیلؑ ہے جو غذا کی مقدار کو جانتا ہے جو ہدایت دیتا ہے اس کا نام جبرائیل ہے اور اندھیروں میں دھکیلنا، گمراہ کرنا فرشتوں کا کام بھی ہے وہ شیطان کرتا ہے جس کا نام عزازیل ہے ان فرشتوں کے مددگار دوسرے فرشتے بھی ہیں جو خداوند کے اوامر کے لئے مسخر ہیں۔



(شرح دعائے سحر ص ۹۴)

مصنف نے کہا: زندگی کے رکن کا مظہر......اسرافیلؑ ہے۔

علم کے رکن کا مظہر..........جبرائیلؑ ہے۔

ارادہ کے رکن کا مظہر..........میکائیلؑ ہے۔

قدرت کے رکن کا مظہر..........عزرائیلؑ ہے

(مشارق انوار الیقین ص ۳۲)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

**انا صاحب اللوح المحفوظ الھمنی اللہ علم ما فیہ**

(میں لوح محفوظ کا صاحب ہوں اس میں جو علم ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے۔ (بحار الانوار جلد ٦ ص ۴ حدیث ۱)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

**انا اللوح، انا القلم انا العرش انا الکرسی**

(میں لوح ہوں، میں قلم ہوں، میں عرش ہوں، میں کرسی ہوں۔)

(مشارق الانوار الیقین ص ۱۵۹ جامع الاسرار ص ۲۰۵ حدیث ۳۹۴)

ایک روایت میں ہے:

**انا اللوح و انا القلم الا علی**

(میں لوح ہوں میں اعلیٰ قلم ہوں)

(جامع الاسرار ص ۳۸۳ حدیث ۷۶۴، مشارق انوار الیقین ص ۳۴، ص ۱۵۹، المراقبات ص ۲۵۹)

مصنف نے کہا: وہ ہر شے پر مشتمل لوح ہیں اور ہر شے جامع کتاب

مبین میں ہے کیونکہ جولوح میں ان کی طرف آ گیا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِي اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ٥

(ہر شے کا علم امام مبین میں ہے) (سورہ یاسین آیت ۱۲)

امام مبین لوح محفوظ ہے جس کا وجود سارے موجودات پر مقدم ہے۔ اس کا نام امام رکھا ہے۔ کیونکہ یہ سب پر مقدم ہے اور کل کے امام ہے اس کی دلیل: اول ما خلق الله اللوح المحفوظ ہے (سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو پیدا کیا ہے۔) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور کل پر مقدم ہے، کل پر عدل ہے اسی سے کل کی ابتداء ہوئی اسی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کل کو پیدا کیا۔ پس لوح محفوظ امام ہے، اسی کی طرف خداوند نے اشارہ فرمایا: وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِي اِمَامٍ مُّبِيْنٍ!

کتاب مبین امام ہے اور امام حق علیؑ ہے پس علیؑ کتاب مبین ہے اسی کی طرف امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں اشارہ ہوا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو دو آدمی کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! کتاب مبین کیا ہے کیا تورات ہے؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں؟

انہوں نے عرض کی: کیا انجیل ہے؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں

انہوں نے عرض کی: کیا قران مجید ہے؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں



اتنے میں امیر المومنین علیہ السلام تشریف لے آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هذا هو الامام المبين الزى احصى الله فيه علم كل شئى

(یہ (علیؑ) امام مبین ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے علم کو شمار کیا ہے)

اگر چہ یہ تجھ پر بوجھ ہو کہ وہ کتاب مبین ہے بس اس کے پاس تو پوری کتاب کا علم ہے اور اس کی طرف اشارہ ہوا: وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ (جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے) (سورہ رعد آیت ۴۳)

دونوں وجہوں کی بنا پر اس کے پاس غیب کا علم ہے اور اس میں کوئی شک نہ ہے۔ (انوار مشارق الیقین ص ۱۵۹) پھر تصریح کی ہے کہ ولی وہ ہوتا ہے جو ہر شے پر محیط ہو پس وہ کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہوتا ہے اور ان کے اوپر اللہ احاطہ کئے ہوئے ہے چنانچہ ارشاد ہوا: وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ فِي اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی کہ جس پر قلم جاری ہوتا ہے اور جو لوح میں لکھا جاتا ہے وہ غیب ہے جسے امام مبینؑ میں قرار دیا ہے اور وہ لوح محفوظ ہے جو آسمان و زمین میں ہے اور وہ امام مبینؑ ہے جو علیؑ ہے پس لوح محفوظ علیؑ ہے جو وجود کے اعتبار سے لوح سے اعلیٰ و افضل ہے...... (مشارق انوار الیقین ص ۱۹۱)

آل محمدؐ کا علم وسیع ہے اس کی بابت مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔

۱۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

انا صاحب اللوح المحفوظ الهمنی الله عزوجل علم ما فیه

(میں لوح محفوظ کا صاحب ہوں اللہ عزوجل نے اس میں جو علم ہے اس کا مجھے الہام فرمایا ہے۔) (بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۴ باب نادر فی معرفتہم بالنورانیہ حدیث ۱) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

ان اللّٰہ خلق من نور قلبک ملکا فوکله باللوح المحفوظ فلا یخط هناک غیب الا و انت تشهد

(بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کے نور سے فرشتہ پیدا کیا اور اُسے لوح محفوظ پر موکل قرار دیا وہاں جو غیب لکھا جاتا ہے تو اُس پر شاہد ہے) مشارق انوار الیقین ص ۱۳۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یا مفضل من زعم ان الامام من ال محمدؐ یعزب عنه شئی من الامر المحتوم فقد کفر بما نزل علی محمدؐ.

(اے مفضل جو گمان کرتا ہے کہ آل محمدؐ سے امام اللہ تعالیٰ کے حتمی امور سے نابلد ہوتا ہے وہ اُس پر کفر کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے۔)

(مشارق انوار الیقین ص ۱۳۸)

۲۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کتاب اور قرآن مجید کا علم رکھتے ہیں:

امام محمد باقر علیہ السلام نے امام کی تشخیص میں فرمایا:



ولا یسأل عن شئی مما فی الدفتین الا اجاب عنه .

(امام سے قرآن مجید کے بارے میں جس شے کی بابت سوال کیا جائے تو وہ اس کا جواب دے دے۔) (بصائر الدرجات ص ۴۸۹) حدیث ۱ اصول کافی جلد ۱ ص ۲۱۴ حدیث ۳)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

واللّٰہ انی لا علم کتاب اللّٰہ من اوله الی آخره کانه فی کفی فیه خبر السماء و خبر الارض و خبر ما کان و خبر مایکون قال اللّٰہ تعالیٰ فیه تبیان کل شئی

(خدا کی قسم! میں کتاب خدا کو اول سے آخر تک جانتا ہوں گویا میرے ہاتھ میں ہے جس میں آسمان کی خبر ہے اور زمین کی خبر ہے، گزشتہ کی خبر ہے حال اور مستقبل کی خبر ہے خداوند نے فرمایا: اس میں ہر شے کا بیان ہے) (اصول کافی جلد ۱ ص ۲۲۹ باب انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمہ حدیث ۴)

۳۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے پاس آسمانوں زمین جنت اوران میں ہر قسم کے غیب کا علم ہے:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ان اللّٰہ اجل و اعظم من ان یحتج بعبد من عباده

(اللہ تعالیٰ اس سے اجل اور اعظم ہے کہ اپنے بندوں کے ساتھ احتجاج کرے)

ایک روایت میں ہے:

وہ کسی کی اطاعت کو فرض کرے پھر اُس سے آسمان و زمین کی اخبار کو

مخفی کر دے۔ کلینیؒ نے روایت میں اضافہ کیا ہے۔

ان سے علم کا مواد قطع کر دے جس میں ان کے دین کا قوام ہے!

امامؑ نے فرمایا:

**انی لا علم ما فی السموت و اعلم ما فی الارضیین و اعلم ما فی الجنة و اعلم ما فی النار و اعلم ما کان و یکون ثم مکث هنیئة فرأی ان ذلک کبر علی من سمعه**

**فقال: علمت من کتاب الله ان الله یقول: فیه تبیان کل شئی**

(جو آسمانوں میں ہے اُسے میں جانتا ہوں اور جو زمینوں میں ہے اُسے میں جانتا ہوں جو کچھ جنت میں ہے اُسے میں جانتا ہوں اور جو کچھ جہنم میں ہے اُسے میں جانتا ہوں گزشتہ اور آیندہ سب کا مجھے علم ہے پھر تھوڑی دیر ٹھہرے دیکھا کہ یہ بات سننے والے کے لئے بڑی ہے تو فرمایا: میں ان سب کو کتاب خدا سے جانتا ہوں جس میں خداوند نے فرمایا: اس میں ہر شے کا بیان ہے۔)

(بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۱۰، بصائر الدرجات ص ۱۲۷، ص ۱۲۸، اصول کافی جلد ا ص ۲۶۱)

۴۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام حال اور مستقبل کا علم رکھتے ہیں:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

خدا کی قسم جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُسے میں جانتا ہوں، گزشتہ حال اور قیامت تک کے حالات کا میں علم رکھتا ہوں پھر فرمایا: میں اسے کتاب خدا سے جانتا ہوں...... پھر ہاتھ پھیلائے (بصائر الدرجات ص ۱۲۷ حدیث ۲



**باب علمهم بمافی السموت و الارض۔)**

امام نے فرمایا:

یہ حدیث جامعہ، جفر اور مصحف سے صحیح وارد ہوئی ہے:

ہمارے پاس گزشتہ، حال اور قیامت تک کے آنے والے حالات کا علم ہے؟

میں نے کہا: آپؑ پر قربان خدا کی قسم یہ علم ہے۔

امامؑ نے فرمایا: یہ علم ہے اور وہ نہیں ہے۔

میں نے کہا: آپؑ پر قربان کونسی شے علم ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جو دن رات میں حوادث پیش آتے ہیں، امر امر کے بعد شے شے کے بعد قیامت کے دن تک کے حالات!

(اصول کافی جلد ا ص ۲۳۸، ص ۲۴۰ حدیث ۱)

۵۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام لوگوں کے امور کو جانتے ہیں اور جس کی انہیں محتاجی ہوتی ہے اُسے جانتے ہیں:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

**لا یحتج الله تبارک و تعالی علی خلقه بحجة لا یکون عنده کلا ما یحتاجون الیه**

(اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوق پر حجت کے ذریعہ احتجاج نہیں کرتا کہ ان کی ضروریات اُس کے پاس نہ ہوں۔) (اصول کافی جلد ا ص ۲۶۲ حدیث ۵ باب انهم یعلمون ما کان و یکون)

امامؑ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ بہترین فیصلہ کرنے والا' سب سے بڑا کریم اور سب سے زیادہ جلیل ہے۔ اور جانتا ہے کہ لوگوں پر اپنی حجت کے ذریعہ احتجاج کرے اور پھر لوگوں کے معاملات اُس حجت سے غائب کر دے۔ (یہ کیسے ہو سکتا ہے)

حدیث میں ہے:

کسی نے امامؑ کے حال کے بارے میں سوال کیا اور پوچھا کہ کیا اُس سے حلال' حرام کے بارے میں سوال کر سکتے ہیں اور لوگوں کو جس شے کی ضرورت ہے اُس کے بارے میں سوال کر سکتے ہیں اور جب پوچھیں تو اُسے کسی بات کا پتہ نہ ہو کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا! البتہ کبھی وہ کسی مصلحت کی بنا پر جواب نہیں دیتا جبکہ اُسے اس کا علم ہوتا ہے۔

(بصائر الدرجات ص ۴۴ حدیث ۴ باب عندھم الحلال والحرام)

۸۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے پاس تمام علوم اور اصول کا علم ہوتا ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**اعطانی اللّٰہ خمسا و اعطی علیا خمسا اعطانی جوامع الکلم واعطیا علیا جوامع العلم.**

(اللہ نے مجھے پانچ چیزیں عطا کیں اور علیؑ کو پانچ چیزیں عطا کیں مجھے جوامع الکلم عطا کئے اور علیؑ کو جوامع العلم عطا کیے) (الفضائل ابن شاذان ص ۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے:

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ



(بلکہ وہ ایسی واضح نشانیاں ہیں جو ان لوگوں کے دلوں میں ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے۔) (عنکبوت آیت ۴۹)

کہا: اس سے مراد آئمہ طاہرینؑ ہیں (اصول کافی جلد ۱ ص ۲۱۴ حدیث ۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

ہم اہل بیتؑ کے پاس علم کے اصول ہیں' علم کی روشنی ہے اور ہم وہ رسی ہیں جو زمین میں چوپاؤں کے باندھنے کے لئے ہوتی ہے۔ (بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۳۰' ص ۳۱ حدیث ۴۲' ۴۴)

۸۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے پاس فرشتوں' تمام نبیوں اور سابقہ کتابوں کا علم ہے:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

**ان اللّٰہ علمی علما اظهر علیه ملائکته و انبیاءه و رسله فما اظهر علیه ملائکته و رسله و انبیاءه فقد علمناه و علما استأثر به فاذا ابدا اللّٰه فی شئی منه اعلمنا ذلک و عرض علی الائمة الذین کانوا قبلنا**

(بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے علم سکھایا جس پر اپنے فرشتوں' نبیوںؑ' رسولوںؑ کو آگاہ کیا تھا پس اُس نے جس شے سے اپنے فرشتوں' رسولوںؑ اور نبیوںؑ کو آگاہ کیا تھا اُسے ہم جانتے ہیں اور ہم کو اُس شے کا علم دیا جس کے بارے میں اُسے بداء ہو جائے تو اُس کے بارے میں ہمیں بتا دیتا ہے اور ہم سے پہلے والے آئمہؑ اُسے پیش کرتے ہیں۔) (اصول کافی جلد ۱ ص ۲۵۵ ص ۲۵۶ حدیث ۱' بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۶۰)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

ان اللہ جمع لمحمد علم النبیین باسرہ و ان رسول اللہ حب ذلک کلہ عند امیر المومنین

(اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں کے علم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قرار دیا اور وہ سارا امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ہے۔)

(بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۶۷ حدیث ۲۱ باب عندہم جمیع علوم الملائکۃ والانبیاء)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

الا ان العلم الذی ھبط بہ آدم من السماء الی الارض و جمیع ما فضلت بہ النبیون الی خاتم النبیین فی عترۃ خاتم النبیین.

(وہ علم جس کی وجہ سے آدمؑ آسمان سے زمین کی طرف تشریف لائے اور باقی سارے نبیوں کا علم جس کی وجہ سے انہیں فضیلت ملی خاتم النبیینؐ تک سارے نبیوںؑ کا علم خاتم النبیینؐ کی عترت میں ہے۔)

(بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۶۰ حدیث ۶)

۸۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام انبیاء سے زیادہ علم رکھتے ہیں:

امام علی زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

علمت و اللہ ما علمت الانبیاء و الرسل

(خدا کی قسم مجھے انبیاءؑ اور رسولوںؑ کا علم دیا گیا ہے۔)

پھر مجھے کہا: اس سے زیادہ دوں؟ میں نے کہا: ہاں!



فرمایا: زیادہ دیں گے جو انبیاءؑ سے زیادہ نہیں ہے۔

(بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۹۸ حدیث ۹ باب انھم اعلم من الانبیاء)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اولی العزم رسولوںؑ کو پیدا کیا اور انہیں علم کے ذریعہ سے فضیلت بخشی اور ہم نے انہیں اپنے علم کا وارث بنایا اور انہیں ان کے علم میں فضیلت بخشی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ علم رکھتے تھے جو وہ نہیں جانتے تھے ہمارے پاس رسولوں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والا علم ہے! (بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۱۹۴ حدیث ۱، بصائر الدرجات ص ۲۲۷ حدیث ۱)

۹۔ آئمہ طاہرین علیہم السلام کے پاس ہر شے کا علم ہے یا جسے لوگ نہیں جانتے اس کا ان کے پاس علم ہے:

خداوند نے فرمایا: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (تجھے اُس کا علم دیا جسے تو نہیں جانتا تھا۔) (سورہ نساء آیت ۱۱۳)

یہ آیت فائدہ دیتی ہے کہ اللہ نے آپ کو سارے نبیوں کا علم دیا ہے اور اس میں کوئی استثناء نہیں ہے یہ آیت نص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے ہر قسم کی جہالت کو اُٹھالیا ہے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:

ما یخفی علی الامام شئی

(امامؑ پر کوئی شے پوشیدہ نہیں ہوتی۔)

(الخرائج والجرائح ص ۲۷۹)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

ان اللّٰہ اعطی حجتہ معرفة کل شئی

(اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت کو ہر شے کی معرفت دے دی ہے۔) (اعلام الوریٰ ص ۳۵۷)

صدق نے کہا: وہ حلال، حرام، سنتوں، فرائض وغیرہ کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ (فضائل ابن شاذان ص ۷۰)

۱۰۔ آل محمد علیہم السلام کا غیب جاننا:

خدا نے فرمایا:

ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡهِ اِلَیۡکَ (آل عمران آیت ۴۴)

(یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے تیری طرف وحی کر دی ہیں)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

ان اللّٰہ اطلعنی علی ماشاء من غیبہ و حیا و تنزیلا و اطلعک علیہ الهاما

(اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے غیب پر وحی کے ذریعہ مطلع کیا اور تجھے غیب پر الہام کے ذریعہ مطلع کیا۔) (مشارق انوار الیقین ص ۱۳۵، ص ۱۳۶، ۲۵)

آپؑ نے فرمایا:

الغیب درجات منها سماع و منها نکت فی القلب

(غیب کے درجات ہیں کچھ سننے سے اور کچھ دل میں نکتہ کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں! (الہدیۃ الکبریٰ ص ۷۶، باب اوّل)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:



و اللّٰہ لقد اعطینا علم الاولین و الاخرین

(خدا کی قسم ہمیں اولین و آخرین کا علم دیا گیا ہے۔)

(آپؑ پر قربان! کیا آپ کے پاس علم غیب ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

و یحک انی اعلم ما فی اصلاب الرجال و ارحام النساء و یحکم و سعوا صدورکم و لتبصرا عینکم و لتع قلوبکم فنحن حجة اللّٰہ تعالیٰ فی خلقه ولن یسع ذلک الاصدر کل مومن قوی قوته کفوة جبل تهامة الا باذن اللّٰہ و اللّٰہ لو اردت احصی لکم کل حصاة علیها لا خبر تکم

(تجھ پر افسوس! میں مردوں کی اصلاب اور عورتوں کی رحموں میں جو ہے اُسے جانتا ہوں، اپنے سینوں کو وسیع بناؤ تا کہ تمہاری آنکھیں دیکھ سکیں اور دل سمجھ سکیں پس ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی حجت ہیں اور یہ کسی کے بس میں نہیں ہے سوائے قوی دل مومن کے سینے کے!

اُس کی طاقت پہاڑ جتنی ہوتی ہے وہ سب اذن خدا سے جانتا ہے خدا کی قسم اگر میں چاہوں کہ پہاڑ کے تمام پتھروں کو شمار کروں تو تمہیں ان کی تعداد بتا سکتا ہوں۔) (بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۲۸ حدیث ۲۸ باب جہات علومهم، مناقب آل ابی طالب جلد ۳ ص ۳۷۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

یا مفضل ان العالم منا یعلم حتی تقلب جناح الطیر فی الهوا و من انکر من ذلک شئیا فقد کفر باللّٰہ من فوق عرشه

و اوجب لاولیاء ہ الجھل

(اے مفضلؒ! ہم میں سے عالم ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے کے پر گن لیتا ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے کفر کرتا ہے اور اُس کے اولیاء کے لئے جہالت کو واجب قرار دیتا ہے۔) (مشارق انوار الیقین ص ۱۳۵)

امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا گیا:

ان شیعتک تدعی انک تعلم کیل ما فی دجلہ و کانا جالسین!

فقال لہ ابو جعفر علیہ السلام: یقدر اللہ عزوجل ان یفوض علم ذلک الی بعوضة من خلقه؟ قال نعم

فقال علیہ السلام: انا اکرم علی اللہ من بعوضة ثم خرج

(آپؑ کے شیعہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپؑ دجلہ میں موجود پانی کی مقدار کو جانتے ہیں؛ اُس وقت دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ اس کا علم مچھر کو دے دے؟ اُس نے کہا: ہاں!

امامؑ نے فرمایا: میری اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر سے زیادہ عزت و احترام ہے پھر چلے گئے۔ (اثبات الوصیت ص ۱۹۱، ص ۱۹۲)

امیر المومنین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں امام کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا:



فھو الصدق والعدل. یطلع علی الغیب و یعطی التصرف علی الاطلاق

(وہ صدق اور عدل ہے...... غیب پر مطلع ہوتا ہے اُسے علی الاطلاق تصرف کا حق دیا گیا ہے)۔ (مشارق انوار الیقین ص ۱۱۵)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

واللہ لو شئت ان اخبر کل رجل منکم بمخرجه و مولجه و جمیع شانه لفعلت و لکن اخاف ان تکفروا فی رسول اللہ الا و انی مفضیه الی الخاصة.

(بخدا اگر چاہوں تو تم میں سے ہر ایک کو اس سے نکلنے، پناہ لینے اور سارے حالات کے بارے میں بتاؤں تو ایسا کرسکتا ہوں لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت کفر کر بیٹھو گے البتہ میں یہ باتیں خاص لوگوں کے حوالے کروں گا۔) (نہج البلاغہ خطبہ ۱۷۵)

ھو الذی نفسی بیدہ لا تسالونی عن شئی فیما بینکم و بین الساعة و لا عن فئة تھدی مائة و تضل مائة الا انبأتکم بنا عقھا و قائدھا

(اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جب تم مجھ سے کسی ایسی شے کے بارے سوال کرو جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے اور ایسے گروہ کے بارے جن سے تو ہدایت پر اور وہ گمراہی پر ہوں گے تو میں تمہیں اُس کے آواز دینے والے اور چلانے والے کے بارے میں بتاؤں گا۔)

(نہج البلاغہ ۱۳۷ حدیث ۱۳)

حضرت عائشہ سے امام حسن علیہ السلام نے امیر علیہ السلام کی وفات کے دن اُس کے کئے سے آگاہ کیا جسے اور اُس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا' اب عائشہ نے کہا:

اے شکستہ دل' تیرا نانا اور تیرا باپ علم غیب رکھتے ہیں' میرے بارے میں تجھے یہ باتیں کس نے بتائی ہیں؟ (الھدایہ الکبریٰ ص ۱۹۷' ۱۹۸ ذیل باب رابع)

جب امام نے اُسے اُس کے دل کی بات سے آگاہ کیا اور جو اُسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام سے جنگ کے بارے میں خبر دی تھی؟

اب عائشہ نے کہا: اس کی اطلاع تجھے تیرے نانا نے دی تھی یا تجھے غیب سے معلوم ہوا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: یہ خدا' رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنینؑ کے علم سے ہے۔ (الھدایہ الکبری ص ۱۹۷)

کسی نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے قائم منتظر عجل اللہ فرجہ کے بارے میں پوچھا تو امامؑ نے فرمایا:

**السنا قد قلنا لکم لا تسالو نا عن علم الغیب فنخرج ما علمنا منه الیکم فیسمعه من لا یطیق استماعه فیکفر**

(کیا ہم نے تمہیں نہیں کہا ہے کہ ہم سے علم غیب کے بارے میں سوال مت کرو ورنہ ہم تمہیں اُس سے آگاہ کریں گے تو وہ شخص جو اسے سننے کی طاقت نہیں رکھتا وہ سنے گا تو کفر کر بیٹھے گا۔) (الھدایۃ الکبری ص ۳۴۴



باب ۱۳)

امام علی زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

بندے کی چار آنکھیں ہوتی ہیں۔ دو آنکھیں وہ ہیں جن سے اپنی دنیا اور دین کے معاملات کو دیکھتا ہے اور دو آنکھیں ہیں جن سے اپنی آخرت کے معاملات کو دیکھتا ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کے دل کی دو آنکھوں کو کھول دیتا ہے جن سے وہ آخرت کے معاملات کے غیب کو دیکھنے لگتا ہے۔ (خصال جلد ۱ ص ۲۴۰ حدیث ۹۰ باب ۴)

ابو حنیفہ کے دوست ابو یوسف اور محمد بن حسن کا قصہ جس میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے علم غیب کی تاکید ہے دونوں میں سے ایک نے اپنے دوست سے کہا:

ہم ان کے پاس فرض اور سنت کے بارے پوچھنے کے لئے آئے تھے اور یہ غیب کی خبر دے رہا ہے؟

انہوں نے پوچھا: آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ شخص آج رات مر جائے گا؟

امام نے فرمایا: اُسی باب سے جس کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو خبر دی تھی (الخرائج والجرائح ص ۲۸۷' ص ۲۸۸ باب ۸)

نیز: امام علی رضا علیہ السلام نے ابن ہذاب کو آگاہ کیا:

تو انہی دنوں میں اپنے ایک رشتہ دار سے آزمایا جائے گا پھر تو میری تصدیق کرے گا؟ اُس نے کہا: نہیں کیونکہ غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

امام نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝ إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَّسُولٍ (سورۂ جن ۲۶، ۲۷)

(اللہ غیب کے جاننے والا ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا مگر اُسے جسے رسولوں میں سے چن لیتا ہے) پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتضیٰ ہے اور ہم رسولؐ کے وارث ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب پر آگاہ کیا تھا پس ہمیں گزشتہ اور قیامت کے آنے والے حالات کا علم ہے اے ابن ہذاب میں نے جو تجھے خبر دی ہے یہ پانچ دنوں کے اندر ہونے والا ہے' میں نے جو کہا ہے اگر صحیح نہ ہو تو میں جھوٹا اور افترا پرداز ہوں گا اور اگر ایسا ہی ہوا تو جان لینا کہ تو نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی بات کو رد کیا ہے۔

تیرے لئے ایک اور دلالت ہے اُسے تو اپنی آنکھ سے دیکھے گا وہ یہ کہ تیری آنکھ میں عارضہ پیش آئے گا تجھے صحرا اور پہاڑ کچھ نظر نہ آئے گا اور یہ کچھ دنوں کے بعد ہوگا' ایک اور بھی دلالت ہے عنقریب تو جھوٹی قسم اُٹھائے گا جس سے تجھے برص ہو جائے گی۔

محمد بن فضل کہتا ہے: خدا کی قسم ہذاب کو یہ سب کچھ ہوا۔

(الخرائج والجرائح ص ۳۰۶ ص ۳۰۷ باب ۹)

یہ ان کے علم غیب میں واضح ہے اس کا سوائے ناصبی کے کوئی انکار نہیں کرتا۔

امام محمد تقی علیہ السلام سے مروی ہے:



امام نے ابو الفضل بنت مامون کو عورتوں کی عادت کے وقت عارض ہونے والی بات سے آگاہ کیا تو اُس نے کہا: غیب صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

امام نے فرمایا: میں اِسے اللہ تعالیٰ کے علم سے جانتا ہوں۔ (ارشاد الی ولایۃ الفقیہ ص ۲۵۴)

یہ روایت آئمہؑ کے علم غیب پر نص ہے اس سے غفلت نہ کرو اور اپنے دل سے شک نکال دو۔

امیر المومنین علیہ السلام نے امامؑ کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ویلبس الهيبة و علم الضمير و يطلع على الغيب ويعطى التصرف، على الاطلاق

(وہ ہیبت کا لباس پہنتا ہے' جو ضمیر میں ہے اُسے جانتا ہے' غیب پر آگاہی رکھتا ہے۔

اُسے علی الاطلاق لوگوں پر تصرف کا حق ہوتا ہے۔)

(مشارق انوار الیقین ص ۱۱۵)

یہ غیب مطلق کی روایات ہیں۔

آئمہؑ کی غیبی امور کے بارے میں اخبار بہت زیادہ ہیں بلکہ آل محمد علیہم السلام کے معجزات میں سے ہیں جیسے وہ جو ضمیر میں ہے اُسے جانتے ہیں' لوگوں کے اعمال کو جانتے ہیں' وہ حال' مستقبل کا علم رکھتے ہیں!

ہر شے کا علم سابقہ تمام احتمالات کو شامل ہے کیونکہ بعض روایات ہیں کہ وہ اُسے اس اشیا کا علم دیتا ہے جسے وہ نہیں جانتے ہوتے اور کسی شے کا استثناء نہیں کیا۔

بعض روایات میں ہے کہ انہیں اللہ ہر شے کا علم دیتا ہے' یہ تمام غیبی' غیر غیبی علوم کو شامل ہے۔

آئمہؑ کا انبیاء کے علوم کو جاننا: وہ انبیاء سے زیادہ علم رکھتے ہیں اس کی طرف امام محمد باقر علیہ السلام نے اشارہ فرمایا جب امامؑ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے انبیاءؑ کے علوم کو جمع فرمایا اور نبی نے وہ تمام علیؑ کے لئے جمع فرمائے۔

سوال کرنے والے نے پوچھا' فرزند رسولؐ! امیر المومنینؑ زیادہ علم رکھتے ہیں یا بعض انبیاءؑ امامؑ نے اُس کے سوال پر تعجب کیا۔

(بحار الانوار ۲۶ ص ۱۶۷ حدیث ۲۱ باب انھم عندھم علم الملائکۃ)



خداوند نے فرمایا:

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ (وہ حکمت رکھنے والا اور جاننے والا ہے)

(سورہ انعام آیت ۷۳) اللہ حکیم وخبیر ہے اُس نے اپنے ولی کو یہ صفات عطا کی ہیں وہ بھی حکیم وخبیر ہے جسے اللہ تعالیٰ کی حکمت' علم' عصمت کی تائید حاصل ہے وہ لوگوں کے اعمال سے باخبر ہے اور جو لوگوں کے نامہ اعمال میں ہے اُس سے آگاہ ہوتا ہے اس پر کوئی آگاہی نہیں رکھتا سوائے اللہ' رسولؐ اور ولیؑ کے!

اس کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے' اس کا حکم اللہ تعالیٰ کی جناب سے ہوتا ہے ورنہ وہ ولی مطلق نہیں ہوگا۔[1]

اسی لئے وہ جہنم سے کہے گا: یہ تیرا ہے اسے لے لو یہ میرا ہے اسے چھوڑ دو' یہ خداوند کا علم ہے جس سے اُس نے اپنے ولی کی مخصوص قرار دیا اور یہ خداوند کی ولایت ہے جس میں اُس نے اپنے بندوں کے معاملات کی انہیں سرپرستی دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام پر ایمان لانے والے اور ان کے دشمن کی طرف مائل نہ ہونے والے کے لئے قیامت کے دن امن وامان کو قرار دیا ہے:

---

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ فیصلہ کرنے والا کرم کرنے والا' اجل اور اعظم ہے کہ وہ اپنی حجت بنائے اور اُس سے اپنے امور کو مخفی چھوڑ دے ایک روایت میں ہے کہ: ایسا نہیں ہے کہ حجت خدا کے پاس لوگوں کی ضروریات کا علم اور حل نہ ہو بصائر الدرجات ص ۱۴۳

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (جو ایمان لے آئے) یعنی علی پر ایمان لے آئے وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ (ان کا ایمان ظلم میں تبدیل نہ ہوا) یعنی اُس کی محبت اُس کے دشمنوں کے ساتھ محبت میں تبدیل نہ ہوئی اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ (ان کے لئے (قیامت کے دن) امان ہے اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں میں سے ہوں گے۔)

(سورہ انعام آیت ۸۲)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو صراط مستقیم قرار دیا اور اُس کی پیروی کا حکم دیا اور اس کے غیر کی پیروی سے منع کیا اور فرمایا:

وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ

(یہ میرا صراط مستقیم ہے پس اُس کی پیروی کرو) یعنی علی صراط مستقیم ہے وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ (دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو) یعنی اس کے دشمنوں کا راستہ اختیار نہ کرو فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ (پس وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے دور اور پراگندہ کر دے گی۔) کیونکہ علیؑ اللہ تعالیٰ کا دروازہ ہے۔[1]

ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

(اس کی اللہ نے تمہیں وصیت کی ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔)

(سورہ انعام آیت ۱۵۳)

یعنی: وصیت تمہارے پروردگار کی ہے۔ اور حق کی پیروی کرکے تم جہنم سے نجات پا جاؤ۔

---

[1] امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنینؑ اللہ کا دروازہ ہے جس سے ہی آیا جا سکتا ہے۔ (البصائر ص ۸۱ ص ۲۲۱)



حضرت علی علیہ السلام اور ان کی عترت آیات خداوندی ہیں اور جو ان کی تکذیب کرے اور انہیں جھٹلائے اس کے لئے برا عذاب ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ

(کتنا ظالم ہے وہ جو آیات خداوندی[1] کو جھٹلاتا ہے۔)

یعنی علیؑ اور اولادِ علیؑ کیونکہ یہ آیات خداوندی ہیں!

وَصَدَفَ عَنْھَا (ان سے منہ پھیرے)۔

سَنَجْزِی الَّذِیْنَ یَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰیٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا کَانُوْا یَصْدِفُوْنَ○

(عنقریب اللہ انہیں سزا دے گا جو آیات خداوندی سے منہ پھیرتے ہیں انہیں برا عذاب دیں گے اور یہ ان کے منہ پھیرنے کی وجہ سے ہوگا۔)

یعنی ولایت سے منہ پھیرنا اور آل محمدؐ سے منہ پھیر کر ان کے دشمنوں کی طرف مائل ہونا۔ (سورہ انعام آیت ۱۵۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر محبت علیؑ کے ذریعہ احسان کیا:

قُلْ اِنَّنِیْ ھَدٰىنِیْ رَبِّیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا

(کہہ دو مجھے میرے پروردگار نے صراط مستقیم کی راہنمائی دی ہے جو ایسا دین ہے جس میں ٹھہراپن نہیں ہے)۔ (سورہ انعام آیت ۱۶۱)

دین ٹھہرے پن کے بغیر نہیں رہ سکتا مگر علیؑ کی محبت اور اس کے دشمنوں سے برأت کریں گے تو دین قیم ہوگا۔ دین حنیف وہ ہے جس پر

---

[1] امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: آیات اللہ ھم الائمہ (آئمہ آیات خداوندی ہیں۔) تفسیر قمی جلد ۱ ص ۱۵۶ جلد ۲ ص ۲۵۴)

حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے وکان ابراهیم من شیعة علی علیه السلام (اور ابراہیمؑ حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھے۔) (کتاب المحجة البیضاء ص۵۲۰)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی محبت کو حسنہ (نیکی) قرار دیا ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

(جو ایک نیکی کرتا ہے اُسے دس کا ثواب ملتا ہے۔)

(سورہ انعام آیت ۱۶۰)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ:

الحسنة شهادة لا اله الا الله والایمان بمحمد وحب اهل البیت و السیئة جحود ولایتهم فالحسنة حبهم والسیئة بغضهم

(نیکی لا الہ الا اللہ کی گواہی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان اور آپ کی اہل بیتؑ سے محبت ہے۔)

برائی اہل بیت کی ولایت کا انکار ہے پس نیکی ان کی محبت اور برائی ان سے بغض ہے)

حوالہ: مناقب ال ابی طالب جلد۳ ص۲ امام حسنؑ سے مروی ہے۔

بحار الانوار جلد ۱۰۸ ص ۹۹

تفسیر قرطبی جلد ۱۵ ص ۳۱۶ حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

الحسنة حب ال الرسول والسیئة بغضهم (نیکی آل رسولؐ سے محبت ہے اور برائی آل رسولؐ سے بغض ہے۔)



اس کی دلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

حب علی حسنة لا یضر معها سیئة و بغض علی سیئة لا تنفع معها حسنة

(علیؑ کی محبت نیکی ہے جس کے ساتھ ہوتے ہوئے برائی نقصان نہیں دیتی اور علیؑ کا بغض برائی ہے جس کے ساتھ ہوتے ہوئے نیکی فائدہ نہیں پہنچاتی۔)

(فضائل ابن شاذان ص ۹۶، عوالی اللئالی جلد۴ ص ۸۶، ینابیع المودت جلد۲ ص ۷۵ و ص ۲۹۲)

# سورہ اعراف

## حضرت علی علیہ السلام اور ان کی عترت خداوند کے دوست ہیں اور حق پر ہیں

وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ٥

(اور جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو حق کے مطابق ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے مطابق عدل کرتے ہیں۔) (سورہ اعراف آیت ۱۸۱)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اذا افترقت هذه الامة علی ثلاث و سبعین فرقة اثنتان و سبعون فی النار و فرقة فی الجنة و هم انت و شیعتک لانک لم تفارق الحق و هم لا یفارقونک فهم مع الحق

(اس امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے جن میں سے ۷۲ جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں کیونکہ تو حق سے جدا نہیں ہوگا اور وہ تجھ سے جدا نہیں ہوں گے پس وہ حق کے ساتھ ہیں۔)

حوالہ: تاویل الایات جلد ا ص ۱۹۰ حدیث ۳۸، کتاب سلیم ص ۱۶۹، ص ۳۳۲، وسائل الشیعہ جلد ۲۷ ص ۵۰ حدیث ۳۳۱۸۰

حضرت علی علیہ السلام کی محبت میزان ہے:



قیامت کے دن اُسی کا عمل وزنی ہوگا جو حضرت علی علیہ السلام سے محبت رکھتا ہوگا۔ کیونکہ کافر اور منافق کے عمل کو وزن نہیں کیا جائے گا پس میزان صرف مومن کے لئے ہے اور ایمان صرف علیؑ کی محبت سے حاصل ہوتا ہے پس اُسی کا نامہ عمل کا وزن کیا جائے گا جو علیؑ سے محبت رکھتا ہوگا۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

(پس جس کے نامہ اعمال کا پلڑا ”محبت علیؑ کی وجہ سے“ بھاری ہوگا۔ وہ فلاح پا جائے گا اور جس کا نامہ اعمال کا پلڑا ”علیؑ کے دشمنوں کی بیعت کرنے سے“ خفیف (ہلکا) ہوگا وہ نقصان اُٹھائے گا۔)

(سورہ اعراف آیت ۸۔۹)

یعنی: وہ حق سے منہ پھیرے ہوئے ہوں گے اور انہوں نے آل محمدؐ اور ان کے شیعوں پر ظلم کیا ہوگا۔

## حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ حزب الرحمٰن اور ان کے دشمن حزب الشیطان ہیں

خداوند نے ابلیس سے فرمایا:

لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ٥

(جو تیری پیروی کرے گا، میں تم سے جہنم کو پُر کردوں گا۔)

(سورہ اعراف آیت ۱۸)

اس لئے کہ قیامت کے دن نجات صرف ایمان کے ذریعہ سے ہوگی اور ایمان صرف حضرت علی علیہ السلام کی محبت سے حاصل ہوتا ہے پس جو کامل ایمان لے آئے گا اور اُس نے بعض فروعات دین کو ضائع کیا ہوا ہوگا رحمت خدا اُس کے شامل ...... حال ہوگی اور اُسے شفاعت نصیب ہوگی اور ایمان کی وجہ سے جنت میں داخل ہوگا کیونکہ وہ حزب الرحمٰن سے ہوگا لیکن جو اس حال میں آئے گا کہ اُس نے ولایت کو قبول نہیں کیا تھا حالانکہ ولایت سے دین مکمل ہوا ہے اور سارا ایمان اِسی پر موقوف ہے اُسے رحمت نہیں ملے گی کیونکہ قیامت کے دن رحمت خدا صرف مومنوں کو نصیب ہوگی اور اُسے شفاعت بھی نہیں ملے گی کیونکہ ایسے لوگوں پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غضبناک ہوں گے وہ جہنم میں جائیں گے اس لئے کہ وہ حزب الشیطان ہیں۔

## جو ولایت علیؑ کو جھٹلاتا ہے اور اُس کے مقابلہ اکڑ جاتا ہے وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا

وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(جو اللہ کی نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں" یعنی علیؑ اور اُس کی عترت کو جھٹلاتے ہیں' اور اُس کے مقابلے میں اکڑ جاتے ہیں وہ جہنمی ہیں اور ہمیشہ اُس میں رہیں گے۔)

(سورہ اعراف آیت ۳۶)



کیونکہ ان کے پاس ایمان نہیں ہے اور جس کے پاس ایمان نہ ہو وہ ہمیشہ جہنم میں ہوگا

## حضرت علی علیہ السلام کی محبوں اور اولیاء کو ہمیشہ جنت میں رہنے کی بشارت

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ھُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ○

(جو علیؑ کی ولایت پر" ایمان لے آئے اور انہوں نے" فروع دین پر "عمل کیا' نیکیاں کیں وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ (سورہ اعراف آیت ۴۲)

کیونکہ ان کے پاس ایمان بھی ہے اور انہوں نے نیک اعمال بھی انجام دیے ہیں۔

## مؤمن جنت میں داخل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی ہدایت دینے پر حمد بجالائے گا

مؤمن جنت میں داخل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی دنیا میں ہدایت دینے پر حمد بجالائے گا کیونکہ وہ محبت علیؑ کی وجہ سے کامیابی سے ہمکنار ہوئے ہوں گے۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا قف وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ

لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ ۝

(وہ کہیں گے۔ سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی حالانکہ اگر وہ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت حاصل نہیں کر سکتے تھے۔)

(سورہ اعراف آیت ۴۳)

## اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو موذن قرار دیا جو جنت اور جہنم کے درمیان اعلان کرے گا

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ وَ یَبْغُوْنَهَا عِوَجاً

(اذان دینے والا اذان دے گا کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے تھے اور ٹیڑھے پن کو چاہتے تھے۔)

موذن سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہے۔

روکنے سے مراد: وہ لوگ جو دنیا میں حضرت علی علیہ السلام کی محبت اور پیروی سے روکتے تھے۔ اور جبت و طاغوت کی پیروی پر بھڑکاتے تھے وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كَافِرُوْنَ ۝ (اور وہ آخرت کا انکار کرتے تھے) (سورہ اعراف آیت ۴۴ و ۴۵)

یعنی انہیں یقین نہیں تھا کہ قیامت کے دن محبت علیؑ کی وجہ سے نجات ملے گی۔



## حضرت علی علیہ السلام اور ان کی ذریت پہچاننے والے ہوں گے

حضرت علی علیہ السلام اور ان کی ذریت ایسے لوگ ہوں گے جو پہچاننے والے ہوں گے یعنی وہ قیامت کے دن لوگوں کو پہچانیں گے اور انہیں کھڑا کریں گے پلِ صراط سے وہی گزر سکے گا جو انہیں پہچانتا ہوگا اور وہ اُسے پہچانتے ہوں گے:

وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِیْمَاهُمْ

(مقام اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو لوگوں کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے۔ (سورہ اعراف آیت ۴۶)

یعنی علیؑ اور اس کی اولادؑ سے دوسرے آئمہ علیہم السلام

---

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابن کوا امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس نے کہا: اے امیر المومنین وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِیْمَاهُمْ سے کون لوگ مراد ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہم اعراف پر ہوں گے، ہم اپنے دوستوں کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے، ہم اعراف والے ہیں ہماری معرفت کے راستہ کے بغیر کوئی اللہ تعالیٰ کی معرفت پا نہیں سکتا، ہم اعراف والے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ پل صراط پر معرضی کروائے گا پس کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر وہ جنت میں داخل ہوگا جو ہماری معرفت رکھتا ہوگا اور ہم اُسے جانتے ہوں گے،

کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر وہ جہنم میں داخل ہوگا جو ہمارا انکار کرتا ہوگا اور ہم اس کا انکار کرتے ہوں گے۔ اگر اللہ چاہے تو لوگوں کو اپنی پہچان کرواتا ہے لیکن اُس نے ہمیں اپنا باب، صراط، سبیل اور وجہ قرار دیا ہے جس سے داخل ہوا جاتا ہے۔ جو ہماری ولایت سے عدول کرتا ہے یا ہم پر ہمارے غیر کو فضیلت دیتا ہے وہ پل صراط سے گزر نہیں پائے گا۔

برابر نہیں ہیں جن کے ساتھ لوگ متمسک ہوں اور نہ برابر ہیں جب لوگ چشموں کی طرف جائیں...... اور جو ہماری طرف آئیں گے وہ صاف چشموں کی طرف جائیں گے جو اپنے پرردگار کے امر سے جاری ہوتے ہیں جن کے لئے ختم ہونا نہیں ہے۔

(شرح اصول کافی جلد ۵ ص ۱۴۴)



## حضرت علی علیہ السلام کی ولایت رکھنے والے کو بلد طیب قرار دیا اور ان کے دشمن کو خبیث قرار دیا:

وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُہٗ بِاِذْنِ رَبِّہٖ

(پاک شہر اپنے پروردگار کے حکم سے نباتات کو نکالتا ہے) یعنی مومن توحید کے ذریعہ پاک ہوتا ہے اور ولایت کے ذریعہ پاک ہوتا ہے پس اس کا دل پاک ہے اور عمل پاک ہے وَالَّذِیْ خَبُثَ (جو خبیث ہے) یعنی ولایت کا دشمن ہے لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا (وہ سوائے ناقص شے کے کسی شے کو نہیں نکالتا ہے۔)

یعنی: جو اصل میں خبیث ہے اُس سے فعل اور فرع دونوں قبیح صادر ہوتے ہیں۔

کَذٰلِکَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّشْکُرُوْنَ O

(اسی طرح ہم آیات کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں اُس قوم کے لئے جو شکر کرنے والے ہیں۔) (سورہ اعراف آیت ۵۸)

یعنی جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جانتے ہیں پس اُس کی کثیر نعمتوں کی بنا پر اس کا شکر ادا کرو۔

## رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام ہر فریادرس کی فریادرسی کرتے ہیں ہر پکارنے والے کی مدد کرتے ہیں، ہر کوشش کرنے والے کے لئے نشانی ہیں!

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

رَبِّ اَرِنِیٓ اَنۡظُرۡ اِلَیۡکَ قَالَ لَنۡ تَرٰىنِیۡ. فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ،

(خدایا مجھے اپنا جلوہ دیکھا کہ تیرا دیدار کروں: فرمایا: تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا، جب پروردگار نے تجلی فرمائی۔) (سورہ اعراف آیت ۱۴۳)

اس سے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ مجھے آنکھوں سے دیکھا نہیں جاسکتا گمان سے ذہنوں میں بٹھایا نہیں جاسکتا۔

تجلی: اس سے ہوتی ہے جس کی کوئی نہ کوئی ہیئت ہو۔ ہیئت والا اور مثال والا دیکھا جاسکتا ہے پس جب کوئی دیکھا جاسکتا ہو اُس سے دیکھنے کی نفی کیسے ہوسکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ:

یہاں تجلی کا تعلق ربّ سے ہے اور ربّ کا اطلاق کثیرین پر ہوتا ہے یہاں پر مضاف محذوف ہے یعنی جب ربّ کے نور کا جلوہ ہوا، جب رب کی عظمت کا جلوہ ہوا جب ربّ کے جلال کا جلوہ ہوا اور عظمت و جلال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

انا مکلم موسی من الشجرة انا ذلک النور و انما ظهر لموسی من النور شقص من المثقال

(میں نے درخت سے موسیٰ کے ساتھ کلام کی میں وہی نور ہوں جو موسیٰ کے لئے نور ظاہر ہوا تھا وہ مثقال کا ایک حصہ تھا۔)

(مجمع النورین مرندی ص ۵۰)

ابن عباسؓ کہتا ہے کہ وہ نور نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا۔

(مجمع الزوائد ۸ ص ۴۰۰ حدیث ۱۳۸۳۰، مستدرک ۳ ص ۳۲۷)



الوفا باحوال المصطفی ص ۲۸ باب ۲ حدیث ۹، ینابیع المودت ص ۱۳، ص ۱۴ اصفوری نے کہا ہے کہ:

لما القی ابراهیم فی النار کان نور محمدؐ فی جنبه و عند الذبح کان النور قد انتقل الی اسماعیل

(جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اُس وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ان کے پہلو میں تھا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرتے وقت وہ نور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف منتقل ہوگیا تھا۔) (نزہۃ المجالس ۲ ص ۲۴۵)

سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰیٰتِیَ الَّذِیۡنَ یَتَکَبَّرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ اِنۡ یَّرَوۡا کُلَّ اٰیَةٍ

(عنقریب میں انہیں پھیر دوں گا اپنی آیات سے جو زمین میں بغیر حق کے تکبر کرتے ہیں اگرچہ وہ ہر آیت کو دیکھ لیتے ہیں۔)

آیات سے مراد آل محمدؐ ہیں۔

لَا یُؤۡمِنُوۡا بِهَا وَ اِنۡ یَّرَوۡا سَبِیۡلَ الرُّشۡدِ

(پھر بھی ایمان نہیں لے آئے اگرچہ وہ ہدایت کے راستہ کو دیکھ لیتے ہیں) اور وہ ہدایت کا راستہ محمدؐ و آل محمدؐ کا راستہ ہے یہاں پر بات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کی ہوئی ہے لیکن مراد اُمت محمدیہ ہے اسی لئے فرمایا:

ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا

(انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا) (سورہ اعراف آیت ۱۴۶)

یعنی انہوں نے ہماری نشانیوں سے منہ پھیر لیا وہ علیؑ اور اس کی عترت طاہرہ سے غافل ہو گئے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی آپؐ کے خلیفہ کے خلاف دشمنی کو بیان کیا اور اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے قصہ میں درج کیا کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بھائی سے کہا:

اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَ کَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ

(قوم نے مجھے کمزور کر دیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے) (سورہ اعراف آیت ۱۵۰) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بھائی امیر المومنین علیہ السلام سے کہا:

انت منی بمنزلة هارون من موسى

(تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی۔) (محاسن برقی ا ص ۱۵۹ حدیث ۹۷، اصول کافی ۸ ص ۱۰۷، صحیح مسلم ۷ ص ۱۲۰)

یعنی تیرا میرے ساتھ ہارونؑ کی مثل مقام ہے سوائے نبوت کے، جب میں چلا جاؤں گا تو تجھے میری قوم کی طرف سے اُسی طرح مصائب کا سامنا کرنے پڑے گا جس طرح موسیٰؑ کے چلے جانے کے بعد ہارونؑ سے ہوا۔

اس آیت میں تکذیب اور تصدیق ہے، تکذیب منافق کی طرف سے ہے جس نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام اپنا حق لینے کی قدرت رکھتے تھے تو انہوں نے حضرت ابوبکر سے اپنا حق کیوں نہ لیا۔



ابن قتیبہ نے الامامۃ والسیاسۃ ا ص ۱۷۵ طبع بیروت ص ۱۳۳ طبع مصر حلبی ۱۳۷۸ھ میں تحریر کیا ہے:

علی ابن ابی طالبؑ نے کہا:

**فو اللّٰه ما كان يلقى في روعي ولا يخطر على بالي ان العرب تعدل هذا الامر عني فما راعني الا اقبال الناس على ابي بكر فامسكت يدي و رايت اني احق بمقام محمد في الناس ممن تولى الامور على فخشيت ان لم انصر الاسلام و اهله ان ارى في الاسلام ثلما و هدما تكون المصيبة به على اعظم من فوت ولايته امركم التي انما هي متاع ايام قلائل**

(خدا کی قسم! میں نے اس بات کی طرف کبھی دھیان نہ دیا اور نہ کبھی سوچا تھا کہ عرب مجھے چھوڑ کر کسی دوسرے کو یہ امر (خلافت) دے دیں گے میں خاموش ہو گیا کہ لوگ ابوبکر کی طرف بڑھ رہے تھے اور میں نے دیکھا کہ میں محمدؐ کی جانشینی کا دوسروں سے زیادہ حق رکھتا ہوں مجھے خوف ہوا کہ اگر میں اسلام اور مسلمانوں کی مدد نہیں کرتا تو اسلام میں رخنہ پیدا ہو جائے گا اور اس کی بنیادیں گر جائیں گی جس کی مصیبت تم پر حکومت کرنے سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ یہ چند دنوں کی پونجی ہے۔)

مؤمن نے تصدیق کی اور کہا: علیؑ اکیلا مظلوم ہے اگر وہ اپنے حق کے لینے پر قدرت رکھتے تو اُسے کبھی نہ چھوڑتے کیونکہ امام معصوم پر گناہ جائز نہیں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے دشمن کا نام عجل (بچھڑا) رکھا ہے۔ جو قوم موسیٰؑ نے اپنے لئے بنالیا تھا: اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ (بے شک جنہوں نے بچھڑے کو پکڑلیا) یعنی ابوالفیصل سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ (عنقریب انہیں اللہ تعالیٰ کا غضب پہنچ جائے گا۔) (سورہ اعراف آیت ۱۵۲)

یعنی وہ امیر المومنین علیہ السلام سے پھر گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کا نام نور منزل (نازل شدہ) رکھا:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ...... وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗ

(جو رسولؐ نبیؐ امی کی پیروی کرتے ہیں...... اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اُس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔) (سورہ اعراف آیت: ۱۵۷)

نور...... امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

(امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

النور فی هذا الموضع علی امیر المومنین

(اس جگہ میں نور امیر المومنین علیؑ ہے) اصول کافی جلد۱ ص ۹۴

حدیث۲

## اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے جن وانس سے دشمنوں کو جہنمی قرار دیا:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَھَنَّمَ کَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

(ہم نے جن وانس میں سے بہت سارے لوگوں کو جہنم کے لئے پیدا



کیا۔) (سورہ الاعراف آیت ۱۷۹)

انہیں جہنم کے لئے پیدا کیا کیونکہ ان کے سامنے ہدایت کے نور کو پیش کیا انہوں نے آنکھوں کو بند کرلیا' ان کے دل اندھے ہوگئے اور کان بہرے ہوگئے۔

لَھُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَھُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِھَا وَلَھُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِھَا اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ

(ان کے دل ہیں لیکن اُس سے سمجھ کا کام نہیں لیتے' ان کی آنکھیں ہیں لیکن ان سے دیکھتے نہیں ہیں۔ ان کے کان ہیں لیکن سنتے نہیں ہیں وہ اپنی گمراہی میں مثل چوپائیوں کے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔) (سورہ اعراف ص ۱۷۹)

کیونکہ انہیں معرفت کا حکم دیا گیا ہے جبکہ چوپائے مکلف نہیں ہیں۔

## اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام اور ان کی عترت کو اسمائے حسنی اقرار دیا!

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِھَا (اعراف ۱۸۰)

(اللہ تعالیٰ کے لئے اسمائے حسنی ہیں اُسے ان کے ذریعہ سے پکارو)

اور اسمائے حسنی آل محمدؐ ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الا ان علیا والطیبین من عترته کلمة الله العلیا و عروته الوثقی واسماؤه الحسنی مثلهم فی امتی کسفینة نوح من رکبها نجا.

(علیؑ اور اُس کی پاک اولاد اللہ تعالیٰ کا بلند کلمہ ہیں اور عروۃ الوثقیٰ ہیں اور اسمائے حسنیٰ ہیں۔

ان کی مثال میری امت میں نوحؑ کی کشتی جیسی ہے جو سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا۔ (مشارق انوار الیقین ص ۹۱)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

**انا الاسماء الحسنی التی امر ان یدعی بھا.**

(میں ہی وہ اسمائے حسنیٰ ہوں کہ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کو پکارنے کا حکم دیا گیا ہے۔) (مشارق انوار الیقین ص ۲۶۸، شرح دعائے جوشن ص ۵۷۶، انوار النعمانیہ جلد۲ ص ۱۰۰)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

**نحن واللہ الاسماء الحسنی التی لا یقبل اللہ من العباد عملا الا بمعرفتنا**

(خدا کی قسم ہم ہی اسماء الحسنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ ہماری معرفت کے بغیر بندوں کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔)

(اصول کافی جلد۱ ص ۱۴۳ باب النوادر من کتاب التوحید حدیث ۴، تفسیر عیاشی ۲ ص ۴۲ حدیث ۱۱۹، تفسیر برہان ۲ ص ۵۲)

بحار الانوار ۲۵ ص ۴ حدیث ۷ میں اسی سے قریب قریب روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہوئی ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

**انی لا عرف بطرق السماوات من طرق الارض نحن**



**الاسم المخزون المکنون و نحن الاسماء الحسنی التی اذا اسئل اللہ عزوجل بھا اجاب. نحن الاسماء المکتوبة علی العرش ولا جلنا خلق اللہ عزوجل السماء والارض والعرش والکرسی والجنة والنار و منا تعلمت الملائکة التسبیح والتقدیس والتوحید والتھلیل والتکبیر**

(میں زمین کی نسبت آسمانوں کے راستوں کو زیادہ جانتا ہوں، ہم مخزون ومکنون اسم ہیں، ہم اسمائے الحسنیٰ ہیں جب کوئی ان کے ذریعہ سے اللہ عزوجل سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی دعا کو مستجاب کرتا ہے۔ ہم وہ اسماء ہیں جو عرش پر لکھے ہوئے ہیں ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین، عرش، کرسی، جنت، جہنم کو پیدا کیا۔ ہم سے فرشتوں نے تسبیح، تقدیس، توحید، تہلیل، اور تکبیر کو سیکھا ہے)

(بحار الانوار ۲۷ ص ۳۸ حدیث ۵)

شیخ مفیدؒ نے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے:

**اذا نزلت بکم شدیدة فاستعینوا بنا علی اللہ عزوجل وھو قولہ وللہ سماء الحسنی فادعوہ بھا.**

(جب تم پر سختی نازل ہو جائے تو ہمارے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مدد طلب کرو کیونکہ خداوند نے فرمایا ہے: وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بھا) (اختصاص مفید ص ۲۵۲)

عیون الاخبار میں ہے کہ:

حضرت علی علیہ السلام جا رہے تھے راستہ میں ایک یہودی سے ملاقات

ہوئی ان کا گزر ایک وادی سے ہوا راستہ پر پانی تھا وہ یہودی پانی کے اوپر سے گزر گیا' اُسے امیر المومنین علیہ السلام نے کہا: اے یہودی تو نے کیا کیا کہ پانی پتھر کی طرح ہوگیا اور تو گزر گیا اُس نے عرض کی کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم پڑھا ہے اور اُس کے ذریعہ سے دعا کی ہے!

امیر المومنین علیہ السلام نے پوچھا وہ کونسا اسم اعظم ہے؟

یہودی نے کہا: میں نے محمدؐ کے وصی کا نام لیا ہے اور پانی سے گزر گیا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے کہا: انا وصی محمدؐ (محمدؐ کا وصی میں ہوں جس کا تو نے نام لیا اور پانی سے گزر گیا۔)

یہودی نے کہا: انه الحق (یہ حق ہے) اور مسلمان ہوگیا۔

(مشارق انوار الیقین ص ۱۷۲' ص ۱۷۳)

اسی کے قریب کا وہ واقعہ ہے جو امیر المومنین علیہ السلام اور عمار کے ساتھ ہوا جس میں پتھر کو لگاتے وقت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

**ادع الله بی حتی تلین فانه باسمی الان الله الحدید لداود**

(اللہ تعالیٰ سے میرے وسیلہ سے دعا کرو تا کہ یہ نرم ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے نام کے ذریعہ سے حضرت داؤدؑ کے لئے لوہے کو نرم کر دیتا تھا۔) (مشارق انوار الیقین ص ۱۷۳)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

**وباسمی تکونت الاشیاء**

(میرے نام کے ذریعہ سے اشیاء پیدا ہوئیں۔)

(مشارق انوار الیقین ص ۱۵۹)



اس کی تائید: اُس روایت سے ہوتی ہے جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ آئمہؑ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہیں۔ (الهدایہ الکبریٰ ص ۴۳۴)

شیخ کفعمیؒ نے دعائے نجاح میں یوں کہا ہے:

**اللهم واسئلک باسمک الاعظم الذی به تقوم السماء والارض وتحیی الموتی و ترزق الاحیاء**

(البلاء الامین ص ۱۸' بحار الانوار ۸۶ ص ۷۶ حدیث ۱۰)

مصباح المتہجد ص ۳۰۱ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول دعا ہے:

**اللهم انی اسئلک باسمک الذی به ابتدعت عجائب الخلق فی غامض العلم بجود جمال وجهک...... واسئلک باسمک الذی تجلیت به للکلیم علی الجبل العظیم فلما بدا شعاع نور الحجب من حجاب العظمة اثبت معرفتک فی قلوب العارفین بمعرفة توحیدک**

امیر المومنین علیہ السلام سے یوں دعا منقول ہوئی ہے:

**واسئلک باسمک الذی نتقت به الجبل فوقهم کانه ظلة**

(الدرع الواقیہ ابن طاووس ص ۲۳۸' بحار الانوار ص ۲۱۸)

دنوں کی دعاؤں میں منقول ہوا ہے:

**اللهم انی اسئلک باسمک الذی تمشی به المقادیر و به یمشی علی ظلل الماء کما یمشی به علی جدد الارض واسئلک باسمک الذی تهتز به اقدام ملائکتک**

(العدد القویہ علامہ حلی ص ۳۰۵، بحار الانوار ۷ ص ۲۸۳)

خداوند نے فرمایا: وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝

انہیں چھوڑ دو جو اللہ کے اسماء میں کجروی کرتے ہیں عنقریب وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔) (سورہ اعراف آیت ۱۸۰)

یعنی: جو اغیار کو امام بناتے ہیں!

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام اور ان کی عترتؑ طاہرہ کو ہدایت قرار دیا اور اس کی بابت اپنے نبی کو خبر دی کہ لوگ اُس پر اجماع نہ کریں گے!

وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَ تَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۝

(اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو وہ تمہاری بات بھی نہیں سن سکتے اور تم کو ایسا لگتا ہے کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں مگر وہ کچھ بھی نہیں دیکھ سکتے۔) (سورہ اعراف آیت ۱۹۸)

یعنی جب تم حضرت علی علیہ السلام کی عظمت بیان کرتے ہو تو وہ تمہاری طرف غصے سے دیکھتے ہیں۔ اور وہ ان کی عظمت اور فضیلت کو دیکھتے نہیں ہیں!

## اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی عترت کو ہدایت کے ستارے قرار دیا ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ



الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ط

(وہ ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو قرار دیا تا کہ تم ان کے ذریعہ راہنمائی پاؤ خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں!) (سورہ انعام آیت ۹۷)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: نجوم سے مراد آل محمدؐ ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

النجوم امان لاهل السماء و اهل بيتي امان لاهل الارض

(ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں اور اہل بیت زمین والوں کے لئے امان ہیں۔)

---

عیون اخبار الرضا جلد ۱ ص ۵۳۰ ینابیع المودت جلد ۱ ص ۷۱ مناقب امام علیؑ جلد ۱ ص ۱۳۴۳ سے حاکم نے روایت کیا ہے۔ صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباسؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا:

النجوم امان لاهل الارض من الغرق و اهل بيتي امان لامتي من الاختلاف فاذا خالفتها قبيلة من العرب اختلفوا فصاروا حزب ابليس.

(ستارے زمین والوں کے لئے غرق سے امان ہیں، میری اہل بیت میری امت کے لئے اختلاف سے امان ہیں جب عربی قبیلہ کے لوگ ان کی مخالفت کریں تو وہ شیطان کے گروہ سے ہوں گے۔)

مستدرک صحیحین ۳ ص ۱۴۹' مناقب اہل بیت کتاب المعرفت' کنز العمال ۱۲ ص ۱۰۲ حدیث ۳۴۱۸۹!

محمد بن منکدر سے اپنے باپ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے نماز کی بابت حدیث کے ضمن میں کہا...... پھر آسمان کی طرف سر بلند کیا اور فرمایا:

ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں جب ایک غائب ہوتا ہے تو آسمان والوں کو وہ کچھ ہوجاتا ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے' میں اپنے اصحاب کے لئے امان ہوں جب میں مرجاؤں گا تو میرے اصحاب سے وہ کچھ ہوگا جس کا وعدہ کیا گیا ہے' میری اہل بیتؑ میری امت کے لئے امان ہے جب میری اہل بیتؑ چلی جائے گی تو میری امت کو وہ کچھ ہوگا جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ (مستدرک الصحیحین ۳ ص ۴۵۷)

ابن مظفر نے اُس سے اُس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا:

**النجوم امان لاھل السماء و اھل بیتی امان لاھل الارض فاذا ھلک اھل بیتی جاء اھل الارض من الایات ما کانوا یوعدون.**

(ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں' میری اہل بیتؑ زمین والوں کے لئے امان ہے جب میری اہل بیتؑ مرجائے گی تو اہل زمین کے لئے وہ نشانیاں آئیں گی جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔) (جواہر العقدین ص ۲۵۹ باب ۵)



نہج البلاغہ میں امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

**الا ان مثل ال محمدؐ کمثل نجوم السماء و اذا خوی نجم طلع نجم فکانکم قد تکاملت من اللہ فیکم الضائع واراکم ما کنتم تأملون**

(آل محمدؐ کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے ایک ستارہ غائب ہوتا ہے تو دوسرا ستارہ طلوع ہو جاتا ہے گویا کہ تم میں اللہ نے اپنی مخلوقات کو کامل کر دیا جس کی تم سوچ رکھتے تھے اُسے تمہیں دیکھایا ہے) (شرح نہج البلاغہ ۷ ص ۸۴ خطبہ ۹۹)

امام حسن علیہ السلام نے اپنی بیعت کے پہلے دن خطبہ دیا:

**نحن آئمۃ المسلمین و حجج اللہ علی العالمین و نحن امان لاھل الارض کما ان النجوم امان لاھل السماء بنا ینزل الغیث و تنشر الرحمۃ و تخرج برکات الارض ولولا ما علی الارض منا لساخت باھلھا**

(ہم آئمۃ المسلمین ہیں' عالمین پر حجتِ خدا ہیں ہم زمین والوں کے لئے امان ہیں جس طرح ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں' ہماری وجہ سے بارش برستی ہے۔ رحمت پھیلتی ہے زمین اپنی برکتیں نکالتی ہے اگر زمین پر ہم میں سے کوئی نہ ہوتو وہ اہل زمین کو لے کر زمین میں دھنس دے۔) (اہل البیت توفیق ص ۷۳) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا:

**نحن السراج لمن استضاء بنا' نحن السبیل لمن اقتدی بنا نحن الذین بنا ینزل اللہ الرحمۃ و بنا یسقون الغیث**

ونحن الذین بنا یصرف عنکم العذاب

(ہم چراغ ہیں اُس کے لئے جو ہمارے وسیلہ سے روشنی حاصل کرتا ہے، ہم راستہ ہیں اُس کے لئے جو ہماری اقتداء کرتا ہے وہ ہم ہیں جن کے وسیلہ سے اللہ رحمت کو نازل کرتا ہے۔ ہمارے وسیلہ سے بارش سیراب کرتی ہے ہمارے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ تم سے عذاب کو ٹال دیتا ہے۔ (فرائد السمطین ۲ ص ۲۵۴ حدیث ۵۲۳) ایک روایت میں ہے:

نحن امان لاهل السموت والارض ولولانا لساخت

(ہم آسمان و زمین والوں کے لئے امان ہیں اگر ہم نہ ہوں تو زمین دھنس جائے۔) (مشارق انوار الیقین ص ۵۶)

دیلمی نے لیث سے روایت کی ہے:

اللہ تعالیٰ اس امت سے بارش کو علی بن ابی طالبؑ سے بغض کی وجہ سے اُٹھا لیتا ہے۔

(الفردوس ۱ ص ۳۴۴ حدیث ۱۳۷۴ طبع دار الکتب و ص ۴۲۱ حدیث ۱۳۸ طبع دار الکتاب العربی)

قال رسول اللہ یوما وقد اخذ بیدی الحسن والحسین قال:

انا رسول اللہ وهذان سبطای و ریحانتای فمن احبهما و احب اباهما و امهما کان معی یوم القیامة و فی درجتی. الا و ان اللہ خلق مائة الف نبی و اربعة و عشرین الف نبی، انا اکرهم علی اللہ و لا فخر و خلق مائة الف وصی و اربعة و



عشرین الف وصی، علی اکرمهم و افضلهم عند اللہ الا و ان اللہ یبعث اناسا وجوههم من نور علی کراسی من نور علیهم ثیاب من نور فی ظل عرش الرحمن بمنزلة الانبیاء و لیسوا انبیاء و بمنزلة الشهداء و لیسوا شهداء

فقال رجل: انا منهم یا رسول اللہ؟

فقال: لا، فقال آخر: انامنهم؟ فقال: لا

فقیل: من هم یا رسول اللہ؟

فوضع یده الشریفة علی کتف علی و قال: هزا شیعتة الا ان علیا والطیبین من عترته کلمة اللہ العلیا و عروته الوثقی و اسماءوه الحسنی مثلهم فی امتی کشفینة نوح من رکبها نجا و من تخلف عنها غرق و مثلهم فی امتی کالنجوم الزاهرة کلما غاب نجم طلع نجم الی یوم القیامة الا و ان الاسلام من علی خمس دعائم: الصلاة والزکاة والصوم والحج و ولایة علی بن ابی طالب و لم یدخل الجنة حتی یحب اللہ و رسوله و علی ابن ابی طالب و عترته

(ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے فرمایا:

میں رسول خداؐ ہوں اور یہ دونوں میرے نواسے اور خوشبو ہیں پس جو ان دونوں سے ان کے باپ اور ان کی ماں سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن درجہ کے لحاظ سے میرے ساتھ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار

پیغمبرؐ پیدا کئے ہیں میں ان سب سے افضل ہوں اور مجھ پر کسی کو فخر حاصل نہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی پیدا کئے علیؑ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولیاء سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو اُٹھائے گا جن کے نورانی چہرے ہوں گے اور انہوں نے نور کے کپڑے زیب تن کئے ہوئے ہوں گے وہ عرش کے نیچے ہوں گے۔ انبیاء کے مقام پر ہوں گے حالانکہ وہ انبیاء نہیں ہوں گے وہ شہداء کے مقام پر ہوں گے حالانکہ وہ شہداء نہ ہوں گے۔

ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ کیا میں اُن میں سے ہوں؟

فرمایا: نہیں!

دوسرے شخص نے کہا: کیا میں ان میں سے ہوں؟ فرمایا: نہیں!

کسی نے پوچھا: یا رسول اللہ وہ کون ہوں گے؟

آپؐ نے اپنا دست مبارک علیؑ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا:

یہ اور اس کے شیعہ!

بے شک علیؑ اور اس کی عترت طاہرہؑ اللہ تعالیٰ کا بلند کلمہ ہیں۔ مضبوط رسی ہیں اور اُس کے اسمائے حسنیٰ ہیں ان کی مثال میری امت میں نوحؑ کی کشتی جیسی ہے جو سوار ہوگیا وہ نجات پا گیا اور جو سوار نہ ہوا وہ غرق ہوگیا' ان کی مثال میری امت میں ستاروں جیسی ہے قیامت تک ایک ستارہ غروب ہوگا تو دوسرا طلوع ہوگا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے نماز' زکات' روزہ' حج اور ولایت علی بن ابی طالبؑ کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر وہی جو اللہ' رسولؐ' علی ابن ابی طالبؑ اور اس کی عترت کے ساتھ محبت کرتا ہوگا۔)

حوالہ: بحار الانوار ۲۳ ص ۱۲۵ حدیث ۵۳' جلد ۶۸' ص ۳۷۶ حدیث ۲۲



# سورہ انفال

اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال میں مومن کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ

(مومن وہ ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں۔)

اس کا ظاہر ہے اور باطن بھی ہے۔

ظاہر: اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو مومن خشوع وخضوع کی حالت میں آ جاتا ہے اور اُس کے ذکر کی ہیبت سے ڈر جاتا ہے۔

باطن: یہاں مضاف محذوف ہوا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ جب علیؑ کا ذکر آتا ہے جس کا ذکر اللہ کا ذکر ہے تو ان کے دل علیؑ کی ہیبت سے لرز جاتے ہیں کیونکہ جب کسی کے سامنے اس کا نام آتا ہے تو وہ خشوع وخضوع کرتا ہے اس لئے علیؑ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے مشتق ہے اور وہ علیؑ ہے اور اس کا راز علیؑ ہے (تفسیر قمی جلد ۱ ص ۲۲۵) میں ہے کہ یہ آیت علیؑ' ابوذرؓ' سلمانؓ اور مقداد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔)

وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ (ان کے دل لرز جاتے ہیں) کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی اولاد پر کون کون سے ظلم وستم ڈھائے گئے۔

وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُه زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ٥

(جب ان پر آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو ان کے ایمان زیادہ ہو

جاتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔) (سورہ انفال آیت ۲)

جب آئمہؑ پر گزرنے والے مصائب اور ظالموں کی دشمنی کی بابت سنتے ہیں تو ان میں ان کے لئے محبت، ایمان اور ان کی تصدیق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

اور ان کے دشمن سے برائت کرتے ہیں اور دشمنوں پر لعنت کرتے ہیں۔

پھر ان کے درجات اور ایمان کی بلندی کی گواہی دی اور فرمایا:

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا (یہ حقیقی مومن ہیں) (سورہ انفال آیت ۴، ۷۴)

پھر اس کی ولایت کو عین الحیات قرار دیا اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دی اور فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ

(اے ایمان والو! اللہ اور رسولؐ کی آواز پر لبیک کہو جب وہ تمہیں پکارتا ہے تو اس لئے تا کہ تمہیں زندگی (دے) (سورہ انفال آیت ۲۴)

اس سے مراد محبت علیؑ ہے۔ اس لئے کہ جس دل میں نور ولایت نہ ہو وہ میت ہے اُس میں زندگی نہیں ہے۔

☆☆☆



# سورہ توبہ

## اللہ تعالیٰ نے آئمہؑ کو مخلوق کے پیدا کرنے کا سبب قرار دیا ۱

## رزق کے پھیلانے کا سبب قرار دیا ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ

(کیا ہی اچھا ہوتا کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے جو کچھ انہیں دیا ہے وہ اُس پر راضی ہو جاتے اور کہتے ہمارے لئے اللہ کافی ہے عنقریب اللہ اپنے فضل سے ہمیں بہت کچھ دے گا اور اُس کا رسول بھی۔) (سورہ توبہ آیت ۵۹)

اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے بندوں پر بے پناہ نعمت قرار دیا اور نعمتوں کے پہنچنے کا سبب (۱)

---

۱ دعائے ندبہ میں ہے: این باب اللہ الذی منہ یؤتی این السبب المتصل بین الارض والسماء (اللہ کا وہ دروازہ کہاں ہے جس سے آیا جاتا ہے۔ زمین و آسمان کے درمیان متصل سبب کہاں ہے؟) (بحار الانوار جلد ۱۰۲ ص ۱۰۴)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: نحن البیت بینکم و بین اللہ تعالیٰ (تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہم ہی سبب ہیں) (بشارۃ المصطفیٰ ص ۹۰)

زیارت جامعہ میں ہے: بکم فتح اللہ و بکم یختم و بکم ینزل الغیث (تمہارے ذریعہ اللہ نے ابتداء کی۔ تمہارے ذریعہ اسے ختم کردے گا اور تمہارے ذریعہ سے بارش نازل ہوتی ہے۔) بحار الانوار جلد ۱۰۲ ص ۱۴۴)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: نحن الذین بنا تنزل الرحمة و بنا تسقون الغیث (ہم وہ ہیں جن کے ذریعہ سے رحمت نازل ہوتی ہے ہمارے ذریعہ سے بارش سیراب کرتی ہے) بحار الانوار جلد ۱۰۲ ص ۱۴۴)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: نحن الذین بنا تنزل الرحمة و بناتسقون الغیث (ہم وہ ہیں جن کے ذریعہ سے رحمت نازل ہوتی ہے ہمارے ذریعہ سے بارش سیراب کرتی ہے۔) بحار الانوار ۲۶ ص ۲۴۹! بصائر الدرجات ص ۶۳ باب انہم حجۃ اللہ و بابہ۔

اسی کے قریب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: وبھم یمسک السماء ان تقع علی الارض و بھم یسقی خلقه الغیث (ان کے وسیلہ سے آسمان رکا ہوا ہے اور زمین پر گرتا نہیں ہے۔ اوران کے ذریعے سے بارش خلقِ خدا کو سیراب کرتی ہے۔ (اختصاص شیخ مفید ص ۱۲، ص ۲۲۴)



محمدؐ وآل محمدؐ کو قرار دیا ہے اس کی دلیل: خداوند نے حدیث قدسی میں فرمایا:

لولاک لما خلقت الافلاک.

(اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو کائنات کو پیدا نہ کرتا۔) ۱

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اعلیٰ مقام پر بلند کیا:

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى

(دو قوس (کمان) یا اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔) (سورہ نجم آیت ۹)

وہاں علیؑ کے لہجہ میں گفتگو ہوئی کیونکہ یہ بلند مقام ہے جہاں نہ فرشتہ تھا نہ آسمان، نہ عقل، نہ روح بلکہ صرف کلمہ نامہ تھا جو ذات مقدسہ الٰہیہ کا حجاب ہے وہاں صرف الوہیت، نبوت اور امامت تھی وہاں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب سے اپنے ولی کی زبان میں مخاطب ہوا جب حضور نے رب الارباب سے خطاب سنا تو کہا: انت تخاطبنی ام علیٌ (مجھ سے تو گفتگو کر رہا ہے یا علیؑ)

---

۱ سلیمان بن عساکر سے حدیث قدسی روایت ہوئی ہے:

لقد خلقت الدنیا و اھلھا لاعرفھم کرامتک و منزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا

(میں نے دنیا اور دنیا والوں کو پیدا کیا تا کہ انہیں تیری کرامت اور مقام کی پہچان کرواؤں جو میرے نزدیک تیرا مقام ہے اور اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو دنیا کو پیدا نہ کرتا) (لوامع انوار الکوکب الدری ا ص ۱۵)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انا و انت من شجرة واحدة ولو لا انالم یخلق اللہ

**الجنة ولا النار والا نبیاء ولا الملائکة**

(میں اور تو ایک شجرہ سے ہیں اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ نہ جنت پیدا کرتا نہ جہنم پیدا کرتا۔ نہ انبیاء پیدا کرتا اور نہ ہی فرشتے پیدا کرتا۔)

(بحار الانوار جلد ۲۶ ص ۳۴۹ حدیث ۲۳، الھدایۃ الکبریٰ ۱۰۱)

دو حدیثیں ہیں:

**۱. لولاک لما خلقت الافلاک. ۲. فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار.**

۱۔ اگر تجھے پیدا نہ کرتا تو افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ ۲۔ اگر محمد کو پیدا نہ کرتا تو آدم کو پیدا نہ کرتا جنت اور جہنم کو پیدا نہ کرتا۔) یہ دونوں حدیثیں شیعہ سنی نے روایت کی ہیں ان کے کثیر طریق وارد ہوئے ہیں۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۷ باب خصوصیة بکتب اسمہ علی العرش، الزام الناصب ۱ ص ۴۰ الثمرۃ الخامسۃ، عیون اخبار رضا ۱ ص ۲۰۵ باب ۲۶ حدیث ۲۲، لوامع انوار الکوکب الدری ۱ ص ۱۵، الفتاوی الحدیثیہ ص ۱۳۴، مناقب خوارزمی ص ۳۱۸، مقتل خوارزمی ۱ ص ۱۵، الفردوس بما ثور الخطاب ۱ ص ۷۷ حدیث ۸۰۳۱، مشارق انوار الیقین ص ۲۴۶)



اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

**انا اللّٰہ الذی لا الہ الا انا وحدی لیس لی مثل ولا شبیہ فانت حبیبی و صفوتی و علی ولیی و حجتی وھو المتکلم عنک فی امتک مخاطبتک بلسان المحبوب ولو وجدت لسانا احب الیک من علی لخاطبتک بہ (کی یطمئن قلبک)**

(میں اللہ ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں یکتا ہوں میری کوئی مثال نہیں ہے، نہ میری شبیہ ہے پس تو میرا دوست اور چنا ہوا ہے اور علیؑ میرا ولی اور میری حجت ہے وہ میری طرف سے تیری امت میں کلام کرے گا پس میں نے تیرے ساتھ محبت کی زبان میں گفتگو کی ہے اگر علیؑ کی زبان سے زیادہ محبوب کوئی زبان ہوتی تو اُس میں تجھ سے بات کرتا" تاکہ تجھے اطمینان قلب حاصل ہو جائے۔")

(الصراط المستقیم ص ۲۰۷ فصل ۱۷)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ علیؑ کو اپنے کندھوں پر بلند کرے یہ ایسی بلندی ہے کہ جس کے سامنے آسمان و زمین عاجزی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں امام نے خطبہ تطنجیہ میں فرمایا: **انا الواق علی التطنجین** (میں آپؐ کے کندھوں پر کھڑا ہوا۔)

(الزام الناصب ۲ ص ۱۹۹ طبع الاعلمی)

مفسرین نے کہا ہے کہ: اس کا معنی یہ ہے کہ میں عالمین کے احوال کو جانتا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دارین کی ولایت حاصل ہے۔

ایک قول ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے بلکہ یہاں اشارہ ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اِسے بلند درجہ دیا ہے اور یہ اہل مشارق و مغارب کا سردار ہے۔ اس بلندی اور مقام کے اوپر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو بادشاہ ہے جاننے والا ہے زندہ قائم ہے جسے نیند نہیں آتی ہے۔ پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تمام موجودات پر مقدم مقام ہے اور علیؑ کا مقام تمام خشکی والوں پر مقدم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو بلند کیا یہاں تک کہ اُسے عالم ترکیب، عالم افلاک، عالم نفوس، عالم عقول، عالم ملکوت، عالم جبروت سے اوپر لے گیا اور اتنا قریب کیا کہ دو کمان کا فاصلہ رہ گیا۔

پھر اپنے رسول کو تبلیغ کا حکم دیا اور فرمایا: بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ (پہنچا دے اسے جسے تیری طرف نازل کیا گیا ہے۔)

اس کا معنی یہ ہے کہ اے محمدؐ زمین والوں تک علیؑ کا وہ مقام پہنچا دے جو آسمان والوں کے نزدیک ہے پھر دھمکی کے ذریعہ تاکید کی: وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ (اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو گویا رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا۔)

(سورہ مائدہ آیت ٦٧)

لیکن تو صادق امین اور خیر المرسلین ہے حالانکہ تو نے پہنچا دیا ہے پس دھمکی کا کیا معنی ہے۔

یہ ولایت کے مقام کی عظمت کی دلیل ہے، اعمال کم ہوں یا زیادہ اس کے بغیر قابل قبول نہیں ہوتے ہیں گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کہا:

تو خاتم النبیینؐ ہے تیرا دین ہر دین کے لئے کمال ہے تیرے دین کا



خاتمہ اور کمال علی بن ابی طالبؑ کی محبت پر ہے۔ یہاں خطاب تجھے ہے اور مراد امت ہے۔ کیونکہ تیری امت اگر علیؑ پر ایمان نہ لے آئے تو ان کا اسلام انہیں فائدہ نہیں پہنچائے گا کیونکہ اسلام شرک، شک سے پاک ہونے کا نام ہے اور ایمان عذاب سے نجات کا نام ہے جب اسلام قبول کر لو اور ایمان قبول نہ کرو تو گویا تم فرض پر راضی نہیں ہوئے ہو اب تم جو لے آؤ گے اُس پر میں راضی نہیں ہوں گا کیونکہ انہوں نے میرے امر اور نہی کی مخالفت کی ہے۔

پس معلوم ہو گیا کہ جو علیؑ پر ایمان نہ لے آئے وہ نبیؐ پر ایمان نہیں لے آئے گا اور جو نبیؐ پر ایمان نہیں لے آئے گا وہ خداوند پر ایمان نہیں لے آئے گا کیونکہ مسلمان موالی مؤحد ہوتا ہے۔ ولایت کا انکار بھی اسی طرح ہے پس جو موالی نہ ہو وہ نہ مومن ہو گا نہ مؤحد ہو گا پس توحید اور اسلام ولایت پر موقوف ہے اور وہی اُس کے لئے ہے جو ولایت کا انکار کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو نجات کا راستہ قرار دیا ہے نجات کا راستہ کثرت سے نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، تنہائی میں رونا، ظلمات میں قیام کرنا، گرمیوں میں روزے رکھنا نہیں ہے پس یہ سب فروع دین ہیں۔ فروع دین کا قبول ہونا اصول دین پر موقوف ہے۔ اصول دین اور اس کی صحت اور اس کا قبول ہونا ولایت پر موقوف ہے اور ولایت علیؑ اور اُس کی عترت طاہرہؑ کی محبت کا نام ولایت ہے، ان کی محبت عین الحیات ہے اور اوّل الواجبات ہے اور اطاعات کا کمال ہے۔

## جنت ان کی اطاعت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے:

حدیث قدسی میں ہے:

لا دخلن الجنة من اطاع علیا و ان عصانی و لادخلن النار من عصاه و ان اطاعنی

(میں اُسے ضرور جنت میں داخل کروں گا جو علیؑ کی فرمانبرداری کرے گا اگرچہ وہ میری نافرمانی کرے میں اُسے ضرور جہنم میں داخل کروں گا جو اُس کی نافرمانی کرے گا اگرچہ وہ میری فرمانبرداری کرے!)

(مجمع البحرین جلد ۱ ص ۳۴۴، ۳، ۱۹۷)

اسے صاحب کشاف نے روایت کیا ہے:

## اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں میں فضل اور نعمت قرار دیا:

ارشاد ہوا:

وَاَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً

اُس نے تم پر ظاہری اور باطنی نعمت کو نچھاور کیا۔)

(سورہ لقمان آیت: ۲۰)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ظاہری نعمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و باطنی نعمت حضرت علی علیہ السلام ہے۔

کیونکہ اس کا امر باطنی ہے جو صرف صاحبان عقل پر ظاہر ہوتا ہے۔[1]

[1] امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اما النعمة الباطنة فولایتنا اهل البیت.



(باطنی نعمت ہم اہل بیتؑ کی ولایت ہے) تفسیر قمی ۲ ص ۱۶۶، تفسیر آصفی ۶ ص ۱۴۸ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بعث علی من کل نبی سرا و بعث معی جهرا

(علیؑ ہر نبیؑ کے ساتھ چھپ کر رہا اور میرے ساتھ کھلم کھلا رہا ہے۔)

شرح دعائے جوشن ص ۱۰۴، جامع الاسرار ص ۳۸۲، ص ۴۰۱ حدیث ۷۶۳، ۸۰۳ المراقبات ص ۲۵۸

اہل سنت نے اِسے یوں نقل کیا ہے: اے علی اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا ہے: یا محمدؐ بعثت علیا مع الانبیاء باطنا و معک ظاهرا۔

(اے محمدؐ میں نے علیؑ کو باطناً انبیاء کے ساتھ بھیجا ہے اور تیرے ساتھ ظاہراً بھیجا ہے۔)

صاحب کتاب القدسیات نے کہا ہے: اس معنی کی تصریح آپؐ کے اس فرمان میں ہے: انت منی بمنزلة هارون من موسی و لکن لا نبی بعدی (تیری منزلت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی لیکن میرے بعد نبیؑ نہ آئے گا۔) تا کہ معلوم ہو جائے کہ نبوت کا دروازہ بند ہوگیا ہے اور ولایت کا دروازہ کھل گیا ہے۔ (انوار نعمانیہ ۱ ص ۳۰)

صاحب کتاب قدسیات کی توجیہہ: ولایت کا باب مخفیانہ طور پر ہر نبی کے ساتھ تھا جو ظاہری طور پر کھلا ہوا نہیں تھا۔ سارے انبیاء اس ولائی راز سے مستفید ہوتے رہتے تھے یہاں تک کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دور آ گیا یہاں راز ظاہری صورت میں نمایاں ہوگیا۔

اس کی مؤید:

۱۔ انبیاء نے حضرت محمدؐ علیؑ ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام سے توسل کیا جس کی کچھ مثالیں تحریر کی گئی ہیں۔

۲۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

فنحن السنام الاعظم و فینا النبوة ولولایة والکرم و نحن منار الهدی والعروة الوثقی والانبیاء کانوا یقتبسون من انوار نار یقتفون آثارنا.

(ہم معزز اعظم ہیں، ہم میں نبوت اور ولایت اور کرم ہے ہم ہدایت کے منار اور عروۃ الوثقیٰ ہیں انبیاءؑ ہمارے انوار سے روشنی پاتے تھے اور ہمارے آثار پر چلتے تھے۔)

حوالہ بحار الانوار ۲۶، ص ۲۶۴ باب جوامع مناقبھم حدیث ۴۹، مشارق انوار الیقین ص ۴۹)

معلوم ہوا کہ یہ انوار ہر نبیؑ کے ساتھ تھے جس سے وہ راہنمائی پاتے تھے۔

۳۔ امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپؑ انبیاءؑ سے افضل ہیں؟ تو امامؑ نے فرمایا:

واللہ قد کنت مع ابراهیم فی النارو انا الذی جعلتها علیه بردا و سلاما و کنت مع نوح فی السفینة فانجیته من الغرق و کنت مع موسی فعلمته التوراة وانطقت عیسی فی المهد و علمته الانجیل و کنت مع یوسف فی الجب من کیدا خوته و کنت مع سلیمان علی البساط و سخرت له الریاح



(خدا کی قسم! میں ابراہیمؑ کے ساتھ آگ میں تھا اور میں نے ہی اُس پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنایا۔ میں نوحؑ کے ساتھ کشتی میں تھا، میں نے اُسے غرق ہونے سے بچایا، میں موسیٰؑ کے ساتھ تھا میں نے اُسے تورات کی تعلیم دی، میں نے عیسیٰؑ کے ساتھ گہوارے میں بات کی اور اُسے انجیل کی تعلیم دی، میں یوسفؑ کے ساتھ کنویں میں تھا اور اُسے بھائیوں کے فریب سے بچایا میں سلیمانؑ کے ساتھ تخت پر تھا اور میں نے اُس کے لئے ہواؤں کو مسخر کیا۔)

(انوار نعمانیہ جلد ۱ ص ۳۱)

۴۔ مروی ہوا ہے کہ ان الامام الصادق هو الذی ابطل سحر موسیٰ (امام جعفر صادق علیہ السلام نے موسیٰؑ پر جادو کو باطل قرار دیا۔) (اختصاص مفید ص ۲۴۷)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:

قد صعدنا ذری الحقائق باقدام النبوة والولایة و نور ناسبع طبقات اعلام الوری بالهدایة فنحن لیوث الوغی و غیوث الندی و طعناء العدی فینا السیف والقلم فی العاجل ولواء الحمد والعلم فی الاجل...... فالکلیم بعس حلة الاصطفاءلما شاهد منه الوفا و روح القدس فی جنان الصاقورة ذاق حدائقنا الباکورة ...... و هذا الکتاب ذرة من حبل الرحمة و قطرة من بحر الحکمة

(ہم نبوت وولایت کے اقدام سے حقائق کی اڑان پر بلند ہوئے ہیں، ہم نے دنیا کے سات طبقوں کو ہدایت کے ذریعہ سے روشن کیا ہے، ہم جنگی شیر،

پکارنے والوں کے فریادرس' لڑائی میں نکلنے والے گروہ کے نیزے ہیں ہم میں تلوار' قلم ابھی ہے اور لواء الحمد اور پرچم بعد میں ہوگا۔ پس کلیم خدا نے چنے ہوئے ہونے کا حلہ پہنا اور ہم نے اُس وفا کو دیکھا اور روح القدس (فرشتہ) باریک نوک کا پتھر توڑنے والے ہتھوڑے والی جنت میں ہے جس میں تازہ باغ ہوں گے...... یہ کتاب جبل رحمت کا ذرہ ہے اور حکمت کے سمندر سے ایک قطرہ ہے۔) (المراقبات ص ۲۴۵)

آپؑ نے فرمایا:

**اللّٰہ المعطی و انا القاسم**

(اللہ دینے والا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں)

یعنی دنیا و آخرت کے جتنے خزانے ہیں وہ آپؑ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے ہیں! (شرح الشمائل جلد۲ ص ۲۴۶)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: **انا ادمُ الاوّل انا نوحُ الاوّل** (میں آدمؑ اوّل ہوں میں نوحؑ اوّل ہوں) (الانسان الکامل ص ۱۵۸)

بستان الکرامۃ والے نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس جبرائیلؑ بیٹھا ہوا تھا اتنے میں وہاں علیؑ آئے' جبرائیل کھڑا ہوگیا' آپؑ نے پوچھا: تو اس جوان کے لئے کھڑا ہوا ہے؟

جبرائیلؑ نے کہا: ہاں یہ میرا استاد ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے جبرائیل یہ تیرا استاد کیسے؟

جبرائیلؑ نے کہا: جب اللہ نے مجھے پیدا کیا تو مجھ سے پوچھا تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے' میں کون ہوں اور میرا نام کیا ہے؟



میں حیران ہو کر رہ گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا' خاموش رہا' اتنے میں عالم نور سے یہ جوان حاضر ہوا اور اس نے مجھے جواب دیا اور کہا: کہہ تو میرا رب جلیل ہے اور تیرا نام جلیل ہے اور میں تیرا عبد ذلیل ہوں اور میرا نام جبرائیلؑ ہے۔

اس لئے میں اس کے لئے کھڑا ہوا ہوں کیونکہ اس نے مجھے تعلیم کی ہے۔ (انوار نعمانیہ ا ص ۱۵)

صفوری نے روایت کی ہے: امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:
**سلونی قبل ان تفقدونی عن علم لا یعرفه جبرائیلؑ و میکائیلؑ** (مجھ سے پوچھو قبل اس کے کہ مجھے کھو بیٹھو مجھ سے ایسے علم کے بارے میں سوال کرو جسے نہ جبرائیلؑ جانتا ہے اور نہ ہی میکائیلؑ)

(نزہۃ المجالس ۲ ص ۱۲۹ طبع التقدم العلمیہ مصر ۱۳۳۰ھ و ۲ ص ۱۴۴ طبع بیروت المکتبہ' (مشعبانیہ المصورۃ مصر ازھریہ ۱۳۴۶ھ)

شعراوی نے کہا ہے: **ان نوحا ابقی من السفینة لوحا علی اسم علی بن ابی طالب رفع علیه الی السماء فلم یزل محفوظا من الغرق حتی رفع علیه**

نوحؑ نے اپنی کشتی پر علی بن ابی طالبؑ کے نام کی تختی کو باقی قرار دیا اُسے آسمان کی طرف بلند کیا جس کی وجہ سے وہ غرق ہونے سے محفوظ رہا۔

(الفتوحات احمدیہ تالیف سلیمان الجمل ص ۹۳)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**انا محمد النبی الامی لانبی بعدی اوتیت جوامع**

الکلم و خواتمه و علمت خزنة النار و حملة العرش.

(میں محمدؐ نبی امی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا مجھے جوامع الکلم اور خواتم الکلم کا علم دیا گیا ہے میں نے جہنم کے دروغوں اور عرش اُٹھانے والے فرشتوں کو تعلیم دی ہے۔) (الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ا ص ۱۷۰ باب ۳ فصل اوّل)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ ان دو نعمتوں پر خوش رہو اور فرمایا: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (کہہ دو کہ اللہ کے فضل اور اللہ کی رحمت کے ذریعہ سے خوش رہو۔) (سورہ یونس۔ آیت ۵۸)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: یفرحوا بدین محمدٌ و الطهارة من الدنس و ولاية عليٌ و هي الامان من العذاب. (دین محمد جو گندگی سے پاکیزگی دلاتا ہے اور ولایت علیؑ جو عذاب سے امان دلاتی ہے۔ (دونوں پر خوش ہو جاؤ۔)

## اللہ تعالیٰ نے اُس کا نام صراط حمید رکھا ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ۝

(اچھی بات کی راہنمائی کرو اور صراط حمید کی راہنمائی کرو۔ (سورہ حج آیت ۲۴)



ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: الطيب من القول لا اله الا الله محمد رسول الله و صراط الحميد علي ولي الله

(اچھی بات لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور صراط حمید علی ولی اللہ ہے۔) حوالہ: اصول کافی ۷ ص ۹۴، ذخائر العقبیٰ ص ۸۹، تفسیر صافی ۳ ص ۳۷۰)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا شیر، اپنے دین کا ضرغام قرار دیا اور اس کے ذریعہ سے تمام واقعات میں دین محمدؐ کی نصرت فرمائی جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورہ برأت دے کر مکہ کی طرف بھیجا تو خداوند نے آپؐ پر وحی فرمائی کہ اس کام کے لئے علیؑ کو بھیجو واپس پلٹ آنے کے بعد حضرت ابوبکر نے کہا: کیا میرے بارے میں کوئی آیت نازل ہوگئی ہے تو آپؐ نے فرمایا: نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے خود پہنچاؤں یا وہ پہنچائے جو مجھ سے ہو، میں اور علیؑ ایک شجرہ سے ہیں۔ [1]

[1] حوالہ معانی الاخبار ص ۹۲، بحار الانوار ۳۵ ص ۲۹۸

احمد نے اپنی مسند میں انس بن مالک سے روایت کی ہے: حضرت ابوبکر مقام ذوالحلیفہ سے واپس ہوئے، آپؐ نے فرمایا: میری طرف سے وہ اس وظیفہ کو ادا کرے جو میری اہل بیتؑ سے ہو پس آپؐ نے علیؑ کو بھیجا!

جیش سے مروی ہے: حضرت ابوبکر مقام جحفہ سے واپس ہوئے آپؐ نے فرمایا جبرائیلؑ آیا ہے اور اُس نے کہا ہے کہ تیری طرف سے اس وظیفہ کو کوئی ادا نہیں کرسکتا مگر تم خود یا وہ شخص جو تجھ سے ہو۔ حوالہ: مسند احمد بن حنبل

۳(۲۱۳) ص ۲۸۳، م و۴ ص ۷۷، ص ۱۹۹ حدیث ۱۳۶۰۵ ط ب، فضائل الصحابہ ۲ ص ۶۴۱ حدیث ۱۰۸۸۔ ۱۶۰۳ بعض روایات میں ہے کہ وہ روتا ہوا واپس آیا حوالہ: ترجمۃ امیر المومنینؑ ۲ ص ۲۰۱، رسالہ کشف الصحابہ فی مسئلہ الاستنابہ و مسند شاشی ا ص ۱۲۶ ہیدث ۶۳، مسند سعد ابن ابی شیبہ ۷ ص ۳۷۷ حدیث ۳۲۱۲۶، کتاب الفضائل فضائل علیؑ و مسند ابو یعلی ا ص ۱۰۰ حدیث ۱۰۴، مسند ابوبکر حاشیہ اس کے رجال ثقہ میں وہد ص ۴۱۳ حدیث ۳۰۹۵ حاشیہ میں ہے کہ اس کی اسناد حسن ہیں۔

☆☆☆

پس یہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو علم (نشان) قرار دیا تاکہ خانہ کعبہ کے اوپر اذان دے جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ پر اذان دی تھی اور مشرکین کی خانہ کعبہ سے نفی کر دی تھی حضرت علی علیہ السلام نے شریعت ابراہیمؑ کے مطابق حج کے احکام کو بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کسی کو حج کے احکام بیان کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ فضیلت حضرت علی علیہ السلام کے لئے قرار دی جبکہ اولین میں یہ فضیلت ابراہیمؑ کے لئے تھی اور آخرین میں یہ فضیلت علی کے لئے ہوگئی۔ اب قیامت تک اس فضیلت کو کوئی حاصل نہیں کر سکے گا! جنگ حنین میں لوگ شکست کھا گئے دشمن کے رعب کی وجہ سے ان پر زمین تنگ پڑ گئی تو حضرت علی علیہ السلام نے اسلام کا دفاع کیا، تلوار سے لوگوں کو پچھاڑا یہاں تک وہ پیٹھ دے کر بھاگ گئے پس اُس کا مقام مجہول نہیں ہے، اُس کے فضائل، مقام حملے، نشانیاں اور معجزات کا انکار نہیں کیا جا سکتا



اُس نے جھنڈے گرائے اُس کے رتبہ کو کوئی نہ پا سکا اس کی فضیلت کو کوئی درک نہ کر سکا اگر اس کے دین کے دفاع اور نصرت رسولؐ کے علاوہ اس کا کوئی اور کارنامہ اسلام میں نہ ہوتا تو یہی کارنامہ کافی تھا!

امت پر اس کی تعظیم واجب تھی پس جو اس کے حق کا انکار کرتا ہے اُس کے لئے ہلاکت ہے اور اس کی فضیلت سے نادانی اختیار کرنے والے کے لئے بھی یہی ہے!

اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کی اولاد کو صادقین کہا ہے اور لوگوں کو حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ ہو جاؤ: اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (اللہ سے ڈرو اور سچو کے ساتھ ہو جاؤ۔) (سورہ توبہ آیت ۱۱۹)

عبداللہ بن عمر نے سدی سے، ابن عباسؓ سے روایت کی ہے: الصادقین علی بن ابی طالب و عترته (صادقین علیؑ اور اس کی اولادؑ ہیں) حوالہ: اصول کافی ا ص ۲۰۸ حدیث ا۔۲، تفسیر قمی ا ص ۳۰۱ روایت از امام محمد باقر علیہ السلام، امام علی رضا علیہ السلام۔

مرحوم کلینیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ صرف حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حوالہ: تاریخ دمشق ابن عساکر جلد ۴۲ ص ۳۶۱ در منثور ج ۳ ص ۲۹۰

## حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ لوگوں کے اعمال پر سے آگاہ ہوتے ہیں

انہوں نے کہا: اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ صفت صرف خداوند کے

ساتھ مخصوص ہے اس لئے کہ خداوند نے فرمایا: قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَ اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (کہہ دو عمل بجالاؤ پس اللہ، رسولؐ اور مومن تمہارے عمل کو دیکھتے ہیں) (سورۂ توبہ آیت ۱۰۵)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اعمالکم تعرض علی ثم علی الخلفاء من بعدی الی آخر الدھر۔ (تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوتے ہیں پھر زمانے کے آخر تک میرے خلفاء کے سامنے پیش ہوتے رہیں گے۔[1]

[1] حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد ۲ ص ۱۵۳

۱۔ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: واللّٰہ ان اعمالکم لتعرض علی فی کل یوم ولیلۃ (خدا کی قسم ہر دن، رات تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوتے ہیں) (اصول کافی ا ص ۲۱۹ حدیث ۴)

۲۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تعرض الاعمال علی رسول اللّٰہ کل صباح (ہر صبح لوگوں کے اعمال رسولؐ خدا کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔)

۳۔ مروی ہے: اعملوا فسیری اللّٰہ عملکم و رسولہ والمومنون سے مراد آئمہؑ ہیں۔

اصول کافی ا ص ۲۱۹ حدیث ا۔۲

۴۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انتم تعرضون علی باسماء کم و سیماء کم (تم اپنے ناموں اور علامتوں کے ذریعہ میرے سامنے پیش ہوتے ہو۔) المصنف ۲ ص ۲۱۴ حیث ۳۱۱۱



۵۔ بخاری نے آداب المفرد میں ابوذرؓ سے روایت کی ہے آپؐ نے فرمایا: میرے سامنے میری امت کے اچھے برے اعمال پیش ہوتے ہیں ص ۸۰ حدیث ۲۳۱ باب اماطۃ الاذی ۱۱۶

۶۔ آپؐ نے فرمایا: میری زندگی تمہارے لئے اچھی ہے تم باتیں کرتے ہو اور ہم باتیں کرتے ہیں میری موت تمہارے لئے اچھی ہے اس میں تمہارے اعمال میرے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ المطالب العالیہ ۴، ص ۲۲ حدیث ۳۸۵۳۔ اعمال کے پیش کیئے جانے کے بارے میں بہت زیادہ روایات ہیں حوالہ جات: جامع الاصول ۶ ص ۶۲۸ حدیث ۴۹۳۶، الرسائل العشرہ سیوطی ص ۱۹۸، السنن الکبری ۳ ص ۴۴۹، الفردوس بماثور الخطاب ۲ ص ۱۳۸ ح ۲۷۰۱، صلح الاخوان ص ۷۵ اس کی مؤید: امیر المومنین علیہ السلام نے سلونی سلونی کا دعوی کیا تو ایک شخص کھڑا ہوگیا اُس نے عرض کی اے امیر المومنین اس وقت جبرائیلؑ کہاں ہے؟ امامؑ نے فرمایا: مجھے دیکھنے دے، اوپر دیکھا، زمین کی طرف دیکھا دائیں دیکھا، بائیں دیکھا اور فرمایا: جبرائیلؑ تو ہے؟!

یہ سنتے ہی جبرائیلؑ پرواز کر گیا اُس کے پر سے مسجد کی چھت سے شگاف آ گیا، لوگوں نے اللہ اکبر کہا، کسی نے پوچھا: امیر المومنین آپ کو کیسے پتہ چلا کہ یہ جبرائیلؑ ہے۔ امامؑ نے فرمایا: جب میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو میری نظر عرش اور حجابوں سے اوپر چلی گئی، میں نے زمین کی طرف دیکھا تو تحت الثریٰ تک نظر چلی گئی دائیں بائیں سب نظر دوڑائی مجھے کہیں جبرائیلؑ نظر نہ آیا تو معلوم ہوگیا کہ وہی جبرائیلؑ ہے۔ (انوار النعمانیہ ا ص ۳۲) یہ دلیل ہے کہ امیر المومنینؑ کے لئے ایک لمحہ میں پوری کائنات کا احاطہ

ممکن ہے۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے حق میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا شاھد کل مومن و مومنة (یہ ہر مومن مومنہ کو دیکھتا ہے) (الھدایہ الکبریٰ ص ۲۷۰ باب ۹)

## اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنی نصرت قرار دیا جس کے ذریعہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کی:

خداوند نے فرمایا: ھو الذی ایدک بنصرہ (وہ ہے جس نے تیری مدد کی اپنی نصرت کے ساتھ) (سورہ انفال آیت ۶۲)

حلیة الاولیاء میں ابونعیم نے کلبی سے' ابوصالح سے مروی ہے ابوہریرہ نے کہا:

عرش پر لکھا ہوا ہے: انا اللّٰہ الذی لا الہ الا انا محمد عبدی و رسولی' ایدته و نصرته بعلی

(میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہ ہے' محمدؐ میرا عبد اور رسول ہے' میں نے علیؑ کے ذریعہ سے اس کی مدد اور نصرت کی) حوالہ: اِسے صدوقؒ نے امالی ص ۲۸۴ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اختصاص مفیدؒ ص ۱۰۹!

## اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں اذان قرار دیا ہے:

وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰـهِ وَرَسُوْلِهٖ (اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے



اعلان ہے۔) (سورہ توبہ آیت ۳) میں مقام اعراف میں مؤذن ہوں! (مختصر البصائر حلبی کی روایت ص ۳۴)

حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت سے جو خارج ہو وہ ناکث (بیعت توڑنے والا) ہے۔

وَ اِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْكُفْرِ

(اگر وہ وعدہ کرنے کے بعد اُسے توڑ دیں اور اپنے دین میں عیب لگائیں تو کفر کے آئمہ سے جہاد کرو۔) (سورہ توبہ آیت ۱۲)

## حضرت علی علیہ السلام اور ان کی عترت الشھور (مہینے) اور ایام (دن) قرار دیئے گئے ہیں:!

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا (اللہ کے نزدیک مہینے بارہ ہیں!) (سورہ توبہ آیت ۳۶) یہ مہینے آخر زمانہ تک رہیں گے![1]

---

[1] جابر جعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ان عدة الشھور عند الله اثنا عشر شھرا...... کے بارے میں سوال کیا' امام نے سرد آہ بھری اور فرمایا: اے جابر سنہ (سال) میرا نانا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے شھور (مہینے) بارہ ہیں جو امیر المومنینؑ' میرا باپؑ' میں' میرا بیٹا جعفرؑ اس کا بیٹا موسیٰؑ اسکا بیٹا علیؑ اسکا بیٹا محمدؑ اس کا بیٹا علیؑ اس کا بیٹا حسنؑ اس کا بیٹا محمدؑ ھادی مہدی ہے جو بارہ امام زمین میں خلق خدا میں حجت خدا ہیں' اُس کی وحی کے امین ہیں' اس کا علم ہیں ان میں سے چار حرمت والے مہینے ہیں جو دینِ قیم ہیں ان میں سے چار ایک نام کے ہیں۔ علیؑ

امیر المومنینؑ میرا باپ علیؑ ابن الحسینؑ، علیؑ بن موسیٰؑ، علیؑ بن محمدؑ ان کا اقرار دین قیم ہے ان کی بابت اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو ان کے قائل ہو جاؤ ہدایت پا جاؤ گے۔
(غیبت شیخ ص ۹۴، الزام الناصب ا ص ۶۵، تفسیر نور الثقلین ۲ ص ۲۱۵ ح ۱۴۰ ہدایۃ الکبریٰ ص ۳۷۷)

داود بن کثیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ...... پھر آواز دی اے سماعہ بن مہرانؓ مجھے کھجوروں کا طشت دو وہ کھجوروں کا طشت لے آیا جس سے امامؑ نے کھجوریں کھائیں، امامؑ نے منہ سے گھٹلی نکالی اور اُسے زمین میں بو دیا، وہ اُگ آئی اُس کی شاخیں ٹہنیاں نکل آئیں امامؑ نے ہاتھ سے ٹہنی کو پکڑا اور دو ٹکڑے کیا جس سے سفید رقعہ نکلا اور وہ مجھے دے دیا ور کہا: پڑھو: میں نے پڑھا اُس پر دو سطریں تھیں:

سطر اوّل: لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ

سطر دوم: ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرا فی کتاب اللہ ...... امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ، الحسنؑ بن علیؑ، الحسینؑ بن علیؑ، علیؑ بن الحسینؑ، محمدؑ بن علیؑ، جعفرؑ بن محمدؑ، موسیٰؑ بن جعفرؑ، علیؑ بن موسیٰؑ، محمد بن علیؑ، علیؑ بن محمدؑ، الحسنؑ بن علیؑ والخلف الحجت۔

اب امامؑ نے فرمایا: اے داود جانتے ہو یہ رقعہ کب کا لکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ اور آپؑ بہتر جانتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا:
قبل ان یخلق اللہ آدم بالفی عام (خلقتِ آدمؑ سے دو ہزار سال پہلے) حوالہ: عوالم العلوم ۱۵ ص ۲۷۴، مناقب ال ابی طالب ا ص ۳۰۷ فصل فی النکت والارشارات، غیبت نعمانیہ ص ۸۷ حدیث ۱۸)



## اللہ تعالیٰ نے اس کی ولایت سے منہ پھیرنے والے کو کافر قرار دیا اور اپنے نبی کو حکم دیا کہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھے۔

خداوند نے فرمایا:
وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ
(ان میں سے جو مر جائے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور اُس کی قبر پر کھڑے مت ہونا۔

(سورہ توبہ آیت ۸۴)
ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
لو ان عبد اصام النھار و قام اللیل ثم لقی اللہ بغیر ولایتنا لقی اللہ وھو علیہ غضبان
(اگر بندہ دن کو روزے رکھے رات کو عبادت کرے پھر اللہ تعالیٰ سے ہماری ولایت کے بغیر ملاقات کرے اللہ اُس سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اُس پر ناراض ہوگا۔)
حوالہ: تفسیر عیاشی ۲ ص ۸۹، بحار الانوار ۲۷ ص ۲۰۱ الکنی والالقاب ا ص ۳۷۰
ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: صادقین علیؑ اور اُس کی اولاد ہے جو ان کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے وہ قیامت کے دن ان کے گروہ میں ہوگا اور ان کی شفاعت سے جنت میں داخل ہوگا۔

# سورہ یونس

## حضرت علی علیہ السلام کی پیروی کرنے والوں کے لئے سچا مقام قرار دیا:

خداوند نے فرمایا: وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ (جو ایمان لے آئے انہیں بشارت دے دو کہ ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس سچا مقام ہے) (سورہ یونس آیت ۲)

ابن عباسؓ نے کہا کہ: القدم الصدق ولاية علی وهی سابقة الی الجنة.

(سچا مقام علیؑ کی ولایت ہے جو انہیں جنت میں لے جانے میں پہل کرے گی)

(کلینیؒ نے اسے اصول کافی میں امام جعفر صادقؑ سے روایت کیا ہے ا ص ۴۲۲ حدیث ۸۰ اور روایت میں ہے کہ یہ رسول ہے۔ نیز روایت ہے کہ یہ رسول کی شفاعت ہے تفسیر آصفی کو دیکھیں۔ ا ص ۴۸۴)

## اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بینہ اور حضرت علی علیہ السلام کو شاہد قرار دیا ہے:

خداوند نے فرمایا:

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَ يَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ



(کیا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی طرف سے بینہ پر ہو (وہ جھوٹ بول سکتا ہے) اور اُس کے پیچھے اس کا گواہ ہو جو اُس سے ہو) (سورہ ھود آیت ۱۷)

ابن عباسؓ نے کہا کہ: بینہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور شاہد علی علیہ السلام ہے۔ حوالہ: حسن صفار نے اسے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور کلینیؒ نے اسے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کیا ہے البصائر ص ۱۵۳، کافی ا ص ۱۹۰ حدیث ۳)

## اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو منذر (ڈرانے والا) اور اپنے ولی کو ھادی قرار دیا:

خداوند نے فرمایا:

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝

(تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ہادی ہے) (سورہ رعد آیت ۷)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انا المنذر و انت یا علیؑ الھادی و بک یا علیؑ یھتدی المھتدون من بعدی

(میں ڈرانے والا ہوں اور اے علیؑ تو ہادی ہے، اے علیؑ تیرے ذریعہ سے میرے بعد ہدایت پانے والے ہدایت حاصل کریں گے۔)

حوالہ: تفسیر طبری جلد ۱۳ ص ۱۴۲ تفسیر مجمع البیان جلد ۶ ص ۱۵، شرح الاخبار

نعمانی جلد۲ص ۲۷۲۔

## حضرت علی علیہ السلام کے پاس پوری کتاب کا علم ہے:

خداوند نے فرمایا: وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ (جس کے پاس کتاب کا علم ہے) (سورہ رعد آیت ۴۳)

سدی اور ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

حوالہ:

صفار اور کلینیؒ نے اسے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے:

اصول کافی ۱ ص ۲۲۹، البصائر ص ۲۳۳، اسے ابن شہر آشوب نے المناقب میں ابن عباسؓ سعید بن جبیرؓ اور ابن حنیفہ سے روایت کیا ہے ا ص ۳۱۰

## حضرت علی علیہ السلام کی ولایت حق ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَيَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ

(یہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ حق ہے) (سورہ یونس آیت ۵۳)

اسے صاحب البحث نے روایت کیا ہے۔ کہ اس سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

حوالہ: اسے صدوقؒ اور عیاشیؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے:

امالی صدوقؒ ص ۱۷۷ حدیث ۱۰۴۷، تفسیر عیاشی جلد۲ ص ۱۲۳ حدیث ۲۵۔



ابن بابویہ نے ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے:

خرج رسول الله راكبا و امير المومنين عليه السلام يمشي فقال له النبي يا ابا الحسن اما ان تركب و اما تنصرف فان الله امرني ان اركب اذا ركبت و امشي اذا مشيت و ان الله ما اكرمني بكرامة الا واكرمك بمثلها، خصني بالنبوة والرسالة و جعلك وليي و وصيي و ارتضاك لي ما امن بي من حجدك ولا اقربى من انكرك ولاتبعني من تولى عنك ولا امن بالله من كفر بك و ان فضلك فضلي و فضلي من فضل الله و من لم يلق الله بولايتك لم يلق الله بشئي و من لقى الله بعمل غير ولا يتك فقد حبط عمله و ما اقول الاعن الله و فضل الله على العبد بمولاة محمد التى هى خير من الذهب و الفضة و هى ثمن الجنة.

(ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے آپؐ سوار تھے اور امیر المومنین علیہ السلام پیدل تھے۔

آپؐ نے فرمایا: اے ابوالحسنؑ! تم سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اُس وقت سوار ہوں جب تو سوار ہو اور اُس وقت پیدل چلوں جب تو پیدل ہو۔ اللہ نے مجھے جو فضیلت دی ہے اُس کی مثل تجھے بھی فضیلت دی ہے۔ مجھے نبوت دی، رسالت دی اور تجھے میرا ولیؑ اور وصیؑ قرار دیا، تجھے میرے لئے پسند کیا ہے جو تیرا انکار کرے وہ مجھ پر ایمان نہیں لایا، جو تیرا انکار کرے اس نے میرا اقرار نہیں کیا، جو تجھ سے پھر

جائے اُس نے میری پیروی نہ کی؛ جو تیرا کفر کرے وہ اللہ پر ایمان نہیں لایا۔ تیری فضیلت میری فضیلت ہے اور میری فضیلت اللہ تعالیٰ کی فضیلت ہے جو تیری ولایت کے ساتھ اللہ کی ملاقات نہیں کرتا اللہ تعالیٰ بھی کسی شے کے ساتھ ملاقات نہیں کرے گا' جو تیری ولایت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کرے گا اللہ اُس کے عمل کو حبط (ضبط) کرے گا میں جو کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہتا ہوں اللہ تعالیٰ نے بندے پر محمدؐ کی ولایت کے ذریعہ سے فضل کیا ہے جو سونے اور چاندی سے بہتر ہے اور یہ ولایت جنت کی قیمت ہے۔[1]

حوالہ: اس کا ایک حصہ بشارۃ المصطفیٰ ص ۱۷۹ میں ایک حصہ تاویل الایات ا ص ۲۱۷ ح ۱۰ میں ہے۔

---

[1] بحار میں کچھ فرق کے ساتھ اسے نقل کیا گیا ہے...... فضل اللہ نبوۃ نبیکم و رحمته ولایه علی بن ابی طالب (اللہ کا فضل تمہارے نبیؐ کی نبوت ہے اور رحمت علی بن ابی طالبؑ کی ولایت ہے۔) اسی لئے فرمایا نبوت اور ولایت پر شیعہ خوش ہوں مخالفوں کی جمع پونجی سے یہ بہتر ہے...... جو تجھ سے گمراہ ہوگیا وہ گمراہ ہے جو تجھے راہنما نہیں جانتا اللہ اس کا راہنما نہ ہے اس لئے خداوند نے فرمایا: وَ اِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ ...... جو توبہ کرتا ہے میں اُسے معاف کر دیتا ہوں اور وہ مومن بن جائے اور نیک عمل کرے پھر ہدایت پا جائے یعنی تیری ولایت کی رہنمائی حاصل کرے مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ تیرے لئے اُسی حق کو فرض قرار دوں جو میرے لئے ہے تیرا حق ہر اُس پر فرض ہے جو مجھ پر ایمان لے آئے لولاک لم یعرف عدو اللہ (تو نہ



ہوتا تو دشمن خدا کا پتہ نہ چلتا)............ خداوند نے فرمایا: یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ ۔ اے رسولؐ پہنچا دے جو تیری طرف نازل کیا ہوا ہے یعنی اے علی تیری ولایت اور اگر ایسا نہ کیا تو گویا رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا۔ لو لم ابلغ ما امرت به من ولایتک لحبط علی ومن لقی اللہ عزوجل بغیر ولایتک فقد حبط عمله و غدا سحقاله ۔ اگر میں اپنی ماموریت کو نہ پہنچاتا تو میرے عمل ضبط ہو جاتے اور جو تیری ولایت کے بغیر اللہ کی ملاقات کرے گا اُس کے عمل ضبط اور کل عذاب کا مستحق قرار پائے گا۔)

میں جو کہتا ہوں یہ میرے پروردگار کی بات ہوتی ہے اور اب جو کہا ہے یہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں نازل کیا ہے۔

تفسیر عسکریؑ میں ہے: امامؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا فضل...... تاویل کا علم ہے اور محمدؐ وآل محمدؐ سے محبت ہے اور ان کے دشمنوں سے دشمنی ہے یہ اُس سے کیوں بہتر نہ ہو جو لوگوں کی جمع پونجی ہے اور یہ جنت کی قیمت ہے۔ اس کے ذریعہ سے انسان محمدؐ وآل محمدؐ کے سامنے حاضر ہونے کی مستحق بنتے ہیں جو جنت سے افضل ہے کیونکہ محمدؐ وآل محمدؐ جنت کی زینت سے افضل ہے۔

حوالہ: بحار الانوار جلد ۲۴ ص ۶۴' ص ۶۶ حدیث ۵۰۔۵۱

## حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں کو دنیا و آخرت میں خوشخبری دی گئی ہے:

خداوند نے فرمایا: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ط

(جو ایمان لے آئے اور پرہیز گار ہو گئے ان کے لئے دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے۔) یعنی علیؑ اور اُس کی عترتؑ !

(سورہ یونس آیت ۶۳، ۶۴)

شیخ ابو جعفر نے امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے امامؑ نے اپنے شیعوں سے فرمایا:

ما یغیظ احدکم اذا صارت نفسه ههنا. واو مئی بیده الی حلقه.

فینزل علیه ملک الموت فیقول: اما ما کنت ترجوه فقد اعطیته و اما ما کنت تخافه فقد امنته و یفتح له باب الی منزله (و یفتح له الی الجنة) و یقول له: انظر الی مقامک (عند الله) و هذا رسول الله و علی والحسن والحسین رفقائک

(تم میں سے کوئی ایک بھی غصہ نہیں کرے گا جب اُس کی سانس یہاں آ جائے گی۔...... اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا...... اُس وقت اُس کے پاس ملک الموت آئے گا اور کہے گا: تو جس شے کی امید رکھتا تھا وہ



میں نے تجھے دے دی اور جس شے سے ڈرتا تھا اُس سے میں نے تجھے امان دے دی اور وہ اُس کے گھر کا دروازہ کھولے گا (وہ اُس کے لئے جنت کا دروازہ کھولے گا) اور کہے گا: اپنے (اللہ کے نزدیک) مقام کو دیکھ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ علیؑ حسنؑ اور حسینؑ تیرے ساتھی ہیں۔)

(تفسیر عیاشی ۲ ص ۱۲۵ حدیث ۳۲، تاویل الایات جلد ۱ ص ۲۱۸ حدیث ۱۲)

پھر فرمایا: لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ (اللہ کے کلمات کے لئے تبدیلی نہیں نہیں ہے) (سورہ یونس آیت ۶۴)

لوگ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت میں اختلاف کریں گے مگر وہ اختلاف نہیں کرے گا جس پر اللہ رحم فرمائے گا چنانچہ فرمایا: وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ (لوگ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر وہ جس پر تیرا پروردگار رحم فرمائے گا۔) (سورہ ھود آیت ۱۱۸)

پھر سورہ یونس کی آیت میں فرمایا: تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ (وہ کتاب حکیم کی آیات ہیں) اور جو اس کے عدد کی رعایت کرتا ہے اُس کے لئے حروف ہیں۔ علی اور اُس پر ایمان لانے والوں پر ہدایت کو ختم فرمایا!

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (جو ایمان لے آئیں) اللہ پر، محمدؐ پر، علیؑ پر کیونکہ مومن اُس وقت تک مومن نہیں رہتا جب تک اولیائے خدا کو دوست نہ رکھے اور اعدائے خدا کو دشمن نہیں رکھے۔ ورنہ وہ مشرک بن جاتا ہے۔

پھر فرمایا: یَھْدِیْھِمْ رَبُّھُمْ بِاِیْمَانِھِمْ (انہیں ان کا پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے ہدایت دیتا ہے) (سورہ یونس آیت ۹)

ان کے ایمان کا نتیجہ جنت ہے اور وہ اُس میں رہیں گے۔

## حضرت علی علیہ السلام کی محبت احسان ہے:

جو نیکی کی کوشش کرتا ہے اور زیادہ بھی چنانچہ فرمایا:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ٥

(جنھوں نے نیکی کی ہے ان کی نیکی ہے اور مزید بھی!

ان کے چہروں پر نہ سیاہ دھبہ ہوگا اور نہ ذلت (کے آثار) یہ جنت والے ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے) (سورہ یونس آیت ۲۶)

احسان (حسن سلوک) صرف ایمان سے ہوتا ہے اور اس کے بعد والی عبادات کو اس کی طرف نسبت دی جاتی ہے ایمان صرف علیؑ کی ولایت سے حاصل ہوتا ہے پس نہ حسن ہے اور نہ ہی احسان ہے مگر ولایت کے ساتھ حاصل ہو جاتا ہے پھر ذکر کیا ہے کہ اس کے دشمن رو سیاہ ہوں گے اور وہ ذلت میں ہوں گے ان کے لئے جہنم ہے جس میں ہمیشہ رہیں گے چنانچہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ ۢ بِمِثْلِهَا وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ٥

(اور جنھوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے تو برائی کا بدلہ برائی کے برابر ہوگا اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ



ہوگا گویا ان کے چہروں پر تاریک رات کے سیاہ (پردوں کے) ٹکڑے پڑے ہوئے ہوں گے یہ جہنم والے ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے) (سورہ یونس آیت ۲۷)

۱۔ یہاں سیئات (برائیاں) : ولایت کا چھوڑ دینا مراد ہے کیونکہ ولایت کی معرفت حاصل کیے بغیر مر جائے وہ جہالت کی موت مرتا ہے۔

۲۔ برائیوں کی طرف نسبت دی ہے کہ وہ فاحشہ ہیں ولایت کے بغیر برائیاں کریں یا اچھائیاں کریں سب فاحشہ ہیں کیونکہ ولایت اکسیر کی طرح ہے جو انسان کو برائیوں سے نکال دیتی ہے اور منافقت زہر کی طرح ہے جو جسم کو بیمار کر دیتی ہے زندگی کو موت میں تبدیل کر دیتی ہے اور ذلت ڈال دیتی ہے کیونکہ میدان محشر میں سوائے اہل ایمان کے کوئی عزیز، معزز نہیں ہوگا۔

۳۔ قیامت کے دن دشمنان علیؑ کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

پھر فرمایا:

## حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں:

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(خبر دار جو اولیائے خدا (اللہ کے دوست) ہیں ان پر نہ خوف ہے اور نہ غم۔) (سورہ یونس آیت ۶۲)

۱۔ ولی خدا وہ ہے جو اُس کے ولی کا دوست ہو اور اُس کے دشمن کا دشمن ہو کیونکہ جو علیؑ کا دوست ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوست ہے اور جو آپ کا دوست ہے وہ اللہ کا دوست ہے۔

اسی طرح اس کا عکس جو علیؑ کا دشمن ہے وہ آپ کا دشمن ہے اور جو آپ کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے پس معلوم ہو گیا کہ اللہ کے دوست...... علیؑ کے دوست ہی ہیں۔

۲۔ اللہ کے دوست پر نہ خوف اور نہ ہی غم ہو گا۔ اور یہ ولایت کی وجہ سے ہے اس لئے کہ جو اللہ کا دوست ہے اور اللہ ان کا دوست ہے اُسے خوف و غم کیسے ہو سکتا ہے اس کے بعد فرمایا:

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيَاتِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

(جو ایمان لے آئے اور پرہیز گار ہو گئے ان کے لئے دنیا و آخرت کی زندگی میں خوشخبری ہے، اللہ کے کلمات کے لئے تبدیل ہونا نہیں ہے۔)
(سورہ یونس آیت ۶۴)

۱۔ امنوا سے معلوم ہوا کہ (صاحب ایمان وہ ہے جو علیؑ پر ایمان رکھتا ہو۔)

۲۔ یتقون سے مراد یہ ہے کہ وہ علیؑ کے دشمن سے دوستی کرنے سے ڈرتا ہو اور برے کاموں سے بچتا ہو۔

۳۔ جو آپؑ پر ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اُسے مومن اُٹھائے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس کے بعد:

اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی محبت کی بابت اپنے نبیؐ سے خطاب کیا جس سے مراد امت ہے اور فرمایا:



فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَاسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَؤُوْنَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ○

(اگر تجھے اُس میں شک ہو جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے تو ان سے پوچھ لے جو تجھ سے پہلے کتاب کی تلاوت کرتے تھے، تیرے پاس (اس کے بارے میں) تیرے پروردگار کی طرف سے حق آ گیا ہے اب شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ اور ان لوگوں میں سے بھی نہ ہو جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا ورنہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے) (سورہ یونس آیت ۹۵)

۱۔ یہاں خطاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا ہے اور مراد امت ہے یعنی اگر تیری امت کو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں شک ہے، اُس کی تعظیم و تقدیم میں شک ہے تو انہیں کہہ دے کہ تورات و انجیل کے علماء و حکما سے پوچھو کیونکہ ان کے ہاں تورات اور انجیل میں علیؑ کا نام، اُس کی امامت کا ذکر اور اُس کی اطاعت کا واجب ہونا تحریر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دوست اس کا ولی اور اُس کے نبیؐ کا وصیؐ ہے۔

۲۔ حق ثابت ہو جانے کے بعد اُس کی خلافت اور امامت میں شک نہ کریں۔

۳۔ آیات: سے مراد: حضرت علی علیہ السلام اور اُس کی عترت طاہرہ ہے جو ان کو جھٹلاتا ہے وہ نقصان اُٹھاتا ہے۔

## حضرت علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ حق ہے:

خداوند نے فرمایا:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ○

(کہہ دو: اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف حق آ چکا ہے پس جو کوئی ہدایت حاصل کرتا ہے تو اپنی ذات کے لئے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ بھی اپنی ذات کو گمراہ کرتا ہے اور میں تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔(سورہ یونس آیت ۱۰۸)

۱۔اے لوگوں سے مراد وہ ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے اور انہوں نے آپ کی تصدیق کی۔

۲۔حق سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

۳۔ جو ہدایت پاتا ہے اپنے لئے پاتا ہے کیونکہ اس سے اس کا دین مکمل اور کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ جو گمراہ ہو جاتا ہے وہ ان کی مخالفت سے گمراہ ہوتا ہے۔

۴۔ میں اس بات پر وکیل نہیں ہوں کہ تم علیؑ سے محبت کرو بلکہ میں تمہیں اللہ کی طرف سے خبر دیتا ہوں اور ڈراتا ہوں، میں تمہارے لئے ڈرانے والا ہوں اور وہ تمہارا میرے بعد ہادی ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ولی کو صبر کا حکم دیا اور بشارت دی:

خداوند نے فرمایا:



وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○

(جو تیری طرف وحی کی گئی ہے اُس کی پیروی کر اور صبر کر یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے)۔(سورہ یونس آیت ۱۰۹)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو بشارت دی ہے کہ تیری اہل بیتؑ دنیا و آخرت میں حاکم ہیں!

# سورہ ھود

## اللہ تعالیٰ نے سورہ ھود میں حضرت علی علیہ السلام کو صاحب فضل قرار دیا ہے:

خداوند نے فرمایا: وَّ یُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (وہ ہر صاحب فضل کو اس کا فضل دیتا ہے۔) (سورہ ھود آیت ۳)

صاحب فضل سے مراد: حضرت علی علیہ السلام ہے۔ یہ قرینہ ہے کہ قیامت کے دن وہ فیصلہ کرے گا اور حساب لینے کی ذمہ داری حضرت علی علیہ السلام کے پاس ہوگی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کے بعد یہ سب سے بڑی فضیلت ہے جو حضرت علی علیہ السلام کو حاصل ہوئی ہے۔

پھر فرمایا: وَاِنْ تَوَلَّوْا (اگر منہ پھیر دیں) اُس کی ولایت سے منہ پھیر دیں فَاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ ○ (تو مجھے تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے) (سورہ ھود آیت ۳) پھر خداوند نے اپنے ولی کے اسرار کو ظاہر کیا جو ظاہر ہیں:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا

(زمین میں کوئی چوپایا نہیں ہے اور کوئی پرندہ نہیں ہے جو اپنے پروں سے اڑتا ہے) مگر یہ کہ اللہ کی طرف سے جو ولی ہے وَ یَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا (اللہ کے عطا کردہ علم سے وہ اُس کے قرار کی جگہ کو جانتا ہے اور جانتا ہے کہ ان کی عارضی جگہ کہاں ہے) سورہ ھود آیت ٦)



## حضرت علی علیہ السلام کا دوست سعادت مند اور دشمن بد بخت ہے!

کیونکہ وہ اپنی پہلی قدر و قیمت میں نہیں ہوتا چنانچہ فرمایا:

فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّ سَعِیْدٌ ○

(ان میں سے کچھ سعادت مند اور کچھ بد بخت ہیں۔ (سورہ ھود آیت ۱۰۵)

سعید وہ جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو مانتا ہو، مانتا ہو کہ اُس کی ولایت اللہ کی طرف سے ہے، اس پر ایمان اللہ کی طرف سے ہے اور بد بخت اس کا دشمن ہے وہ علیؑ سے دشمنی اور نافرمانی کی وجہ سے بد بخت کہلاتا ہے۔

☆☆☆

# سورہ رعد

## اللہ تعالیٰ نے ولایت کے منکر کو اندھا قرار دیا:

سورہ رعد میں فرمایا:

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ٥ اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَھْدِ اللّٰہِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ٥

(کیا جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ آپؐ کے پروردگار کی طرف سے آپؐ پر نازل کیا گیا ہے وہ برحق ہے۔ اُس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو اندھا ہے؟ نصیحت تو بس عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور وعدے کو توڑتے نہیں ہیں۔ (سورہ رعد آیت ۱۹، ۲۰)

۱۔ حق سے مراد ولایت علی علیہ السلام ہے۔

۲۔ اعمی اندے سے مراد جو حضرت علی علیہ السلام سے محبت نہیں کرتا ہے۔

۳۔ عہد سے مراد ازل سے حضرت علی علیہ السلام کی محبت اور ولایت کا عہد

۴۔ عہد کو توڑتے نہیں ہیں یعنی ایمان اور اللہ رسول اور ولی کی اطاعت پر قائم رہتے ہیں۔ کہا: یَحْکُمُ اللّٰہ (اللہ حکم لگاتا ہے اور فیصلہ کرتا ہے) یعنی قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ اللہ تعالیٰ کے امر سے فیصلہ کرے گا کیونکہ ولی کا فیصلہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ جب بادشاہ غائب ہو تو امیر اس کا



قائم مقام ہوتا ہے۔ اور فرمایا: بندوں میں سے جو شخص حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا ھٰذَا حُکْمُ اللّٰہ (یہ اللہ کا فیصلہ ہے) پس اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت میں آپؐ کی ذریت سے مہدی علیہ السلام کے حکم اور فیصلہ کی بشارت دی ہے اور قیامت کے دن حضرت علی علیہ السلام فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ فرمایا:

اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان قومک ان لم یحکموا علیاً علیهم فی الدنیا فان اللّٰہ یحکمه علیهم یوم القیامة واللّٰہ خیر الحاکمین فی تحکیمه لولیه لانه الحاکم العادل بامر الحاکم العدل.

(اگر تیری قوم (امت) دنیا میں علی علیہ السلام کو حاکم نہ بنائیں تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے ان پر حاکم بنائے گا۔

اللہ بہترین حاکم بنانے والا ہے کہ وہ اپنے ولی کو حکومت سپرد کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو عادل حاکم ہے اُس کے امر سے اس کا ولی بھی عادل حاکم ہوتا ہے۔) [1]

---

[1] مشارق انوار الیقین ص ۲۳۰، ص ۲۳۳، ص ۲۳۵ پر ہے:

ملک، تملک، حکم تحکم اور ولایت، تولیت یا علی الاطلاق ہوں گے یا قید کے ساتھ ہوں گے پس مالک یوم الدین الرحمان الرحیم مطلقا وہ اللہ ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ ہر شے کا مالک ہے اور ہر شے اُس کی ملکیت ہے...... اُس دن کا حاکم ولایت کے ذریعۂ اللہ رسولؐ کے حکم سے امیر المومنینؑ ہے کیونکہ اُس کی ولایت بڑھی ہوئی رسی ہے جس کا ازل سے ابد تک

عہد لیا گیا ہے جو محدود نہ ہے جب وہ دنیا کا مالک' اہل' حاکم اور ولی ہے تو آخرت کا بھی مالک حاکم اور ولی ہے کیونکہ اُس کی ولایت ایسی رسی سے جس میں جدائی نہیں ہے ایسی حکومت ہے جس کے لئے ختم ہونا نہیں ہے اس کی طرف اشارہ ہوا: فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ ۔ (بقرہ آیت ۲۵۶) یہ علیؑ کی ولایت ہے جس کے لئے انقطاعنہ ہے اس کی دلیل: ہے وہی اللہ باحکم الحاکمین ہے تفسیر قمی میں ہے: امیر المومنینؑ احکم الحاکمین ہے یہاں اطلاق اور تقید ہے' امیر المومنین یوم الدین کا حاکم اور مالک اور والی ہے اور اللہ رسولؐ کے حکم سے حساب لینے والا ہے ملقاً بغیر ولایت کی مقید کے یوم الدین کا مالک ہے۔ (حقیقۃً) اللّٰہ ربّ العالمین ربّ الدنیا و الاخرہ۔ الہ دنیا و آخرت ہے خالق دنیا و آخرت ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور علیؑ جب اللہ سے پیدا ہوئے اور اس سے ہمارے علاوہ کوئی پیدا نہ ہوا جب اللہ یعنی علم اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے حقوق دیئے جیسے مردے زندہ کرنا۔ غیب کی خبریں دینا' جنگل میں درندوں سے کلام کرنا فرات کے پانی کا کم ہونا' غائب ہونے کے بعد سورج کا لوٹایا جانا' عجائبات کا ظہور! اللہ اپنے فضل سے جسے چاہتا ہے مخصوص قرار دیتا ہے اللہ نے لوگوں کے امور اُس کے سپرد کر دیئے ہیں اور اُسے قیامت کے دن کا حاکم قرار دیا ہے پس وہ یوم دین کا حاکم' مالک اور ولی ہے اس واضح حق کا کوئی انکار نہیں کرتا سوائے اُس کے جس کے پاس ایمان اور یقین نہ ہو۔ اور جس کے پاس ایمان نہیں ہے وہ کافر ہے جو ایمان کے حقائق کو سونگھتا ہے اُس پر واجب ہے کہ ان درختوں کی خوشبو کو سونگھے اور ان کی تصدیق کرے اور جو



اس کا منکر ہے اگرچہ ایک حرف کا منکر ہو وہ کفر کے زکام میں مبتلا ہوتا ہے اس کا ایمان نہیں ہے اُس کا دوا کرے اور اس کا دوا اس کی تصدیق ہے یہ تحقیق کے ساتھ جانے اور جو واضح دلیل سے منہ پھیر لیتا ہے وہ سیدھے راستہ سے پھسل جاتا ہے خداوند نے اپنے ولی کے حق میں فرمایا: وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيُّ الْحَكِيْمُ ۔ (زخرف آیت ۴) پس وہ حاکم ہے کیونکہ علو حکم ہے پس وہ بندوں پر عالی ہے اور یَوْمُ التَّنَادِ کا حاکم ہے کیونکہ ہر حاکم بلند ہوتا ہے محکوم بلند نہیں ہوتا ہر یوم الدین کا حاکم اس کا مالک ہوتا ہے محکوم مالک نہیں ہوتا قرآن کی نص سے وہ روز جزا کا حاکم اور مالک ہے کیونکہ جو کسی شے میں حکم کرتا ہے وہ اس کا مالک ہوتا ہے اس کی طرف قرآن مجید میں اشارہ ہوا ہے: اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ (نور آیت ۶۱) اس سے مراد جنت کی چابیاں اور جہنم کی چابیاں ہیں جو ان کے ہاتھ میں ہوں گی۔ پس وہ اس دن کا مالک ہے جو اس کا انکار کرے اور جھٹلائے وہ اس کا برہان دیکھے گا۔ جب اللہ بشارت دے گا قیامت کے دن کا حاکم حیدر ہے منکر پر اللہ کی لعنت ہے فرمایا: حکیم کیونکہ وہ قسیم الجنۃ برانده ہے۔ کیونکہ اس کی محبت ایمان اور بغض کفر ہے وہ اپنے دوست اور دشمن کو دیکھے گا وہ اپنے دوست کو جنت میں اور دشمن کو جہنم میں داخل کرے گا۔ بغیر سوال کے پس وہ علی و حکیم ہے۔

## اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں کی مدح فرمائی:

خداوند نے فرمایا:

وَالَّذِیْنَ صَبَرُوْا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوْا الصَّلاةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَّ عَلانِيَةً وَّ يَدْرَؤُنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلائِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ٥

(جولوگ اپنے پروردگار کی خوشنودی کی خاطر صبر کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اُس سے خرچ کرتے ہیں چھپکے اور علانیہ اور نیکی کے ذریعہ برائی کو دور کرتے ہیں آخرت کا گھر ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے ایسی دائمی جنتیں ہیں جن میں وہ خود بھی داخل ہوں گے اور ان کے نیک اباؤ اجداد اور ان کی بیویاں اور اولاد بھی داخل ہوں گے اور فرشتے ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے۔)

(سورہ رعد آیت ۲۲، ۲۳)

۱۔ صَبَرُوْا: جنہوں نے زمانے کے ظلم اور تنگی پر صبر کیا کیونکہ یہ صفت انبیاؑء کے ساتھ مخصوص ہے پھر اولیاؑء کے ساتھ پھر مثل ان کی مثل کہاں ایمان کہاں صبر یہ غربت اور زمانے کا ظلم ہے اور یہ سب برداشت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی خوشی اور رضا کو چاہنے کے لئے اور اولیائے خدا کی محبت میں ان مصائب پر صبر کرتے ہیں۔



۲۔ اَقَامُوْا الصَّلاۃَ: اس سے مراد آل محمدؐ کی ولایت ہے۔

۳۔ اَنْفَقُوْا: یعنی آل محمدؐ کی معرفت فقیر شیعوں پر خرچ کرتے ہیں۔ اور دشمن کے ظلم سے انہیں بچاتے ہیں۔ اور وہ جنت میں اپنے ایمان اور صبر کی وجہ سے جائیں گے!

اس کے بعد آپؐ کے دشمنوں کا ذکر کیا جنہوں نے بیعت کو توڑ دیا

۴:۔

وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ

(جو عہد کرنے کے بعد عہد کو توڑ ڈالتے ہیں) یعنی علیؑ اور اُس کی عترتؑ کی ولایت کا اقرار کرنے کے بعد جنہوں نے اس عہد کو توڑ ڈالا وَ يَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ (رعد آیت ۲۵) (اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی کا حکم دیا تھا اور انہوں نے اُسے توڑ ڈالا) ذریت زکیہ کی محبت پس وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں اور اہل بیتؑ سے دور ہیں حالانکہ آپؐ نے فرمایا ہے:

من صل علي و لم يصل علی اهل بيتي فقد جفاني و قطعني

(جو مجھ پر درود پڑھے اور میری اہل بیتؑ پر درود نہ پڑھے گویا اُس نے مجھ پر جفا کی اور قطع رحمی کی۔)

(کشف الغمہ شعرانی ا ص ۲۱۹ فصل امیر بالصلاۃ علی النبی طبع مصر ۱۳۲۷ مطبع میمنہ میں ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لا تصلوا علی الصلاة البتراء قالوا وما الصلاة التبراء؟ قال تقولون اللھم صل علی محمد و تمسکون بل قالوا اللھم صل علی محمد و آل محمد . فقیل و من اھلک یا رسول اللہ؟ قال: علی فاطمه' الحسن و الحسین

(مجھ پر دم کٹی صلات نہ 'پڑھو' لوگوں نے کہا: دم کٹی صلات کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللھم صل علی محمد کہہ کر چپ ہو جاتے ہو بلکہ کہو: اللھم صل علی محمدؐ وال محمدؐ کسی نے کہا: یارسول اللہ آپؐ کی آل کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ !)

وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ o

(وہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان پر لعنت ہے اور برا گھر ہے) (سورہ رعد آیت ۲۵)

۱۔ فساد: گمراہ کن بدعت اور پہاڑی مذاہب پر عمل کرتے ہیں۔

۲۔ لعنت: اللہ کی اور فرشتوں کی کیونکہ انہوں نے حق کی مخالفت کی ہے۔

سوء الدار: کیونکہ وہ خود گمراہ ہیں اور انہوں نے دوسروں کو گمراہ کیا ہے۔

پھر بیان کیا کہ جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اسلام کا اقرار کرنے کے بعد حضرت علی علیہ السلام پر ایمان لے آئے وہ کون ہیں اور پھر بیان کیا کہ اللہ کے ذکر سے مومنوں کے دل مطمئن ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا:



اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ

(جو ایمان لے آئے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوئے۔) علیؑ کا ذکر اللہ کا ذکر ہے کیونکہ جو علیؑ کا ذکر کرتا ہے وہ اللہ اور رسول کا ذکر کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (خبردار اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہو جاتے ہیں) (سورہ رعد آیت ۲۸)

پس بیان ہوا ہے کہ علیؑ کے ذکر سے پاک صاف دل مطمئن ہو جاتا ہے اور بدبخت منافق کا دل بے سکون ہو جاتا ہے۔[1]

۱۔ تفسیر قمی ا ص ۳۶۵ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہوا ہے اور فرات کوفی ص ۲۰۷ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہوا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو نبیؐ کی تصدیق اور اُس پر ایمان لے آئے اور علیؑ سے محبت کرتے رہے!

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے دل مطمئن ہو جاتے ہیں اور یہی ذکر خدا ہے اور خداوند کا حجاب ہے تفسیر عیاشی ۲ ص ۲۱۱ ایک روایت میں آپؐ نے فرمایا:

نحن و شیعتنا

(ہم اور ہمارے شیعہ) تفسیر آصفی ا ص ۲۰۴)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاہد (گواہ) قرار دیا کہ قیامت کے دن وہ آپؐ کی امت پر شاہد ہوگا اور اسے پوری کتاب کے علم سے مخصوص قرار دیا۔

پس فرمایا:

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ○

(کہہ دو میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ کے طور پر کافی ہے اور وہ جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے) (سورہ رعد آیت ۴۳)

تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ و من عندہ علم الکتاب سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

حوالہ: ۱۔ تفسیر ابوحمزہ ثمالی ص ۲۲۰

۲۔ تفسیر عیاشی ۲ ص ۲۲۰ حدیث ۷۷

۳۔ تفسیر قمی ا ص ۳۶۷

۴۔ تفسیر مجمع البیان ۶ ص ۵۳

۵۔ شواہد التنزیل ا ص ۴۰۰



## سورہ ابراہیم

آپؑ اور آپ کی ذریت طاہرہ کو شجرہ طیبہ قرار دیا' شجرہ آل محمدؐ ہیں ان کی اصل (ابراہیمؑ) ثابت ہے اور اس کی فرع (محمدؐ) آسمان میں ہے تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ (وہ اپنے پروردگار کے حکم سے ہر وقت پھل دے رہا ہے) (سورہ ابراہیم آیت ۲۵) اس کی ٹہنیاں امامؑ ہیں جو لوگوں کی ہدایت پر راہنمائی کرتے ہیں اور انہیں برائی سے روکتے ہیں۔

آپؑ کے دشمن شجرہ خبیثہ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے اور فرمایا:

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ

(کلمہ خبیثہ کی مثال شجرہ خبیثہ جیسی ہے) اور وہ بنی امیہ ہیں (تفسیر قمی جلد ا ص ۳۶۹' تاویل الایات ا ص ۲۴۲)

اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ

(جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا گیا ہے اور اُس کے لئے کوئی ثبات (قرار) نہیں ہے)۔ (سورہ ابراہیم آیت ۲۶) ان کی ملک میں کوئی بنیاد نہیں ہے اور نہ علم میں کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی دین میں ان کا کوئی مقام ہے۔[۱]

---

[۱] اصول کافی میں عمرو بن حریث سے مروی ہے: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ کے بارے میں پوچھا۔ امامؑ نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل' امیر المومنینؑ فرع۔ آپؑ کی ذریت سے آئمہؑ ٹہنیاں' آئمہؑ کا علم اس کا پھل'

آپؑ کے شیعہ مومنین کرام پتے ہیں کیا اس میں فضیلت ہے؟ راوی کہتا ہے میں نے کہا: نہیں! خدا کی قسم! امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! جب مومن پیدا ہوتا ہے تو ایک پتہ اُگ آتا ہے اور جب مؤمن مرتا ہے تو ایک پتہ گر جاتا ہے۔

مازندرانی نے شرح کرتے ہوئے کہا ہے: اس کی اصل زمین میں ثابت ہے اس کی جڑیں گڑی ہوئی ہیں اس کی شاخیں آسمان تک بلند ہیں ہر وقت پھل دیتے رہتے ہیں پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کی اصل ہے یہ سب تشبیہ و تمثیل کی بنا پر ہے۔ غور و فکر کرنے والے کے لئے اس کا اعتبار پوشیدہ نہ ہے۔

بعض مفسرین نے شواہد التنزیل سے نقل کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

آپؐ نے فرمایا:

خلق الله تعالى الانبياء من اشجار مختلفة و خلقتني و عليا من شجرة واحدة انا اصلها و علي فرعها و فاطمة اكمامها والحسن والحسين ثمرتها و شيعتنا اوراقها و من تمسك بغصن من اغصانها نجا و من انحرف هلك هلاكا ابديا.

(اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو مختلف شجروں سے پیدا کیا۔

مجھے اور علیؑ کو ایک شجرہ سے پیدا کیا، میں اُس کی اصل علیؑ اس کی فرع، فاطمہؑ درخت کے قلب کو ڈھانکنے والی شاخ، حسنؑ اور حسینؑ اُس کے پھل، ہمارے شیعہ اُس کے پتے ہیں جو اُس کی ٹہنی کے ساتھ متمسک ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو منحرف ہوا وہ ہمیشہ کی ہلاکت میں آ گیا۔)



علی بن ابراہیم قمی نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے:

مجھے میرے باپ نے حسن بن محبوب سے، ابو جعفر احول سے سلام بن مستنیر سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اُس نے کہا: میں نے امامؑ سے مثل کلمۃ طیبہ کے بارے میں پوچھا: امامؑ نے فرمایا: شجرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، آپؐ کا نسب بنی ہاشم میں ثابت ہے اور اس کی فرع علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ ہے، درخت کی ٹہنی فاطمہؑ ہے اور پھل علیؑ و فاطمہ صلوات اللہ علیہم کی اولاد سے آئمہؑ ہیں اور سیدہ کی اولاد سے آئمہؑ اس کی ٹہنیاں ہیں اور ان کے شیعہ اس کے پتے ہیں جب شیعہ مرتا ہے تو ایک پتہ گر جاتا ہے، جب مومن پیدا ہوتا ہے تو اس پر ایک پتہ لگ جاتا ہے۔

میں نے عرض کی: کیا آپ نے دیکھا ہے کہ خداوند نے فرمایا: تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا (رب کے حکم سے اس کا پھل ہوتا رہتا ہے)

امام نے فرمایا: اُس سے وہی مراد ہے جو آئمہ اپنے شیعہ سے مراد لیتے ہیں کہ ہر حج اور عمرہ میں حلال حرام سمجھاتے ہیں پھر اللہ نے آل محمد کے دشمنوں کی مثال دی ہے اور فرمایا ہے:

وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ (رعد آیت ۲۶)

ابو جارود کی روایت میں ہے: کہ امامؑ نے فرمایا: اسی طرح کافر لوگوں کے اعمال آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتے وہ بنی امیہ ہیں جو کسی مجلس اور مسجد میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے ہیں ان میں سے بہت کم کے اعمال آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں۔

(اصول کافی ا ص ۴۲۰ حدیث ۸۰۔۸۱ شرح اصول کافی مازندرانی ۷ ص ۸۰)

حضرت علی علیہ السلام کے دوست دنیا و آخرت میں ثابت قدم رہیں گے۔

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

(اللہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے وہ اپنی بات پر پکے رہتے ہیں۔) (سورہ ابراہیم آیت ۲۷)

یہ دنیا میں حضرت علی علیہ السلام کی محبت کی بات ہے اُسے حجت کی تلقین ہوتی ہے جس سے وہ مدمقابل پر غالب آجاتا ہے اور آخرت میں جنت میں جائے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے دشمنوں کو بیان کیا ہے اور ان کے افعال کو واضح فرمایا:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝

(کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے کفر کی وجہ سے اللہ کی نعمت کو تبدیل کیا اور انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں اتار دیا۔) (سورہ ابراہیم آیت ۲۸)

انہوں نے ناشکری کی اور اس کی ولایت کو زریق اور اُس کے ساتھی کی ولایت میں تبدیل کر دیا۔ قوم کو جہنم کے گھر میں اتار دیا۔

پھر فرمایا: وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا (انہوں نے اللہ کے لئے شریک بنا لئے) حالانکہ اس کا کوئی شریک نہ ہے اس کا معنی یہ ہے کہ: انہوں نے ولیِ خدا کے لئے شریک بنایا لوگوں کو فرعون اور ہامان کی طرف لے جانے لگے



اور علیؑ اور اُس کی عترت طاہرہؑ سے دور کرنے لگے اس لئے کہ وہ اللہ اور رسولؐ سے بغض رکھتے تھے قُلْ (اس کے دشمنوں سے کہہ دو) تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ (فائدہ اُٹھاؤ کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔) (سورہ ابراہیم آیت ۳۰)

# سورہ حجر

سورہ حجر میں خداوند نے حضرت علی علیہ السلام کو عروہ وثقیٰ قرار دیا:

وَمَنْ يُسْلِمْ وَجْهَهُ[1] إِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى[2] ○

(جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے اور وہ نیکو کار بھی ہو تو اُس نے مضبوط رسی کو تھام لیا) (سورہ لقمان آیت ۲۲)

۱۔ یعنی اُس جہت کی طرف توجہ کرے جس کو اللہ دوست رکھتا ہے۔

۲۔ عروۃ الوثقیٰ۔ مضبوط رسی جو حضرت علی علیہ السلام کی محبت ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی محبت شیطان سے بچاتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے صراط مستقیم ہے:

وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِيْنَ ○

(میں ان سب کو گمراہ کروں گا) (سورہ حجر آیت ۳۹)

اُس نے اہل ولایت کا استثناء کیا اور کہا: اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ

(سوائے ان میں سے تیرے مخلص بندوں کے!) (سورہ حجر آیت ۴۰)

وہ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب ہیں، شیطان کو ان کے ایمان پر کوئی سبیل نہیں ہے۔ (فرات کوفی ص ۵۷ حدیث ۶۳)

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو صراط مستقیم قرار دیا:



قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ ○ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ○

(یہ میرا سیدھا راستہ ہے بے شک میرے بندوں پر تجھے حکومت کا حق نہیں ہے سوائے ان کے جو گمراہ ہوں اور تیری پیروی کریں، بے شک پرہیزگار، جنتوں اور چشموں میں ہوں گے اس میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔)

(سورہ حجر آیت ۴۱، ۴۲، ۴۵، ۴۶)

۱۔ تجھے ان پر حکومت کا حق حاصل نہیں ہے جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے تمسک اختیار کر رکھا ہے۔

۲۔ شیطان کی وہ پیروی کرتا ہے جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت سے منہ پھیر لیتا ہے۔

(تفسیر نور الثقلین ۳ ص ۱۶ حدیث ۵۸)

۳۔ حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ متقی ہیں اور وہ اُس کی محبت کی وجہ سے جہنم سے بچ جائیں گے اور اُس کی محبت تقویٰ اور عذاب سے نجات ہے۔ انہیں برے عذاب اور برے حساب سے ابوترابؑ کی محبت کی وجہ سے امان ہوگی۔

☆☆☆

# سورہ نحل

## حضرت علی علیہ السلام اور اُس کی عترت طاہرہ علیہم السلام کو ہدایت کی نشانی قرار دی:

خداوند نے فرمایا:

وَعَلَامَاتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ

(اور علامتوں اور ستارے کے ذریعہ سے وہ ہدایت پاتے ہیں) (سورہ نحل آیت ۱۶) النَّجْمُ الثَّاقِبُ (اور نجم ثاقب) (سورہ طارق آیت ۳)

(امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک یمنی شخص سے فرمایا: تمہارے نزدیک زحل ستارہ کیسا ہے؟ یمنی نے کہا: یہ نحس ہے۔ امامؑ نے فرمایا: یہ امیر المومنین علیہ السلام کا ستارہ ہے اور یہ اولیاء کا ستارہ ہے یہ نجم ثاقب ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: (تفسیر صافی ۵ ص ۳۱۳)

حضرت کے دشمن جو اُس سے منہ پھیرے ہوئے ہوتے ہیں موت کے وقت ان کی صورت بگڑ جاتی ہے اور قیامت کے دن بھی ان کا یہی حال ہوگا۔

پس ارشاد ہوا وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (اللہ کے لئے اعلیٰ مثال ہے) (سورہ نحل آیت ۶۰) حضرت علی علیہ السلام اللہ کے لئے مثل اعلیٰ ہیں جو آسمان و زمین میں ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔



پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ولیؑ کو اعلیٰ مثال قرار دیا اور جو اُس پر ایمان لے آئے وہ مثل اعلیٰ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو نعمت کا نام دیا ہے اور اُس کے دشمن کو باطل کا نام دیا ہے اور ان کی پیروی کرنے والے کو کافر کہا ہے:

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ○

(کیا وہ باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں) (سورہ نحل آیت ۷۲)

یعنی وہ حضرت علی علیہ السلام کے دشمن کو دوست رکھتے ہیں جو باطل پر ہیں اور حضرت علی علیہ السلام سے منہ پھیرے ہوئے ہیں جو بندگان خدا میں خدا کی نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کے دشمن کو دگنا عذاب ملے گا چنانچہ فرمایا: اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(جو کافر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے لگے)

یعنی: لوگوں کو علیؑ سے روکنے لگے کیونکہ علیؑ سبیل اللہ (اللہ تعالیٰ کی راہ) ہے۔[1]

زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ○

(عذاب کے اوپر عذاب زیادہ کرتے ہیں اور یہ ان کے فساد کی وجہ سے ہوتا ہے) (سورہ نحل آیت ۸۸)

اس کا معنی یہ ہے کہ: لوگوں کو حق سے روک کر باطل کی طرف لے جاتے ہیں۔

اس کے بعد ...... اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے امر اور نہی کی راہنمائی کی اور فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ

(اللہ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے اور ذی القربیٰ کو ان کا حق دینے کا حکم دیتا ہے فحشاء برائی اور سرکشی سے روکتا ہے) (سورہ نحل آیت ۹۰)

۱۔ یہاں عدل سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور احسان سے مراد اس کا ولیؑ ہے۔ (تفسیر قمی ا ص ۳۸۸)

۲۔ ذی القربیٰ: سے مراد سیدہ فاطمہؑ سے صلہ رحم اور ان کی ہادی اولاد علیہم السلام سے صلہ رحمی کرنا ہے

۳۔ فحشاء منکر اور سرکشی سے مراد: غدر، زفر، ابو الفصیل، عدلم، جبت، نعثل، فرعون، ہامان، قارون، یغوث، یعوق اور نسر ہے۔

اس کے بعد حکم دیا کہ اُس کے ولیؑ سے وفا کرو اور فرمایا:

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ

(جب اللہ تعالیٰ سے عہد کرو تو اُس عہد کو پورا کرو۔)

پھر عہد و ایمان کے توڑنے سے خوف دلایا اور فرمایا:

وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا

(ایمان کو اُس کی تاکید کے بعد مت توڑو) (سورہ نحل آیت ۹۱)

---

۱؎ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: سبیل اللہ یعنی ولایت علی علیہ السلام حوالہ مناقب آل ابی طالب ۲ ص ۲۶۹، تفسیر قمی ا ص ۳۸۸)



تاکید: جو غدیر خم کے مقام پر حضرت علی علیہ السلام کی بیعت سے کی گئی ہے۔

پھر فرمایا:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا

(سورہ نحل آیت ۹۲)

یعنی تم نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی پھر اپنے اس عہد کو توڑ دیا یہ ان کے لئے دھمکی ہے جنہوں نے غدیر کے دن علیؑ کی پیروی کی، اللہ سے اس کی امامت کا عہد کیا اور پھر مرتد ہو گئے۔

پھر خوف میں تاکید کی اور فرمایا:

وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا

(تم اپنے درمیان قسموں کو فساد کا ذریعہ نہ بناؤ کہ تمہارے قدم جم جانے کے بعد اکھڑ جائیں) (سورہ نحل آیت ۹۴)

۱۔ یعنی ہاتھ اور زبان سے عہد کرو لیکن تمہارے دل میں دھوکا ہو کیونکہ پل صراط پر منافقت کی وجہ سے قدم جم نہیں سکیں گے البتہ علیؑ کی محبت اور وفائے عہد سے تم ثابت قدم رہو گے۔

## جو حضرت علی علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہے اُس کے لئے حیات طیبہ (پاک زندگی) ہے:

خداوند نے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ،

حَیٰوةً طَیِّبَةً

(مومن مومنہ جو نیک اعمال بجا لائیں ہم انہیں پاک زندگی دے دیتے ہیں۔) (سورہ نحل آیت ۹۷) یعنی ان کے ایمان کی وجہ سے دنیا و آخرت میں انہیں پاک زندگی مل جاتی ہے۔

وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○ (نحل آیت ۹۷)

(ہم انہیں ان کے کئے کی اچھی جزا دیتے ہیں۔)[1] اور وہ جزا آخرت کے ساتھ مربوط ہے۔

---

[1] خطی نسخہ میں یہی ہے' سورہ حجر میں یوں نہیں ہے ہاں دوسری سورہ میں ہے:

وَیَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ○

(ہم انہیں ان کے اجر کی جزا دیں گے جو ان کے کئے سے اچھی جزا ہو گی) (سورہ زمر آیت ۳۵)

لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (تا کہ انہیں اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جو ان کے کئے سے بہتر ہے۔) (سورہ توبہ آیت ۱۲۱)



# سورہ بنی اسرائیل

## حضرت علی علیہ السلام کے دشمن دنیا و آخرت میں اندھے ہیں:

خداوند نے فرمایا:

وَمَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖ اَعْمٰی فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا○

(جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہو گا۔)

(سورہ بنی اسرائیل ۷۲)

یعنی جو دنیا میں اپنے امامؑ کی معرفت سے اندھا رہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر علیؑ کی وجہ سے احسان فرمایا:

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا○

(کہہ دو۔ خدایا مجھے (ہر مرحلہ میں) سچائی کے ساتھ داخل کر اور سچائی کے ساتھ (اس سے) نکال اور اپنے ہاں سے مجھے ایک قوت عطا کر جو مددگار ثابت ہو) (سورہ بنی اسرائیل ۸۰)

یعنی علیؑ کو میرا وزیر اور ولی قرار دے۔[1] جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا:

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هَارُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ

(مجھے میری اہل بیت سے وزیر عطا کر جو میرا بھائی ہارونؑ ہے اور اُس کے ذریعہ سے میری پشت کو مضبوط بنا) (سورہ طٰہٰ آیت ۲۹)

ا۔ ابن عباسؓ کہتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبیؐ کی دعا کو قبول کیا اور اُسے علی بن ابی طالبؑ کی صورت میں مددگار دیا جو آپؐ کی آپؐ کے دشمنوں کے خلاف نصرت کرتا رہا ہے۔

(شواہد التنزیل ا ص ۴۵۳ ح ۸۶)

آپؐ نے دعا کی: خدایا! موسیٰ نے تجھ سے سوال کیا اور کہا: رَبِّ شَرَحْ لِی صَدْرِیْ ...... میرے سینہ کو کشادہ فرما، میرے کام کو آسان فرما، میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھ سکیں میری اہل بیتؑ سے میرا وزیر بنا جو میرا بھائی ہارونؑ ہے اُس کے ذریعہ میری پشت کو مضبوط بنا اور اسے میرے معاملات میں شریک کار قرار دے۔

خداوند نے وحی فرمائی: سنشد عضدک باخیک ...... (فرمایا: ہم آپ کے بھائی کے ذریعہ آپؐ کے بازو مضبوط کریں گے اور دونوں کو سلطنت دیں گے اور ہماری نشانیوں کی وجہ سے وہ آپ تک پہنچ نہیں پائیں گے آپ دونوں اور آپ کے پیروکاروں کا ہی غلبہ ہوگا۔) (سورہ قصص آیت ۳۵)

آپؐ نے فرمایا:

اللھم انا محمد نبیک و صفیک اللھم فاشرح لی صدری و یسرلی امری و اجعل لی وزیر امن اھلی علیا اشدد به ظھری.

(خدایا میں تیرا نبی محمدؐ ہوں اور تیرا چنا ہوا ہوں، میرے سینہ کو کھول



دے، میرے معاملہ کو آسان کر دے میری اہل بیتؑ سے علیؑ کو میرا وزیر بنا جس سے میری پشت مضبوط ہو)

ابوذرؓ کہتا ہے ابھی دعا تمام ہوئی ہی تھی کہ جبرائیل آیا اور اُس نے عرض کی:

اے محمدؐ پڑھ؟ آپؐ نے فرمایا: کیا پڑھوں؟ اُس نے عرض کی: پڑھ:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُه، وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکَاةَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ○

(سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہارا ولی اللہ ہے، اس کا رسولؐ ہے، صاحبانِ ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں۔)

حوالہ: تفسیر رازی جلد ۱۲ ص ۲۶

۲۔ تذکرۃ الخواص باب ۲ ص ۲۴

۲۔ الطرائف ا ص ۴۷، نقل از تفسیر ثعلبی

# سورہ کہف، سورہ مریم!

سورہ کہف میں شیعہ مؤمنین کے حال کو بیان کیا ہے جو حضرت علی علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اعمال انجام دیئے اور فرمایا:
اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (جو ایمان لے آئے۔ یعنی جو حضرت علی علیہ السلام پر ایمان لے آئے[1]) وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا o اُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمُ الْاَنْھٰرُ (اور نیک اعمال انجام دیئے بے شک اچھے عمل کرنے والے کے اجر کو ہم ضائع نہیں کرتے ہیں ان کے لئے جنت عدن ہے جس کے نیچے نہریں جاری ہیں) (سورہ کہف آیت ۳۰) اللہ تعالیٰ نے اس کی محبت کے ذریعہ ہدایت پانے والے کی ضمانت دی ہے کہ انہیں زیادہ اجر ملے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کی اُس کے لئے مدد ہے چنانچہ فرمایا:

وَیَزِیْدُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اھْتَدَوْا ھُدًی

(جو ہدایت پاتے ہیں ان کے اجر میں اللہ تعالیٰ اضافہ کرتا ہے)
کیونکہ علیؑ اور ان کی اولادؑ ہدایت کرنے والے ہیں!

پھر فرمایا: وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ (نیک باقیات) ہادی عترتؑ کی محبت ہے جو خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ مَّرَدًّا (ثواب کے لحاظ سے بہتر ہیں اور انجام کے لحاظ سے بھی بہتر ہیں۔) (سورہ مریم آیت ۷۶) یعنی آخرت میں![2]

---

[1] ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ ما انزل اللہ فی القرآن یا ایھا الذین امنوا الا و علیؑ امیرھا و شریفھا (قرآن مجید میں جہاں ایمان والوں کا تذکرہوا



ہے علیؑ ان کا امیر اور ان میں سرفہرست ہے) (روضۃ الواعظین ص ۱۰۶، مناقب ال ابی طالب ا ص ۲۹۰)

[2] سورہ مریم میں امیر المومنین علیہ السلام کی بابت ایک اور آیت بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ خداوند نے فرمایا: لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا۔ (کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہوگا سوائے اُس کے جس نے رحمٰن سے عہد لیا ہو) (سورہ مریم آیت ۸۷)

شفاعت وہی کر سکتا ہے اور شفاعت اُسی کی قبول ہوسکتی ہے جس نے رحمان سے عہد لیا ہو مگر جسے امیر المومنین علیہ السلام اور دوسرے آئمہ کی ولایت کا اذن دیا گیا ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عہد ہے! (اصول کافی ا ص ۴۲۲ حدیث ۹۰)

ایک روایت میں ہے: الا من دان اللہ بولایة امیر المومنین والائمة من بعده فھو العھد عند اللہ

(سوائے اُس کے جو امیر المومنینؑ اور اس کے بعد والے آئمہ کی ولایت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے پس یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عہد ہے۔ (تاویل الایات ا ص ۳۰۷ حدیث ۱۳)

پھر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ وہ علیؑ کے شیعوں کو دوست رکھتا ہے اُس کے لئے سارے لوگوں کے دلوں میں جحت کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (جو ایمان لے آئے) یعنی جو علیؑ پر ایمان لے آئے۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (اور انہوں نے نیک اعمال انجام دیئے) یعنی ایمان لانے کے بعد نیکیاں کیں اور وہ نیکی یہ ہے کہ انہوں نے فرعون، ہامان کو چھوڑ دیا اور ان سے برأت کا اظہار کیا کیونکہ حقیقت میں ایمان علیؑ کی محبت ہے اور حقیقت میں نیک اعمال اُس کے دشمنوں سے برأت ہے باقی ساری اطاعات اس کے بعد اس کی فرع ہیں۔

سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا

(عنقریب اللہ ان کے لئے محبت کو قرار دے گا) (سورہ مریم آیت ۹۶)

یعنی اُس کی محبت ساری مخلوق کے دلوں میں قرار دے گا جس میں پرندے وحشی جانور بھی شامل ہیں درندے اُس کے آگے عاجزی کریں گے اور بھیڑیئے اُس کے سامنے ذلیل ہوں گے۔

گمراہی کے بعد جو اس کی محبت کے ذریعہ ہدایت پاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کی بخشش کی ضمانت دی ہے وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ (جو گمراہ اماموں کی پیروی سے توبہ کرتا ہے میں اُس کی توبہ قبول کروں گا وَاٰمَنَ اور وہ علیؑ اور علیؑ کی اولاد پر ایمان لے آتا ہے وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى نیک عمل کرتا ہے اور ہدایت حاصل کر لیتا ہے اللہ کی ہدایت اور اس کے مضبوط قلعہ میں آ جاتا ہے۔ (سورہ طٰہٰ آیت ۸۲)



۱ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

**ولایة امیر المومنین هی الود الذی قال الله عزوجل**

(امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت وہ محبت ہے جس کا اللہ عزوجل نے کہا ہے)

(تاویل الایات ا ص ۳۰۷)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

**نزلت فی علی فما من مؤمن الا وفی قلبه حب لعلی**

(یہ آیت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ہر مومن کے دل میں علیؑ کی محبت ہوتی ہے۔)

(تاویل الایات ا ص ۳۰۹۰۳۰۹ حدیث ۱۸)

یہاں ایک آیت امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں ہے: فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا۔ (ہم نے اسے تیری زبان کے ذریعہ سے آسان کر دیا تا کہ اس کے ذریعہ سے متقیوں کو بشارت دے اور اس کے ذریعہ سے کافر قوم کو ڈرائے۔) (سورہ مریم آیت ۹۷)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: **انما یسره الله علی لسانه حین اقام امیر المومنین علما فبشربه المومنین و انذربه الکافرین وهم الذین ذکرهم الله فی کتابه لدا ای کفارا.**

(اللہ نے اسے آپؐ کی زبان پر آسان قرار دیا جب آپؐ نے امیر المومنینؑ کو علم قرار دیا اس کے ذریعہ مومنوں کو خوشخبری دی اور کافروں کو ڈرایا یہ وہ ہیں جن کے بارے میں قرآن مجید نے کہا یعنی کافر) (تاویل الایات ا ص ۳۰۷)

اللہ تعالیٰ نے اُسے ہدایت قرار دیا اور اس کی بابت اُس کی پیروی کرنے والوں کو بشارت دی فرمایا: فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ○ (جو میری ہدایت کی پیروی کرتا ہے وہ نہ گمراہ ہوتا ہے اور نہ ہی بدبخت ہوتا ہے۔) (سورہ طٰہ آیت ۱۲۳)

ہدایت: آلِ محمدؐ کی محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا ذکر قرار دیا اور فرمایا اس کی ولایت سے منہ پھیر لیتا ہے اس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے اور وہ اندھا فقیر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى ○

(جو میرے ذکر سے منہ پھیر لیتا ہے اُس کی روزی تنگ ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن اُسے اندھا اُٹھائیں گے) (سورہ طٰہ آیت ۱۲۴)

ذکری: میرا ذکر اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہے کیونکہ علیؑ کتاب ہے' ذکر سے مراد ولایت علیؑ ہے۔[1] کیونکہ جو ولایت سے منہ پھیر لیتا ہے وہ اندھا ہو جاتا ہے۔

پھر ذکر کیا ہے جو اُس پر اور اُس کی عترتؑ پر ایمان نہ لے آئے وہ اسراف کرنے والا ہے اُس کے لئے آخرت میں سخت عذاب ہے۔

فرمایا: وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ (اسی طرح ہم اسراف کرنے والے کو سزا دیتے ہیں) جو علیؑ سے بغض میں اسراف کرتا ہے۔[2] وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ (طہ آیت ۱۲۷) (جو اپنے پروردگار کی آیات پر ایمان نہیں



رکھتا) آیات سے مراد علیؑ اور اُس کی عترتؑ ہے (اصول کافی ا ص ۴۳۶ ح ۹۲) پس جو ان پر ایمان لے آئے گویا اللہ کی ساری آیات پر ایمان لے آیا اور جو انہیں جھٹلاتا ہے وہ مومن نہیں ہے۔

---

1. امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: و من اعراض عن ذکری یعنی جو امیر المومنینؑ کی ولایت سے منہ پھیرے ابن عباسؓ نے کہا: ان من ترک ولایة علی اعماہ اللہ راصمه ۔ (جو علیؑ کی ولایت کو چھوڑ دیتا ہے اسے اللہ اندھا اور بہرہ بنا دیتا ہے۔ (تاویل الایات ا ص ۳۲۱، شواہد التنزیل ا ص ۴۹۶ حدیث ۵۲۵)

2. امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یعنی من اشرک بولایة امیر المومنین غیره ومن لم یؤمن بایات ربه و ترک الائمة معاندة فلم یتبع آثارهم ولم یتولهم (یعنی جو امیر المومنینؑ کی ولایت میں دوسروں کو شریک قرار دیتا ہے اور جو اپنے رب کی آیات پر ایمان نہیں رکھتا اور عناد کی بنیاد پر آئمہؑ کو چھوڑتا ہے اور ان کے آثار کی پیروی نہیں کرتا اور ان کی ولایت کو نہیں مانتا۔ (اصول کافی ا ص ۴۳۶ ح ۹۲)

پھر فرمایا: وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی (آخرت کا عذاب سخت ترین اور باقی رہنے والا ہے۔ (سورہ طٰہٰ آیت ۱۲۷)

ا۔ یعنی جو دنیا میں گناہ کرتا ہے اور حق کی مخالفت کرتا ہے۔ اُس کے لئے عذاب ہے اور وہ اُس عذاب سے باہر نہیں نکلیں گے اور نہ ہی عذاب میں کمی واقع ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں کو صراط مستقیم والے قرار دیا ہے اور اہل ہدایت کہا ہے:

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى

(عنقریب تم جان لوگے کہ سیدھے راستے والے اور ہدایت پانے والے لوگ کون ہیں۔) (سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۵)

اس کا معنی: میرا غیر ہے۔ ۱

---

۱ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: علی صاحب الصراط السوی و من اهتدی ای الی ولا یتنا اهل البیت۔

(علیؑ صراط مستقیم اور ہدایت کا صاحب ہے یعنی ہم اہل بیت کی ولایت...... سیدھا راستہ ہے۔ بحار الانوار ۲۴ص ۱۵۰ ح ۳۳، تاویل الآیات اص ۳۲۳ ح ۲۵۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثم اهتدیٰ یعنی علیؑ کی ولایت کی طرف راہنمائی کی!

(تفسیر نور الثقلین ۳ص ۳۸۷ ح ۹۴۔ شواہد التنزیل اص ۳۵۳، ص ۴۹۳)



# سورہ انبیاء اور سورہ نحل

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کے زمین میں حکم کو بیان کیا ہے اور ان کی زمین کی طرف رخصت کو سورہ انبیاء میں بیان کیا ہے۔

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ۝

(ہم نے تورات کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ میرے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے) (سورہ انبیاء آیت ۱۰۵)

اس سے مراد: قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ ہے...... اسے مفسروں نے تحریر کیا ہے۔ حوالہ: تفسیر قمی ۲ ص ۷۷، تفسیر مجمع البیان ۷ ص ۱۲۰، تاویل الایات اص ۳۳۲، مختصر البصائر ص ۴۶

سورہ نحل آیت ۱ میں قائم آل محمد علیہ السلام اور حضرت علی علیہ السلام کو امر خدا قرار دیا گیا ہے:

اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنَ۝

(امر خدا آ گیا ہے اس میں جلدی نہ کریں)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: امر اللہ سے مراد قائم آل محمد علیہ السلام کا قیام ہے۔

حوالہ: تفسیر عیاشی ۲ص ۲۵۴ ح ۳، تاویل الایات اص ۲۵۲ ح ۱

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام اور اُس کی ذریت علیہم السلام کو علامات قرار دیا:

وَ عَلَامَاتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ

(اور علامات اور ستاروں سے لوگ راہنمائی پاتے ہیں) (سورہ نحل آیت ۱۶)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: نجم رسولؐ خدا اور علامات آئمہؑ ہیں۔

حوالہ اصول کافی ا ص ۲۰۷ ح ۲، ۳

(۲) تفسیر عیاشی ۲ ص ۲۵۵ نجم امیر المومنین علیہ السلام ہے:

(۳) مازندرانی نے کہا ہے: نجم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علامات آئمہؑ ہیں اور یہ اطلاق حقیقت کے قریب ہے آئمہؑ الہی راستوں قوانین شرعیۂ ناموس ربانیہ کی علامات ہیں انہیں آپؐ نے اللہ تعالٰی کے حکم سے وضع کیا ہے تاکہ لوگ آپؐ کے بعد گمراہ نہ ہوں ان سے ہدایت پائیں اور ان کے آثار کی اقتداء کریں لوگ ان سے راہنمائی پائیں گے اور ان کی ہدایت سے ہدایت پائیں گے۔ ہشامؓ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے وَ عَلَامَاتٍ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ○ کے بارے میں پوچھا تو امام نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نجم ہے اور الائمہؑ علامات ہیں۔

(شرح اصول کافی ۵ ص ۲۶۰)

اللہ تعالٰی نے آئمہ کو اہل ذکر قرار دیا ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو۔)

(سورہ نحل آیت ۴۳)

ابن عباسؓ نے کہا:



آپؐ نے فرمایا: انا و الائمة من اهل بیتی اهل الذکر فاسئلوهم ترشدوا

(میںؐ اور میری اہل بیتؑ سے آئمہؑ اہل ذکر ہیں ان سے پوچھو راہنمائی پاؤ گے۔) حوالہ: بحار الانوار ۱۶ ص ۳۵۹)

امیر المومنین نے فرمایا: واللہ انا لنحن اهل الذکر (خدا کی قسم ہم اہل الذکر ہیں)

امام محمد باقر علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام سے اسی کی روایت ہوئی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انا و الائمة اهل لذکر (میں اور آئمہؑ اہل ذکر ہیں)

شواہد التنزیل ا ص ۳۳۲ ح ۴۵۹، تاویل الایات ا ص ۲۵۵ ح ۷۔۸۔ا

## اللہ تعالٰی نے حضرت علی علیہ السلام کو نحل مکھی کا امیر بنایا:

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ

(تیرے رب نے نحل کی طرف وحی کی) (سورہ نحل آیت ۶۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے پس نحل ہم ہیں، پہاڑ ہمارے شیعہ ہیں، درخت مومنوں کی عورتیں ہیں اور آئمہؑ نحل ہیں اور علیؑ ان کا امیر ہے۔ حوالہ: تفسیر قمی ا ص ۳۸۷، تفسیر ایران ۱۲ ص ۳۰۸ الشیعہ فی احادیث الفریقین ص ۴۲۶

**اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو عدل اور ولی علیہ السلام کو صراط مستقیم قرار دیا ہے:**

هَلْ يَسْتَوِىْ هُوَ وَ مَنْ يَّأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

(کیا وہ برابر ہے اور وہ جو عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے اور وہ صراط مستقیم پر ہے) (سورہ نحل آیت ۷۶)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: العدل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم والصراط المستقیم علی علیہ السلام

(حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدل اور صراط مستقیم علی علیہ السلام ہے)

''امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ علی بن ابی طالبؑ ہے جو عدل کے ساتھ حکم کرتا ہے اور وہ صراط مستقیم پر ہے۔ (الصراط المستقیم ا ص ۲۸۴، تفسیر قمی ا ص ۳۸۷)

اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے محبت رکھنے والے شیطان سے محفوظ ہیں۔ فرمایا: اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (اُسے ان لوگوں پر حکومت کا حق نہیں ہے جو ایمان والے ہیں) (سورہ نحل آیت ۹۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: لا یقدر علی شیعتنا ان یزیلهم عن الولایة (شیطان ہمارے شیعوں پر قدرت نہیں رکھتا کہ وہ انہیں ولایت سے الگ کر دے۔) (تفسیر نور الثقلین ۳ ص ۸۴، تفسیر عیاشی ۲ ص ۲۷۰، بحار الانوار ۶۰ ص ۲۵۵) پس اے مؤمن اور متمسک ولایت تجھے بشارت ہو تو ولایت پر فائز ہے اور پل صراط سے گزرنے والا ہے۔



# سورہ بنی اسرائیل!

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت میں شک کرنے والوں کو ڈرایا!

وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِىْ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ

(یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اُس وحی سے منحرف کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف بھیجی ہے۔)

(سورہ بنی اسرائیل آیت ۷۳)

یعنی: حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کیونکہ وہ اُس سے بغض رکھتے ہیں یہ کتاب خلاصۃ الاقوال سے ہے۔[1]

پھر بیان کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت مومنوں کے لئے رحمت اور شفا ہے اور منافق کے لئے نقصان، بدبختی اور اندھا پن ہے۔

چنانچہ فرمایا: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ (ہم نے قرآن سے اُسے نازل کیا ہے جو شفا ہے اور رحمت ہے) پس یہ اُس کے محبوں کے لئے شفا ہے وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا (ظالموں کو صرف نقصان ہی کا اضافہ ہوتا ہے) (سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۲) یہ دشمنوں کے لئے بدبختی ہے۔

---

[1] امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس کی تفسیر علی بن ابی طالبؑ ہے۔ یعنی وہ چاہتے ہیں کہ تجھے اُس سے دور کر دیں جسے ہم نے علیؑ کے بارے میں نازل کیا ہے کیونکہ اللہ نے تجھے علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کا حکم دیا ہے۔ (تفسیر فرات کوفی ص ۲۴۳ ح ۳۲۹، تاویل الایات ا ص ۲۸۴)

# سورہ کہف

خداوند نے فرمایا:

لِيُنْذِرَ بَأْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ.

(تا کہ وہ اپنی طرف سے سخت عذاب سے ڈرائے۔) (سورہ کہف آیت ۲)

اللہ تعالیٰ نے اس کا نام سخت عذاب رکھا ہے۔

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: البأس الشدید علی علیہ السلام۔

(حضرت علی علیہ السلام سخت عذاب ہے۔ ۱

اپنی طرف سے: کیونکہ علی علیہ السلام آپؐ سے ہے۔ ۲

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ وہ اُس کے حق اور ولایت کو لوگوں تک پہنچائے:

وَ قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

(اور کہہ دو حق تمہارے پروردگار کی طرف سے ہے جو چاہے ایمان لے آئے جو چاہے کفر اختیار کرے۔) (سورہ کہف آیت ۲۹)

۱۔حق: ولایت علی علیہ السلام ہے۔ (الصراط المستقیم ا ص ۲۷۳، تفسیر قمی ۲ ص ۳۵

۲۔کفر: یعنی علیؑ کا انکار اگر ولایت کا اقرار کرے گا تو مومن ہوگا اگر انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اُس کی اور اُس کے دشمن کی مثال دی اور فرمایا:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ (ان کے لئے دو مردوں کی مثال



دے) (سورہ کہف آیت ۳۲)

۱۔ امام محمد باقر علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: علی ابن طالب بأس شدید ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے آپؐ کے ساتھ آپؐ کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کرتا رہا ہے، مروی ہوا ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حوالہ مناقب آل ابی طالب ا ص ۳۵۳، تفسیر عیاشی ۲ ص ۳۲۱ ح ۱۲ ۲۔ یعنی آپؐ کی طرف سے ہے اور آپؐ کی اہل بیتؑ سے ہے اور آپؐ کا نفس ہے۔ (تاویل الایات ا ص ۲۹۲)

قیامت کے دن اُسے ولایت دے گا چنانچہ فرمایا:

هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ

(یہاں ولایت اللہ کے لئے ہے جو حق ہے) (سورہ کھف آیت ۴۴)

کیونکہ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ...... اللہ تعالیٰ کی ولایت ہے (الصراط المستقیم ا ص ۲۹۰، بحار الانوار ۲۴ ص ۳۵۲)

کیونکہ یہ ولایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو اُس کی طرف سے ہوتی وہ اُس کے لئے ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی ولایت کا نام حسنیٰ رکھا ہے چنانچہ فرمایا:

وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحاً فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰی

(جو ایمان لے آئے اور نیک عمل انجام دے اُس کے لئے اچھی جزا ہے) (سورہ کہف آیت ۸۸)

حوالہ: اس سے مراد اہل بیتؑ کی ولایت ہے: تاویل الایات ا ص ۲۹۷ ح ۹)



# سورہ طہٰ!

اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنے نبیؐ کے لئے وزیر بنایا جس طرح ہارون کو موسیٰ کا وزیر بنایا!

وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ هَارُوْنَ اَخِی o اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِیْ o وَ اَشْرِكْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ o كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا وَّ نَذْكُرَكَ كَثِیْرًا o اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا o

(میرے لئے میری اہل بیتؑ سے میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر بنا اُس کے ذریعہ میری پشت کو مضبوط بنا۔ اُسے میرے معاملہ میں شریک کار بنا تاکہ ہم تیری زیادہ تسبیح کریں اور تیرا زیادہ ذکر کریں بے شک تو ہمارے حال کو دیکھنے والا ہے۔) (سورہ طہٰ آیت ۲۹ سے ۳۵)

وزیر...... بوجھ اُٹھانے والا، کام کرنے والا اور مددگار ہوتا ہے امیر المومنین علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسد، حسام، شیر اور ضرغام تھے۔

مِنْ اَهْلِی: جو میری اہل بیتؑ سے ہو۔ یہی معنیٰ ظاہر ہے کیونکہ وہ آپؐ کا بھائی ہے آپؐ کا گوشت، خون اور جان ہے پس وہ اس کا زمانہ نور سے بھائی ہے۔ بھائی پن میں، طہارت و عصمت اور عدل میں بھائی ہے۔

اشْدُدْ بِهٖ اَزْرِیْ: اس کے ذریعہ سے میری پشت کو مضبوط بنا اور وہ رسول خدا کا پشت پناہ اور مددگار ہے۔

اَشْرِكْهُ فِی اَمْرِیْ: میرے معاملہ میں میرا شریک کار بنے۔ میری

قوم میں میری رسالت پہنچائے اسی طرح امیر المومنین علیہ السلام نبیؐ کے بعد امت تک رسالت نبویہ پہنچاتے رہے اگر یہ نہ ہوتے تو قیامت تک دین کے پہنچانے اور مکمل رہنے کا امکان نہ رہتا ان کا بہت بڑا مقام ہے۔ جو زندگی میں اور وفات کے بعد خلافت حاصل ہوئی۔ ۱؎

---

۱؎ حدیث منزلت: انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ. (تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی) یہ حدیث متواتر ہے۔
(نظم المتناثر من الحدیث المتواتر ص ۲۰۷ ح ۲۳۳)

حاکم نے کہا ہے یہ حدیث تواتر کی حد میں داخل ہے (کفایۃ الطالب ص ۲۸۳ باب ۷۰)

سیوطی اور دوسرے علماء نے اس کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے (الازهار المتناثرہ ص ۲۷ ح ۱۰۳، نظم المتناثر ص ۲۰۶ ح ۲۳۳، اتحاف ذوی الفضائل ص ۱۶۸ ح ۲۱۷)

اسے صحیحین میں تحریر کیا ہے اور اس کو متفق علیہ قرار دیا ہے (مشکوٰۃ المصابیح ۳ ص ۱۷۱۹) کتاب المناقب مناقب علیؑ، صحیح مسلم ۱۵ ص ۱۶۹ ح ۶۱۶۷ کتاب فضائل الصحابہ باب فضائل علیؑ عن سعدؓ صحیح بخاری ۵ ص ۸۱ ح ۲۵ کتاب فضائل اصحاب النبی باب مناقب علیؑ (۳۹)



# حدیث منزلت کا صدور اور مورد

## ۱۔ غزوہ تبوک سے پہلے:

اسے جملہ صحابہ نے روایت کیا ہے جن میں سعد بن عبیدہ بن ابی بردہ شامل ہے۔

آپؐ نے فرمایا: الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الاالنبوة و انت خلیفتی.

(کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تیری نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی سوائے نبوت کے اور تو میرا خلیفہ ہے۔)

حوالہ: مسند احمد ۱ ص ۱۸۳، ط، م وص ۲۹۸ ط، ب، مروج الذہب ۲ ص ۶۱ طبع مصر ۱۳۴۵ و ۳ ص ۱۶ طبع دار الاندلس بیروت۔ خلافت معاویہ، کنز العمال ۱۰ ص ۱۳۹ طبع حیدر آباد

## ۲۔ مدینہ میں مواخات کے دن:

عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے مروی ہوا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی و انت منی بمنزلة هارون من موسی وانت اخی ووارثی

(وہ ذات جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں نے تجھے صرف اپنے لئے مؤخر قرار دیا ہے، تیری منزلت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ ہے تو میرا بھائی اور وارث ہے۔)

حوالہ: فضائل الصحابہ احمد ۲ ص ۶۳۸، ص ۶۶۲ ح ۱۰۸۵، ۱۱۳۷ مناقب علیؑ، معجم الاوسط ۸ ص ۴۳۵ ح ۷۸۹۰

## (۳) مباہلہ کے دن:

اسے انس بن مالک نے روایت کیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباہلہ کے دن اپنے اصحاب مہاجرین و انصار کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا...... علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور منبر کے پاس لے گئے اور فرمایا: اللھم ھذا منی و انا منہ الا انہ منی بمنزلة ھارونؑ من موسیٰؑ الامن کنت مولاہ فھذا علی مولاہ.

(خدایا! یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں خبردار اس کی میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی۔ خبردار جس کا میں مولا اس کا علی مولا ہے۔)

حوالہ: الطرائق اص ۱۶۸، ۱۶۹ح ۲۲۴، العمدہ ص ۴۶!

## ۴۔ امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے دن رب العزت کی زبانی:

اسے اسماء بنت عمیس نے روایت کیا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امام حسن علیہ السلام کی ولادت کے دن حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: تو نے میرے بیٹے کا کیا نام رکھا ہے؟ امام نے عرض کی! اس میں میں نے آپؐ پر پہل نہیں کی ہے آپؐ نے فرمایا: میں بھی اس میں اپنے آپ پر پہل نہیں کرتا؟ جبرائیلؑ آیا دعا سلام کے بعد عرض گزار ہوا خداوند نے فرمایا ہے: علی منک بمنزلة ھارونؑ من موسیٰؑ و لکن لا نبی بعدک



فسم ابنک ھذا باسم ولد ھارون (علیؑ کی تیرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی لیکن تیرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اپنے اس بیٹے کا نام ہارون کے بیٹے کے نام پر رکھو۔)

حوالہ: تاریخ الخمیس اص ۴۱۸، موطن ۳ وقائع سنہ ۳ ھجری...... مقتل خوارزمی ص ۸۷، ص ۸۸ فصل ۶ فضائل حسنینؑ، عیون اخبار الرضا ۲ ص ۲۶ باب ۳۱ ج ۴

## (۵) امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے دن رب العزت کی زبانی:

اسے اسماء بنت عمیس نے روایت کیا ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کی ولادت کے دن حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ تم نے میرے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟...... مثل امام حسن علیہ السلام والی حدیث کے ہے......

حوالہ: تاریخ خمیس اص ۴۱۸، موطن ۳ وقائع سنہ ۳ ھجری، الریاض النضرہ ۲ ص ۱۴۴ طبع مصر۔

## (۶) یوم الدار حدیث منزلت:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ ٥ (سورہ شعراء آیت ۲۱۴) نازل ہوئی:

تفسیر ثعلبی میں ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعب ابی طالبؑ میں چالیس بنی عبدالمطلبؑ کے لوگوں کو جمع کیا ان کے لئے علیؑ نے

بکری کی ران پکائی...... رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں اور میری قوم مخلص ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس کی اہل بیتؑ سے اس کا بھائی، وارث، وزیر، وصی اور خلیفہ بنایا تم میں سے کون ہے جو اس بات پر میری بیعت کرے تا کہ وہ میرا بھائی، میرا وزیر (وصی) اور وارث بنے ویکون فی بمنزلة هارونؑ من موسیٰؑ الا انه لا نبی بعدی (اور وہ میرے ساتھ وہی نسبت رکھے گا جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا) لوگ خاموش ہوگئے آپؐ نے تین دفعہ اپنی بات کو دہرایا اتنے میں علیؑ سارے لوگوں کی نظروں کے سامنے کھڑے ہوگئے اور اُس نے آپؐ کی بیعت کی اور دعوت کو قبول کیا۔ الغدیر ص ۲۸۳!

## (۷) خیبر کے دن:

جابر انصاری سے مروی ہے: آپؐ نے فرمایا:

لولا ان تقول فیک طائفة من امتک ما قالت النصاری فی المسیح بن مریم لقلت فیک الیوم قولا لا تمر بملاء الا اخذوا التراب من تحت قدمیک و من فضل طهورک فاستشفوا به و لیکن حسبک ان تکون منی و انا منک ترثنی و ارثک و انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی.



(اگر مجھے تیری بابت وہ خوف نہ ہوتا جو عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے بارے میں کہا گیا ہے تو میں آج تیرے بارے میں وہ بات کہتا کہ جس کو سننے کے بعد تو جہاں سے جاتا لوگ تیرے قدموں کے نیچے سے مٹی اُٹھا لیتے اور تیرے وضو کے بچے ہوئے پانی سے شفا مانگتے لیکن تیرے لئے یہی کافی ہے کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں تو میرا وارث ہے اور میں تیرا وارث ہوں تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبیؐ نہ ہے۔)

حوالہ:۔ (کنز الفوائد، ص ۲۸۱۔ مناب ابن مغازلی ص ۱۰۷ طبع بیروت و طبع تہران ص ۲۳۷۔۲۸۰۷)

## ۸:۔ ہر جنگ میں علی علیہ السلام رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دائیں جانب ہوتے اور حدیث منزلت بیان ہوتی:

خوارزمی نے ابوذرؓ سے روایت کی:

عثمان کی بیعت کے پہلے دن حضرت علی علیہ السلام نے احتجاج کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ جب میں جنگ کرتا اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دائیں جانب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی ؟ لوگوں نے کہا: ہاں ہم جانتے ہیں۔ (مناقب خوارزمی ص ۳۰۱۔ ج ۲۹۴۔ فصل ۱۹)

## ۹:۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات سے ایک سال پہلے حدیث منزلت:

ابن عباسؓ سے مروی ہے:

میں نے ابوذرؓ کو دیکھا اُس نے خانہ کعبہ کے کنڈے کو پکڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے میں نے گزشتہ سال رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہی کنڈا پکڑے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا...... **علی علیہ السلام سید المسلمین و امام المتقین یقتل الناکثین و المارقین و الجاحدین و علی علیہ السلام منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی۔**

(علیؑ سید المسلمین، امام المتقین ہے بیعت توڑنے والوں، سنگدلوں اور خارجیوں سے جنگ کرے گا علیؑ کی میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبیؑ نہ ہوگا۔)

(کنز الفوائد۔ص ۲۸۲)

## ۱۰:۔ دروازے بند کرواتے وقت حدیث منزلت:

جابر انصاریؓ سے مروی ہے: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے پاس تشریف لے آئے اُس وقت ہم مسجد میں لیٹے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ماری اور فرمایا: کیا تم مسجد میں سوتے ہو؟ یہاں کوئی سو نہیں سکتا ہے؟! ہم تیزی سے چلے اور ہمارے ساتھ علی ابن ابی طالبؑ بھی تیز چلنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ادھر آؤ اے علیؑ تیرے لئے وہ سب حلال ہے جو میرے حلال ہے یا علی علیہ السلام **اما ترضی ان تکون من بمنزلة هارون من**



**موسی الا النبوة** ۔ (تیری نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی سوائے نبوت کے!) (ترجمہ امیر المومنین من تاریخ دمشق ص ۲۹۰۔۳۲۹، ینابیع المودة ص ۵۱، ص ۸۸، طبع اسلام بول ۱۳۰۱ھ، ص ۵۷، ص ۱۰۰ طبع نجف باب ۱۷۔)

## ۱۱:۔ امیر المومنین علیہ السلام کی بیماری کے وقت مسجد میں حدیث منزلت:

ابانؓ سے سلیم سے مروی ہے:

علی علیہ السلام بیمار ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحت کی دعا کی اور اُسے شفا مل گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

**انی لم اسئل اللّٰہ شیئا الا اعطانیه الم اسئل لنفسی شیئا الا اسئلت لک مثله...... سئلته ان یجعلک منی بمنزلة هارون من موسی و ان یشد بک ازری و یشر کک فی امری ففعل الا انه لانبی بعدی فرضیت.**

میں نے اللہ تعالیٰ سے جس شے کا سوال کیا ہے اُس نے میری حاجت کو پورا کیا ہے۔ میں نے اپنے لئے کوئی شے نہیں مانگی مگر ویسی شے تیرے لئے مانگی ہے...... میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ تیری میری ساتھ وہی نسبت قرار دے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی۔ تیرے ذریعہ میری پشت کو مضبوطی دے اور تجھے میرے معاملات میں شریک قرار دے ایسا ہی ہوا مگر میرے بعد نبیؑ نہیں

آئے گا پس میں اس پر راضی ہو گیا۔ (کتاب سقیفہ سلیم ص ۲۲۴،ص ۲۲۱)

## ۱۲:۔حدیث منزلت اور حضرت عمر:

حضرت عمر نے کہا: ماشل محمد فی اهل بیته الا کنخلة نسبت فی کناسة (محمد کی اپنی اہل بیتؑ میں مثال اُس کھجور کے درخت جیسی ہے جو گندگی پر اگتا ہے)۔رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو معلوم ہوا تو ناراض ہوئے منبر پر آئے تو خطبہ دیا اور خطبے کے آخر میں فرمایا:

تم نے میری اہل بیتؑ کے بارے میں جو کہا ہے میں نے اُسے سن لیا ہے میری اہل بیتؑ افضل ہے اور سب سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں صفات سے مخصوص قرار دیا اور انہیں اسلام کی پہل کی فضیلت دی اور یہ میرے قریبی ہیں و انه منی بمنزلة هارون من موسی پھر بھی تم گمان کرتے ہو کہ میری اپنی اہل بیتؑ میں مثال اُس کھجور جیسی ہے جو...... (کتاب سقیفہ تالیف سلیم ص ۱۴۰۔ احقاق الحق میں روایت ہوئی ہے جو محمد بن احمد حنفی سے اُس کی کتاب بحر المناقب ۵ ص ۱۴۱ میں منقول ہوئی ہے)۔

## ۱۳:۔علی علیہ السلام اور عقیل کی فضیلت کے وقت حدیث منزلت:

قرمانی نے ابن عقیلؓ سے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام اور جعفر بن ابی طالبؑ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جھگڑا ہوا ایک نے کہا: خدا کی قسم تم مجھ سے زیادہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محبوب نہیں ہو ہماری قرابت ایک ہے ہمارا باپ اور ماں ایک ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدا کی قسم! میں تجھے دو چیزوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں۔ ا:۔



میرے ساتھ قرابت کی وجہ سے۔۲:۔ تیرے باپ ابو طالبؑ کی تجھ سے محبت کی وجہ کیونکہ میں سب سے زیادہ اُس سے محبت کرتا ہوں۔

اے علیؑ: انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لانبی بعدی. (اخبار الاول قرمانی ص ۱۲۲۔تاریخ دمشق ۳۶،ص ۱۰۰۔۱۵۱ص ۱۴ محمد اصغر بن عقیلؓ کے حالات میں!)

## ۱۴:۔علی علیہ السلام کی جعفرؓ اور زیدؓ پر فضیلت میں حدیث منزلت:

اسے نسائی نے تحریر کیا ہے: ابن عساکر نے ھانی بن ھانی بن علی سے روایت کی ہے کہ ہم مکہ آئے حمزہ کی بیٹی نے آواز دی: اے چچا! اے چچا! علی علیہ السلام پاس گئے اور اُسے اٹھالیا، اپنی اھلیہ کے سپرد کیا اور کہا: اسے لو یہ تمہاری چچا زاد کا محمل ہے اس کی بابت علیؑ، زیدؓ اور جعفرؓ کا نزاع ہوا......

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الخالة بمنزلة الام (خالہ ماں کی جگہ پر ہوتی ہے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا: انت منی بمنزلة هارون و انا منک.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جعفرؓ سے فرمایا تو شکل وصورت اور اخلاق میں میری شبیہ ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیدؓ سے فرمایا: اے زیدؓ تو ہمارا بھائی اور دوست ہے۔ (خصائص نسائی ص ۷۹،ص ۸۰ ج ۶۸ علی علیہ السلام منی وانا من علی علیہ السلام)

## ۱۵:۔غدیر کے دن حدیث منزلت:

جابر انصاری سے مروی ہے: اسے تفسیر ثعلبی میں تحریر کیا گیا ہے غدیر خم کے مقام پر رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: لکن علی علیه السلام بن ابی طالب انزل الله منی بمنزلة هارون من موسی و انزلنی منه منزلته منی ۔(احقاق الحق ۵، ص ۸۹۔ مناقب عبداللہ شافعی ص ۱۰۸ مخطوط)۔

## ۱۶:۔فاطمہؑ کے سامنے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر میں حدیث منزلت:

اسے کریمہ بنت عقبہ نے روایت کیا ہے: میں نے فاطمہؑ بنت حمزہ سے سنا اُس نے کہا: میں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی علیه السلام منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لانبی بعدی ۔(تاریخ دمشق حضرت علی علیہ السلام کے حالات جلد ۳۹۰ ۔۴۰۴)

## ۱۷:۔ام سلمہ کے گھر میں حدیث منزلت:

طبرانی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ام سلمہؓ سے کہا یہ علی علیہ السلام ابن ابی طالبؑ ہے اس کا گوشت میرا گوشت ہے، اس کا خون میرا خون ہے هو منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لانبی بعدی...... و هوا خی فی الدنیا و الاخرة



(دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے)......وہ سنائے اعلیٰ میں میرے ساتھ ہوگا اے ام سلمہ گواہی دے کہ علی علیہ السلام ناکثین، قاسطین، مارقین کے ساتھ جنگ کرے گا۔ (المعجم الکبیر ۱۲، ص ۱۵۔ ابن عباسؓ کے حالات ۱۲۳۴۱۔ تاریخ دمشق ج ۹۰ ص ۱۲۳)

## ۱۸:۔ابوبکر، عمر، ابوعبیدہ کے سامنے حدیث منزلت:

عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے: میں نے عمر بن خطاب سے سنا اُس نے کہا:

میں، ابوعبیدہ، ابوبکر اور کچھ دوسرے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

یا علی علیه السلام انت اول المومنین ایمانا و اول المسلمین اسلاما و انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ۔ (اے علی علیہ السلام تو پہلا ایمان لانے والا ہے، تو پہلا اسلام لانے والا ہے تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ھارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی)۔ حوالہ:۔(ذخائر العقبی ص ۵۸۔ کنز العمال ۶، ص ۳۹۰، ۱۱ ص ۵۹۹، ص ۶۰۳، ص ۶۰۶۔ جواهر المطالب ۱ ص ۳۷۔ باب ۴۔)

## ۱۹:۔ابوبکر اور عمر کی مدح کے وقت حدیث منزلت:

ضحاک نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے:

میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا نبیؐ کے پاس آئے اور پیچھے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تھام لیا اور کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ابوبکر، عمر کا نام رکھا ہے اور ان کے بارے میں ضرب المثال دی ہے، میرا ذکر نہیں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ۔ (تاریخ دمشق ا ص ۳۶۸۔ ح ۴۰۸)

## ۲۰:۔علی علیہ السلام اور زبیر کے اجتماع کے وقت حدیث منزلت:

قزوینی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی ہے...... امیر المومنین علی علیہ السلام بن ابی طالب نے کہا: میں اور زبیر بن العوام رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس ہاتھ میں ہاتھ ڈالے گئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہؓ بنت خویلد کے گھر میں تشریف فرماتے تھے۔ ہم نے سلام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: و علیکما السلام و رحمة الله. یا علی علیه السلام انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ...... (التدوین فی اخبار قزوین ۷، ص ۱۵۴۔ احمد بن حسن بن قاسم کے حالات!)

## ۲۱:۔رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات سے ایک جمعہ پہلے حدیث منزلت:

کوفی نے ام سلمہ سے روایت کی ہے اُس نے ابن عباسؓ سے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک جمعہ قبل حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کہا...... اگر جمعہ سے زیادہ دن ہوں تو دس دنوں سے زیادہ دن نہیں ہوں گے...... اے ام سلمہؓ سن اور میری وصیت کو یاد کرلے، گواہ ہوجا اور دوسروں تک اسے پہنچا...... هذا اخی فی الدنیا و الاخرة...... وهو منی بمنزلة



هارون من موسی غیر انه لانبی بعدی ۔(یہ دنیا وآخرت میں میرا بھائی ہے یہ مجھ سے ہے اس کی نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔) (مناقب کوفی ا ص ۳۵۵۔ ح ۲۸۱)

## ۲۲:۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات والی مرض میں حدیث منزلت:

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے مجھے کہا: اے ابو الحسنؑ! ان الامة ستغدر بک من بعدی و تنقض فیک عهدی و انک منی بمنزلة هارون من موسی و ان الامة بعدی کهارون و من اتبعه و السامری و من اتبعه.

(میرے بعد امت تیرے ساتھ دھوکا کرے گی اور تیری بابت عہد کو توڑے گی تیری منزلت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی اور امت میرے بعد ہارونؑ اور اُس کے پیروکاروں، سامری اور اُس کے پیروکاروں کی طرح ہوگی)۔ (احتجاج ا ص ۷۵)

## ۲۳:۔حدیث منزلت اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دعا:

اسماء بنت عمیسؓ سے مروی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دعا فرمائی:

اللهم انی اقول کما قال اخی موسی و اجعل لی وزیر ا

من اھلی اخی علیا اشدد بہ ازری و اشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا و نذکرک کثیرا انک کنت بصیرا.

(خدایا! میں ویسے کہتا ہوں جیسا میرے بھائی موسیٰؑ نے کہا تھا: میری اہل بیت سے میرے بھائی علی علیہ السلام کو میرا وزیر بنا دے اُس کے ذریعہ سے میری پشت کو مضبوط بنا اور اسے میرے کام میں شریک بنا تا کہ تیری زیادہ تسبیح کریں اور تیرا زیادہ ذکر کریں تو ہمارے حال کو زیادہ دیکھنے والا ہے) اسے احمد نے مناقب میں، ابن مردویہ اور خطیب اور ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

(فضائل الصحابہ احمد۔ص ۶۷۸، ح ۱۱۵۸)

جابر انصاری سے مروی ہے: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

الھی وسیدی انک ارسلت موسی الی فرعون یسئلک ان تجعل معہ اخاہ ھرون وزیرا یشد بہ عضدہ و یصدق بہ قولہ و انی اسئلک یاسیدی و الھی ان تجعل لی من اھلی وزیرا تشد بہ عضدی فاجعل لی علیا وزیرا و اخا واجعل الشجاعة فی قلبہ و البسہ الھیبة علی عدوہ...... انی سئلت ذلک ربی عزوجل فاعطانیہ.

اے میرے خدا اور سردار! تو نے موسیٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا تو اُس نے سوال کیا کہ میرے ساتھ میری اہل بیتؑ سے وزیر کو بنا کر بھیج جس سے میری پشت مضبوط ہو اور وہ میری بات کی تصدیق کرے۔ پس علی علیہ السلام کو میرا وزیر اور بھائی بنا اُس کے دل میں شجاعت کو قرار دے اور اُسے دشمن پر ہیبت کا لباس



پہنا...... میں نے اپنے پروردگار سے یہ سوال کیا تو خداوند نے مجھے یہ عطا کر دیا۔

(ینابیع المودة اص ۶۲)

## ۴۲:۔علی علیہ السلام اور نبی کے درمیان حدیث منزلت:

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یا ابا الحسن ان الامة ستغدر بک بعدی...... (اے ابوالحسنؑ میرے بعد امت تیرے ساتھ دھوکا کرے گی اور تیری بابت عہد کو توڑے گی تیری منزلت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی)۔ (احتجاج اص ۷۵)

## حدیث منزلت کی امامت پر دلالت:

گنجی نے نقل کیا ہے کہ شعبہ بن حجاج سے مروی ہے کہ اُس نے کہا: ہارونؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے افضل تھا پس واجب ہے کہ علی علیہ السلام ساری امت محمدیہ سے افضل ہو اس پر دلیل یہ واضح نص ہے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

میرا بھائی ھارونؑ میری قوم میں میرا خلیفہ ہے ان کی اصلاح کر۔

(کفایة الطالب ص۱۰اباب ۸۰ ح ۸۹۰)

ایک اور مقام پر کہا: حدیث کو تحریر کرنے کے بعد کہا: علی علیہ السلام کنفسی (علی علیہ السلام میرے نفس کی مانند ہے)۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بنی ولیعہ کو منع کروں یا ان پر ایسے شخص کو مبعوث کروں جو میرے نفس کی مانند ہو۔ (مجمع الزوائد ۷ ص ۱۱۰ طبع مصر ۱۳۵۲ھ۔ بغیة الرائد فی تحقیق مجمع الزوائد ۷، ص ۴۰ ح ۱۱۳۵۰۔ کتاب

التفسیر الحجرات، کنز الاعمال، ۶ ص ۴۰۰ طبع دکن ۱۳۱۲ھ۔ خصائص نسائی ص ۱۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ۔ الریاض النضرہ ۲ ص ۱۶۴۔ ذخائر العقبی ص ۶۴۔ کفایۃ الطالب ص ۲۸۹۔ منتخب کنز العمال ۵ ص ۴۷۔ اس میں ہے وہ مجھ سے نفس کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ اور معلوم ہے کہ ممتنع ہے کہ علی علیہ السلام کا نفس نفس رسول ہو بلکہ ضروری ہے کہ اس سے مراد لی جائے کہ ان دونوں نفسوں کے درمیان مساوات ہے اور یہ بات تقاضا کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو فضائل و مناقب ہیں اُس کی مثل علی علیہ السلام کے لئے بھی حاصل ہوتے ہیں البتہ اُس کے لئے نبوت والی فضیلت نہیں ہے۔ پس واجب ہے کہ ان دونوں کے درمیان سوائے نبوت کے تمام مراتب میں مساوات ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ساری مخلوق سے افضل ہیں اور علی علیہ السلام ان صفات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مساوی ہے پس واجب ہے کہ علی علیہ السلام بھی ساری مخلوق سے افضل ہے کوئی اصول ایسا نہیں ہے جس نے اس کا جواب دیا ہو)۔ (کفایۃ الطالب ص ۲۹۱۔ باب ۷۲۔ حدیث ماء الفردوس)

ابوجعفر اسکافی نے حدیث منزلت سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام حتماً خلفاء سے افضل اور ان پر مقدم ہیں۔ (المیار و الموازنہ اسکافی، ص ۲۱۹)

معلّٰی بن سلیمان محمد بن عبداللہ سے اس حدیث کے بارے میں سوال ہوا تو اُس نے کہا:

اراد به ان يطاع من بعده كما يطاع النبى فى حياته.



آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے ارادہ کیا ہے کہ میرے بعد اس (علیؑ) کی اُسی طرح اطاعت کی جائے جس طرح نبیؐ کی زندگی میں نبیؐ کی اطاعت کی جاتی ہے۔ (مناقب کوفی ۱ ص ۵۱۰ ح ۴۹۲)

## مامون کا حدیث منزلت سے استدلال:

مامون نے اس کی اُس مناظرہ میں تشریح بیان کی ہے جو اُس نے اسحاق بن ابراہیم کے ساتھ کیا:

اے اسحاق کیا تو اس حدیث کی روایت کرتا ہے: انت منی بمنزلة هارون بن موسىٰ؟

میں نے کہا: ہاں اے امیر المومنین میں نے اسے سنا ہے اور ان سے بھی سنا ہے جنہوں نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور جنہوں نے اس کا انکار کیا ہے؟

ہارون: صحیح قرار دینے اور انکار کرنے والوں میں سے تیرے نزدیک باوثوق کون ہیں؟

میں نے کہا: اس کی تصحیح کون کرسکتا ہے؟

ہارون:...... ہارونؑ موسیٰؑ کا حقیقی بھائی تھا؟

میں نے کہا: ہاں!

ہارون: علی علیہ السلام رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حقیقی بھائی ہے؟

میں نے کہا: نہیں!

ہارون: ہارونؑ نبی تھا اور علی علیہ السلام نبی نہیں ہے؟

میں نے کہا: ہاں!

ہارون: دونوں حالتیں علی علیہ السلام میں نہیں ہیں اور ہارونؑ میں تھیں پس انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ کا کیا معنی ہے؟

میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے نفس علی علیہ السلام کو مقدس قرار دے رہے تھے کیونکہ منافق اُسے بوجھ سمجھ رہے تھے۔

ہارون: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قول سے اس کے نفس کے مقدس ہونے کا ارادہ کیا جس کا کوئی معنی ہی نہیں ہے۔

ہارون: اس کا کتاب خدا میں واضح معنی موجود ہے۔

میں نے کہا: امیر المومنین وہ کیا ہے؟

ہارون: اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے قول کی حکایت کی ہے: اُس نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا: اخلفنی فی قومی و اصلح و لا تتبع سبیل المفسدین (میری قوم میں میرا خلیفہ بن اور لوگوں کی اصلاح کرو اور فساد پھیلانے والوں کے راستہ کی پیروی نہ کرو)۔

میں نے کہا: اے امیر المومنین حضرت موسیٰؑ نے اپنی زندگی میں ہارون کو اپنی قوم میں خلیفہ بنایا اور خود اپنے رب کی طرف کوہ طور پر گئے اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی جنگوں پر جاتے تو علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا کے جاتے تھے۔

ہارورن: ہرگز ایسا نہیں ہے جیسا تو نے کہا ہے: مجھے بتاؤ جب موسیٰؑ گئے تو ان کے ساتھ ان کا کوئی دوسرا اصحابی یا بنی اسرائیل کا کوئی شخص تھا؟

میں نے کہا: نہیں!



ہارون: کیا اُس نے اُسے اپنی امت پر خلیفہ نہیں بنایا؟

میں نے کہا: ہاں!

ہارون: بتاؤ جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جنگ پر گئے تو پیچھے کمزور لوگ، عورتیں اور بچے تھے یا نہیں جب ایسا ہے تو پھر ان کے درمیان مماثلت کیسی۔

میرے پاس اس کی ایک اور تاویل بھی ہے جو قرآن مجید سے ہے جس سے علی علیہ السلام کی خلافت ثابت ہوتی ہے۔ کوئی بھی اس میں احتجاج کی قدرت نہیں رکھتا ہے میں کسی کو نہیں جانتا جس نے اس کے ذریعہ سے احتجاج کیا ہو اور اس کی بابت اللہ تعالیٰ سے توفیق کی امید رکھتا ہوں۔

میں نے کہا: وہ دلیل کیا ہے...... اے امیر المومنین!؟

ہارون: خداوند نے حضرت موسیٰؑ کے قول کی حکایت کی ہے: واجعل لی وزیرا من اهلی هارون اخی اشدد به ازری و اشرکه فی امری کسی نسبحک کثیرا و نذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا (میرے لئے میری اھل بیت سے میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر بنا جس کے ذریعہ سے میری پشت مضبوط ہو اور اُسے میرے امر میں شریک بنا تا کہ ہم تیری زیادہ تسبیح کریں اور تیرا زیادہ ذکر کریں۔ بے شک تو ہمارے حال کو زیادہ دیکھنے والا ہے)۔ (سورہ طٰہٰ۔ آیت ۲۹)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انت منی یا علی علیه السلام بمنزلة هارون من موسی و وزیری من اهلی و اخی اشدد الله به ازری و اشرکه فی امری کی نسبحک کثیرا و فذکرک

کثیـــرا ......اے علی علیہ السلام تیری میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی تو میری اہل بیتؑ سے میرا وزیر اور بھائی ہے تیرے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے میری پشت کو مضبوط بنایا۔ اسے میرے امر میں شریک بنا تا کہ ہم اس کی زیادہ تسبیح کریں اور زیادہ ذکر کریں......پس کوئی اس میں داخل ہونے کی قدرت رکھتا ہے کیا اگر اس کا کوئی معنی نہ ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول باطل نہیں ہو گا؟ (القعد الفرید ۵ ص ۴۷، ۲ ص ۴۳ طبع اولی ۳ ص ۳ طبع شرقیہ ۱۳۱۶ھ)

☆☆☆



## حضرت علی علیہ السلام اور ان کی عترت طاہرہ کے پاس ہر شے کا علم ہے:

خداوند نے فرمایا: اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّھٰی (اس میں صاحبان عقل کے لئے نشانیاں ہیں)۔ (سورہ طٰہٰ۔ آیت ۵۴)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: اولی النھی (عقل والے) آل محمدؑ ہیں۔ (البصائر ص ۵۳۸ ح ۵۱، تفسیر قمی ۲ ص ۶۱) جن کی طرف ہر علم کی انتہاء ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اُس کی طرف سے قوام ہیں، اُس کے دین پر خازن ہیں وہ اُسے خزانہ بناتے ہیں اور محفوظ رکھتے ہیں اور اُس کے راز دان ہیں۔ (البصائر ص ۵۳۸)

## جو اس کی ولایت سے ہدایت پاتا ہے وہ مومن ہے مغفور ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَاِنِّی لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحاً ثُمَّ اھْتَدٰی

(میں معاف کرنے والا ہوں اُسے جو توبہ کرتا ہے۔ ایمان لاتا ہے۔ نیک عمل کرتا ہے پھر ہدایت پاتا ہے)۔ (سورہ طٰہٰ آیت ۸۲)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ:

لو ان عبدا عبداللہ مادامت السموت والارض بین الرکن والمقام ثم مات و لم یھتدالی ولایة علی علیہ السلام و عترته مات کافرا و دخل النار. (اگر کوئی بندہ رکن اور مقام کے درمیان جب سے آسمان و زمین بنے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے پھر مر جائے اور علی علیہ السلام و اولاد علی علیہ السلام کی ولایت نہ رکھتا ہو وہ کافر مرا اور جہنم میں داخل ہو گا)۔ (بحار الانوار ۲۴ ص ۱۴۹ ح ۲۹، تفسیر آصفی ۲ ص ۷۶۹)

## حضرت علی علیہ السلام کو داعی (پکارنے والا) قرار دیا:

خداوند نے فرمایا:

یَوۡمَئِذٍ یَّتَّبِعُوۡنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ

(اُس دن لوگ داعی (پکارنے والے) کی پیروی کریں گے جس کے لئے ٹھہراپن نہیں ہے)۔ (سورہ طٰہٰ آیت ۱۰۸)

امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: داعی سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ (التبیان فی تفسیر القرآن ۹ص ۳۶، بحار الانوار ۳۶ص ۱۲۷)

## آپ کے شیعہ آپ سے مل جائیں گے اور بخشے جائیں گے:

خداوند نے فرمایا: وَخَشَعَتِ الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ (رحمان کے سامنے آوازیں دب جائیں گی)۔ (سورہ طٰہٰ ۔۱۰۸)

ابن عباسؓ نے کہا ہے:

قیامت کے دن جبار بادشاہ جلّ اسمہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمائے گا: اے محمدؐ میں نے تیرے لئے تیرے شیعوں کو بخش دیا ہے اور اُن کے گناہوں سے درگذر کر دیا ہے اور انہیں تمہارے ساتھ اور جن سے محبت کرتے تھے ملا دیا ہے۔[1]

[1] امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک جگہ پر اکٹھا کرے گا وہ پاؤں ننگے ہوں گے وہ میدان محشر میں کھڑے ہوں گے ان کے جسموں سے بے حد پسینہ نکلے گا جس سے ان کی سانسیں تنگ پڑ جائیں گی وہاں پچاس سال کی مقدار کھڑا ہونا پڑے گا اسی لئے خداوند نے فرمایا:



وَخَشَعَتِ الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ فَلَا تَسۡمَعُ اِلَّا هَمۡسًا (طه آیت ۱۵۸) (اللہ کے سامنے آوازیں دب جائیں گی سوائے آہٹ کے کچھ سنائی نہیں دے گا) عرش کے نیچے سے ایک منادی آواز دے گا: نبی امی کہاں ہے؟ لوگ کہیں گے اس کا نام لو پھر وہ کہے گا: نبی رحمت محمد بن عبداللہ امی کہاں ہے؟ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آگے آئیں گے اور حوض پر پہنچیں گے جس کی لمبائی ایلہ سے صنعاء تک ہے پھر تمہارے صاحب کو آواز دی جائے گی وہ لوگوں کے سامنے آئے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہو جائے گا...... کچھ لوگ حوض پر آئیں گے اور کچھ لوگ حوض سے دور ہوں گے جب دور لوگوں کو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دیکھیں گے تو ان میں ہمارے محب نظر آئیں گے انہیں دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ کرتے ہوئے کہیں گے پروردگار یہ علی علیہ السلام کے شیعہ ہیں۔ اللہ ایک فرشتہ بھیجے گا جو کہے گا: یا محمدؐ کیوں روتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے: میں علی علیہ السلام کے کچھ شیعوں کو دیکھ کر رو رہا ہوں جنہیں حوض سے دور کر دیا گیا ہے۔ وہ فرشتہ عرض کرے گا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انہیں تیری خاطر بخش دیا ہے۔

ان کے گناہوں سے درگذر کر دیا ہے انہیں تمہارے ساتھ اور ان کے ساتھ ملا دیا ہے جن کے یہ لوگ قائل تھے ہم نے انہیں تمہارے گروہ میں قرار دیا ہے بس اب یہ تیرے حوض پر آتے ہیں۔

امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: کئی رونے والے اس منظر کو دیکھیں گے تو کہیں گے: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! لا یبقی احد یومئذ یتولانا و یحبنا و یتبرأ من عدونا و یبغضهم الا کانوا فی حزبنا و معنا و یرد

حوضنا۔ (اُس دن ہماری ولایت والے، ہمارے محبؑ، ہمارے دشمنوں سے بے زار، ہمارے دشمنوں سے بغض رکھنے والے ہمارے گروہ میں اور ہمارے ساتھ ہوں گے اور ہمارے حوض پر وارد ہوں گے)۔ (بحار الانوار ۷، ص ۱۰۱۔ تاویل الایات ا ص ۳۱۷)

☆☆☆

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ آل محمدؐ اور ان کے شیعوں کے لئے دعا مانگے چنانچہ فرمایا: فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ ۝

(تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے)۔ (سورہ ابراہیم آیت ۳۷)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: یہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مودت ہے۔ (تفسیر صافی ۳ ص ۹۱)

ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا:

لو ان عبد اصف قدمیه بین الرکن و المقام یعبد الله قائما اللیل صائما النهار و لم یعرف حقنا و حرمتنا اهل البیت ما قبل الله منه شیئا ابدا فرحم الله شیعتنا فانما مثلهم فی الناس کمثل الشعرة البیضاء فی الثور الاسود لانهم یدنون الله بدیننا و نحن الادلاء علی لله عزوجل.

(اگر کوئی بندہ رکن اور مقام کے درمیان اپنے قدموں پر کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی ایسی عبادت کرے رات عبادت میں اور دن روزے میں بسر کرے



لیکن ہمارے حق اور ہم اہل بیتؑ کی حرمت کو پہچانتا نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُس سے کبھی کسی شے کو قبول نہ کرے گا اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں پر رحم فرمائے ان کی لوگوں میں مثال ایسی ہے جیسے سیاہ گائے میں سفید بال۔

کیونکہ وہ دین الٰہی میں ہماری تعلیمات کے پابند ہیں اور وہ اللہ عزوجل پر دلیل ہیں)۔[۱] (بحار الانوار ۲۷۔ ص ۴۷، ص ۱۷۸۔ ۱۵، ص ۸۶، ح ۹۔ ثواب الاعمال ص ۱۸۵)

---

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یا معلی لو ان عبدا عبدالله مائة عام مابین الرکن و المقام یصوم النهار و یقوم اللیل حتی یسقط حاجباه علی عینیه و تلتقی تراقیه هر ماجا هلا لحقنا لم یکن له ثواب (اے معلیؒ! اگر کوئی بندہ رکن اور مقام کے درمیان سو سال اللہ کی عبادت کرے دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت میں بسر کرے یہاں تک کہ اس کے آبرو آنکھوں پر گر جائیں اور وہ ہمارے حق سے جاہل ہو اور اُسے نہ جانتا ہو اُسے اس کے کئے کا کچھ ثواب نہ ملے گا)۔ (بحار الانوار ۲۷۔ ص ۱۷۷)

امامؑ سے ایک اور روایت ہوئی ہے جس کے آخر میں یہ اضافہ ہوا......

خبردار ہمارے باپ ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے رب سے شرط لگائی اور کہا: فاجعل افئدة من الناس تهوی الیهم...... اس سے سارے لوگ مراد نہ تھے بلکہ تم لوگ تھے جو اُس کے درست ہو اللہ تم پر رحم فرمائے اور وہ تم جیسے لوگ تھے سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہاری لوگوں میں مثال سفید گائے میں سیاہ بال جیسی ہے، لوگوں کے لئے ضروری ہے کہ اس گھر سے تمسک رکھیں اور اللہ کی وجہ ...... ہماری تعظیم بجالائیں اور ہم سے ملاقات کریں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلیل ہیں۔ (بحار الانوار ۷۔ ص ۱۷۸)

### اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترتؑ طاہرہ کا نام متوسمین (صاحبان فراست) رکھا ہے:

خداوند نے فرمایا: اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِیۡنَ (اس میں صاحبان فراست کے لئے نشانیاں ہیں)۔ (سورہ حجر آیت ۷۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

نحن المتوسمون اذا ورد علینا محبنا عرفناه بالکتابة التی بین عینیه و کذلک نعرف عدونا لانا نجدبین عینیه کافرا.

(ہم صاحبان فراست ہیں جب ہمارے محبّ ہمارے پاس آتے ہیں تو ہم ان کی آنکھوں کے درمیان لکھی ہوئی تحریر سے انہیں جان لیتے ہیں اور اس طرح ہم اپنے دشمن کو جانتے ہیں کیونکہ ہم ان کی آنکھوں کے درمیان ان کے کافر ہونے کو پا لیتے ہیں)۔ (تاویل الآیات ۱ص ۲۵۱۔ تفسیر عیاشی، ۲ص ۲۴۷۔ تفسیر نور الثقلین ۳ص ۲۲)

### جو ان سے منہ پھیر لیتا ہے وہ مومن نہیں رہتا ہے:

فرمایا: فَالَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ مُّنۡکِرَۃٌ وَّہُمۡ مُّسۡتَکۡبِرُوۡنَ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡتَکۡبِرِیۡنَ ۔ (جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل منکر (ولایت علی) ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)۔ (سورہ نحل آیت ۲۲)

تکبر:۔ یعنی ولایت کی اطاعت سے انکار کرتے ہیں۔ اور جو علی علیہ السلام کی



ولایت سے تکبر کرتے ہیں اور اُس سے محبت نہیں کرتے ہیں اللہ انہیں دوست نہیں رکھتا ہے۔ (تفسیر عیاشی ۲ص ۲۵۷ ح ۱۴)

### جو ولایت علی علیہ السلام کا انکار کرتا ہے اُس کے لئے جہنم ہے:

فرمایا: اَنَّ لَہُمُ الۡحُسۡنٰی لَا جَرَمَ اَنَّ لَہُمُ النَّارَ وَ اَنَّہُمۡ مُّفۡرَطُوۡنَ (ان کے لئے بھلائی کہاں ہے ان کے لئے جہنم ہے اور یہ سب سے پہلے جہنم میں پہنچائے جائیں گے)۔ (سورہ نحل آیت ۶۲)

### دشمن ولایت کو شجرہ ملعونہ قرار دیا گیا ہے:

فرمایا: وَ الشَّجَرَۃَ الۡمَلۡعُوۡنَۃَ فِی الۡقُرۡاٰنِ (قرآن مجید میں شجرہ ملعونہ ہے)۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۶۰)

### اللہ تعالیٰ نے بچپن میں اُسے حکمت دی اور انبیاءؑ کے مساوی قرار دیا:

فرمایا: وَ اٰتَیۡنٰہُ الۡحُکۡمَ صَبِیًّا (ہم نے اُسے بچپن میں حکمت عطا کی ہے)۔ (سورہ مریم آیت ۱۲)۔ یہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں حکایت ہوئی ہے اور حضرت علی علیہ السلام رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے تابع ہیں جبکہ وہ اُس وقت سات سال کے تھے اس عمر میں اُس نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی پیروی کی اور بیعت کی۔ (الصراط المستقیم۔ ۱ص ۳۳۰)۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: واللّٰه لقد اوتی علی علیه السلام الحکم صبیا کما اوتی یحییٰ بن زکریا (خدا کی قسم علی علیہ السلام کو یحییٰ بن زکریا

کی طرح بچپن میں حکمت عطا کی گئی ہے)۔(تاویل الایات اص ۳۰۳ ج ۲)

اللہ تعالیٰ نے اُس کی اُس فضیلت کو ظاہر کیا جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا سوائے اُس کے جو اس سے منہ پھیر جائے اور اس کا انکار کر دے!

خداوند نے فرمایا: قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ

(کہہ دو اگر میرے رب کے کلمات لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں تو سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے)۔ (سورہ کہف آیت ۱۰۹)

اللہ تعالیٰ کلمات میں سب سے بڑا کلمہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے کیونکہ یہ کلمہ تامہ کا نصف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی بڑی اور اعلیٰ فضیلت کو ظاہر کیا ہے:

خداوند نے فرمایا: وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّہٗ مِنْ بَعْدِہٖ سَبْعَۃُ اَبْحُرٍ نَفِدَتْ کَلِمَاتُ اللّٰہِ (اگر زمین پر موجود سب درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر پھیل کر سات سمندر ہو جائیں اور وہ سیاہی بن جائیں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے)۔ (سورہ لقمان آیت ۲۷)۔ کلمات کلمہ کبریٰ کے حروف میں وہ اُس سے فیض پاتے ہیں جس طرح سارے عدد واحد سے فیض پاتے ہیں ۔!



۱ مشارق الانوار میں ہے: پھر ولی خدا سے وہ شے ظاہر ہوئی جس کا وہی انکار کر سکتا ہے جو منکر اور کافر ہو پس فرمایا: ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر مانفدت کلمات اللہ (اگر روئے زمین کے سارے درخت قلمیں بن جائیں اور اس کے بعد سات سمندر سیاہی بن جائیں تو بھی کلمات خدا ختم نہ ہوں گے)۔ سارے کلمات کلمہ کبریٰ کے حروف ہیں اور اس کے نیچے داخل ہیں اور انہی سے فیض پاتے ہیں اور یہ ذات حق سے فیض پاتے ہیں جس طرح سارے اعداد واحد سے فیض پاتے ہیں اور کلمات کی ابتداء ان سے ہے جس کی ابتدا عالم الغیب سے ہے اُسی سے سارے حروف اور کلمات کی ابتداء ہے پس امامؑ غیب کی کان ہے وحدانیت کبریٰ کی عین ہے جو پیچھے ہٹتا ہے اور پیٹھ دے جاتا ہے وہ اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ (ص ۱۹۱)۔

لاسیف الاذو الفقار کے بعد میں کہا: میں کہتا ہوں کہ جاہل اس حدیث کو بڑا سمجھتے ہیں: علی علیہ السلام کی تلوار حضرت لوطؑ کے ان شہروں سے وزنی تھی جسے جبرائیلؑ نے اٹھایا ہوا تھا اور اس کے بازو کو اسرافیلؑ اور میکائیلؑ نے پکڑا ہوا تھا اور وہ ہوا میں پرواز کر رہے تھے...... یہ غلو ہے۔ میں کہتا ہوں کہ: اے بعید الفکر اور جامد الفطرت! جبرائیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اللہ کی مخلوق ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے نور کی شعاع سے پیدا ہوئے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام ذو الجلال کے جلال سے پیدا ہوئے ہیں یہ صفۃ اللہ، کلمۃ اللہ، امر اللہ اور خلق اللہ ہیں اسی لئے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: لو کانت البحار امدادا و الغیاض اقلاما والسموت صحفا والجن والانس کتبا

لنفد المداد و کلت لثقلدن ان یکتبو ا معشار عشر فضائل امام یوم الغدیر !(اگر سمندر سیاہی بن جائیں، جنگل قلم بن جائیں آسمان کاغذ بن جائیں۔ جن وانس لکھنے والے بن جائیں۔ سیاہی ختم ہو جائے گی اور جن وانس تھک ہار جائیں گے لیکن وہ غدیر والے دن کے امامؑ کے فضائل کا دسواں حصہ بھی لکھ نہیں پائیں گے)۔

تم کیا لکھتے ہو اور کہاں سے ہدایت پاتے ہو؟!

اس حدیث پر خداوند کا فرمان شاھد ہے: قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّکَلِمَاتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ کَلِمَاتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًاO (کهف آیت ۱۰۹)

(اگر سمندر میرے رب کے کلمات کے لئے سیاہی بن جائیں تو میرے رب کے کلمات کے ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائیں گے۔ اگر چہ ہم ان کی مثل دوسروں کو مدد کے لئے بلا لیں)۔ اللہ کے کلمات میں سب سے بڑا کلمہ علی علیہ السلام ہے اس کی طرف امامؑ نے خود اشارہ کیا ہے اور فرمایا ہے: انا کلمة اللہ الکبریٰ (میں کلمۃ اللہ کبریٰ ہوں)۔

امیر المومنینؑ کے وہ فضائل ہیں جو شمار ہی نہیں ہو سکتے اور ایسے مناقب ہیں جن کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ محمد بن ادریس شافعی نے انصاف کیا ہے جب کسی نے اُس سے کہا: تو علی علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتا ہے:

اُس نے کہا:

ماذا قول فی رجل اخفی اولیاء ہ فضائله خوفا و اخفی اعداؤ ہ فضائله حسدا و شاع له بین ذین ما ملاء الخافقین.



(میں اُس شخص کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں جس کے فضائل دوستوں نے خوف کی وجہ سے چھپائے اور دشمنوں نے اُس کے فضائل حسد کی وجہ سے چھپائے لیکن اُس کے فضائل زمین و آسمان کے درمیان عام ہو گئے)۔

اسے شعراء نے نظم میں بھی بیان کیا ہے جیسے:

روی فضله الحسار من عظم شانه
واخبر فضل راح یرویه حاسد......

☆☆☆

## حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کرنے والوں کو اعمال کے لحاظ سے نقصان اٹھانے والوں سے قرار دیا:

خداوند نے فرمایا: قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالاً

(کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں خبر دوں جو اعمال کے لحاظ سے نقصان اٹھانے والے ہیں)۔ (سورہ کہف۔ آیت ۱۰۳)

ابن عباسؓ نے کہا: اَلْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالاً: نہروانی لوگ ہیں۔ اور جنہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے جنگ کی...... جنگ سے پہلے ان کا مقام جنت میں تھا جب انہوں نے ولی خدا سے جنگ کی تو ان کا مقام جہنم ہو گیا۔ انہیں ان کا مال فائدہ نہیں پہنچائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت طاہرہ کا نام ہر شے پر لکھا ہوا ہے دیوار والے قصے میں کہا: وَکَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا (اُس کے نیچے ان کا خزانہ تھا)۔ (سورہ کہف آیت ۸۲)

سفیان ثوری سے، قتادہ سے، ابن عباسؓ سے مروی ہے:

وہ خزانہ سونے چاندی کا نہیں تھا لیکن وہ سونے کی تختی تھی جس پر لکھا ہوا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عجبت لمن ایقن بالقدر کیف یحزن و عجبت عن ایقن بالنار کیف یفرح و عجبت لمن یعرف الدنیا کیف یطمئن الیھا.

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسے قضا وقدر کا یقین ہے وہ کیسے غم کرتا ہے مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جسے جہنم کا یقین ہے وہ کیسے خوش ہوتا ہے، مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو پہچانتا ہے وہ کیسے دنیا کی طرف اطمینان رکھتا ہے)۔

اُس کی دوسری طرف لکھا ہوا تھا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی علیہ السلام بن ابی طالب حبیبہ الحسنؑ و الحسینؑ سبطاہ یقتلان ظلما فاطمۃ الزکیۃ حیاتھا بعد ابیھا ستۃ اشھر.

(لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالبؑ اُس کے دوست، حسنؑ اور حسینؑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں جو ظلم سے قتل ہوں گے، فاطمہؑ زکیہ اپنے بابا کے بعد چھ ماہ زندہ رہے گی)۔ (تفسیر صافی ۳ ص ۲۰۷۔ مشکوٰۃ انوار ص ۲۵۰ بحار ۳ ص ۲۸۸)

## اسے اللہ تعالیٰ نے زمین کی زینت قرار دیا:



فرمایا: اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا

(جو زمین پر ہے ہم نے اُسے اُس کے لئے زینت قرار دیا)۔ (سورہ کہف آیت ۷)

عبدالرزاق سے، قتادہ سے، ابن مسعودؓ سے مروی ہے: زمین کی زینت مرد ہیں اور مردوں کی زینت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔ (مناقب ال ابی طالب ا ص ۲۷۴۔ بحار الانوار ۳۶ ص ۹۲، ص ۳۹۴)

## اُسے زمین کا نور قرار دیا:

فرمایا: وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا (زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوگئی)۔ (سورہ زمر آیت ۶۹)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: رب کا نور امامؑ ہے۔ (امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رب الارض یعنی امام الارض)۔ (تفسیر قمی ۲ ص ۲۰۳ مروی ہے رب کا نور قائمؑ ہے۔ اللمعۃ البیضاء ص ۱۰۱)

اس کا مؤید ہے وہ جو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ہے:

ان علیا وجہ الشمس کنایۃ منھا ماتلی اھل السماء اللہ نور السموت و منھا ماتلی اھل الارض علی علیہ السلام نور الارض.

(بے شک علی علیہ السلام سورج کا چہرہ ہے یہ کنایہ ہے آسمان والے تلاوت کرتے ہیں اللہ نور السموت اور زمین والے تلاوت کرتے ہیں علی علیہ السلام نور الارض)۔

## اللہ تعالیٰ نے اسے رازِ مخفی قرار دیا اسے اسرار جاننے والے جانتے ہیں:

خداوند نے ابلیس سے حکایت کرتے ہوئے کہا:
اِنّیٓ اَریٰ مَالَا تَرَوْنَ (میں وہ دیکھ رہا ہوں جسے تم نہیں دیکھتے ہو)۔
(سورہ انفال آیت ۴۸)

سفیان سے، اعمش سے، ابن عباسؓ سے مروی ہے: جنگ بدر کے دن ابلیس مشرکوں کے ساتھ تھا انہیں فتح کا وعدہ دیتا تھا اور انہیں رسولؐ اللہ کی طرف جنگ کے لیے لے جاتا تھا وہ سراقہ بن مالک کی صورت میں تھا۔ امیر المومنینؑ نے لوہے کی زرع پہنی ہوئی تھی اُسے مشرک پہچان نہ سکے جب امیر المومنین علیہ السلام نے اُسے دیکھا اور ابلیس نے امیر المومنینؑ کو دیکھا تو ابلیس پیٹھ دے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ (مدینۃ المعاجز ۲ ص ۳۰۹ ح ۵۷۳۔ بحار الانوار ص ۱۹۸ ص ۳۰۴)

## اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں کو اولیائے خدا قرار دیا:

انہیں قرار دیا کہ وہ ڈرتے نہیں ہیں اور فرمایا:
اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ
(خبردار بے شک اولیائے خدا پر نہ خوف ہے اور نہ ہی غم واندوہ)۔
(سورہ یونس آیت ۶۲)



ابن عباسؓ نے کہا: وہ علی علیہ السلام اور اُس کے شیعہ ہیں۔ (تفسیر عیاشی ص ۱۴ ح ۳۰)

اسی اسناد کے ساتھ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو شب معراج آواز دی گئی کہ اے محمدؐ علی علیہ السلام کو دوست رکھ، اللہ اُسے دوست رکھتا ہے اور اُس کے محبوں کو بھی دوست رکھتا ہے پس اُسے صرف مومن دوست رکھتا ہے اس سے صرف منافق بغض رکھتا ہے اے محمدؐ! کل علی علیہ السلام قسیم النار والجنہ ہوگا اللہ کے کلمات کے لئے تبدیلی نہ ہے۔ (روضہ فی المعجزات والفضائل ص ۱۵۶۔ بحار الانوار ۳۹ ص ۲۴۸)

## حضرت علی علیہ السلام کی محبت قول ثابت ہے:

فرمایا: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔ (اللہ صاحبان ایمان کو بات کے لحاظ سے ثابت رکھتا ہے دنیا کی زندگی اور آخرت میں)۔ (سورہ ابراہیم آیت ۲۷)

سفیان سے، زہری سے، ابوسلمہ سے، ابوہریرہ سے مروی ہے:
جب آدمی مرجاتا ہے اور اُسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو دو سخت گیر فرشتے قبر میں داخل ہوتے ہیں جن کی آواز بجلی کی طرح ہوتی ہے ان کی آنکھیں چمکتی بجلی کی طرح ہوتی ہیں ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کا چھتیس گرہ والا نیزہ ہوتا ہے جس کا وزن پوری دنیا کے لوہے جتنا ہوتا ہے اگر سارے آسمان و زمین کے لوگ اُسے اٹھانا چاہیں تو اٹھا نہیں سکتے یہ ان کے ایک ہاتھ میں مچھر کے پر سے زیادہ ہلکا ہوتا ہے جو مچھر ساتویں سمندر میں ہوتا ہے وہ میت کو بیٹھا کر

سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ وہ کہتے ہیں تو نے سچ کہا۔

تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، وہ کہتے ہیں تو نے سچ کہا!

تیرا امام کون ہے؟ پس مومن کہتا ہے علی بن ابی طالب علیہ السلام! وہ کہتے ہیں نم نومة العروس الی یوم القیامة (قیامت تک دلہن کی طرح سو جا!)۔ [1]

---

[1] عمار بن مروان سے مروی ہے: مجھے اُس نے خبر دی جس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ امامؑ نے فرمایا: بخدا تم سے تمہارا عمل قبول ہوگا اور بخدا تمہارے لئے مغفرت ہوگی تم اُس وقت خوش وخرم ہوں گے جب تمہاری جان یہاں آجائے گی (حلق کی طرف اشارہ کیا) پھر فرمایا: جب تمہاری جان یہاں آجائے گی اور نکلنے لگے گی تو وہاں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت علی علیہ السلام، جبرائیلؑ اور ملک الموت حاضر ہو جائیں گے ان کے علی علیہ السلام قریب جائے گا اور کہے گا: یارسولؐ اللہ! یہ ہمارے اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس سے محبت کریں۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمائیں گے: اے جبرائیلؑ! یہ اللہ، رسولؐ اور اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبرائیلؑ ملک الموت سے کہے گا: یہ اللہ، رسولؐ، اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہے تو اس سے محبت کر اور نرمی سے پیش آؤ۔ ملک الموت اُس کے قریب جائے گا اور کہے گا: اے بندہ خدا۔ تو نے دنیا کی زندگی میں اپنی گردن کو آزاد کروایا اپنی برات کا نامہ تیار کیا اور عصمت کبریٰ کے ساتھ



تمسک اختیار کیا ہے اللہ اُسے توفیق دے گا اور وہ کہے گا: ہاں! وہ کہے گا: وہ کیا ہے؟ وہ کہے گا علی بن ابی طالبؑ کی ولایت۔ وہ کہے گا سچ کہا ہے جس شے سے تو ڈرتا تھا اللہ نے تجھے اُس سے امان دے دی ہے اور جس کی تو امید رکھتا تھا اُسے تو نے پالیا ہے تجھے سلف صالح کی بشارت ہو جنہوں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت علی علیہ السلام اور فاطمہ علیہا السلام سے دوستی اختیار کی اس کے بعد نرمی کے ساتھ اُس کی روح قبض ہو جائے گی۔ پھر اُسے جنتی کفن، حنوط، مشک، اذخر کی خوشبو جنتی حُلے پہنائے جائیں گے اور قبر میں اتارا جائے گا۔ اُس کا قبر میں آتے ہی اُس کے لئے جنتی دروازہ کھل جائے گا اور وہ خوشی سے اُس میں داخل ہو جائے گا پھر اُس کے سامنے، دائیں بائیں اتنی وسیع جگہ بن جائے گی جیسے ایک مہینے کی مسافت!

پھر کہا جائے گا جس طرح دلہن بستر عروس پر سوتی ہے اُس طرح سو جا۔ تجھے روح، ریحان، جنت نعیم اور غیر نہ غصے والے رب کی بشارت ہو۔ پھر وہ جنت رضوی میں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے گا ان کے ساتھ کھانا کھائے گا۔ ان کے ساتھ پانی پیئے گا۔ ان کے ساتھ بیٹھے گا یہاں تک کہ ہمارے اہل بیتؑ سے ہمارے قائم کا ظہور ہو جائے گا۔

ہمارے قائم کا ظہور ہوگا تو اللہ انہیں مبعوث کرے گا وہ اُس کے ساتھ آگے بڑھیں گے اُس وقت باطل لوگوں کو شکست ہوگی اور سرکش ذلیل ہوں گے۔ وہاں تھوڑے رہ جائیں گے، دشمن ہلاک ہوں گے اور ہمارے قریبی لوگ نجات پائیں گے۔

اسی لئے رسولخدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی علیہ السلام

سے فرمایا:انت اخی و معیاد ما بینی و بینک وادی السلام (تو میرا بھائی ہے تیرے اور میرے درمیان وادی السلام وعدہ گاہ ہے)۔

جب کافر کی موت ہوتی ہے تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، علی علیہ السلام، جبرائیلؑ اور ملک الموت آتے ہیں حضرت علی علیہ السلام قریب جاتے ہیں اور فرماتے ہیں: یارسول اللہ یہ ہمارے اہل بیتؑ کا دشمن ہے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمائیں گے: اے جبرائیلؑ یہ اللہ، رسولؐ، اہل بیتؑ کا دشمن ہے تم بھی اس سے بغض رکھو۔ جبرائیل کہے گا: اے ملک الموت یہ اللہ رسولؐ، اہل بیت کا دشمن ہے تو اس سے بغض رکھ اور سختی کر۔ ملک الموت کہے گا: اے بندۂ خدا! کیا تو نے اپنی گردن کو آزاد رکھا اور تو نے دنیا میں اپنے لئے جہنم کی آگ سے امان لی اور عصمت کبریٰ سے تمسک کیا یا نہیں؟ وہ کہے گا: نہیں!

ملک الموت کہے گا: اے دشمن خدا تجھے اللہ کی ناراضگی کی اطلاع ہو، عذاب اور جہنم تیرے لئے ہے۔ دنیا میں جس سے ڈرتا تھا وہ تجھے ملے گا پھر سختی سے اس کی روح قبض ہوگی پھر اُس کی روح پر تین شیطان متوکل ہوں گے جو اُس کے منہ پر ماریں گے اور اس کی روح کو اذیت دیں گے جب اُسے قبر میں رکھیں گے تو جہنم کا دروازہ کھل جائے گا اور وہ اُس میں جائے گا۔ (بحارالانوار ۶ ص ۱۹۷، ۱۹۹)

☆☆☆☆☆☆

## اللہ تعالیٰ نے اُس کی محبت کو نعمت اور اُس سے منہ پھیرنے کو کفر قرار دیا:

فرمایا: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا (کیا تو نے ان



لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو از روئے کفر تبدیل کر دیا)۔ (سورہ ابراہیم، آیت ۲۸)

ابن عباسؓ نے کہا: الا فجران من قریش بنو امیة و بنو المغیرة کفروا بحمد و اله.

(دو قریش کے فاجر قبیلے بنی امیہ اور بنی مغیرہ نے محمدؐ وال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفر کیا ہے)۔

## اُسے صراط مستقیم قرار دیا ہے:

فرمایا: وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا (یہ میرا سیدھا راستہ ہے)۔ (سورہ انعام آیت ۱۵۳)

میں نے قتادہ سے سنا اُس نے کہا: میں نے حسن بن حسن بصری سے سنا اُس نے کہا صراط مستقیم علی علیہ السلام کا راستہ ہے (اُس کا دین ہے)۔ (نہج الایمان والصراط المستقیم اص ۲۸۴)

یہ واضح راستہ ہے اس کی پیروی کرو اور اس سے تمسک کرو کیونکہ یہ واضح ہے اس میں ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ (شرح اصول کافی ۷، ص ۹۱۔ مناقب ال ابی طالب ۲ ص ۳۰۲)

## اس کی اولاد کے لئے دنیا کی طرف بازگشت کو قرار دیا:

خداوند نے فرمایا: ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ (سورہ اسراء آیت ۶) (پھر ہم تمہیں ان پر واپس لوٹائیں گے)۔

ابی ھزیل سے مقاتل سے، ابن جریح سے مروی ہے ایک دن امام

حسین علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام علی زین العابدین علیہ السلام سے فرمایا: یـا بنی ان بنی اسرائیل قتلوا یحیی بن زکریا فبعث اللّٰہ علیھم بخت نـصـر فقتل علی دمہ سبعین الفا حتی سکن و اللّٰہ یا علی لایسکن دم ابیک حتی یبعث اللّٰہ المھدی فیقتل من المنافقین الکفرۃ سبعین الفاو سبعین الفا۔

(اے بیٹا! بنی اسرائیل نے یحیٰی بن زکریا کو قتل کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو بھیجا جس نے اُس کے خون کے بدلے ستر ہزار کو قتل کیا پھر اُس کا خون جوش مارنے سے تھم گیا، بخدا اے علی علیہ السلام تیرے باپ کا خون جوش مارتے نہیں تھمے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مہدی کو بھیجے گا جو کافر منافقوں کے ستر ہزار لوگوں کو قتل کرے گا)۔(مناقب ال ابی طالب ۳ص ۲۳۸)

## اُسے اپنا ذکر قرار دیا:

خداوند نے فرمایا: اَلَّذِیۡنَ کَانَتۡ اَعۡیُنُهُمۡ فِیۡ غِطَآءٍ عَنۡ ذِکۡرِیۡ۔ (جن کی آنکھوں پر میرے ذکر کی بابت پردہ ہے)۔(سورہ کہف آیت ۱۰۱)

ابن عباسؓ نے کہا: مبغض علی علیہ السلام اذا سمع ذکر علی علیہ السلام لا یستطیع ان یسمعہ لشدۃ عداوتہ (علی علیہ السلام سے بغض رکھنے والا جب علی علیہ السلام کا ذکر سنتا ہے تو دشمنی کی شدت کی وجہ سے اُس میں اُس ذکر کے سننے کی طاقت نہیں رہتی)۔[1]

## اللہ تعالیٰ نے اُسے نیکی قرار دیا:



خداوند نے فرمایا: خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ (معافی کو پکڑ اور نیکی کا حکم دے) ابن عباسؓ نے کہا: نیکی سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے۔(تفسیر عیاشی ۲ص ۴۳ ح ۱۲۶)

وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِیۡنَ (اور جاہلوں سے منہ پھیرلو)۔(سورہ اعراف آیت ۱۹۹)

جاہل وہ ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر راضی اور خوش نہیں ہیں۔

## قیامت کے دن اُس کے نام سے آواز دی جائے گی اور بندوں کا حساب لے گا!:

فرمایا: یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمۡ (اُس دن ہر انسان کو اُن کے امام کے ساتھ پکارا جائے گا)۔(بنی اسرائیل آیت ۷۱)

سعید بن جبیر سے "ابن عباسؓ" سے مروی ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ائمہؑ ھدیٰ مصابیح الدجیٰ (اعلام التقیٰ امیر المومنینؑ) علی علیہ السلام، حسن، حسین علیہم السلام کو بلایا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا: جـو زوا انتم و شیعتکم علی الصراط (وادخلوا الجنۃ) بغیر حساب (تم اور تمہارے شیعہ پل صراط سے گزر جاؤ اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جاؤ)۔(مناقب ال ابی طالبؑ ۲ص ۲۶۳)

## قیامت کے دن لوگوں کے امور انہیں تفویض کیے جائیں گے:

اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا ۔ (انہیں ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے پھران کا حساب لینا ہمارے ذمہ ہے)۔ (سورہ غاشیہ آیت ۲۵،۲۶)

---

۱؎ امام علی علیہ السلام رضا علیہ السلام نے فرمایا: ان غطاء العین لا یمنع من الذکر و الذکر لا یری بالعیون و لکن اللہ عزوجل شبه الکافرین بو لایة علی علیه السلام بن ابی طالب بالعمیان لانهم کانو ا یستشقلون قول النبی فیه و لا یستطیعون سمعا (آنکھ پر پردہ ذکر سے مانع نہیں ہوتا اور ذکر آنکھ سے دکھائی نہیں دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ولایت علی علیہ السلام کے منکر کو اندھا کہا ہے کیونکہ اُس کی بابت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے قول کو بوجھ سمجھتے ہیں ورُ اُسے سننے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں)۔
(توحید ص ۳۵۲ ح ۲۰ تفسیر نور الثقلین ۳ ص ۳۱۰)

☆☆☆



امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم ہم ہیں کہ جن کی طرف لوگ لوٹ کر آئیں گے اور ہم سے ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ (بحار الانوار ۲۳ ص ۲۷۲)

## اُسے جنت و جہنم کا حاکم اور تقسیم کرنے والا قرار دیا ہے:

خداوند نے فرمایا: لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (اُس کے لئے حکم ہے اور اُس کی طرف تم نے لوٹ کر جانا ہے)۔ (سورہ قصص آیت ۸۸)

ابن عباسؓ نے کہا ہے: قیامت کے دن حکم حضرت علی علیہ السلام لگائیں گے یہ بندوں کے رب کی طرف سے خاص عنایت ہے جو احکم الحاکمین ہے۔

## اُسے مثل اعلیٰ قرار دیا ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى (اللہ کے لئے مثل اعلیٰ ہے)۔ (سورہ نحل آیت ۶۰)

مثل اعلیٰ قرآن مجید میں...... علی علیہ السلام کا نام ہے!!

---

۱؎ مشارق انوار الیقین ص ۲۴۷،۲۴۸ میں ہے:

ع ل ی نام ہے باطن کا ظاہر ہے اور ظاہر کا باطن ہے یہ اسم اعظم ہے کیونکہ یہ ربوبیت کے راز کو جامع ہے اور نبوت کے راز کو جامع ہے۔ ولایت کے راز کو جامع ہے۔ حکمت اور سلطنت کے راز کو جامع ہے۔ جبروت و عظمت کے راز کو جامع ہے۔ تصرف الٰہی کے راز کو جامع ہے اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کیا: وَهُوَ الَّذِىْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ

الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ (وہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا پھر انہیں واپس لوٹائے گا اور یہ اُس پر آسان ہے اس کی آسمانوں وزمین میں اعلیٰ مثال ہے وہ غالب حکمت والا ہے)۔(سورہ روم آیت ۲۷)۔اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہے۔اس کا بیان: جب تو کہے: ال م ہر حرف کو متضمن ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام جب تم کہو: اللہ یہ واجب الوجود معبود ذات پر علم ہے اور جب تو کہے: یا اللہ! یا ندا ہے اس کا اسم میں مناجات کرتا ہوں اسکا معنی ہے میں معین کرتا ہوں یہ ذات مقدسہ کا اسم ہے اور جب تو ھاء کے ضمہ کو پڑھے اور ذات کو ظاہر کرے اور اس کے حروف میں اسم علی علیہ السلام ہے۔اس سے معنوی طور پر ذاتِ رب معبود کی طرف اشارہ ہوا ہے اور حروف سے کلمہ کی طرف اشارہ ہوا ہے جس کے ذریعہ سے وجود قائم ہے جب تو کہے: لا الہ الا ھو۔ یہ حروف تنزیہ ہے نفی اثبات میں جو دس ہیں اس کی طرف اشارہ ہوا تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ (یہ عشرہ کاملہ ہے)۔(سورہ بقرہ آیت ۱۹۶)۔اس کا معنی ہے: واجب الوجود جو زندہ موجود ہے جو قادر عالم ہے اور مستحق عبادت ہے سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے اس کے حروف کی تعداد وہ ظاہراً و باطناً اسم علی علیہ السلام کو متضمن ہے اسکا معنی ہے اللہ لا الہ الا اللہ۔اس کا خفی راز ہے اس کا امین اور ولی ہے اس کا وہ نور ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔



# سورہ حج

## اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں اُس کی عظمت کو بیان کیا ہے:

خداوند نے فرمایا:

اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ (بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی شے ہے)۔(سورہ حج آیت ۱)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: انا صاحب الصور انا مبعث من فی القبور (میں صور پھونکنے والا ہوں اور میں مردوں کو قبروں سے اٹھانے والا ہوں)۔[1]

اس کا معنی یہ ہے کہ: میں اللہ کا کلمہ کبریٰ ہوں جس کے ذریعہ سے صور پھونکی جائے گی اور زمین میں زلزلہ آئے گا اور مردے زندہ ہوں گے اور یہ سب بحکم خداوند ہوگا۔

## ولایت میں جو جھگڑتے ہیں اور وہ اُس کے دشمن ہیں، ان کا حال:

خداوند نے فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ (لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کی بابت جھگڑتے ہیں)۔(سورہ حج آیت ۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کی ولایت میں جھگڑتے ہیں اور وہ ولایت علی علیہ السلام ہے!

---

۱ مشارق الانوار الیقین ص ۶۸ میں ہے انا ذلک النور الذی

اقتبس منه الهدی انا صاحب الصور انا مخرج من فی القبور انا صاحب یوم النشور انا صاحب نوح و منجیه انا صاحب ایوب المبتلی و شافیه و انا اقمت السموت بامر ربی. انا صاحب ابراهیم انا سر الکلیم (وہ نور ہوں جس سے ہدایت حاصل ہوئی۔ میں پھونکنے والی صور کا صاحب ہوں، میں نوحؑ کا صاحب ہوں اور میں نے اُسے نجات دی میں ایوبؑ کا صاحب ہوں اور میں نے اُسے شفا دی میں نے اپنے رب کے حکم سے آسمانوں کو کھڑا کیا میں ابراہیمؑ کا صاحب ہوں، میں کلیمؑ کا راز ہوں)۔ جب اللہ چاہے گا میں صور میں پھونکوں گا جو انہیں دیکھے گا انہیں دیکھے گا ہم حقیقت میں لازوال اور نا قابل تبدیل نور خدا ہیں۔

جب صور پھونکی جائے گی۔ قبروں سے اٹھایا جائے گا اور جان محشور ہونے والے جسموں میں آئے گی وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام کو دیکھیں گے کیونکہ حی و قیوم جس کا نام معزز ہے۔ آنکھوں سے نظر نہیں آتا لیکن وہ بصیرت کی آنکھ سے نظر آتا اس کی طرف اشارہ ہوا۔ اُسے آنکھیں آنکھوں کے مشاہدہ سے دیکھ نہیں سکتی ہیں لیکن اُسے عقلیں ایمان کے حقایق سے دیکھ سکتی ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے وجود سے دیکھتا ہے کیونکہ وہ ظاہر ہے اور نظر نہیں آتا اور ایسا باطن ہے کہ اُس پر کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔



جو علی علیہ السلام کے غیر کی پیری کرتا ہے اور اُسے اپنا امام بناتا ہے:

خداوند نے فرمایا:

يَدْعُوا لَمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ لَبِئْسَ الْمَوْلَىٰ وَلَبِئْسَ الْعَشِيرُ ○ (وہ ایسی شے کو پکارتا ہے جس کا ضرر اُس کے فائدہ سے زیادہ قریب ہے کتنا برا اس کا سرپرست ہے اور اس کا رفیق بھی کتنا برا ہے)۔ (سورہ حج آیت ۱۳)

سرپرست: جس سے محبت کرتے ہیں، رفیق جسے انہوں نے پشت پناہ بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اُس کے دوستوں اور شیعوں کے حال کو بیان کیا ہے:

خداوند نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۔ (حج آیت ۲۳)

(بے شک اللہ صاحبان ایمان اور نیک اعمال بجالانے والوں کو جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی بے شک اللہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے)۔ مناقب ال ابی طالب ص ۳۱۱۔ تفسیر قمی ۲ ص ۳۰۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کے فیصلہ کرنے میں عدل کو بیان کیا:

خداوند نے فرمایا:

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط.

(اگر ہم انہیں زمین میں قدرت دیں تو نماز کو قائم کریں گے زکوٰۃ دیں گے نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں گے)۔(سورہ حج آیت ۴۱)

یہ معصومؑ کی صفات ہیں جو زمین میں ولی اللہ ہوتا ہے اور اللہ کی مخلوق میں اسکا خلیفہ ہوتا ہے (امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: ھذہ فینا اھل البیت یہ ہم اہل بیت کے بارے میں نازل ہوئی ہے)۔(مناقب ال ابی طالب ۳ص ۲۰۷۔ تاویل الایات ا ص ۳۴۳ ح ۲۵)

## لوگوں کی گمراہی، ظالموں کی حکومت، ان کے اولیاء پر تجاوز اور احکام کے معطل ہونے کو بیان کیا:

فرمایا: وَ بِئرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصرٍ مَّشِیدٍ (بند کنویں اور پختہ محل)۔(سورہ حج آیت ۴۵)

اس سے مراد ائمہ کا علم اور بزرگی ہے! (امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بند کنواں امام صامت ہے اور پختہ محل امام ناطق ہے۔ حوالہ:۔ البصائر ص ۵۲۵)

پھر فرمایا: اَفَلَم یَسِیرُوا فِی الاَرضِ (کیا وہ زمین میں سفر نہیں کرتے ہیں) یعنی ان کی رفتار دقیق ہوں اور شہروں کا چکر لگائیں فَتَکُونَ لَهُم قُلُوبٌ یَّعقِلُونَ بِهَآ (پس ان دل کے ہوں گے جن سے سوچیں گے) یعنی ان کے ذریعہ سے حق و باطل کی پہچان کریں گے اَو اٰذَانٌ یَّسمَعُونَ (یا کان ہوں گے جن سے سنیں گے) جن سے حق کا ذکر سنیں گے لیکن وہ اندھے بہرے ہو گئے ہیں اور حق کی معرفت حاصل نہ کر سکے فَاِنَّهَا لَا تَعمَی الاَبصَارُ وَلٰکِن تَعمَی



الْقُلُوبُ الَّتِی فِی الصُّدُورِ ٥ (ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں لیکن ان کے سینوں میں موجود دل اندھے ہیں)۔(سورہ حج آیت ۴۶) جس سے وہ حق کا انکار کرتے ہیں۔

## صاحبان ایمان کا حال بیان کیا:

فَالَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُم مَّغفِرَةٌ وَّ رِزقٌ کَرِیمٌ ٥ (جو ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کیے ان کے لئے مغفرت اور کریم رزق ہے)۔

مغفرت اس لئے ہے کہ وہ علی علیہ السلام سے محبت کرتے تھے۔(سورہ حج آیت ۵۰)

(امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں)۔(صحیفہ حسن ص ۷۲۔ تاویل الایات ا ص ۳۴۵)

## آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور ولایت کے منکر کا حال:

فرمایا:

وَالَّذِینَ سَعَوا فِیٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِینَ اُولٰٓئِکَ اَصحٰبُ الجَحِیمِ ۔ (جو ہماری نشانیوں میں کوشش کرتے ہیں کہ انہیں عاجز قرار دیں (یعنی علی علیہ السلام کی فضیلت کو باطل قرار دیں) یہ جہنمی ہیں)۔(سورہ حج آیت ۵۱)

## صاحبانِ ایمان پر احسان کیا:

فرمایا:

وَاِنَّ اللّٰہَ لَھَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ٥ (بے شک اللہ تعالٰی صاحبان ایمان کو صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے)۔ (سورہ حج آیت ۵۴)۔اس سے مراد محبت علی علیہ السلام ہے۔(البصائر ص ۹۸۔تفسیر صافی ۳ص ۳۸۷)

## تجاوز کرنے والوں کی مذمت:

فرمایا:

وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ ٥ ۔(اور کافر لوگ تو اس کی طرف سے ہمیشہ اسی شک میں مبتلاء رہیں گے یہاں تک کہ ان پر اچانک قیامت آجائے گی یا بانجھ دن کا عذاب ان پر آجائے گا)۔(سورہ حج آیت ۵۵)

شک: حضرت علی علیہ السلام کی ولایت میں کرتے ہیں۔

بانجھ دن: (قمی نے کہا ہے کہ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ کَذَّبُوْا بِاٰیَاتِنَا (جنہوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا): جو امیر المومنین اور ائمہ کی ولایت پر ایمان نہ لے آئے)۔

اللہ تعالٰی نے حکم دیا کہ فروع دین بجالاؤ اور اصول دین سے متمسک رہو۔سورہ حج کے آخر میں فرمایا: فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوةَ (نماز قائم کرواور زکات دو) یہ فروع دین ہے وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِ (اللہ کے ساتھ تمسک



رکھو) یعنی ولایت علی علیہ السلام سے تمسک رکھو کیونکہ وہ عصمتِ خدا ہے۔اور خداوند کا قلعہ ہے کیونکہ خود خداوند کا حدیث قدسی میں فرمان ہے: ولایة علی علیہ السلام حصنی (علی علیہ السلام کی ولایت میرا قلعہ ہے)۔[1]

فَنِعْمَ الْمَوْلٰی (بہترین مولا) علی علیہ السلام ہے وَنِعْمَ النَّصِیْرُ (بہترین مددگار) اللہ ہے جو علی علیہ السلام کی ولایت رکھتا ہے اللہ اسکی مدد کرتا ہے۔(سورہ حج آیت ۷۸)

---

[1] جواہر سنیہ ص ۲۶۷: ولایة علی علیہ السلام حصنی فمن دخل حصنی امن ض عذابی (علی علیہ السلام کی ولایت میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے امان میں آگیا)۔

بحار الانوار ۳۹ ص ۲۴۷: ولایة علی علیہ السلام حصنی من دخله امن ناری (علی علیہ السلام کی ولایت میرا قلعہ ہے جو اس میں داخل ہوا وہ میری جہنم سے امان میں آگیا)۔

مشارق انوار الیقین ص ۳۶: عذاب سے امان علی علیہ السلام کی ولایت کے قبول کرنے میں منحصر ہے کیونکہ ولایت کا اقرار مستلزم ہے اُس اقرار کے جو نبوت کا اقرار ہے اور نبوت کا اقرار توحید کے اقرار کو مستلزم ہے پس مولائی وہ ہے جو عدل کا قائل ہو۔امامت کا قائل ہو۔عدل توحید کے ساتھ ہو تو وہ مومن ہے مومن وہ ہے جو ایمان لے آئے پس علی علیہ السلام کی ولاء رکھنے والا امان والا مومن ہے ورنہ وہ منافق ہے......

## سورہ مومنون!

ولایت سے پھر جانے والوں کی سورہ مومنون میں مذمت ہوئی ہے جب وہ جہنم میں جائیں گے۔تو قابل مذمت ہوں گے۔

پس فرمایا: لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۔

(مت چلاؤ! یقیناً آج تمہیں ہم سے کوئی مدد نہیں ملے گا)۔(سورہ مومنون آیت ۶۵)

پھر فرمایا: قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ مُسْتَكْبِرِيْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ (میری آیات تم پر تلاوت کی جاتی تھیں تو اُس وقت تم الٹے پاؤں پھر جاتے تھے تکبر کرتے ہوئے کہانی سناتے ہوئے بے ہودہ گوئی کرتے تھے)۔(سورہ مومنون آیت ۶۶)

یعنی سامری کے طریقہ پر وہ ولایت سے پھر گئے جس طرح بنی اسرائیل پھر گئے تھے اور سامری کے بچھڑے کی پوجا کرتے رہے اور انہوں نے ہارونؑ کو چھوڑ دیا اور اُس کے قتل کا ارادہ کیا۔

**اللہ تعالیٰ نے آپ کی ولایت کو صراط مستقیم قرار دیا:**

فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (تو انہیں صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتا ہے)۔(سورہ مومنون آیت ۷۳)

اور وہ محبت علی علیہ السلام ہے۔(بحار الانوار ۹ ص ۲۲۶۔ تفسیر قمی ۲ ص



۹۲۔ ینابیع المودت ا ص ۳۳۹)

پھر بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام کی پیروی کرنے والے کے میزان کا پلڑا بھاری ہوگا چنانچہ فرمایا: فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ (جس کے میزان کا پلڑا بھاری ہوگا) اور وہ محبت علی علیہ السلام کی وجہ سے بھاری ہوگا کیونکہ اُس کی محبت سے پلڑا بھاری ہوجاتا ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پس وہ فلاح پاجائیں گے) وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ (جس کے میزان کا پلڑا بھاری نہیں ہوگا بلکہ ہلکا ہوگا) کیونکہ وہ ان کے دشمن سے محبت کرتے ہیں فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ (وہ نقصان اٹھانے والے ہیں اور وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے)۔(سورۃ مومنون آیت ۱۰۳)

**فرشتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کی مذمت کی ہے:**

فرمایا:

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۔(کیا تم وہی نہیں ہو کہ جب میری آیات تمہیں سنائی جاتی تھیں تو تم انہیں جھٹلاتے تھے؟)۔

(سورہ مومنون آیت ۱۰۵)

پھر انہوں نے اپنے گمراہ ہونے کا اعتراف کیا: قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (انہوں نے کہا: خدایا! ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی تھی اور (ہم فرعون وھامان سے محبت کر بیٹھے) حالانکہ ہم گمراہ لوگ تھے)۔(سورہ مومنون آیت ۱۰۶)

حق سے گمراہ تھے اور حق علی علیہ السلام واولاد علی علیہ السلام کی محبت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا:

قَالَ اخۡسَئُوۡا فِيۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيۡقٌ مِّنۡ عِبَادِىۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغۡفِرۡ لَـنَا وَارۡحَمۡنَا وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ فَاتَّخَذۡتُمُوۡهُمۡ سِخۡرِيًّا حَتّٰۤى اَنۡسَوۡكُمۡ ذِكۡرِىۡ وَكُنۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ تَضۡحَكُوۡنَ اِنِّىۡ جَزَيۡتُهُمُ الۡيَوۡمَ بِمَا صَبَرُوۡۤا اَنَّهُمۡ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ۝

(اللہ فرمائے گا: خوار ہو کر اسی میں پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو، میرے بندوں میں سے کچھ لوگ یقیناً یہ دعا کرتے تھے اے ہمارے رب ہم ایمان لائے ہیں پس ہمیں معاف فرما اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے، تو تم نے ان کا مذاق اڑایا یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں ہماری یاد سے غافل کر دیا اور تم ان پر ہنستے تھے آج میں نے ان کے صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا ہے کہ وہی لوگ کامیاب ہیں)۔ (سورہ مومنون ۱۰۸ سے ۱۱۱)

یقولون: جو علی علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور اُس کے دشمنوں سے پھر گئے۔

ربنا امنا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام پر ایمان لائے۔

یعنی دنیا میں ہنستے ہیں اور کہتے ہیں اے رافضیو، اے گمراہو!

بما صبروا: دنیا میں ملنے والی اذیت پر صبر کیا اور محبت علی علیہ السلام کی وجہ سے مذمت ہوتی رہی۔ آج میرا ان پر کرم اور احسان ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو شیعیان علی علیہ السلام کے حق میں دعا کا حکم دیا۔



وَقُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝ (کہہ دو یا رب! مجھے معاف کر دے اور رحم فرما تو بہترین رحم کرنے والا ہے)۔ (سورہ مومنون آیت ۱۱۸)

نبی کافر کے لئے دعا نہیں کرتا اور نہ ہی منافق کے لئے دعا کرتا ہے پس معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومن کے لئے دعا کرتے ہیں اور مومن علی علیہ السلام کی ولایت رکھنے والا ہوتا ہے پس صرف علی علیہ السلام کے شیعہ کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے تھے!

# سورہ نور

## اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے لئے اور ولیؑ کے لئے لوگوں پر فضیلت کو قرار دیا:

فرمایا:

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (نور آیت ۱۴) (اگر اللہ کا فضل اور رحمت دنیا و آخرت میں تم پر نہ ہوتا) پس رحمت اور فضل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی علیہ السلام ہے کیونکہ یہ دونوں فضل اور رحمت کا سبب ہیں۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (توبہ ۵۹) (اگر وہ اس پر خوش ہو جائیں جو انہیں اللہ اور رسولؐ نے دیا ہے اور کہیں ہمارے لئے اللہ کافی ہے عنقریب اللہ اور رسولؐ اپنا فضل ہمیں دیں گے)۔

پھر ان دونوں کو نعمت قرار دیا ظاہری اور باطنی پس ظاہری نعمت نبوت ہے کیونکہ یہ ادیان اور دین کے لئے ظاہر ہے۔ اور ولایت ایمان کے لئے ہے اور ایمان باطن ہے۔[۱]

پھر فرمایا: وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ.

(اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتے تو تم میں سے کوئی ایک شخص بھی پاک نہ ہوتا)۔ (سورہ نور آیت ۲۱)



یعنی محمد اور علی علیہ السلام کی ولایت کے لئے...... نہ کوئی مسلمان رہتا اور نہ کوئی مومن!

---

۱ـ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بعث علی علیہ السلام مع کل نبی سرا و بعث معی جهرا۔

(علی علیہ السلام ہر نبیؑ کے ساتھ پوشیدہ مبعوث ہوا اور میرے ساتھ اعلانیہ بھیجا گیا ہے)۔ (شرح دعائے جوشن ص ۱۰۴۔ جامع الاسرار ص ۳۸، ص ۴۰۱ ح ۷۶۳، ۸۰۴۔ اطراقبات ص ۲۵۹)

اہل سنت نے یوں کہا ہے: یا علی علیہ السلام ان اللہ تعالیٰ قال لی: یا محمد بعثت علیا مع الانبیاء باطنا و معک ظاهرًا۔

(اے علی علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے علی علیہ السلام کو انبیاءؑ کے ساتھ باطنا بھیجا اور تیرے ساتھ ظاہرًا)۔

صاحب کتاب قدسیات نے کہا: اس معنی کی اس قول سے تصریح ہوتی ہے: انت منی بمنزلة هارونٌ من موسیٰ ولکن لانبی بعدی تا کہ معلوم ہو جائے کہ نبوت کا باب ختم اور ولایت کا باب کھل گیا ہے۔ (انوار نعمانیہ ۱ ص ۳۰)

علی علیہ السلام کے شیعہ قیامت کے دن گناہوں سے بری ہوں گے ان کی طرف سے گناہوں کو ان کے دشمن اٹھائیں گے: فرمایا: وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ۔ (البتہ یہ لوگ اپنے بوجھ ضرور اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ مزید بوجھ بھی!)۔ (سورہ عنکبوت آیت ۱۳)

ان کے دشمنوں کی نیکیاں انہیں مل جائیں گی۔

پس فرمایا: اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثَاتِ وَ الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبَاتِ (خبیث عورتیں خبیثوں کے لئے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے، پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں)۔ (سورہ نور آیت ۲۶)

یعنی منافق کی برائیاں اُس کے لئے اور اس کی نیکیاں مومن کے لئے ہوں گی اور مومن کی نیکیاں اُس کے لئے اور مومن کی برائیاں منافق کے لئے ہوں گی۔ [1]

---

[1] اس کی طرف حلیؒ نے مختصر البصائر ص ۲۲۶ میں اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ: مومن کے گناہ ناصبیوں کی نیکیوں کا عوض بن جائیں گے اور ناصبی مومن کے گناہ اٹھائے گا کیونکہ قرآن مجید میں آیا ہے: فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ (پس اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردے گا)۔ (سورہ فرقان ۷۰)۔ (المحاسن ا ص ۲۷۳۔ البرہان ۳ ص ۱۷۳ ح ۲)



# سورہ فرقان

## اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں کے اعمال کو حبط (ضبط) قرار دیا اور مولائیوں کے گناہوں کو معاف قرار دیا:

خداوند نے فرمایا: وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا

(پھر ہم ان کے کیے ہوئے عمل کی طرف توجہ کریں گے اور ان کے کیے ہوئے عمل کو اڑتی ہوئی خاک بنادیں گے)۔ (سورہ فرقان آیت ۲۳)

یہ حق ہے کیونکہ مومن کا عمل ضبط نہیں ہوتا کیونکہ اللہ عادل ہے اور عقل و نقل اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اور کافر کا کوئی عمل ہی نہیں ہوتا پس نقصان صرف منافق کے لئے ہے۔

## جو آپؑ کی ولایت سے پھر گئے ان کے لئے ندامت ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يَا وَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ۝

(اُس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا اور کہے گا کاش میں نے رسولؐ کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہائے تباہی کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اُس نے مجھے نصیحت سے گمراہ کردیا بلکہ میرے لئے نصیحت آچکی تھی اور

انسان کے لئے شیطان بڑا ہی دغاباز ہے)۔(سورہ فرقان آیت ۲۷ سے ۲۹)

ظالم سے مراد ابوالفصیل ہے۔رسولؐ کے راستہ سے مراد علی علیہ السلام ہے کیونکہ یہ راستہ اور سبیل ہے۔خلیل سے مراد ذریق ہے اور ذکر سے مراد علی علیہ السلام ہے۔شیطان ذریق ہے اور انسان ابوالفصیل ہے۔(بحار الانوار ۳۰ ص ۱۵۳ ح ۸، ۱۹ ص ۱۷ ح ۲۲)

## جو رسولؐ سے دشمنی رکھتا ہے اُس کی عداوت بیان کرتا ہے:

خداوند نے فرمایا: وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ط.

(اسی طرح ہم نے ہر نبیؐ کا دشمن مجرموں کو قرار دیا ہے)۔(سورہ فرقان ۳۱)

پس آدمؑ کا ابلیس دشمن ہے سلیمانؑ کا شیاطین دشمن ہیں، شیثؑ کے اولاد ہابیل دشمن ہیں، انوشؑ کا کیومرس دشمن ہے، ادریسؑ کا ضحاک دشمن ہے نوحؑ کا عوج اور جہاسان دشمن ہے۔صالحؑ کا افراسیاب دشمن ہے۔ابراہیمؑ کا نمرود دشمن ہے۔موسیٰؑ کا فرعون، ہامان اور عوج بن بلعام (بلعم باعور) دشمن ہے، یوشعؑ بن نون کا لھراسب دشمن ہے داودؑ کا جالوت دشمن ہے۔عیسیٰؑ کا اشیخ بن اشجان دشمن ہے۔شمعونؑ کا بخت نصر دشمن ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابوجہل، ابولہب دشمن ہے۔علی علیہ السلام کا دشمن تیم، عدی اور بنوامیہ ہے فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِیْنَ (پس اللہ کافروں کا دشمن ہے)۔(سورہ بقرہ آیت ۹۸)

ابوالحسن صفار نے عقاب الاعمال میں کہا ہے کہ ابوالحسن ثانی علیہ السلام



نے فرمایا:

وہ تین بت جن کیوجہ سے طوفان کے بعد لوگ گمراہ ہوئے اور قرآن مجید نے ان کا ذکر کیا ہے وہ یغوث، یعوق اور نسر تھے، عجل (بچھڑا)، غدر، زغر ہیں کہ جن کی وجہ سے اولین و آخرین کے لوگ گمراہ ہوئے۔(تفسیر عیاشی ص ۲۹۷ ح ۹۰)

ذریق کا نام ابلیس الابالسہ ہے اور وہ شیطانوں کا شیطان ہے اُس کا پیروکار اُس کی مانند ہے جو قرآن مجید کے محکمات کو محو کرتا ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتا ہے اور گمان رکھتا ہے کہ آسمان میں خدا ہے ہی نہیں!

## پھر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دشمنوں کا ذکر کیا کہ وہ جہنم میں ہوں گے:

خداوند نے فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ (جو منہ کے بل محشور ہوں گے اور انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا وہ مقام کے اعتبار سے شر اور گئے گزرے ہوں گے)۔(سورہ فرقان آیت ۳۴)

کیونکہ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت کی ہوگی اور اُس کے حق کو روکا ہوگا۔

## حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت اور اُس کی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ قرابت:

خداوند نے فرمایا:

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا۝

(وہ ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اُس کے لئے نسب اور دامادی کا رشتہ بنایا تیرا رب قادر ہے)۔ (سورہ فرقان آیت ۵۴)[۱]

---

۱ اس آیت کے ضمن میں ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے نطفۂ بیضاء کو پیدا کیا اُسے آدمؑ کی صلب میں رکھا پھر شیثؑ کی صلب میں منتقل کیا پھر انوشؑ کی صلبؑ میں...... پھر ایتاغؑ کی...... کریم صلبوں اور پاک رحموں سے منتقل ہوتا ہوا عبدالمطلبؑ کی صلب میں آیا جہاں سے دو حصے ہو گئے ایک عبدؑ اللہ کی صلب میں دوسرا ابوطالب کی صلب میں منتقل ہوا عبداللہ سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ابوطالبؑ سے علی (علیہ السلام) پیدا ہوئے اسی لئے فرمایا: وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صھرا علی علیہ السلام فاطمہؑ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوہر ہے علی علیہ السلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام سے ہے اور حسنؑ و حسینؑ ان دونوں سے ہیں فاطمہؑ نسب ہے اور علی علیہ السلام داماد ہے (بحار الانوار ۳۵ص ۳۴۰)

☆☆☆☆



## اللہ نے کافر، منافق اور ولیؑ کو ایک آیت میں بیان کیا:

خداوند نے فرمایا:

وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا۝

(وہ اللہ کے علاوہ ایسوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ فائدہ دیتا ہے اور نہ ہی نقصان اور کافر اپنے رب کے خلاف دوسروں کی پشت پناہی کرتا ہے)۔ (سورہ فرقان آیت ۵۵)

نصف آیت میں بت پرستوں کی مذمت ہے اور باقی میں پتھروں کی پوجا کرنے والوں کی مذمت ہے و کان الکافر علی ربه ظهیرا میں رزیق کی طرف اشارہ ہے جس نے اپنے مولا امیر المومنین علیہ السلام پر اظہار بڑائی کیا اور اُس کے حق کو رد کیا۔ (تفسیر قمی ۲ص ۱۵۵: الکافر الثانی کان علی علیه السلام امیر المومنین ظهیراً (دوسرا کافر امیر المومنینؑ کے خلاف پشت پناہ تھا)۔

اللہ تعالیٰ نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فرمایا کہ اپنی قوم سے کہو قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا (کہہ دو کہ میں اسکا کوئی اجر نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ جو چاہے اپنے رب کی راہ کو پکڑے)۔ (سورہ فرقان آیت ۵۷)

اس سے مراد ذریت زکیہ اور عترتؑ ھاشمیہ ہے[۱]

---

۱ تفسیر الایات میں ہے: قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی

اُلْقُربٰی، ماسئلکتم من اجرفھو لکم ما اسئلکم علیه من اجر الامن شاء ان یتخذ الی ربه سبیلا۔ وہ تیری طرف آنے کا راستہ ہیں اور تیری خوشنودی کو حاصل کرنے کی راہ ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن ختم ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ولی علی بن ابی طالب (علیہ السلام) ھادی مقرر ہوئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ڈرانے والے اور ہر قوم کے لئے ھادی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برملا فرمایا: من کنت مولاہ فعلی علیه السلام مولاہ اللھم وال من ولاہ و عادمن عاداہ و انصر من نصرہ و اخذل من خزله جس کا میں نبیؐ اس کا علی علیہ السلام امیر ہے، میں اور علی علیہ السلام ایک شجرہ سے ہیں دوسرے لوگ مختلف شجرہ سے ہیں اُسے ہارونؑ کی جگہ پر قرار دیا اور فرمایا انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی اُس سے اپنی بیٹی سیدہ نساء العالمینؑ کی شادی کی اُس کے لئے مسجد میں وہی شے حلال قرار دی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال تھی۔ سوائے اُس کے دروازے کے دوسروں کے دروازے بند کروا دیئے، اُسے علم و حکمت دی اور فرمایا: انا مدینة العلم وعلی علیه السلام بابھا فمن ارادالحکمة (المدینة) فلیأ ھا من بابھا۔ پھر فرمایا: انت اخی ووصی و وارثی لحمک من لحمی و دمک من دمی سلمک سلمی و حربک حربی والایمان مخالط لحمک و دمک کماخالط لحمی و دمی و انت غدا علی الحوض خلیفتی و انت تقضی دینی و تنجز عداتی و شیعتک منابر من نو مبیضة وجوھھم حولی فی الجنة و ھم جیرانی ولولا انت یا علی علیه السلام لم



یعرف المومنون بعدی و کان بعدہ ھدی من الضلال و نور امن العمی و جعل اللّٰه المتقین و صراطه المستقیم لا یسبق بقرابة فی رحم ولا بسابقة فی دین ولایلحق فی منقبة من مناقبه یحذو حذو الرسول (صلی الله علیه وآلہ وسلم) ویقاتل علی التاویل ولا تاخذہ فی الله لومة لائم و قد و ترفیه ضا وید العرب و قتل ابطال ھم و ناوش ذوبانھم فاودع (واورع)قلوبھم احقادا بدریة وخیبریة و حنینة و غیرھن فاصبت علی عداوته و اکبت علی الاولین والاخرین یتبع اشقی الاولین۔

(میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے جو حکمت یا شہر کا ارادہ رکھتا ہے وہ دروازے پر آئے۔ تو میرا بھائی، میرا وصی اور میرا وارث ہے تیرا گوشت میرا گوشت ہے تیرا خون میرا خون ہے تیری صلح میری صلح ہے، تری جنگ میری جنگ ہے ایمان تیرے گوشت اور خون میں رچ بس گیا ہے جس طرح میرے گوشت اور خون میں رچا بسا ہوا ہے کل حوض پر تو میرا خلیفہ ہوگا تو میرے قرض کو ادا کرے گا میرے وعدے کو پورا کرے گا تیرے شیعہ نور کے منبر پر ہوں گے ان کے چہرے سفید ہوں گے وہ جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے اے علیؑ اگر تو نہ ہوتا تو مومن کی پہچان نہ ہوتی وہ میرے بعد ہدایت ہے اور نور ہے اللہ نے اُس کی راہ کو صراط مستقیم قرار دیا ہے اس سے زیادہ میرا قریبی کوئی نہ ہے اُس کے فضائل میں اُس جیسا کوئی نہیں ہے وہ تاویل پر جنگ کرے گا اور اس میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرے گا لوگوں کے دل میں جنگ بدر، خیبر، حنین کا کینہ ہے وہ دشمنی پر ہے......)

(الاقبال ص ۲۹۶، ص ۱۲۳۔ بحار ۹۹ ص ۱۵۰)

# سورہ نمل

## اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ میری حمد کرے اور علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام پر سلام بھیجے:

خداوند نے فرمایا:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (الحمدللہ کہہ اور اللہ کے چنے ہوئے بندوں پر سلام کرو)۔ (سورہ نمل آیت ۵۹) اور وہ چنے ہوئے بندے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(ابن عباسؓ کہتا ہے: وہ اہل بیتؑ ہیں جن میں علی بن ابی طالبؑ، فاطمہؑ حسنؑ اور حسین علیہم السلام اور ان کی قیامت تک اولاد ہے یہ اللہ کے چنے ہوئے اور مخلوق میں اُس کے مختار بندے ہیں۔)

(مناقب ال ابی طالبؑ ۳ ص ۱۵)

## اُس کے پاس غیب کا علم ہے اور اس کی گواہی دی:

خداوند نے فرمایا:

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِىْ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ○ (زمین و آسمان میں جو غائب ہے وہ کتاب مبین میں ہے)۔ (سورہ نمل آیت ۷۵)

کتاب مبین امامؑ ہے یا جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے اور بلا شک اس کے پاس کتاب کا علم ہے۔ا



ا یہاں ائمہؑ کے اسرار، علم غیب کی اخبار، کرامات کو بیان کرتے ہیں۔ وہ غیب پر مطلع کیسے نہیں ہیں؟ ان کے لئے اس کا علم چند وجوہ سے واجب ہے۔ (۱) اللہ نے لوح محفوظ میں گزشتہ آیندہ کا علم لکھ دیا ہے ہر نبیؑ کو اُس کی اور اُس کے اوصیاءؑ کی ضرورت کا علم دے دیا یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ ختم الرسلؐ آئے۔ رسالت ختم اور شریعت بھی ختم ہوئی پس واجب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گزشتہ سے لے کر قیامت تک کا علم ہو کیونکہ وہ آخری ہے اُس کی کتاب جامع اور مانع ہے جب شب معراج بلند مقام پر تشریف لے گئے جہاں دو کمان یا اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا لوح محفوظ کو دیکھا جس سے ان کا علم بلند ہوا۔ اسرار الٰہیہ کا پتہ چلا جو لوح میں نہ تھے پس اول و آخر کا علم غیب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوح محفوظ ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجود کے اعتبار سے سب سے پہلے آئے پس گزشتہ آیندہ کا علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولیاءؑ کے پاس ہے۔ (مشارق انوار الیقین ص ۱۰۷۔) ائمہ اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس جو علم غیب ہے وہ مستقل نہیں ہے بلکہ اللہ نے انہیں امور غیبیہ پر مطلع کیا ہے جس کو دوسرا کوئی نہیں جانتا! یعنی اللہ کا علم غیب ذاتی ہے اور ان کا اللہ تعالٰی کا عطا کردہ ہے اس پر آیات و روایات دلالت کرتی ہیں۔ اور اگر کہا جائے کہ ان کا علم غیب ذاتی ہے تو اس سے کفر لازم آئے گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: واللّٰہ لقد اعطینا علم الاولین والاخرین (بخدا ہمیں اولین و آخرین کا علم دیا گیا ہے)۔ ایک صحابی

نے عرض کی: کیا آپ کے پاس علم الغیب ہے؟ امامؑ نے فرمایا: افسوس! لوگوں کی صلبوں اور ماؤں کی رحموں میں جو ہے اُسے میں جانتا ہوں۔ وسعت صدری اور بصیرت عینی پیدا کرو دلوں کو بیدار کرو ہم مخلوق خدا میں حجت خدا ہیں اس کی وسعت ہر مومن کا قوی دل ہی رکھتا ہے جس کی طاقت پہاڑ جیسی ہو یہ سب اذن خدا سے ہے بخدا اگر میں چاہوں تو پہاڑ کے تمام ریزوں کو گن کر تمہیں بتا دوں۔ (بحار الانوار ۲۶ ص ۲۸ ح ۲۸۔ مناقب ال ابی طالبؑ ۲ ص ۳۷۴)۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اللہ تعالٰی نے مجھے وحی اور تنزیل کے ذریعہ غیب پر مطلع کیا اور تجھے الہام کے ذریعہ غیب پر مطلع کیا ہے۔ (مشارق الانوار الیقین ص ۱۳۵۔ بحار الانوار ۲۶ ص ۴ ح ۱): انا صاحب اللوح المحفوظ الهمنی الله علم مافیه (میں لوح محفوظ کا صاحب ہوں اور اس میں جو علم ہے اس پر اللہ نے مجھے الہام عطا کیا ہے)۔ کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ آپ کے شیعہ کہتے ہیں کہ آپ دجلہ کے پانی کا وزن کر سکتے ہیں اُس وقت دونوں دجلہ پر بیٹھے ہوئے تھے امامؑ نے فرمایا: کیا خدا اسکا علم مچھر کے سپرد کرنے پر قادر ہے؟ اُس نے کہا ہاں! امامؑ نے فرمایا میں اللہ کے نزدیک مچھر سے کہیں زیادہ اہمیت رکھتا ہوں۔ (اثبات الوصیت ص ۱۹۱)۔ امیر المومنین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں امام کے اوصاف بیان کیئے: وہ سچا اور عادل ہوتا ہے غیب پر مطلع ہے اور علی الاطلاق اُسے تصرف کا حق دیا گیا ہوتا ہے۔ (بحار ۲۵ ص ۱۷۰ ح ۳۸۔ مشارق انوار الیقین ص ۱۱۵)............

امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ میں فرمایا: امامؑ انسان ہوتا ہے جس کا جسم آسمانی ہے جو امر الہی ہے جس کی روح قدسی ہے جس کا مقام بلند ہے جو نورِ



جلی اور سر خفی ہے وہ الٰہی صفات کا مالک ہوتا ہے زائد الحسنات اور عالم مغیبات ہوتا ہے اللہ کا خاص بندہ ہوتا ہے اور صادق امین (رسول) اُس پر نص لگاتا ہے۔ (بحار ۵ ص ۱۷۲ ح ۳۸)............

خداوند نے فرمایا: عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (وہ عالم غیب ہے اپنے غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے چنے ہوئے رسول کے!)۔ (سورہ جن آیت ۶)

امام علی علیہ السلام رضا علیہ السلام نے عمرو بن ھذاب جو ائمہؑ کے عالم غیب کا منکر تھا......فرمایا:

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اللہ نے غیب کے لئے چن لیا اور ہم رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وارث ہیں جن کو اللہ نے غیب پر مطلع کیا ہے پس ہمیں گزشتہ اور آئندہ قیامت تک کا علم ہے۔ (بحار ۱۲ ص ۲ جلد ۱۵ ص ۴۷)۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: الامن ارتضٰی من رسول بخدا اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (ارشاد الی ولایۃ الفقیہ ص ۲۵۷ اس کے قریب کے جملے خرائج والجرائح ص ۳۰۶ میں ہیں) خداوند نے فرمایا: ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم نے تیری طرف وحی کی ہیں)۔ (سورہ ال عمران آیت ۴۴ سورہ ہود آیت ۴۹، سورہ یوسف آیت ۱۰۲) اور فرمایا: وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (جسے تو نہیں جانتا تھا اُس کی تجھے تعلیم دی)۔ (سورہ نساء آیت ۱۱۳) یہ عام ہے اور فرمایا: وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝ (ہر شے کو ہم نے امام مبین میں رکھ دیا ہے)۔ (سورہ یاسین آیت ۱۲)۔ امام مبین سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہے۔ (ینابیع

المودة ا ص ۷۷۔ طبع استنبول ص ۸۷ طبع نجف۔ تفسیر نور الثقلین ۴ ص ۳۷۹۔ الھدایۃ الکبریٰ ص ۹۸۔ انوار نعمانیہ ا ص ۴۷، ۲ ص ۱۸)۔ خداوند نے فرمایا: وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ...... (زمین کی اور آسمان کی ذرہ برابر کوئی شے تیرے رب سے پوشیدہ نہیں ہے اور ہر چھوٹی بڑی شے کتاب مبین میں ہے)۔ (سورہ یونس آیت ۶۱)۔ سورہ سبا آیت ۳) فرمایا: وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنَاهُ كِتَاباً (ہر شے کو ہم نے کتاب میں شمار کر دیا ہے)۔ ائمہؑ ہی کتاب مبین ہیں۔) (ینابیع المودت ا ص ۸۱ طبع نجف ا ص ۷۱ طبع ترکی۔ مشارق انوار الیقین ص ۱۳۶)۔ فرمایا: وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے)۔ (سورہ اعراف آیت ۱۵۶) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس سے مراد امامؑ کا علم ہے جو ہر شے پر وسیع ہے۔ (تفسیر نور الثقلین ۲ ص ۸۷ ح ۱۸۸ کافی سے نقل کیا ہے)۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: انا رحمة الله التی وسعت کل شیء میں رحمت خدا ہوں جو ہر شے پر وسیع ہے(۔ (الھدایۃ الکبریٰ ص ۴۰۰)

## میں کہتا ہوں:

جو دعویٰ کرتے ہیں کہ امامؑ اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس غیب کا علم ہوتا ہے وہ یوں دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ ان کے پاس بغیر کسی واسطہ کے علم ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ عالم الغیب اللہ تعالیٰ ہے انہیں اللہ تعالیٰ غیب پر مطلع کرتا ہے۔ جس کو اور کوئی نہیں جانتا ہوتا۔

یوں کہہ سکتے ہو کہ: وہ علم غیب جو کسی واسطہ کے بغیر ہوتا ہے وہ صرف



اللہ تعالیٰ کے پاس ہے کیونکہ اُس کی صفات اس کی عین ذات ہیں اور ایسا علم اُس کے غیر کے لئے قرار دینا کفر ہے البتہ وہ علم غیب جو اللہ تعالیٰ کے توسط سے کسی کو ملے وہ ان کی عین ذات نہ ہوگا اور یہ وہ علم ہے جو ہمارے ائمہؑ کے پاس ہے اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس ہے اس پر دلیل آیات و روایات ہیں:

امامؑ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: واللّٰہ لقد اعطینا علم الاولین والاخرین (خدا کی قسم ہمیں اولین وآخرین کا علم دیا گیا ہے)۔

امامؑ کو ایک صحابی نے کہا: آپؑ پر قربان أعند کم علم الغیب؟ (کیا آپ کے پاس غیب کا علم ہے؟) امامؑ نے فرمایا: افسوس!

انی اعلم مافی اصلاب الرجال وارحام النساء ویحکم وسعوا صدورکم و تبصرا عینکم ولتع قلوبکم فنحن حجة الله تعالیٰ فی خلقه و لن یسع ذلک الاصدر کل مومن قوی قوته کقوة جبل تهامة الاباذن الله والله لواردت ان احصی لکم کل حصاة علیها لاخبر تکم (مردوں کی صلبوں اور عورتوں کی رحموں میں جو ہے اُسے میں جانتا ہوں افسوس وسعت صدری پیدا کرو اور آنکھوں سے دیکھو اور دل سے سوچو پس ہم مخلوق میں حجت خدا ہیں اس کی وسعت صرف مومن کا دل رکھتا ہے جس کی طاقت پہاڑ کی طاقت جتنی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہے خدا کی قسم اگر اس پہاڑ کے تمام سنگریزوں کو شمار کرنے کا ارادہ کروں تو تمہیں ان کی تعداد بتا سکتا ہوں)۔ (بحار الانوار ۲۶۔ ص ۲۸ ح ۲۸۔ مناقب ال ابی طالبؑ ۳ ص ۳۷۴)

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ان اللّٰہ اطلعنی علی ماشاء من غیبه و حیاو تنزیلا و اطلعک علیه الهاما (اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے غیب پر وحی اور تنزیل کے ذریعہ مطلع کیا اور تجھے اُس پر الہام کے ذریعے مطلع کیا)۔ (مشارق انوار الیقین ص ۱۳۵، ص ۱۳۶، ص ۵۔ بحار الانوار ۲۶ ص ۴۳ ح ۱: انا صاحب اللوح المحفوظ الهمنی الله علم مافیه (میں لوح محفوظ کا مالک ہوں اُس میں جو شے ہے اس کے علم کا اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے)۔

کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی:

آپؑ کے شیعہ کہتے ہیں کہ دجلہ کے پانی کی پیمائش کا آپؑ کو علم ہے دونوں دجلہ پر بیٹھے ہوئے تھے امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے کہ اس کا علم مچھر کو دے دے؟ اُس نے عرض کی ہاں! امامؑ نے فرمایا: میں اللہ کی نزدیک مچھر سے زیادہ عزت رکھتا ہوں...... پھر وہ وہاں سے چلا گیا۔ (اثبات الهداة ص ۱۹۱)

امیر المومنین علیہ السلام نے امام کا وصف بیان کرتے ہوئے ایک خطبہ میں کہا:

**فهو الصدق والعدل يطلع لى الغيب و يعطى التصرف على الاطلاق.**

(پس وہ سچا اور عادل ہوتا ہے، غیب پر مطلع ہوتا ہے علی الاطلاق لوگوں پر تصرف کا حق رکھتا ہے)۔ (بحار الانوار ۲۵ ص ۱۷۰ ص ۳۸۔ مشارق انوار الیقین ص ۱۱۵)



امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

**یا مفضل من زعم ان الامام من ال محمد یعزب عنه شئ من الامر المحتوم فقد کفر بما نزل علی محمد و انا لنشهد اعمالکم و لا یخفی علینا شئ من امرکم و ان اعمالکم تعرض علینا و اذا کانت الروح وارتاض البدن اشرقت انوارها و ظهرت اسرارها وادرکت عالم الغیب.**

(اے مفضلؒ! جو گمان کرتا ہے کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے امامؑ سے حتمی امر میں سے کوئی شے پوشیدہ ہوتی ہے وہ اُس کا انکار کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا۔ ہم تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں تمہارے امر سے کوئی شے ہم پر پوشیدہ نہ ہے۔ تمہارے اعمال ہمارے پاس پیش ہوتے ہیں۔ اور جب روح اور بدن ایک دسرے سے الگ ہوتے ہیں تو ان کے انوار روشن ہو جاتے ہیں۔ ان کے اسرار ظاہر ہوجاتے ہیں اور عالم الغیب کو درک کر لیتے ہیں)۔ (مشارق انوار الیقین ص ۱۳۸)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: **واللّٰہ لو شئت ان اخبر کل رجل منکم بمخرجه و مولجه و جمیع شانه نفعلت و لکن اخاف ان تکفروا فی رسول اللّٰہ الا و انی مفضیهالی الخاصة** (بخدا اگر چاہوں تو تم میں سے ہر شخص کو تمہارے آنے جانے اور سارے حالات کے بارے میں خبر دے سکتا ہوں لیکن مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں تم رسول کا انکار نہ کر دو خبردار میں یہ علم خاص لوگوں کے حوالے کروں گا)۔ (نہج البلاغہ ص ۲۵۰۔ خطبہ نمبر ۱۷۵)

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: لمن سالہ عن القائم المنتظر عجل اللہ فرجہ: السنا قد قلنالکم لا تسالو ناعن علم الغیب فنخرج ما علمنا منہ الیکم فیسمعہ من لا یطیق استماعہ فیکفر (کسی نے امامؑ سے قائم آل محمد (علیہ السلام) کے بارے میں پوچھا تو امامؑ نے فرمایا: کیا ہم نے تمہیں نہیں کہا ہے کہ ہم سے علم غیب کے بارے میں سوال نہ کرو ہم اپنے علم کے مطابق بتائیں گے اُسے وہ سنے گا جس میں اُس کے سننے کی طاقت نہ ہوگی تو وہ کافر ہو جائے گا)۔ (الھدایۃ الکبریٰ ص ۳۴۴ باب ۱۳)

امیر المومنین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں کہا:

والامام یا طارق بشر ملکی و جسد سماوی و امر الٰھی و روح قدسی و مقام علی و نور جلی و سر خفی فھو ملک الذات الٰھی الصفات، زائد الحسنات عالم المغیبات خصاً من رب العالمین و نصا من الصادق الامین.

(اے طارقؓ امام فرشتہ صفت انسان ہے اس کا جسم آسمانی ہے۔ وہ امر الٰہی ہے۔ قدسی روح ہے۔ اس کا مقام علی ہے، نور جلی ہے سر خفی ہے پس وہ ذات باری تعالیٰ کا فرشتہ ہے، جس میں الٰہی صفات ہیں، زائد الحسنات ہے عالم المغیبات ہے وہ رب العالمین کی طرف سے خاص شخصیت کا مالک ہے صادق امین کی نص ہے)۔ (بحار الانوار ۲۰ ص ۱۷ ح ۳۸)

عمر بن ھذاب نے آئمہؑ سے علم غیب کی نفی کی تو امام علی رضا علیہ السلام نے دلیل کے طور پر اس آیت کو تلاوت کیا اور فرمایا: رسول خدا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتضیٰؑ (چنا ہوا) اور ہم اُس رسولؐ کے وارث ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے



اپنے غیب پر مطلع کیا پس ہمیں گزشتہ موجودہ اور قیامت تک کے حالات کا علم ہے۔ (بحار الانوار ۱۲ ص ۲۲، ۱۵ ص ۷۳)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: الا من ارتضی من رسول (سوائے اس کے جس رسول کو اللہ چن لے) خدا کی قسم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنے ہوئے تھے۔ (ارشاد الی ولایۃ الفقیہ ص ۵۷۔ خرائج والجرائح ص ۳۰۶)

فرمایا: ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهِ اِلَیْکَ ، تِلْکَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا اِلَیْکَ (وہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے، وہ غیب کی خبروں میں سے ہے جسے ہم نے تیری طرف وحی کیا ہے)۔ (سورہ آل عمران آیت ۴۴، سورہ ہود آیت ۴۹، سورہ یوسف آیت ۱۰۲)

فرمایا: وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ (تجھے اس کی تعلیم دی جسے تو نہیں جانتا تھا)۔ (سورہ نساء آیت ۱۱۳)۔ یہ عام ہے۔

وَکُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنَاهُ فِیْ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ (ہم نے ہر شے کا علم امام مبین میں شمار کیا ہے)۔ (سورہ یاسین آیت ۱۲)

امامِ مبین امیر المومنین علیہ السلام ہے۔ (ینابیع المودت ا ص ۷۷۔ تفسیر نور الثقلین ۴، ص ۳۷۹۔ ہدایۃ الکبریٰ ص ۹۸۔ انوار نعمانیہ ا ص ۴۷ ص ۸!)

خداوند نے فرمایا:

وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّکَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْبَرَ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ٥

(زمین وآسمان کی ذرہ برابر اور اس سے چھوٹی یا بڑی کوئی شے ایسی نہیں

جوآپ کے رب سے پوشیدہ ہو اور روشن کتاب میں درج نہ ہو)۔(سورہ یونس آیت ۶۱۔سورہ سبا آیت ۳)

خداوند نے فرمایا: وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَاباً ۔(ہم نے ہر شے کو کتاب میں شمار کر دیا ہے)۔(سورہ نبا آیت ۲۹)

آئمہؑ ہی کتاب مبین ہیں۔(ینابیع المودت اص ۸۱،اص ۱۷۔مشارق انوار الیقین ص ۱۳۶)

خداوند نے فرمایا: وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۔(میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے)۔(سورہ اعراف آیت ۱۵۶)

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے اس آیت کی تفسیر: امامؑ کا علم ہے اور اسکا علم ہر شے کے علم پر وسعت رکھتا ہے۔(نور الثقلین ۲ص ۸۷ح ۲۸۸ نقل از اصول کافی)

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: انا رحمة الله التی وسعت کل شیء (میں وہ رحمت خدا ہوں جو ہر شے پر وسعت رکھتی ہے)۔(ہدایۃ الکبری ا ص ۴۰۰)

☆☆☆



اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ جب اُس کی قوم تبلیغ میں آپؐ سے منہ پھیر لیں تو اُس وقت اللہ پر توکل کرو:

فرمایا: فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ (پس اللہ پر توکل کر، بے شک تو واضح حق پر ہے)۔(سورہ نمل آیت ۷۹)

اس سے مراد: ولایت علی علیہ السلام ہے جس پر لوگوں کو راہنمائی دلائی ہے اور انہوں نے اسے قبول نہیں کیا ہے۔

پھر ذکر کیا کہ وہ زندہ ہیں اور پکارنے والے کی بات کو سنتے نہیں ہیں:

خداوند نے فرمایا: إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ.

(آپ نہ مُردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی دعوت سنا سکتے ہیں جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں)۔(سورہ نمل آیت ۸۰)

وہ ولایت سے دور ہو کر گمراہ ہو گئے ہیں اور اندھے ہیں!

خداوند نے فرمایا:

وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ اور نہ ہی تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر راستہ دکھا سکتے ہو آپ ان لوگوں تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں اور پھر فرمانبردار بن جاتے ہیں۔(سورہ نمل آیت ۸۱)

پس بیان ہوا کہ مسلمان اور مومن وہ ہے جو اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی علیہ السلام اور عترت طاہرہ پر ایمان لے آئے۔

## آخری زمانے میں دابۃ الارض ظاہر ہوگا وہ نکلے گا اور لوگوں سے کلام کرے گا:

خداوند نے فرمایا:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ.

(اور جب ان پر وعدہ عذاب پورا ہونے والا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک چلنے پھرنے والا نکالیں گے جو ان سے کلام کرے گا)۔ (سورہ نمل آیت ۸۲)

انجیل میں ہے کہ دابۃ الارض ایلیاؑ ہے اور قرآن میں علی علیہ السلام ہے[1]

پھر قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کو ذکر کیا اور اس کے سامنے منافق اکٹھے کئے جائیں گے۔ چنانچہ فرمایا: يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجاً (اُس دن ہم ہر امت سے فوج کو محشور کریں گے)۔ (سورہ نمل آیت ۸۳)

وہ قیامت کے دن نہیں ہوگا اگر قیامت کا دن مقصود ہوتا تو کہتے: وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعاً (جس دن ہم سب لوگوں کو محشور کریں گے)۔ (سورہ انعام آیت ۲۔ سورہ یونس آیت ۲۸) وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَداً۔ (ہم سب کو جمع کریں گے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے)۔ (سورہ



کہف آیت ۴۷)

## حضرت علی علیہ السلام کی محبت نیکی ہے:

خداوند نے فرمایا:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ۝

(جو نیکی لے آئے گا اُسے اُس سے بہتر اجر ملے گا اور وہ اُس دن کے خوف سے امان میں ہوں گے)۔ (سورہ نمل آیت ۸۹)

## حضرت علی علیہ السلام کا بغض گناہ ہے جو اسے لے آئے گا فی النار ہوگا:

خداوند نے فرمایا:

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ۔ (جو برائی لے آئے گا اُسے منہ کے بل جہنم میں ڈالا جائے گا)۔ (سورہ نمل ۹۰)

---

[1] امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امیر المومنینؑ کے پاس آئے وہ مسجد میں سوئے ہوئے تھے اور ان پر ریت لگی ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس ریت پر سر رکھا اور پیر سے حرکت دی پھر کہا: اے دابۃ اللہ! ایک صحابی نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہم ایک دوسرے کا یہ نام رکھ سکتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں بخدا یہ صرف اس کے ساتھ مخصوص ہے یہ وہ دابہ ہے جس کا خداوند نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے: واذا

وقع القول علیهم اخرجنا لهم دابة من الارض تکلمهم ان الناس کانوا بآیاتنا لایوقنون اے علیؑ! آخری زمانے میں اللہ تعالیٰ تجھے خوبصورت شکل میں نکالے گا تیرے ساتھ سانپ ہوگا جو تیرے دشمنوں کو ڈس لے گا۔

(شرح اصول کافی ۸۵ ص ۱۹۔ کتاب سلیم ص ۱۳۰)

☆☆☆

پھر فرمایا:

ان پر کتاب کی تلاوت کرو اور انہیں داحی الباب اور حاکم یوم الحساب کی فضیلت کی نصیحت کرو۔

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَا اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ٥

(قرآن مجید کی تلاوت کرو پس جو ہدایت حاصل کرے تو وہ اپنے لیے ہدایت حاصل کرے گا اور جو گمراہ ہو جائے تو کہہ دو کہ میں تو بس ڈرانے والا ہوں)۔(سورہ نمل آیت ۹۲)

اھتدیٰ: آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت جو قرآن میں ہے اُسے بیان کرو۔

ضل: جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر گمراہ ہو گئے۔

پھر انہیں کہا: اگر تم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پھر گئے اور ان کی معرفت حاصل نہ کی تو قیامت کے دن عذاب میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ جب تم ان کے حوض کو دیکھو گے۔ ان کی پل صراط کو دیکھو گے میزان کو دیکھو گے، جنت جہنم کو دیکھو گے اور دیکھو گے کہ ان کی چابیاں ان کے ہاتھوں میں ہیں اور اللہ کی رحمت



ان کے شیعوں کو حاصل ہے تو کیا کرو گے!

پھر کہا:

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا (کہہ الحمدللہ عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے گا تو تم انہیں پہچان جاؤ گے)۔(سورہ نمل آیت ۹۳)

یعنی قیامت کے دن!

وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (تم جو کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہ ہے)۔(سورہ نمل آیت ۹۳)

آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں...... ان سے حق چھین لیا گیا اور ان سے پھر گئے! وہ حق ہیں پس فرمایا: بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ (بلکہ وہ حق کے ساتھ آئے جبکہ اکثر لوگ حق کو پسند نہیں کرتے ہیں)۔(سوہ مومنون آیت ۷۰)

ابن عباسؓ نے کہا ہے: حق سے مراد ولایت علی علیہ السلام ہے جسے لوگ پسند نہیں کرتے ہیں[1]

---

[1] قمی نے کہا ہے: حق رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور امیر المومنینؑ ہیں اس پر دلیل: جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ یعنی ولایت علی علیہ السلام کے ساتھ رسول حق بن کر آیا۔ دوسرے مقام پر کہا ہے کہ: حق ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہے اس پر دلیل: قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (حق تیرے رب کی طرف سے ہے) یعنی ولایت علی علیہ السلام حق ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (جو چاہے مومن بن جائے جو چاہے کفر کرے)۔(تفسیر قمی ۲ ص ۹۲، ص ۸۹۔ تفسیر نور الثقلین ۴ ص ۶۱۴، حدیث ۹۱)

## حضرت علی علیہ السلام کی پیروی کرنے والے کی مغفرت کی ضمانت دی:

خداوند نے فرمایا: وَ اِنِّی لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔

(میں توبہ کرنے والے، ایمان لانے والے، نیک عمل کرنے والے اور پھر ہدایت حاصل کرنے والے کی مغفرت کرتا ہوں)۔ (سورہ طٰہٰ ۸۲)

تفسیر ابن جریج سے ہے: جو توبہ کرے اور اپنے رب پر ایمان لے آئے، نیک عمل کرے پھر ہدایت حاصل کرے: وہ امامؑ حق کے ساتھ ہوگا اب اسے موت آجائے اور وہ امامؑ کی محبت پر قائم ہو...... اُس کے لئے مغفرت ہے۔

ایک قول ہے کہ:

انی عقد: میں مومن کی مغفرت کرتا ہوں جو دنیا میں اپنے مومن بھائی سے براسلوک کرتا ہے اور اس کا فعل شنیع نہیں ہوتا پھر اہل بیتؑ کی محبت کی ہدایت حاصل کرتا ہے اور ان کے دشمنوں سے برائت اختیار کرتا ہے پس ان سے محبت کرتا ہے اللہ ان سے محبت کرتا ہے اُسے جنت میں داخل کرے گا جو ان سے بغض کرتا ہے اللہ اُس سے بغض کرتا ہے اور اُسے جہنم میں ڈالے گا۔ (بحار الانوار ۲۳، ص ۱۰۵ ح ۲، مسند احمد ۴ ص ۲۸۳)

حضرت علی علیہ السلام کا دشمن سامری کے دین پر ہے اور یہ رمز واشارہ کے طور پر کہا ہے:

خداوند نے فرمایا:



فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَکَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ

(موسیٰؑ نے کہا: دور ہو جا "تیری سزا یہ ہے کہ" تجھے زندگی بھر کہنا پڑے گا: مجھے ہاتھ نہ لگانا)۔ (سورہ طہ ۹۷)

عبدالحمید نے سلمان سے روایت کی ہے: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

ستفترق امتی علی ثلاث فرق......

(میری امت کے تین فرقے ہوں گے (۱) جو حق پر ہوگا اور وہ حق سے جدا نہ ہوں گا ان کی مثال سرخ سونے جیسی ہے جو آگ میں ڈالا جائے تو زیادہ خالص ہو جاتا ہے وہ مجھؐ اور میری اہل بیتؑ سے محبت کرتا ہوگا (۲) جو باطل پر ہوگا ان کی مثال لوہے جیسی ہے جب اُسے آگ میں ڈالا جائے تو اس کا شر زیادہ ہو جاتا ہے وہ مجھؐ سے اور میری اہل بیتؑ سے بغض رکھتا ہوگا۔ (۳) جو حق اور باطل کے درمیان میں ہوں گے اور وہ سامری کے دین پر ہوں گے۔) (امالی مفید ص ۳۰۔ الیقین ابن طاؤس ص ۱۸۲، بحار الانوار ۲۸ ص ۹)

## وہ اور اس کی عترتؑ طاہرہ آئمہؑ ھدیٰ ہیں:

خداوند نے فرمایا:

وَجَعَلْنَا هُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (ہم نے انہیں امام قرار دیا جو ہمارے امر کے ساتھ ہدایت کرتے ہیں)۔ (سورہ انبیاء آیت ۷۳)

ابن عباسؓ نے کہا: وہ اولاد فاطمہؑ ہیں جن کی طرف روح کے ذریعہ ان کے دل میں وحی ہوتی ہے۔ (اسے امام باقر علیہ السلام نے بھی بیان کیا ہے)۔

(بحار الانوار ۲۴ ص ۱۵۸ ح ۲۱)

## آئمہؑ کے دشمنوں کے لئے جہنم ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (ہم نے انہیں امام قرار دیا ہے جو جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں)۔(سورہ قصص آیت ۴۱)

## آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت دنیا و آخرت کی سردار ہے، دنیا و آخرت کی زینت ہے:

خداوند نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ (جو جنت کے وارث ہی)۔(سورہ مومنون آیت ۱۱)

ابن عباسؓ نے کہا: فردوس کہے گی: خدایا مجھے زینت بخش خداوند فرمائے گا میں نے تجھے حسن اور حسین علیہم السلام کے ذریعہ زینت بخشی)۔
(مناقب ال ابی طالبؑ ۳ ص ۱۶۵۔ کشف الغمہ ۲ ص ۱۴۹)

## حضرت علی علیہ السلام کے دوست مرتے وقت خوش ہوتے ہیں اور دشمن غمگین:

خداوند نے فرمایا: حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝

(یہاں تک کہ جب ان میں سے ایک کو موت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ



خدایا مجھے واپس لوٹانا)۔(سورہ مومنون آیت ۹۹)

ابن عباسؓ نے کہا: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

**یا علیؑ لیس بینک و بین من یحبک الا الموت و لیس بین من یبغضک و بین النار الا الموت.**

(یا علی علیہ السلام تیرے اور تیرے محبّ کے درمیان صرف موت کا فاصلہ ہے تیرے سے بغض رکھنے والے اور جہنم کے درمیان صرف موت کا فاصلہ ہے)۔

---

۱ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علیؑ اور دوسرے آئمہ طاہرین علیہم السلام ہر میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں اس پر روایات دلالت کرتی ہیں اور آن واحد میں کئی لوگوں کے پاس حاضر ہونا محال نہیں ہے کیونکہ: ابن عربی نے کہا ہے: اب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کے جسم اور روح کے ساتھ دیکھنا ممکن ہے۔(الحاوی للفتاوی ص ۴۵۰)

تاج الدین سبکی نے اُسے کہا جس نے اُس سے قطب کے ایک جگہ سے زیادہ پر دیکھے جانے کے بارے میں سوال کیا: مرد بزرگوار (قطب) پوری کائنات میں چھایا ہوا ہے کالشمس فی کبد السماوی (آسمان پر موجود سورج کی مانند ہے جس کی روشنی سارے ملکوں کو مشرق و مغرب کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے)۔(الحاوی للفتاوا ۲ ص ۴۵۴)

سیوطی نے بیداری میں انبیاءؑ کے دیکھے جا سکنے کی تصریح کی ہے۔
(الرسائل العشرہ ص ۱۸۔ شرح الشمائل المحمدیہ ۲ ص ۲۴۶)

ذخائر محمدیہ ص ۱۳۶ میں ہے: ایک ہی رات میں رسول خدا (صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم) کا زمین کے سارے لوگوں کو دکھائی دینا ممکن ہے۔

شیخ بدر الدین زرکشی نے ایک سوال کا جواب دیا جس میں بتایا کہ آن واحد میں زمین کے دور دراز شہروں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا برحق ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چراغ ہیں اس کائنات میں سورج کی روشنی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کی مثال سارے عالموں میں موجود ہے جس طرح سورج ایک وقت میں مشرق، مغرب میں نظر آتا ہے اور مختلف صفات کے ساتھ نظر آتا ہے اسی طرح نبی بھی ایک وقت میں نظر آسکتے ہیں۔ (مواھب لدنیہ ۲ص ۲۹۷)

یہ متواتر حدیث ہے:

من رانی فقد رانی فان الشیطان لایتمثل مکانی ولا یستطیع ان یتمثل لی ولا یتکون فی صورتی ولا یتشبہ بی (جو مجھے دیکھتا ہے وہ مجھے ہی دیکھتا ہے کیونکہ شیطان میرے مکان کی صورت اختیار نہیں کرسکتا اور میری صورت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور میری صورت میں نہیں آسکتا اور میری شبیہ نہیں بن سکتا)۔ (مواھب لدنیہ ۲ص ۲۹۳ تا ص ۳۰۱)

ایک لفظ میں ہے: من رانی فی المنام فسیر انی فی الیقظۃ (جو مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا۔) (المعجم الکبیر ۱۹ص ۹۷ح ۶۶۰)

علماء نے اس کا معنی یوں تحریر کیا ہے: وہ زیارت دنیا میں قطعاً ہوگی اگرچہ موت کے وقت زیارت نصیب ہو۔ (ذخائر محمدیہ ص ۱۷)

معلوم ہے کہ ایک، وقت میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ایک



ے زیادہ لوگ دیکھ سکتے ہیں۔ امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من رانی فی منامہ فقد رانی فان الشیطان لایتمثل فی صورتی ولا فی صورۃ احد من اوصیائی (جو مجھے خواب میں دیکھتا ہے مجھے ہی دیکھتا ہے کیونکہ شیطان میری اور میرے کسی وصیؑ کی صورت اختیار نہیں کر سکتا)۔ (کشف الغمہ ۳ص ۱۲۰۔ انوار نعمانیہ ۴ص ۵۴)

قاضی ابوبکر ابن عربی نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا معلوم صفت کے ساتھ حقیقت کا ادراک ہے اور غیر صفت پر دیکھنا مثال کا ادراک ہے کیونکہ درست ہے کہ انبیاءؑ کو زمین تبدیل نہیں کرتی...... مواھب لدنیہ ۲ص ۹۴۔ ارشاد الساری ۱۴ص ۵۰

قسطلانی نے کہا:

سوال: اکثر لوگ ان کی معروف صورت کے علاوہ دوسری صورت میں دیکھتے ہیں؟ دو شخص ایک ہی حالت میں مختلف جگہوں پر دیکھتے ہیں جبکہ ایک جسم ایک جگہ پر ہوتا ہے؟

جواب: یہ اختلاف صفات میں ہے ذات میں نہیں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات دکھائی دیتی ہے اور صفات خیالی ہوتی ہیں جو دکھائی نہیں دیتیں...... (ارشاد الساری ۱۴ص ۵۰۴)

علماء نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلؑ کے دیکھے جانے کے بارے میں بیان کیا ہے:

حوالہ: (مواھب لدنیہ ۲ص ۲۹۷، ص ۳۰۱۔ ینابیع المودۃ ۲ص ۵۵۱۔ کشف

الغمہ ۱ ص ۲۳۹، ص ۳۸۳۔ الزام الناصب ص ۳۴۰، ص ۴۲۷۔ دلائل الامامۃ ص ۲۷۳، ص ۲۸۸، ص ۲۹۳، ص ۳۲۰۔ معاجز المهدی، اعلام الوریٰ، ص ۳۹۶، ص ۴۲۵۔ ارشاد الساری ۱۴ ص ۵۰)۔

شیخ مرسی نے کہا: اگر مجھ سے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پلک جھپکنے کی گھڑی میں پوشیدہ ہو جائیں تو میں آپ کو مسلمانوں سے شمار نہیں کر سکوں گا۔ (مواہب لدنیہ ۲ ص ۳۰۰)

پس واضح ہو گیا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دکھائی دینا ممکن ہے:

اب اور ہر جگہ گزر چکا ہے کہ اَحیَاءٌ عِندَ رَبِّهِم یُرزَقُونَ (وہ زندہ ہیں اور پروردگار کے ہاں سے رزق پاتے ہیں) اپنے گوشت، جسم اور روح کے ساتھ!

یہ دلالت کرتی ہے کہ امامؑ ہر انسان کے پاس حاضر ہوتا ہے کسی سے غائب نہیں ہوتا ہے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ان للشمس وجهین وجه یلی اهل السماء وجه یلی اهل الارض فالا مام مع الخلق کلهم لایغیب عنهم ولا یحجبون عنه۔

(سورج کے دو منہ ہیں ایک آسمان والوں کی طرف اور دوسرا زمین والوں کی طرف پس امامؑ ساری مخلوق کے ساتھ ہوتا ہے ان سے غائب نہیں ہوتا اور وہ اُس سے پردہ میں نہیں ہوتے ہیں)۔ (بحار الانوار ۲۷ ص ۹ حدیث ۲۱۔ مشارق انوار الیقین ص ۱۳۹)



# سورہ نور

## اللہ تعالیٰ نے آپؑ اور آپؑ کی ذریت طاہرہ علیہم السلام کی مثال دی:

اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ مَثَلُ نُورِہٖ کَمِشکٰوۃٍ فِیہَا مِصبَاحٌ اَلمِصبَاحُ فِی زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوکَبٌ دُرِّیٌّ ۝

(اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے گویا ایک طاق ہے اس میں ایک چراغ رکھا ہوا ہے چراغ شیشے کے فانوس میں ہے فانوس گویا موتی کا چمکتا ہوا تارا ہے)۔

ابن عباسؓ نے کہا: چراغ فانوس میں ہے جو صاف ہے فانوس روشنی دیتا ہے جو آگ کی روشنی سے روشن ہے پورا کرہ چراغ کی روشنی سے روشن ہے۔ اس سے گھر روشن ہوتا ہے، مومن کا دل اس کی مثل ہے یعنی اُس کی مثال صاف فانوس جیسی ہے جب اس میں قرآن کا نور داخل ہوتا ہے، ایمان کا نور داخل ہوتا ہے تو وہ روشن ہو جاتا ہے جیسے قندیل فتیلہ سے روشن ہوتی ہے۔

پھر وہ اپنے سینے کو روشن کرتا ہے جس طرح چراغ روشنی دیتا ہے پھر پیٹ کو روشنی دیتا ہے جس طرح گھر روشن ہو جاتا ہے وہ صرف حلال کماتا ہے اور حلال ہی کھاتا ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ:

چراغ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے فانوس آئمہؑ ہیں شجرہ مبارک فاطمہ علیہا السلام جو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نور سے روشن

ہوئی ہے۔

یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیٓءُ (قریب ہے کہ اُس کا تیل روشنی دے)۔(سورہ ۃ آیت ۳۵)

آئمہؑ طاہرین اپنے نور سے روشنی دیتے ہیں اور ان کی اقتداء کی جاتی ہے۔

پس وہ نور ہیں ان کے اعمال نورانی ہیں اور نور میں منقلب الٹے پلٹے رہتے ہیں!!

---

لہ جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے کہا: میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا دیکھا کہ امیر المومنین علیہ السلام انگلیوں سے لکھ رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں؟

میں نے عرض کی: یا امیر المومنینؑ آپ کے مسکرانے کا سبب کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: مجھے تعجب ہے اُس شخص پر جو اس آیت کو پڑھتا ہے اور اس کی حقیقی معرفت حاصل نہیں کرتا؟

میں نے عرض کی: امیر المومنینؑ کون سی آیت؟

امامؑ نے فرمایا: خداوند نے فرمایا: اللّٰہ نور السموت والارض مثل نورہ کمشکاۃ...... اس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چراغ ہے میں فانوس ہوں، حسنؑ اور حسینؑ فانوس ہیں کوکب دری علی بن الحسینؑ ہے، یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ محمد بن علی زیتونہ جعفرؑ بن محمد ہے لاشرقیہ موسیٰ بن جعفر ہے لاغربیہ علی بن موسیٰ رضا ہے یکاد زیتھا یضی محمد بن علی ہے ولو لم تمسہ نار علی بن محمد ہے نور علی نور حسنؑ بن علی ہے ھَدَی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ قائم آل محمد مہدی علیہم السلام ہے۔



وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (اللہ امثال پیش کرتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ ہر شے کے جاننے والا ہے)۔

حوالہ: عوام العلوم ۱۵ص ۱ص ۲۲ حدیث ۱۳۔ البرہان ۲ص ۱۳۶ حدیث ۱۶۔ الزام الناصب ۱ص ۷۸!

ابن مغازلی علی بن جعفر سے مروی ہے میں نے ابو الحسنؑ سے کمشکاۃ فیھا مصباح کے بارے میں پوچھا: امام نے فرمایا: مشکات فاطمہؑ ہے مصباح حسنؑ اور حسینؑ زجاجہ ہے کانھا کوکب دری، فاطمہؑ کوکب دری ہے جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہے یوقد من شجرۃ مبارکۃ ابراہیم ہے لاشرقیہ ولا غربیہ نہ یہودی نہ عیسائی، یکاد زیتھا یضئی قریب ہے کہ اس سے علم بولے ولو لم تمسہ نار نور علی نور یعنی امامؑ کے بعد دوسرا امامؑ یھدی اللہ لنورہ من یشاء فرمایا: اللہ ہماری ولایت کے ذریعے جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔ (مناقب ابن مغازلی ص ۱۹۵ ص ۳۱۶ حدیث ۳۶۱۔ رشفہ الصاری ص ۹ جواہر العقدین ص ۴۴)

سمہودی نے اس خبر کو تحریر کرنے کے بعد کہا: امام کے بعد امام یعنی وہ آئمہؑ جن کی اقتداء کی جاتی ہے اور جن سے تمسک رکھا جاتا ہے اور جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ (جواہر العقدین ص ۲۴۴)

قمیؒ نے صالح بن سہل سے روایت کی ہے: امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں حدیث نقل ہوئی ہے جس کا ذکر کرنا مناسب ہے:

المشکات فاطمہؑ ہے۔ فیھا مصباح حسنؑ اور حسینؑ ہیں زجاجہ فاطمہؑ ہے گویا یہ زمین کی عورتوں کے درمیان کوکب دری ہے یوقد بن شجرہ مبارکۃ

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے لا شرقیہ و لا غربیہ نہ یہودی نہ عیسائی۔ یکاد زیتھا یضی یعنی قریب ہے کہ اس سے علم پھوٹے۔ ولولم تمسہ نار نور علی نور امام کے بعد امام ہے یھدی اللہ لنورہ من یشاء یعنی اللہ ائمہ کے ذریعے جسے چاہے ولایت کے نور میں داخل کرے (تفسیر قمی ص ۱۰۳۔ تفسیر نور ثقلین ۳ ص ۶۰ ح ۱۶۹)

اسے طبرانی نے ابن عدیؒ نے ابن مردویہ نے ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ:

مشکات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکم مبارک ہے زجاجہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ہے، مصباح وہ نور ہے جو آپ کے دل میں ہے یوقد من شجرۃ مبارکۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے لا شرقیہ و لا غربیہ نہ یہودی نہ عیسائی! (تفسیر در منثور ص ۳۸)

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے: کمشکاۃ فیھا مصباح کی بابت فرمایا: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سینے میں علم کا نور ہے المصباح فی زجاجۃ زجاجہ حضرت علی علیہ السلام کا سینہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم علی علیہ السلام کے سینے میں منتقل ہو گیا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو علم دیا ہے۔ یوقد من شجرۃ مبارکہ: علم کا نور!

لا شرقیہ ولا غربیہ: نہ یہودی نہ عیسائی!

یکاد زیتھا یضیء ولولم تمسسہ نار: قریب ہے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عالم سوال کے بغیر علم کو بیان کر دے۔

نور علی نور: امام علم کے نور سے تائید یافتہ ہوتا ہے حکمت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امائم کے دل میں ہوتی ہے یہ سلسلہ آدم سے لے کر قیامت تک کا ہے پس ان اوصیاء کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں خلفاء بنایا ہے اور زمین پہ حجت خدا ہیں زمین کسی دور میں ان کے وجود سے خالی نہیں رہی ہے۔ (تفسیر البیان ۷ ص ۲۶۔ مناقب آل ابی طالب ۱ ص ۸۰۔ تفسیر نور الثقلین ۳ ص ۲۰۴ ح ۱۷۴)



## آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب نبیوں کے گھروں سے افضل قرار دیا گیا ہے:

خداوند نے فرمایا:

فِی بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ۔ (ایسے گھروں میں ہے جن کی تعظیم کا اللہ نے اذن دیا ہے اور کہا کہ انہیں بلند سمجھا جائے)۔ (سورہ نور ۳۶)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ کیا یہ گھر ان گھروں میں سے ہے؟ یعنی علی علیہ السلام کا گھر؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نعم ھو و اللہ من افضلھا (بخدا ہاں یہ گھر اُن گھروں سے افضل گھر ہے)۔ (اسے جابر، بریدہ، انس نے بھی روایت کیا ہے: الصراط المستقیم ۱ ص ۲۹۳۔ بحار الانوار ۲۳ ص ۳۲۳ حدیث ۱۹۔ مجمع البیان ۲ ص ۶۲۳)

(سیوطی نے در منثور میں، ابن مردویہ نے ما نزل من القرآن فی علی میں، سلیمان قندوزی نے ینابیع المودۃ میں اور عبید اللہ امرتسری نے ارجح المطالب میں اور باقی بھی اہل سنت کی کثیر تعداد نے روایت کیا ہے۔)

# سورہ فرقان، سورہ ص، سورہ زمر!

## آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کو متقیوں کا امام قرار دیا گیا ہے:

خداوند نے فرمایا:

هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِيَّاتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا○

(ہماری بیویوں سے اور ہماری ذریت سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہمیں متقیوں کے لئے امامؑ قرار دے)۔(سورہ فرقان یت ۷۴)

ازواجنا: خدیجہؑ ہے:

ذریاتنا: حسنؑ اور حسینؑ ہے اور قرة اعین مھدی ہے۔ واجعلنا للمتقین امام سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہے جو متقیوں کے امام ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہوا ہے۔ (تفسیر قمی ۲ ص ۱۱۷۔ تاویل الایات ا ص ۳۸۵)

## اللہ تعالیٰ نے اُسے جنب اللہ قرار دیا ہے:

خداوند نے فرمایا:

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ! يَا حَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ

(انسان کہے گا: ہائے حسرت میں نے جنب اللہ میں کوتاہی کی ہے)۔

(سورہ زمر آیت ۵۶)



ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ جنب اللہ سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہے۔

(امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہوا ہے: جنب اللہ امیر المومنین ہے اسی طرح ان کے بعد والے اوصیاءؑ)۔(البصائر ص ۸)

جنب کا معنی: اللہ کا علم اور اللہ کا حق ہے۔ (توحید صدوق ص ۱۶۴ اباب ۲ بحار ۲۴ ص ۹)

## آپ کے شیعہ تھوڑے اور دشمن زیادہ ہیں:

سورہ ص آیت ۲۴ میں ہے: اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ.

(سوائے ان کے جو صاحبان ایمان ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے وہ بہت تھوڑے ہیں۔)

## آپ کے دشمن جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے:

خداوند نے فرمایا: وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا (کفار گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے)۔(سورہ زمر آیت ۷۱)۔

## آپ کے دوست جنت کی طرف لے جائے جائیں گے:

فرمایا: وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا (اپنے رب کا تقوی رکھنے والے گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جائے جائیں گے)۔(سورہ زمر آیت ۷۳)۔ ایمان کی بجائے تقوی کہا ہے کیونکہ ایمان اور تقوی حضرت علی علیہ السلام کی محبت ہے!

# سورہ غافر، سورہ شوریٰ!

## آپ کے شیعوں پر رحم کیا جائے گا، ان کے لئے فرشتے استغفار کرتے ہیں:

سورہ مومن میں ہے: وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۔(فرشتے اپنے رب کی حمد کی تسبیح کرتے ہیں اور جو زمین میں ہے اُس کے لئے استغفار کرتے ہیں)۔(سورہ شوریٰ آیت ۵)

جب کہا: لمن فی الارض ...... مومن داخل ہوا اور کہا: ان کے لئے مغفرت کی دعا کر جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستہ کی پیروی کی اس سے کافر اور منافق خارج ہو گئے صرف استغفار اس کے لئے رہ گیا جو اللہ کے راستہ کی پیروی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا راستہ علیؑ بن ابی طالبؑ ہے پس استغفار صرف آپ کے شیعہ کے لئے ہے۔

وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۔(انہیں جہنم کے عذاب سے بچا)۔(سورہ غافر آیت ۷)

کیونکہ یہ شیطان مردود سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

## آپ کا نام سورتوں کے شروع والے حروف میں ہے:

سورتوں کے شروع کے حروف: الم، الر، حم، عسق، اس میں اسم علیؑ، اور سر علیؑ ہے اس کے لئے جو غیب کے اسرار پر مطلع ہے۔

پھر فرمایا: كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ



(اسی طرح تیری طرف وحی کی اور ان کی طرف وحی کی جو تجھ سے پہلے تھے)۔ (سورہ شوریٰ آیت ۳)

علی علیہ السلام خداوند عظیم کا نام ہے جو اُس کی کتاب میں مذکور ہے وہ ذکر حکیم (قرآن) میں قسم عظیم ہے وہ نباء عظیم ہے اور صراط مستقیم ہے۔[1]

۱۔ مشارق انوار الیقین ص ۱۹۰: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی طرف وحی کی کہ جو راز سورتوں کے فواتح (حروف مقطعات) میں ہے اُس میں علی علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے اسم اعظم جو اسم اکبر ہے جس کی رسولوں کی طرف وحی ہوئی ہے وہ راز ہے اور راز سورج چاند پانی پتھر کے چہرے پر لکھا ہوا ہے وہ ذات الذوات ہے اور ذات میں ذات ہے۔ ذات میں ذات کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی احدیت اسماء اور صفات سے منزہ ہے۔ صفت اور اشارہ سے بلند ہے یہ وہ اسم ہے جس کی طرف حروف اور عبارات پلٹتی ہیں اور وہ کلمہ ہے جس کے ذریعہ سارے لوگ اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے ہیں یہ وہ غیب ہے جو لام، فاء، ھا، کاف، نون کے درمیان مخزون ہے خداوند نے فرمایا: حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عسق اس میں علی علیہ السلام کا راز ہے اللہ نے اسے اسم اعظم قرار دیا ہے جو حروف مقطعات میں ہے اسی لئے فرمایا: سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے اس کا معنی یہ ہے کہ علی علیہ السلام کی محبت اور معرفت کے بغیر کسی بندے کی نماز نہیں ہے اور اُس کا اللہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

## آپ اور عترت طاہرہ آسمانوں کی چابیاں ہیں:

کیونکہ ان کے ذریعہ سے یہ کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ (بحار الانوار ۶ ص۲۰۹، ۲۰۹، ۴۴ ص۳۲۰۔ ذکر اخبار صبہان ۲ ص۳۰۹)

خداوند نے فرمایا:

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (اُس کے لئے آسمانوں اور زمین کی چابیاں ہیں)۔ (سورہ زمر آیت ۶۳۔ سورہ شوریٰ آیت ۱۲)

آسمانوں اور زمین کی چابیاں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں پس وہ اللہ کے لئے ہیں اور کائنات ان کے لئے ہے وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور کائنات ان سے ہے وہ اللہ کے ساتھ ہیں اور کائنات ان کے ساتھ ہے وہ اللہ سے ہیں اور کائنات ان سے ہے۔

## آپؑ نور اور صراط مستقیم ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا (اور لیکن ہم نے اُسے نور بنایا)۔ (سورہ شورا آیت ۵۲)

یعنی: حضرت علی علیہ السلام کی محبت کیونکہ یہاں نور کتاب ہے، کتاب ناطق اور نور شارق علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے۔ (تفسیر قمی میں ہے: واتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْ اُنْزِلَ مَعَهٗ (اُس نور کی پیروی کرو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نازل کیا گیا ہے)۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا یعنی علیؑ نور ہے۔ (تفسیر قمی ۲ ص۲۸۰۔ تاویل الایات ۲ ص۵۵۱)



# سورہ زخرف

## اُسے علیؑ و عظیم قرار دیا جس طرح رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رؤوف ورحیم قرار دیا ہے:

سورہ زخرف میں ہے: وَاِنَّهٗ فِیْ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ.

(اور یہ ام الکتاب میں ہے ہمارے پاس ہے جو علی و حکیم ہے)۔

(سورہ زخرف آیت ۴)

## اُس کو ذکر قرار دیا اور جو ذکر سے منہ پھیرتا ہے اُسے شیطان کا ساتھی قرار دیا ہے:

خداوند نے فرمایا: وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا.

(جو رحمان کے ذکر سے پہلوتہی کرتا ہے ہم اُس پر ایک شیطان کو مقرر کردیتے ہیں)۔ (زخرف آیت ۳۶)

رحمان کے ذکر سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہے کیونکہ وہ ذکر ہے۔

شیطان دھوکے باز ہے جس نے ابوالفصیل کو حضرت علی علیہ السلام کی پیروی سے روکا جو ذکر ہے پھر اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ اپنی امت کو علی علیہ السلام کی محبت سے متمسک رہنے کا کہے اور یہاں نبیؐ کو خطاب ہوا ہے اور ساری امت مراد ہے۔ فرمایا:

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْ أُوْحِيَ إِلَيْكَ (اُس کے ساتھ تمسک اختیار کرو جس کی تمہاری طرف وحی کی ہے)۔ یعنی علیؑ کی محبت کے ساتھ تمسک اختیار کریں اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (بے شک تو صراط مستقیم پر ہے)۔ (سورہ زخرف آیت ۴۳)

جب نبی کو علی علیہ السلام کی محبت سے تمسک اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو اس کا حکم بطریق اولی ہوا ہے کیونکہ قیامت کے دن علی علیہ السلام کی محبت نجات کی ضامن ہے۔ (امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: انک علی ولایة علی و علی هو الصراط المستقیم۔ تو علی علیہ السلام کی ولایت پر ہے اور علی صراط مستقیم ہے۔ اصول کافی ا ص ۴۱۷ ح ۲۴)۔

اپنے نبی کو بتایا کہ علی علیہ السلام کی محبت تیری امت کے لئے دنیا میں ذکر ہے کل اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ چنانچہ فرمایا: وَإِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُوْنَ ٥ (بے شک یہ تیرے اور تیری امت کے لئے ذکر ہے اور عنقریب تم سے اُس کے بارے میں سوال ہوگا)۔ (سورہ زخرف آیت ۴۴)

اس لئے کہ رب کریم رحمان رحیم ہے لوگوں پر جو ہوگیا اُس کے بارے میں قیامت کے دن سوال نہیں کرے گا لیکن وہ لوگوں سے توحید، نبوت کے اقرار اور، ولایت کے بارے میں سوال کرے گا جو غایت اور نہایت ہے۔

(امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم ہیں اور ہم سے سوال کیا جائے۔ (اصول کافی ا



ص ۱۰۱۔ البصائر ص ۵۷)۔

اہل سنت نے یوں نقل کیا ہے سوف تسالون عن ولایة علی (عنقریب تم سے علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں سوال کیا جائے گا)۔ حوالہ: (مناقب ابن مغازلی ص ۲۷۴۔ الصراط المستقیم ا ص ۲۹۳۔ خصائص وحی ص ۱۷۰)

اللہ تعالی نے شب معراج رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے فرمایا: (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبیوںؑ، رسولوںؑ کے ساتھ چوتھے آسمان پر نماز پڑھی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کیا) رسول ہائے کرام سے سوال کرو وعلی ماذا بعثوا؟ (تمہیں کس بات پر مبعوث کیا گیا ہے؟) سب نے کہا:

بعثنا نشهد ان لا اله الا الله رب العالمین و ان محمدا خاتم النبیین و ان علیا قائد الغر المحجلین (ہم تین اقرار پر مبعوث ہوئے: (۱) لا الہ الا اللہ رب العالمین کی گواہی پر (۲) ان محمداً خاتم النبین کی گواہی پر (۳) ان علیا قائد الغر المحجلین کی گواہی پر)۔ (بحار الانوار ۳۶۔ ص ۱۰۰)

یہ اہل سنت کے طریق سے روایت ہوا ہے اور اہل تشیع نے بھی اسے روایت کیا ہے جس کی لفظیں یہ ہیں: علی ولایتک و ولایة علی (تیری ولایت اور علی علیہ السلام کی ولایت پر)۔ (مائۃ منقبۃ ص ۱۵۰)

اس کی نماز کو موصولہ قرار دیا: وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ۔ (ہم نے ان کے لئے (ہدایت کی) باتیں مسلسل بیان کیں)۔ (سورہ قصص آیت ۵۱)

ابن عباسؓ نے کہا ہے: امامؑ کے بعد امامؑ آدمؑ سے لے کر قیامت تک!
(البصائر ص ۵۳۵۔ تفسیر قمی ۲ ص ۱۴۱)

## آپؑ اور آپ کی عترت مخلوق میں خداوند کا باقی رہنے والا وجہ ہیں:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (سوائے وجہ خدا کے ہر شے ہلاک ہونے والی ہے)۔(سورہ قصص آیت ۸۸)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: نحن وجه الله الباقی فی خلقه (ہم اللہ کی مخلوق میں خدا کا باقی رہنے والا وجہ ہیں)۔(خاتمہ المستدرک ۳ ص ۲۳۸۔ مناقب ابن شہر آشوب ۲ ص ۶۳)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: انا وجه الله الذی یتقلب بین اظهر کم انا حی لا اموت و اذا مت ثری الله الخلائق ۔(میں خدا کا وہ وجہ ہوں جو تمہارے آس پاس منقلب ہوتا رہتا ہوں میں زندہ ہوں میرے لئے موت نہیں ہے اور جب مر جاؤں گا تو اللہ مخلوقات کو مبعوث کرے گا)۔ (بحار الانوار ۳۹ ص ۳۴۹)۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: نحن وجه الله الزی یتقلب بین اظهر کم (میں خدا کا، وجہ ہوں جو تمہارے آس پاس منقلب ہوتا ہوں)۔ (توحید صدوقؒ ص ۵۰)

خداوند نے فرمایا: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا (اور ہم نے انسان کو وصیت کی کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرو)۔(سورہ عنکبوت آیت ۸)

ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ: والدین سے مراد رسول خدا (صلی اللہ علیہ



وآلہ وسلم) اور حضرت علی علیہ السلام ہے۔(وسائل ۲۰ ص ۴۱۳ ح ۲۵۹۰۸۔ بحار الانوار ۲،ص ۲۰۹)

کیونکہ والد خلقت کے وجود میں سبب ہوتا ہے۔۱؎ اگر وہ نہ ہوتے نہ حیوان ہوتا۔ نہ انسان ہوتا نہ دنیا ہوتی اور نہ ہی آخرت ہوتی۔

---

۱؎ امام زین العابدین علیہ السلام نے رسالہ حقوق میں فرمایا: اما حق ابیک فان تعلم انه اصلک فانک لولاه لم تکن مهما رایت من نفسک مایعجبک فاعلم ان اباک اصل النعمة علیک فیه ۔ (تیرے باپ کا حق، جان لے کہ وہ تیری اصل ہے اگر وہ نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے جب اپنے نفس میں ایسی شے کو دیکھو جو تجھے تعجب میں ڈال دے، تو جان لو کہ: تیرا باپ اصل نعمت ہے جو تجھ پر نازل ہوئی ہے)۔(من لا یحضرہ الفقیہ ۲ ص ۶۲۲ ح ۳۲۱۴)

اُس کی ولایت کو اللہ تعالیٰ نے دل میں موجود نور قرار دیا ہے پس وہ سوائے دل کے کہیں نہیں رہتی پس فرمایا: مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهٖ (اللہ تعالیٰ نے ایک مرد کے درمیان میں دو دل قرار نہیں دیئے ہیں)۔ (سورہ احزاب آیت ۵۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

وما من مومن یجد محبتنا فی قلبه الا وهو عبد ممتحن وما من عبد یجد بغضنا فی قلبه کلا و قد سخط علیه فحبنا و بغضنا لا یجتمعان فی قلب انسان لان محبنا ینظر الجنة و مبغضنا ینتظر النار ۔(جس مومن کے دل میں ہماری محبت ہوتی ہے وہ ہے کہ جس کا

اللہ تعالیٰ نے امتحان لے لیا ہے اور جس بندے کے دل میں ہمارا بغض ہوتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے پس ہماری محبت اور ہم سے بغض ایک انسان کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے کیونکہ ہمارا محبّ جنت کا انتظار کرتا ہے اور ہم سے بغض رکھنے والا جہنم کا انتظار کرتا ہے)۔ (شرح الاخبار ۳ ص ۳۹۹ ح ۱۴۳۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بجالاتے ہوئے کہا: اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود پڑھتے ہیں اے ایمان والو تم اُس پر درود وسلام بھیجو!)۔ (سورہ احزاب آیت ۵۶)

یہ درود وسلام امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کی اولاد آل محمد علیہم السلام کے لئے ہے پس درود آپ پر اور سلام آل پر ہے۔

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب کوئی میرا امتی مجھ پر درود بھیجے اور اس کے بعد میری اہل بیتؑ پر درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اس پر فرشتے اللہ کی رحمت کو نازل کرتے ہیں اُس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے: لبیک و سعدیک اور اگر وہ میری اہل بیتؑ پر درود نہیں بھیجتا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اور آسمان کے درمیان ستر حجاب ڈال دیتا ہے اور اللہ اس سے کہتا ہے: لا لبیک و لا سعدیک! پس مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی ستر صفوں میں ان کیساتھ اُس پر اپنی رحمتوں کو نازل کرتا ہے کوئی خشک وتر باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ وہ اُس بندے پر سلامتی کو طلب کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جو اپنی رحمت اُس پر نچھاور کر رہا ہے۔ (تاویل الایات ص ۴۶۱ ح ۲۸)



## آپؑ کو اذیت دینے والے کو دنیا و آخرت میں ملعون قرار دیا گیا:

خداوند نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ

(جو اللہ اور رسول کو اذیت (تکلیف) دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے)۔ (سورہ احزاب ۵۷)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علی من اذی شعرۃ منک فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فلعنہ اللہ (اے علی علیہ السلام جو تیرے ایک بال کو اذیت پہنچائے اُس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اُس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے)۔ (تاویل الایات ۲ ص ۴۶۵۔ نظم درر السمطین زرندی ص ۱۰۵)

## حضرت علی علیہ السلام کی ولایت رکھنے والا اللہ اور رسول کا فرمانبردار ہوتا ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَمَنْ یُّطِعَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے)۔ (سورہ احزاب ایت ۷۱)۔ ابو عبید اللہ کہتا ہے کہ یہ علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(امام جعفر صادق علیہ السلام نے اسے روایت کیا ہے (مناقب آل ابی

طالب ۲ص ۳۰۱۔ الصراط المستقیم ا ص ۲۷۹)

## اُس کا اور اُس کی زوجہ بنت سید المرسلین کا مقام:

خداوند نے فرمایا:

نِ الَّذِیْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ (جس نے اپنے فضل سے ہمیں دائمی اقامت کی جگہ میں ٹھہرایا)۔ (سورہ فاطر ۳۵)

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بے شک فاطمہ وہ خاتون ہے، جو قیامت کے دن ایک اونٹنی پر سوار ہو کر گزرے گی جس کا سر اللہ تعالیٰ کی نیکی، آنکھیں خدا کے نور سے اور نکیل اللہ تعالیٰ کے جلال سے، اس کی گردن بھائے خداوندی سے، اس کی کہانی رضوان الٰہی سے اُس کے کان قدس خداوندی سے اُس کے پیر خداوندی بزرگی سے ہوں گے چلے گی تو تسبیح کی آواز آئے گی وہ بلبلائے گی تو تقدس الٰہی بجالائیگی اُس پر نور کا محمل ہوگا جس کی خلقت و بناوٹ میں تین چیزیں ہیں (۱) مشک اذفر (۲) عنبر (کستوری) اشہب (۳) سرخ زعفران جس کا خمیر آب حیات سے گوندھا گیا ہے اگر سات سمندروں میں اپنا لعاب ڈال دے تو سب پانی میٹھا ہو جائے گا یہ خاتون انسانی صورت میں حور ہے اگر سیدہؑ اپنی چھوٹی انگلی دنیا کی طرف کر دے تو سورج چاند کو ڈھانپ لے۔ جبرائیلؑ اُس کی دائیں طرف اور میکائیلؑ بائیں طرف، علی علیہ السلام سامنے، حسنؑ اور حسینؑ پیچھے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُس کی حفاظت فرما رہا ہوگا۔ میدان محشر میں سے گزر رہی ہوگی اچانک آواز آئے گی: یا معشر الخلائق غضوا ابصارکم انکسوا رؤوسکم هذه بنت محمد نبیکم (مخلوقات اپنی



آنکھوں کو بند کر لو اور سروں کو جھکا لو یہ تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی ہے) پس بی بی پل صراط سے گزرے گی۔ بی بیؑ کے اوپر دو سفید سایہ بان ہوں گے جب جنت میں داخل ہوگی اور اُس کرامت و بزرگی کو دیکھے گی جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لئے تیار کر رکھی ہے تو اللہ کی جانب سے بی بیؑ کو وحی ہوگی: اے فاطمہؑ مانگ تاکہ میں تجھے دوں، آرزو کر تاکہ میں تیری آرزو پوری کروں؟

بی بی عرض کرے گی: خدایا تو آرزوؤں کو پورا کرنے والا ہے ہر آرزو کے اوپر آرزو ہے میرا ایک ہی سوال ہے وہ یہ کہ ان تعذب محبی و محب عترتی فی النار (میرے محبوں اور میری عترت کے محبوں کو واصل جہنم نہ کرنا)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے گی: مجھے اپنی عزت کی قسم!

میں نے اپنے اوپر آسمان و زمین کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے سے لازم قرار دے رکھا ہے کہ ان لا أعذب محبیک بالنار (میں تیرے محبوں کو جہنم میں عذاب نہیں دوں گا)۔ (تاویل الآیات ۲ص ۳۸۴۔ بحار الانوار ۲۷، ص ۱۳۹)

# سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اللہ تعالیٰ نے سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے بارے میں۔

سورہ کی ابتداء میں فرمایا: اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ۔

(جنہوں نے کفر اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا ان کے اعمال ضبط ہو گئے)۔ (سورہ محمد آیت ۱)

سبیل اللہ: علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت ہے۔

(امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یعنی صدوا عن ولایة علی و علی هو السبیل (علی علیہ السلام کی ولایت سے روکا اور علی علیہ السلام سبیل اللہ ہے) حوالہ: شرح الاخبار ۱ص ۳۴۳۔ مناقب ال ابی طالب ۴ص ۶۹۔ تفسیر قمی ۱ص ۳۸۸!

اضل اعمالهم: ان کے اعمال حبط ہیں کیونکہ ان کے اعمال خداوند کے امر کے مطابق نہیں ہیں پس وہ حبط ہیں۔

پھر فرمایا: ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ کَرِهُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ (اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کو پسند نہیں کیا) جو اللہ تعالیٰ نے علی علیہ السلام کے بارے میں نازل کیا اُسے انہوں نے پسند نہیں کیا فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (پس اللہ



نے ان کے اعمال کو حبط کر لیا)۔ (سورہ محمد آیت ۹)

کیونکہ اعمال ولایت کے بغیر ضبط ہو جاتے ہیں!

حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھنے والوں اور ان کے دشمنوں کے دل پر مہر لگی ہوئی ہے۔ چنانچہ فرمایا: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ۔

(یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے اور انہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے)۔ (سورہ محمد آیت ۱۶)

آپؐ کے محبوں میں ہدایت کو زیادہ کر دیا ہے پس فرمایا: وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًی وَّ اٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ۔ (جو لوگ ہدایت پا گئے اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت میں اضافہ کرتا ہے اور انہیں تقوی دیتا ہے)۔ (سورہ محمد آیت ۱۷)

اهتدوا: ہدایت یعنی ولایت علی علیہ السلام کی طرف ہدایت پاتے ہیں۔

جو آپؐ کی ذریتؑ کو اذیت دیتا ہے اور انہیں قتل کرتا ہے وہ قطع رحمی کرتا ہے اور ملعون ہے:

خداوند نے فرمایا:

فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَکُمْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓی اَبْصَارَهُمْ

(کیا تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تم حاکم بن جاؤ زمین میں فساد پھیلاؤ قطع رحمی کرو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے پس یہ بہرے اور آنکھوں سے اندھے ہیں)۔ (سورہ محمد آیت ۲۲)

اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ: تم زمین میں فساد کرو گے اس سے مراد معاویہ ہے۔

(امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی)۔ (اصول کافی ۸ ص ۱۰۳ ح ۷۶۔ العمدہ ص ۳۰۴ ح ۹۴۶ لیکن الصراط المستقیم ۳ ص ۴۰ پر ہے کہ یہ تین بادشاہوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے)۔

قطع رحمی: والی بات یزید لعنۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے جس نے امام حسین علیہ السلام کو قتل کر کے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے قطع رحمی کی اور اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت کو قتل کر کے ذرہ برابر خوف محسوس نہ کیا اللہ تعالیٰ نے اُس کے فعل کی وجہ سے اُس پر لعنت کی اور خود حکم بھی دیا کہ وہ اندھے بہرے اس لیے ہیں کہ انہوں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ریحانہ اور نواسے کو قتل کیا ہے۔

## جو اس سے پھر جائے اس کا کیا حال ہوگا:

خداوند نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى

(بے شک جو لوگ الٹے پاؤں پھر گئے او مرتد ہو گئے بعد اس کے کہ ان کے لئے ہدایت واضح ہو چکی تھی)۔ (سورہ محمد ۲۵)

انہوں نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت کی یعنی بعد اس کے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے



انہیں علی علیہ السلام کی پیروی کا حکم دیا تھا اور اس کی مخالفت سے منع کیا تھا پس انہوں نے علی علیہ السلام کی مخالفت کی جس سے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کے مرتکب ہوئے۔

پھر فرمایا: ذٰلِکَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ (یہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے اُس شے کی پیروی کی جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنی) یعنی اُس کے دشمنوں سے دشمنی اور دوستوں سے دوستی اختیار نہ کی وَ کَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ (اس کی رضوان (خوشنودی) کو پسند نہ کیا) کیونکہ بندوں پر اللہ کی خوشی یہ ہے کہ وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کریں فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ (اللہ نے ان کے اعمال کو حبط کر لیا)۔ (سورہ محمد آیت ۲۸)

کیونکہ وہ حق سے پھر گئے حالانکہ وہ حق کو جانتے تھے!

## اللہ نے مومنوں کا ذکر کیا اور انہیں خوف دلایا:

پس فرمایا:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ (اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل قرار نہ دو)۔ (سورہ محمد آیت ۳۳)

اللہ اور رسولؐ کی اطاعت سے مراد: جو انہوں نے علی علیہ السلام کی محبت کا حکم دیا ہے اُس میں ان کی اطاعت کرو۔ اور چونکہ انہوں نے ولایت کو چھوڑ دیا ہے ان کے اعمال باطل ہو گئے ہیں پس جو ولایت کو چھوڑ دیتا ہے اُس کا قیامت کے دن کوئی عمل پیش نہ ہوگا اگر چہ اُس کے روزے، نمازیں کثرت سے ہوں

گے!

پھر بیان کیا کہ:

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا (جنہوں نے انکار کیا) علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کیا انہیں مغفرت نہیں ملے گی اور نہ شفاعت نصیب ہوگی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ (بے شک جنہوں نے کفر اختیار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا) جو اللہ کی راہ علی علیہ السلام کی محبت ہے جس سے روکتے رہے ثُمَّ مَاتُوْا وَ ھُمْ کُفَّارٌ (پھر کفر کی حالت میں ہی مر گئے)۔ (سورہ محمد آیت ۳۴) یعنی موت آئی تو ولایت سے تہی دامن تھے پس مغفرت صرف مولائیوں کے لئے ہے۔



# سورہ فتح، سورہ نباء

خداوند نے سورہ فتح میں فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ، اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔ (بے شک جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے پس جس نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد توڑ دیا اُسکا نقصان اُسی کو ہوگا اور جو عہد کو پورا کرتا ہے پس عنقریب اُسے اجرِ عظیم دیا جائے گا)۔ (سورہ فتح آیت ۱۰)

بیعت: بیعت سے مراد وہ بیعت ہے جو علی علیہ السلام کی امامت کی بابت غدیرِ خم کے مقام پر لی گئی تھی۔

رسول کی بیعت اللہ کی بیعت اس لئے بنتی ہے کیونکہ ولی کا معین کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ میں ہے پس جس نے ولی کی بیعت کی اُس نے اللہ کی بیعت کی اور ولی مخلوق میں یداللہ ہوتا ہے۔

## حضرت علی علیہ السلام نباء عظیم ہیں:

خداوند نے فرمایا:

عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ o (لوگ ایک دوسرے سے بڑی خبر کے بارے میں سوال کرتے ہیں) یعنی علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں سوال کرتے ہیں اَلَّذِیْ فِیْہِ مُخْتَلِفُوْنَ (جس میں ان کا آپس میں

اختلاف ہے) یعنی تیرے بعد اُس کے بارے میں اختلاف کریں گے کچھ لوگ آپس کو معبود مان لیں گے کچھ اس کا انکار کردیں گے اور کچھ اُس کی پیروی کریں گے۔ کَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ ثُمَّ سَیَعْلَمُوْنَ (ہرگز نہیں عنقریب وہ جان لیں گے، وہ پھر جان لیں گے)۔ (سورہ نباء آیت ۱)

آخری جملے منع اور دھمکی کے ہیں...... کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ (ہرگز ایسا نہیں ہے اگر تم جان لو)۔ (سورہ تکاثر آیت ۵)

موت کے وقت جان لیں گے کہ حضرت علی علیہ السلام کا کیا مقام ہے اور قبر میں اس کے لئے کون سا برہان ہے اور قیامت کے دن اُس کی کیا شان اور مقام ہے۔

(یعنی حضرت علی علیہ السلام موت کے وقت آتے ہیں، منکر نکیر قبر میں ان کی ولایت کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور چونکہ یہ قسیم النار والجنہ ہیں قیامت کے دن اپنے ماننے والوں کی شفاعت کریں گے)۔

## آخر میں بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن علی علیہ السلام کے دشمنوں کی کیا حالت ہوگی؟:

خداوند نے فرمایا: وَیَقُوْلُ الْکَافِرُ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَاباً۔

(اور کافر کہے گا: کاش میں تراب (مٹی) ہوتا۔) (سورہ نباء آیت ۴۰)

یعنی کاش میں ابوتراب کے اصحاب سے ہوتا۔[1]

پھر فرمایا: کِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَیْکَ مُبَارَکٌ لِیَدَّبَّرُوْا اٰیَاتِهٖ.

(کتاب مبارک ہے جسے ہم نے تیری طرف نازل کیا ہے تاکہ اس کی



آیات میں غور وفکر کریں)۔ (سورہ ص آیت ۲۹)

سدی نے کہا ہے: کتاب مبارک سے مراد امیر المومنین علیہ السلام اور آیات سے مراد عترتؑ طاہرہ ہے۔

## اس کی ولایت حق الیقین ہے:

خداوند نے فرمایا: وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْیَقِیْنِ (بے شک وہ حق الیقین ہے)۔ (وره حاقہ آیت ۵۱)

ابن عباسؓ نے کہا: حق الیقین سے مراد ولایت علی علیہ السلام ہے۔

(تفسیر عیاشی ۲ ص ۶۹ ح ۶۴ ۔ مناقب الابی طالب ص ۲۳۸)

---

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امیر المومنین کی کنیت ابوتراب ہے۔ حوالہ (تفسیر قمی ص ۴۰) مروی ہے۔ یا لیتنی کنت من شیعة علی (کاش میں علی علیہ السلام کا شیعہ ہوتا)۔ حوالہ: (بشارت المصطفیٰ ۹ ص ۱۳۔ مدینة المعاجز ۳ ص ۱۸۷)

# خاتمہ

## امیر المؤمنین علیہ السلام

## کے صفات



# خاتمہ: امیر المومنین علیہ السلام کے صفات

یہ ابرار کے اسرار کے انوار سے ایک قندیل اور علی کرار علیہ السلام کے (علمی) قطرات میں سے ایک قطرہ ہے جس کی نگہبان جبار پروردگار نے مدح سرائی کی ہے اور اسرار بخشنے والے نے اُسے یہ فضائل عطا کئے ہیں اس کا ذکر آیات محکمات میں ہے جن کو سوائے اللہ کے اور راسخون فی العلم کے کوئی نہیں جانتا یہ دنیاوی خزانے کا دسواں حصہ اور دنیا کا ایک حصہ ہے لیکن میں نے آپ کے ابرار میں سے چند پھلوں کو چنا ہے جن کا چننا میرے بس میں تھا اللہ تعالیٰ نے اس کام میں میری مدد کی ہے پس اس کا وصف میرے لئے ممکن ہوا ہے اور اس کا کشف کرنا میرے لئے آسان ہوا۔

## امیر المومنین علیہ السلام کے اوصاف اور صفات

### مقرب فرشتوں کے نزدیک امیر المومنین علیہ السلام کا مقام:

جبرائیلؑ امین امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ سوار ہوتا، آپ کی رکاب کو تھامتا ساتھ ساتھ چلتا، آپ کی خدمت کرتا، آپ کھڑے ہوتے تو کھڑا ہو جاتا آپ تکبیر کہتے تو تکبیر کہتا آپ کسی شے کو اٹھاتے تو وہ اٹھاتا کیونکہ خادم مخدوم کی خدمت میں رہتا ہے۔[1]

[1] صاحب بستان الکرامت سے مروی ہے کہ ایک دن رسول خدا تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس جبرائیلؑ بیٹھا ہوا تھا اتنے میں علی علیہ السلام آئے تو جبرائیل کھڑا ہو گیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اس جوان کے

لئے کھڑا ہوا ہے کیوں؟ جبرائیلؑ نے کہا: یہ میرا استاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علیؑ تیرا استاد کیسے؟ جبرائیلؑ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا تو پوچھا بتا تو کون ہے اور میں کون ہوں تیرا نام کیا ہے اور میرا نام کیا ہے؟ میں حیران رہ گیا اور خاموش ہو گیا کوئی جواب نہ دے سکا اتنے میں یہ جوان عالم نور سے ظاہر ہوا اور اس نے مجھے جواب تعلیم دیا کہ کہہ تو میرا جلیل رب ہے اور تیرا نام جلیل ہے اور میں عبد ذلیل ہوں اور میرا نام جبرائیل ہے۔ اس لئے میں نے کھڑے ہو کر تعظیم بجالائی ہے۔ (انوار نعمانیہ ا ص ۱۵)

میں کہتا ہوں کہ: اسمیں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جانتے تھے کہ علی علیہ السلام جبرائیلؑ کا استاد ہے لیکن آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی جبرائیلؑ کی زبانی فضیلت کو بیان کیا ہے۔ صفوری نے امیر المومنین علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے: **سلونی قبل ان تفقدونی عن علم لا یعرفه جبرائیلؑ و میکائیلؑ** (مجھ سے پوچھو قبل اس کے کہ مجھے کھو بیٹھو مجھ سے اُس علم کے بارے میں پوچھو جسے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ نہیں جانتے ہیں)۔ حوالہ: (نزہۃ المجالس۔ ص ۱۲۹، ص ۱۴۴)۔ ابن عربی نے فتوحات کلیہ کے خطبہ میں کہا: **الحمد للّٰہ الذی جعل الانسان الکامل معلم الملک و ادار بانقسارہ طبقات الفلک۔**

حالانکہ وہ (جبرائیلؑ) آسمان میں بلند ہے۔ رسولوںؑ نبیوںؑ کی طرف اللہ کی وحی لے کر آتا رہا ہے۔ یہی جبرائیلؑ تین رات مولا علی علیہ السلام کے دروازے پر فقیر، سائل بن کر کھڑا رہا ہے جس کے بارے میں خداوند نے فرمایا: مسکین، یتیم اور اسیر۔ (يُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ)۔



یہ سر الاسرار، خداوند جبار کی آیت کے فضائل ہیں جو فضائل ریت کے ذروں، درختوں کے پتوں، سمندروں کی لہروں سے بڑھ کر ہیں کیونکہ وہ نیکوکاروں کے امام، اسرار کی حقیقت، ائمہ اطہارؑ کے والد، **قسیم النار و الجنة** ۱۔ نبوت کی زبان، جوانی کی مثال، رسالت کی تلوار، گفتگو کا بیان ہے جس سے حکمت پھوٹتی ہے رحمت کا دروازہ، حکمت و دانائی کی کان ہے انتقام لینے والا بلندی اور عزت کا پہاڑ ہے سرکشوں کی گردنیں جھکانے والا، نجات کی کشتی، ہدایت کا علم، خلافت و ولایت کا ابتدا سے انتہا تک مالک ہے۔ عالی شرف اور حسب والا ہے اس کا نسب اور اصل ظاہر ہے، ماں باپ کی طرف سے ہاشمی ہے خانہ کعبہ میں پیدا ہو کر اسے شرف بخشا ۲۔ بت شکن ہے اُس کی پاک طینت سے اُس کے شرف، کو بلند کیا گیا، فاطمہؑ زکیہ کا شوہر ہے، امامِ عادل ہے جو اپنی رعایا میں برابری اور مساوات قائم کرنے والا بادشاہ ہے۔ عترت زکیہؑ رضیہ کا باپ ہے، مصیبتوں کا ٹالنے والا ہے جو کبھی کسی جنگ سے نہ بھاگا۔

جب بھی تلوار چلائی کبھی نہ دیکھا کہ مقابلے میں کتنا بہادر ہے اور جو بہادر مقابلے میں آیا وہ قتل ہوا۔ صحرا اور پہاڑوں کا سفر کیا، بیض واسل کا حلیف ہے جمل کے دن کا شیر ہے۔

وصی، رضی امام زکی ہے رب علیؑ کی طرف سے مقام بلند پر فائز ہے۔

۱۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: **انا قسیم الجنة و النار۔** (اصول کافی ا ص ۱۹۸) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **علی انت قسیم الجنة و النار۔** (خصال ص ۴۹۶۔ امالی صدوقؒ ص ۱۰۱ ح ۷۷)

۲۔ خرائج و جرائح راوندی ۲ ص ۸۸۸۔ العمدہ ص ۲۴

آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، ابوسبطین، دوبیعتوں والا ہے (بیعت رضوان، بیعت عقبہ)۔ جس نے دوقبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ بدر، حنین کا شہسوار دو تلواروں سے جنگ کرنے والا ہے دو نیزے مارنے والا ہے دولشکروں کے درمیان جم کے لڑنے والا ہے۔

جنوں اور انسانوں کا امامؑ ہے جس کی محبت جہنم سے بچنے کے لئے ڈھال ہے اس کے دو بیٹے جوانان جنت کے سردار ہیں۔ یہ امام معصوم ہے جو خطاؤں سے پاک ہے جس کا قول وفعل غلطیوں سے مبرہ ہے جس کی ولایت خیر العمل ہے۔ اس کے بیٹے نام، لقب کے لحاظ سے سب لوگوں سے بزرگ ہیں۔ حسب، نسب کے لحاظ سے پوری کائنات سے بزرگ ہیں اور غیب ان کے لئے حاضر ہے۔ جنہوں نے بڑھاپے اور جوانی میں سرداری کی ہے۔ یہ زمین کی میخیں ہیں زمانے کی ناموس زمانے والوں کے سردار، اس کی اولاد کی قبریں دشمنوں کے شہروں میں بنیں۔ اس کے نور سے چراغ روشن ہوتے ہیں اور تسبیح و تقدیس رونما ہوئی ہے جباروں کی گردنیں اس کے سامنے جھکی ہوئی ہیں جابر بادشاہ اُس کے سامنے سجدہ ریز ہوئے ان کی قبروں کو کوئی چھوڑ نہیں گیا اور نہ کسی نے توڑا ہے مگر یہ کہ وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور آیات کی تلاوت ہوتی رہتی ہے وہ امام ہے جو پوری کائنات کا راہنما ہے اسی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو شرف بخشا ہے اس کی ذات میں لوگ جھگڑتے ہیں اور اس کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں!

کیونکہ وہ راز مخفی ہے جسے عقلیں درک کرنے سے قاصر ہیں اور وہ امر خفی ہے اُس کی ولایت میں اختلاف ہوا ہے اس کے بارے میں مردوں کی



عقلیں مختلف ہیں، باذوق کلمات کا صادر کرنے والا ہے اور حقیقی اشاروں کا بیان کرنے والا ہے۔ ولایت الٰہیہ، اسرار ربانیہ اور ولایت محمدؐیہ پر فائز ہے بلند مرتبے والا ہے۔ اس کا نور اللہ کے نور سے ہے وہ اس کا ولی ہے جو زندہ ہے اور اُس کے لئے موت نہیں ہے۔ مذہب، جائز شریعت اور راستے والا ہے اس کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے۔

تمام صحابیوں سے بڑا علم رکھنے والا، سب سے زیادہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قریبی رشتہ دار ہے وہ امام ہے جس کے نسب سے بھائی ہیں اور علم کی بات ہو تو کہتا ہے کہ اگر پردے ہٹ جائیں تو میرے یقین میں ذرہ بھر اضافہ نہیں ہوگا۔ اسد اللہ الغالب ہے اور سیف اللہ الضارب ہے اور شہاب ثاقب ہے صاحب مناقب ومقانب، رفیع الدرجات والمراتب امام المشارق و المغارب ہے۔ گہرائیوں میں غوطہ لگانے والا ہے، پرچموں کے گرانے والا ہے، مصیبتوں کا کشف کرنیوالا ہے۔ حلال مشکلات ہے...... جنگجو ہے۔ آسمانوں کی دلیل ہے اور آیات میں اس کی مدح سرائی کی گئی ہے۔ اس کی محبت ایسی نیکی ہے کہ جس کے ہوتے گناہ نقصان نہیں پہنچاتے اور اس کا بغض ایسی برائی ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے نیکیاں فائدہ نہیں پہنچاتی ہیں۔ (غوالی اللئالی ج۴ ص۸۶۔ ینابیع المودۃ ج۲ ص۷۰)

شیر خدا ہے اور اس کی مضبوط ذرع ہے اس کا ولی اور اس کی طرف سے حاکم ہے جسے اللہ تعالیٰ کی بابت ملامت کرنے والوں کی ملامت پکڑ نہیں سکتی۔ گروہوں کا جدا کرنے والا محراب عبادت میں عبادت کرنے والا ہے۔ حساب لینے والا ہے اور ام الکتاب ہے و من عندہ علم الکتاب کا مصداق ہے غدیر کے دن

والا امام ہے اس کی خلافت کا ماننا چھوٹے بڑے پر واجب ہے ایسا امام ہے اس کے علاوہ کسی صحابی کی بلاغت والوں نے تعریف نہیں کی ہے اور ہر بات میں اس کا ذکر کیا ہے۔ رسولوںؑ کے راستہ کی اسی سے توجیہ کروائی گئی ہے مہمات میں اسی کا سہارا لیا گیا ہے۔

(حضرت عمر ہمیشہ کہتے: لولا علی لھلک عمر) (علی علیہ السلام نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اعوذ باللہ من معضلة لیس لھا ابو الحسن (خدا مجھے اُس مشکل سے اپنی پناہ میں جگہ دے، جس کے حل کے لئے ابو الحسن نہ ہو)۔ حوالہ: (اصول کافی ۷، ص ۴۲۴ ح ۶۔ بحار الانوار ۴۰ ص ۱۴۹)

کافروں، مشرکوں، بیعت توڑنے والوں، سنگدلوں اور خارجیوں کے قتل کرنے والا ہے اس سے معجزات کا ظہور ہوا۔ مُردوں سے کلام کیا، بھیڑیوں سے گفتگو کی۔ (سفینة البحار ۳ ص ۴۲۰)۔ جابروں کا قائد، دنیا و آخرت کا حاکم، سید العرب، موضع العجب، صاحب الخطب، سید الاوصیاء و شرف الاولیاء و ودائع (امانتدار) الخطباء۔ صاحب نص و امامت ہے۔ تاج سنت ہے نیک صفات سے مخصوص ہے، شیعہ کا امام، غالیوں کا ربّ، وجہ اللہ الکریم، نباء عظیم، ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے۔

نیکوں کا امام، حقیقتِ اسرار۔ چاندی اور سونے کو محتاجوں میں تقسیم کرنے والا اور ذخیرہ اندوزوں کے ہاتھ سے لے کر مارنے والا، لواء الحمد اٹھانے والا، کوثر تقسیم کرنے والا، محشر کے دن کا حاکم ہدایت کا پرچم ہے جو اس سے آگے بڑھ گیا گمراہ ہوا جو پیچھے رہ گیا وہ ذلیل ہوا۔

نصیحت کرنے والا امام، نیک عمل، اچھی خوشبو، فائدہ اٹھانے والا تاجر،



جھکتا ہوا ترازو کا پلڑا، واضح صراط، چمکتا ستارہ، ولی رحمان، سفیر قرآن، ہر جگہ میں خاص چہرہ، فارس الاسلام، ہجوم میں داخل ہونے والا شیر، بتوں کے توڑنے والا، بیت اللہ الحرام کا پالا ہوا، وجہ رضی، منھل روی، صراط سوی، جنت علی، مولی الولی ابو الحسن علیؑ، لشکروں کو تتر بتر کرنے والا، قاصم الاصلاب، قاسم الاسلاب (اسلحہ) زاکی الانساب، داحی الباب، شیر غضبناک، ولی حساب ابو تراب اور ام الکتاب، رواض الصعاب (لشکروں کا بچھاڑنے والا) شیر ہے باب حکمت، فصل الخطاب ہے جو پاک رحموں اور پاک صلبوں میں منقلب ہوتا رہا ہے۔

ابراہیم کا خلاصہ، اسماعیل کا منتخب کردہ، راز جلی جس کے ذریعہ آدمؑ کی دعا قبول ہوئی جس پر جبرائیلؑ نے فخر کیا جب وہ اس کا خادم بنا اور یہ اسکا مولا قرار پایا۔ اُس پر میکائیلؑ نے فخر کیا اور کہا: اس جیسا کون ہے حالانکہ میں نے علی علیہ السلام کے منہ کو چوما ہے۔ (المسترشد، ص ۳۶۱۔ شب ہجرت)

اس پر اسرافیلؑ نے فخر کیا جب اُس نے اس کے گہوارے کو جھولایا۔

اس پر عزرائیلؑ نے فخر کیا اور کہا: اس جیسا کون ہوسکتا ہے حالانکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اس کے شیعوں کی روح کو اس کی اجازت اور مرضی سے قبض کروں۔ ۱۲) پر رضوان جنت نے فخر کیا اور کہا: اس جیسا کون ہے حالانکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں جنت کو علی علیہ السلام اور اس کی ولایت رکھنے والوں کے لئے سجاؤں۔ (حضرت علی علیہ السلام اور سیدہ کی شادی۔ مجمع النورین ص ۵۰)

جس پر مالک نے فخر کیا اور کہا: اس جیسا کون ہے حالانکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں جہنم کو علی علیہ السلام سے بغض رکھنے والوں اور دشمنی رکھنے والوں کے لئے بھڑکا دوں۔

وہ امام ہے جس نے اپنا کھانا سائل کو دے دیا جس کے بارے میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

من کنت مولا فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ.

(جس کا میں مولا اس کا علی علیہ السلام مولا ہے خدایا اُسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور اُسے دشمن رکھ جو اس سے دشمنی رکھے)۔ (اصول کافی ا ص۱۹۴۔ الغدیر ا ص۸ ص۱۱ ا ص ا۔ ۳ ص۵ ص۱۷۹)

وہ امام ہے جس کے ساتھ ہر نبیؑ نے توسل کیا ہے۔ مالک اور رضوان (فرشتے) میدان محشر میں اُس کی مرضی کے تابع ہوں گے۔ اہمیت والا بردبار حلیم الطبع امامؑ ہے۔ نبیؐ کا بھائی داماد اور نفس رسولؐ ہے باب حطہ ہے جس کے ذریعہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں کشتی نجات ہے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پایا اور جو سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا و مثل اھل بیتی فیکم مثل باب حطة من دخلہ غفر لہ و من لم یدخلہ لم یغفر لہ (میری اہل بیت کی تم میں مثال باب حطہ جیسی ہے اس میں جو داخل ہوگا اُس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو داخل نہ ہو اُس کے گناہ معاف نہیں کیے جائیں گے)۔ حوالہ: (البصائر ص ۳۱۷)

جس کا جسم قدسی اور حسد سے پاک ہے۔ واحد، احد خدا کا راز ہے ہر عبادت اور سجدہ کرنے والے سے زیادہ زہد رکھنے والا ہے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ سب سے زیادہ بلند مقام والا ہے۔ سب سے بہتر فصیح الکلام ہے۔ سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔ سب سے زیادہ بردبار اور سب سے پہلے



اسلام میں اسی نے پہل کی ہے۔

وہ ہے جس کا علم اور شجاعت آفاق میں چھا گئے۔ اگر دین میں پہل کرنے والوں کو شمار کرو تو یہ زیادہ اولیٰ، مناسب اور پہل کرنے والا ہے۔ (تفسیر قمی ۲ ص ۱۱۴۔ تفسیر نور الثقلین ۵ ص ۲۱۱ ح ۲۶)

سب سے زیادہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا قریبی اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہوا۔ جہاد کے لحاظ سے اس نے منافقوں کے لشکر کو پچھاڑ دیا ان کی صفوں کو تتر بتر کر دیا کافروں کے برج گرا دیئے۔ فضل و کرم اور وفا کے لحاظ سے اس نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں صرف کر دیا۔ سخاوت میں دیکھو تو اس نے نماز کی حالت میں صدقہ دے دیا۔ زہد کے لحاظ سے یہ حلیم ہے جس نے دنیا کا منہ توڑ دیا اور دنیا کو طلاق دے دی۔

جنگ بدر، حنین، اُحد اور خندق کی فتح کا سہرا اسی کے سر پر ہے۔

پس یہ ابو الحسنؑ ہے جس نے کبھی بت کے سامنے سجدہ نہیں کیا، یہ تقی الحرکات، شدید القطعات، زائد الحسنات، بری من السیآت، عالی الدرجات اور خیر البشر ہے جو انکار کرے وہ کافر ہے۔ (الصراط المستقیم ۲ ص ۶۸۔ الغدیر ۳ ص ۲۔ علل الشرائع ا ص ۱۴۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ ۳ ص ۴۹۳)

اللہ کی غلامی کے قلادہ کا واسطہ ہے مروت کے دائرہ کا نقطہ ہے، اللہ تعالیٰ کا قلعہ ہے اللہ تعالیٰ کی امین غار ہے، قیامت کے دن کا میزان ہے، اس سے اصول فروع، مشہور، مشروع (شریعت) نقل ہوئے ہیں پس اہل قرآن نے اس سے لیا اور اس کی طرف رجوع کیا ہے۔[۱]

---

۱ مسروق سے مروی ہے: اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم علی علیہ

السلام، عمر، عبداللہؓ، ابوذردا، معاذ بن جبلؓ، زید بن ثابتؓ پر منتہی ہوتا ہے ان میں سے چھ کا علم علی علیہ السلام او عبداللہؓ پر آ کر رکتا ہے۔ (مناقب خوارزمی ص ۸۹ ۸۰۔ طبقات کبریٰ ا جلد ص ۳۶۷۔ صفة الصفوه ۱ص ۱۵۸ حالات عبداللہؓ بن مسعودؓ)

اور معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عباسؓ حضرت علی علیہ السلام کا شاگرد ہے۔ (شرح نہج البلاغہ اص ۱۸)۔ بلکہ وضاحت کے ساتھ وارد ہوا ہے کہ علی علیہ السلام عبداللہ بن عباسؓ سے اعلم ہیں جیسا کہ وہ خود کہتا ہے علمی بالقرآن فی (جنب) **علم علی کالقرارة فی المعشعنجر** (میرا قرآن کا علم علی علیہ السلام کے مقابلے میں سمندر کے مقابلے میں قطرے کی مانند ہے)۔

ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ علماء امیر المومنین علیہ السلام کی طرف علوم میں رجوع کرتے تھے۔

آپ جانتے ہیں کہ تمام علوم سے اشرف علم الٰہی ہے جس کا اقتباس، نقل انتہا اور ابتداء حضرت علی علیہ السلام کی کلام سے ہے۔

معتزلہ: (۱) اس فرقہ کا بانی واصل بن عطا ہے۔ یہ ابو ہاشم بن عبداللہ بن محمد حنفیہ کا شاگرد ہے ابو ہاشم اپنے باپ کا اور اس کا باپ امیر المومنین علیہ السلام کا شاگرد ہے۔

اشاعرہ: (۲) اس فرقہ کا بانی ابوالحسن اشعری ہے۔ یہ ابوعلی جبائی کا شاگرد ہے جو معتزلہ کے مشائخ میں سے ایک ہے۔

امامیہ اور زیدیہ...... (۳۔۴) معلوم ہے کہ انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام سے فیض پایا ہے۔



علم فقہ: اس کی اصل اور بنیاد امیر المومنین علیہ السلام ہے ہر اسلامی فقیہ نے امام کی فقہ سے استفادہ کیا ہے۔

ابوحنیفہ: کے شاگرد ابو یوسف، محمد وغیرہ نے ابوحنیفہ سے فقہ لی۔ اور یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا شاگرد ہے۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام...... امیر المومنین علیہ السلام کے شاگرد ہیں۔

شافعی: یہ محمد بن حسن کا شاگرد ہے اور محمد بن حسن ابوحنیفہ کا شاگرد ہے اور ابوحنیفہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا شاگرد ہے۔

احمد بن حنبل: یہ شافعی کا شاگرد ہے..................

مالک بن انس: یہ ربیعة الرای کا شاگرد ہے اور ربیعہ عکرمہ کا شاگرد ہے اور عکرمہ عبداللہ بن عباسؓ کا شاگرد ہے اور عبداللہؓ امیر المومنین علیہ السلام کا شاگرد ہے۔

پس فقہاء اربعہ...... امیر المومنین علیہ السلام کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔

شیعہ فقہ...... معلوم ہے کہ یہ امیر المومنین علیہ السلام کے فیض کا سرچشمہ ہے۔

## علم تفسیر قرآن:

امیر المومنین علیہ السلام سے علم تفسیر اخذ کیا گیا اور انہی سے علم کی شاخیں نکلیں اور جب آپ تفسیر کی کتابوں کی طرف رجوع کریں تو اس بات کی صحت کا علم ہو جائے گا۔ کیونکہ قرآن مجید کی اکثر تفسیر امیر المومنین علیہ السلام اور عبداللہ بن عباسؓ سے...... بیان ہوئے ہیں لوگ جانتے ہیں کہ ابن عباسؓ امامؑ سے جڑا ہوا تھا بلکہ وہ امامؑ کا شاگرد تھا۔

کسی نے ابن عباس سے پوچھا کہ تیرے اور علی علیہ السلام کے علم میں کتنا فرق ہے؟ اُس نے کہا: کنسبة قطرة من المطر الی البحر المحیط (جیسے سمندر کے مقابلے میں قطرہ)۔

## علم طریقت، حقیقت اور تصوف:

سارے صوفی اپنی نسبت امیر المومنین علیہ السلام کی طرف دیتے ہیں وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔ اس کی شبلی، جنید، سری، بسطامی معروف کرخی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔

## علم نحو اور دیگر علوم عربیہ:

اس علم کا بانی امیر المومنین علیہ السلام ہے آپ نے ابو اسود دؤلی کو اس کے جوامع اور اصول لکھوائے مثلاً الکلام کله ثلاثة اشیاء: اسم وفعل وحرف۔

(کلام تین قسم کی ہے: اسم فعل اور حرف۔ کلمہ کی دو قسمیں ہیں معرفہ اور نکرہ۔ اعراب کی چار صورتیں ہیں رفع، نصب جر اور جزم۔ یہ معجزات کے ساتھ ملحق ہے کیونکہ قوتِ بشریہ اس قسم کے حصر سے عاجز ہے)۔ (شرح نہج البلاغہ ا ص ۱۷)

## علم کلام:

عقیدہ و مذہب کی بابت سب متکلمین امیر المومنین علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے تھے۔ (شرح نہج البلاغہ ۶ ص ۳۷۰ خطبہ ۸۶)

گنجی شافعی نے کہا: حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان وغیرہ جو



صحابہ میں سے علماء تھے سب احکام میں امیر المومنین علیہ السلام سے مشورہ لیتے ان کے قول کو اخذ کرتے وہ آپ کے عمل کے معترف تھے۔ آپ کی فضیلت کے زیادہ ہونے عقل کے کامل ہونے اور حکم کے صحیح ہونے کا اعتراف کرتے تھے۔ (کفایۃ الطالب ص ۲۲۳ باب ۵۸)

☆☆☆☆

پس امصار (مختلف شہروں) کے فقہاء امیر المومنین علیہ السلام کی طرف نسبت دیتے ہیں اور ان سے روایت کرتے ہیں اور مشکلات کے حل میں ان پر اعتماد کرتے ہیں!

## فصاحت و بلاغت:

امیر المومنین علیہ السلام ہی کی سنت ہے۔ انہی سے فصاحت و بلاغت ظاہر ہوئی۔ اس کے فنون اور قوانین انہی نے مرتب فرمائے۔

## مواعظ:

امیر المومنین علیہ السلام کے اقوال کی مانند کسی کے اقوال زریں نہیں ہیں۔

## نحو:

اس کے بانی امیر المومنین علیہ السلام ہی ہیں۔

## فلسفہ:

امیر المومنین علیہ السلام اس کے حقائق کے عالم اور اس کے دقائق کو

بولتے تھے۔

### آسمانی علوم:

امیر المومنین علیہ السلام تسبیح کرنے والوں کے انیس اور آسمانوں کی دلیل ہیں۔

### طب:

تمام طبیب امیر المومنین علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے تھے۔

### علم نجوم:

امیر المومنین علیہ السلام علم نجوم کے حقائق کو جانتے تھے اور اس کی حتمی تقدیر کو بولتے تھے۔

### علم حساب:

اس کے کلیے قاعدے امیر المومنین علیہ السلام سے ظاہر ہوئے۔

### علم کیمیا:

اس کے ظاہر سے عالم اور اس کے باطن سے آگاہ امیر المومنین، امام المتقین، یعسوب الدین، عین الیقین، دیان الدین، اسد اللہ فی الاضین ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام کی شجاعت، زہد، قناعت، بردباری، عبادت، سخاوت، ہیبت، تقوی، عفت، بزرگی، عزم و استقلال، ہمت، خوف، سطوط، اقدام، قوت، جنگی مار دھاڑ، جاہ و جلال، کلام، بلاغت، وعظ، حکمت، نطق، فصاحت، نماز، دعائیں، مواسات، صدقہ، دین کی حفاظت، دین کی حمایت،



اسلام کا دفاع، اسلام کی نصرت، اسلام ﷺ بڑا حق، حقیقت، اللہ سے قرب اور بلندی۔ اللہ کے نزدیک مقام اور منزلت، آسمانوں میں بلندی اور عظمت قابل تحسین ہے۔ اسرافیل کے مشابہ تھے، بڑائی کے اعتبار سے حضرت آدم علیہ السلام کے مشابہ تھے، حکمت کے اعتبار سے حضرت نوح علیہ السلام کے مشابہ تھے، علم کے اعتبار سے حضرت ہود علیہ السلام کے مشابہ تھے۔

عزم کے اعتبار سے حضرت صالح علیہ السلام کے مشابہ تھے، صبر کے اعتبار سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مشابہ تھے، کرم کے اعتبار سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مشابہ تھے، شجاعت کے اعتبار سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھے، زہد کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھے، بادشاہی کے اعتبار سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے مشابہ تھے، شکل و صورت، سیرت، سردار یا ور فخر کے اعتبار سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔

سید الاوصیاء، وصی سید الانبیاء، بہادروں کو خون آلود کرنے والا، آسمان میں چمکتا ستارہ، منافقت کے دروازہ کو بند کرنے والا، بدبختوں پر شاق گزرنے والا، سید العرب خود پسندی کا مقام، زمین پر بسنے والوں میں بلند، آسمان کے اوپر بسنے والوں میں بزرگ، عظیم صفات اور اسماء کا مالک، بحر العلوم جس کے فضائل کی بابت سمندر سے جداول مدد مانگتے تھے۔ جس کی بہترین رسائل سے توحید کے باغ کھل جاتے تھے جس کے دلائل سے لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی پاتے تھے۔ باب ہدایت، سمندر، پہاڑ، امام کائنات، قطب دعویٰ، پرہیزگاروں کا سردار، مضبوط رسّی، ہر اُسکا مولاً جس کا نبیؐ مولاً ہے۔

ہر ردا اوڑھنے والے سے زیادہ کریم، ہر صبح وشام کرنے والے سے افضل اور ہر روزے دار اور نمازی سے زیادہ پاک ہے جسے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بلاتے تو لبیک کہتے جس کی تلوار دشمن پر اٹھتی تو خبر دیتی...... جس کی سخاوت کا چرچا ہر سو ہے۔

والحمدللہ رب العالمین

آج میں اللہ کی مدد اور حسن توفیق سے اس رسالہ شریفہ کی تکمیل سے فارغ ہوا۔

اتوار ۲۲ جمادی الثانی ۱۱۱۷ھ



# ملحق

## جملہ آیات کی تفسیر

## جو

## امیر المومنین علیہ السلام اور ان کی ولایت کے

## بارے

## میں وارد ہوئی ہیں

## جن کا ذکر

## اصول کافی اور شرح اصول کافی میں ہے!

# مقدمہ

## بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الدر الثمین کی تحقیق سے فارغ ہونے کے بعد مصنف مرحوم پر کئے گئے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے ایک ملحقہ تحریر کیا جارہا ہے کیونکہ جو باتیں مرحوم نے بیان کی ہیں وہ ہماری معتبر کتابوں میں موجود ہیں۔

ثانیا: یہ بحث کا تکملہ ہے یہاں ساری آیات جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئیں یا جن کی ان کی بابت تفسیر وتاویل کی گئی ہے...... بیان ہوجائیں گی۔

اس ملحق کو محدث جلیل کلینی کی اصول کافی سے تیار کیا ہے اور جو موارد اور فضائل محتاط لوگوں کے نزدیک معتبر ہیں انہیں تحریر کیا ہے۔

ان روایات کی روح میں محدث مازندرانی کی شرح اصول کافی سے استفادہ کیا ہے اسی طرح روایات غور وفکر کرنے والے لوگوں کے لئے مشکل پیش کررہی تھیں یا جن کی تصدیق مشکل ہورہی تھی ان کے لئے محدث مازندزانی کی شرح سے استفادہ کیا ہے۔



اللہ تعالیٰ سے سوال ہے کہ وہ ہمارے دین کو سلامت رکھے اور ہمیں اچھی فکر دے اس انکساری والے عمل کو محمد وال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ہمارے لئے ذخیرہ قرار دے تاکہ ہم ان کی شفاعت اور ہمسائیگی کو پاسکیں اور یہ کتنے اچھے دوست ہیں!

والحمد للہ رب العالمین

الاقل

علی عاشور۔

# ولایت کی بابت قرآن مجید میں پنہاں نکات

یہاں پر چند پنہاں وجوہ کو بیان کیا جا رہا ہے جن کا استنباط قرآن مجید سے ہوتا ہے اور وہ ولایت پر دلالت کرتی ہیں یا وہ وجوہ جو قرآن مجید سے نکالی گئی ہیں اور وہ ولایت پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے نتف الشعر والوش اذا نزعه (بالوں اور داڑھی سے بال نکالنا)۔

(۱) ہمارے متعدد علماء نے احمد بن محمد سے، حسین بن سعد سے، ہمارے بعض علماء سے حنان بن سدیر سے عالم حناط سے روایت کی ہے: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں خبر دیں: نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ (اسے لے کر روح الامین تیرے دل پر نازل ہوا تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو جا واضح عربی زبان میں لے کر آیا ہے)۔ (سورہ شعراء آیت ۱۹۴۔۱۹۵)

امامؑ نے فرمایا: یہ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔

قول امام: یہ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔

جان لے کہ: قرآن میں ظاہر ہے، باطن ہے، مجمل ہے، موول (تاویل شدہ) ہے، محکم ہے، متشابہ ہے اور آئمہ علیہم السلام امت میں ان کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

اس آیت کا ظاہر یہ ہے کہ: بہ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف پلٹتی ہے اور بعد والی عبارت اس کے لئے غایت ہے لیکن امامؑ نے اس ضمیر کو ولایت کی طرف



پلٹایا ہے اور یہ نزول اور اس کی ابدا کے اعتبار سے بیان ہوا ہے اس کا معنی یہ ہوا روح الامین ولایت کو لے کر نازل ہوا اور وہ جبرائیلؑ ہے جو تیرے دل پر لے کر آیا...... اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تاکہ تو ڈرانے والوں میں سے ہو جا کہ لوگ تیرے امر کے ولی کی مخالفت نہ کریں اور یہ واضح عربی زبان میں بیان کیا ہے جو مقصود پر دلالت کرتی ہے تاکہ قیامت کے دن یہ لوگ نہ کہیں کہ ہم عذرت چاہتے ہیں، ہم آپ کی بات کو اور اپنے ولی کی تبلیغ کو سمجھ نہیں سکتے۔

علی بن ابراہیم کی روایت میں بھی اس کی تصریح اور وضاحت ہے اُس نے اپنی تفسیر میں کہا ہے: مجھے میرے باپ نے حنان سے خبر دی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام خداوند کے اس فرمان کے ضمن میں مروی ہے: وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ!

امامؑ نے فرمایا: یہ وہ ولایت ہے، جو غدیر کے دن امیر المومنین علیہ السلام کے لئے نازل ہوئی ہے۔

(۲) محمد بن یحییٰ سے، محمد بن حسین سے، حکم بن مسکین، اسحاق بن عمار سے، مرد سے، امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداوند کے اس فرمان کے ضمن میں روایت ہوئی ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْماً جَهُوْلاً (ہم نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس کے اٹھانے سے ڈر گئے اُسے انسان نے اٹھا

لیا بے شک وہ ظالم اور جاہل ہے)۔ (سورہ احزاب آیت ۷۲)

امامؑ نے فرمایا: امانت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔

قول امامؑ: امانت سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے!

اس کا مطلب یہ ہوا کہ: ہم نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کو مذکورہ اجرام (آسمان و زمین، پہاڑوں) پر ان میں سوچ سمجھ اختیار کو پیدا کرنے کے بعد..... پیش کیا یا ہم نے اہل آسمان و اہل زمین اور اہالیان پہاڑ پر اپنی امانت کو پیش کیا جن میں فرشتے، حیوانات، انسان و درندے تھے، ان کے سامنے امانت کو ظاہر کیا اور انہیں علی علیہ السلام سے ولایت کے چھین لینے پر قدرت دی لیکن انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے، اسے انسان نے اٹھا لیا اور وہ اول ہے بے شک اس انسان نے اپنے نفس پر اور اپنے پیروکاروں پر ظلم کیا ہے اور یہ اپنے انجام سے جاہل ہے اور اپنی خیانت سے نادان ہے۔

فاضل استرآبادی کی کلام بھی اس پر دلالت کرتی ہے اس نے کہا ہے:

انہوں نے ولایت کا دعویٰ اور اس کے اہل سے چھیننے سے انکار کیا اور ڈر گئے۔ اسے انسان (اول) نے اٹھا لیا وہ ظالم اور جاہل ہے۔ اس کے قریب علی بن ابراہیم کی کلام ہے اس نے امانت کی تفسیر میں کہا ہے: امانت..... امامؑ، امر اور نہی ہے اس پر دلیل ہے کہ امانت سے مراد امامت ہے خداوند کا فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا ۔ (اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو دے دو)۔ (سورہ نساء آیت ۵۸)

یعنی امامت اور امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑ پر پیش کی گئی انہوں



نے اسے اٹھانے سے انکار کر دیا۔

انہوں نے اسے اٹھانے اور غصب کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے۔ اسے انسان (اول) نے اٹھا لیا۔ اسی طرح تفسیر قمی میں ہے: انہ کان ظَلُوماً جَهُولاً ۔ بے شک انسان ظالم اور جاہل ہے۔

مشہور ہے کہ: امانت سے مراد مطلق تکلیف ہے اور یہ اجرام اسے اٹھانے سے ڈر گئے کہ کہیں مخالفت نہ کر بیٹھیں جس سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مستحق بن جائیں گے!

(۳) محمد بن یحییٰ نے احمد بن ابی زاہر سے، حسن بن موسیٰ خشاب سے علی بن حسان سے، عبد الرحمٰن بن کثیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے: الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ۔

(جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا)۔ (سورہ انعام آیت ۸۲)

امامؑ نے فرمایا: جسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے آئے تھے یعنی ولایت اور انہوں نے اسے فلاں فلاں کی ولایت سے مخلوط نہ کیا کیونکہ وہ (فلاں فلاں) اپنے آپ کو ظلم سے آلودہ کئے ہوئے تھے۔

قول امام: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ ...... اس کا معنی بعض کو بعض کے ساتھ مخلوط کرنا (آلودہ کرنا) بما جاء امنوا کے متعلق ہے یعنی جو لوگ ایمان لے آئے اُس پر جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے آئے تھے اور وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت تھی اور انہوں نے اس کی ولایت کو فلاں فلاں کی ولایت سے مخلوط و آلودہ نہ کیا تو ایسے لوگوں کے لئے عذاب سے امان

ہے اور یہ لوگ حق کے راستہ کی طرف ہدایت پائے ہوئے ہیں اس آیت میں ظلم کی خاص تفسیر ہوئی ہے اور اس کی معصیت (گناہ) بھی معین ہے اور وہ ہے مخلوط کرنا۔ اکثر مفسرین نے اس کی تفسیر شک کی ہے اور بعض نے مطلقاً معصیت (ہر قسم کا گناہ) کہا ہے ان کی تفسیر ہماری مراد کو شامل ہے۔

**فھو الملبس بالظلم ھو** کی ضمیر امر معلوم کی طرف لوٹتی ہے اور وہ ہے جس نے ولایت نبویہ کو بتوں کی ولایت سے مخلوط کیا۔

ملبس باء پر کسرہ:

جوہری نے کہا ہے: التلبیس مثل تدلیس اور تخلیط کے ہے جو مبالغہ کیلئے ہے رجل لَبَّاس کہا جائے رجل ملبس نہیں کہا جائے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس کا قول باطل ہے ملبس نہ کہو اور اس ضمیر کو ولایت کی طرف لوٹایا جائے یا مخلوط کرنے کی طرف لوٹایا جائے۔ ملبس باء پر فتح یہ بہت ہی بعید ہے۔

(۴) محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے، ابن محبوب سے حسن بن نعیم صحاف سے روایت ہے: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداوند کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا:

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ

(تم میں سے کچھ کافر ہیں اور کچھ تم میں سے مومن ہیں)۔ (سورہ تغابن آیت ۲)

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی معرفت ہماری ولایت کے ذریعہ سے کی ہے اور ان کے کفر کی معرفت بھی ہماری ولایت کے ذریعہ سے کی ہے جس دن ان سے عالم ذر میں عہد و پیمان لیا اُس وقت وہ لوگ آدم کی



صلب میں تھے۔

قول امامؑ: فَمِنكُمْ مُؤْمِنٌ وَ مِنكُمْ كَافِرٌ.

سورہ تغابن میں ہے: هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُمْ مُّؤْمِنٌ۔ یہاں کافر مقدم ہوا ہے کیونکہ ان کی تعداد زیادہ ہے اور عرف معرفہ سے ہے یا تعریف سے ہے جبکہ تعریف والا قول زیادہ مناسب ہے گویا سوال کرنے والے نے ایمان اور کفر کے وقت کے بارے میں سوال کیا ہے اور ان کے سبب کے بارے میں پوچھا ہے اسی لئے امامؑ نے اس کے بارے میں جواب دیا:

**عرف اللہ ایمانھم بولا یتنا و کفر ھم بھا......** ذر کی واحد ذرہ ہے اور یہ چھوٹی چیونٹی پر بولا جاتا ہے اور جو شے سورج کی شعاع سے نظر آئے اور وہ بل کے اندر گھسی جا رہی ہو اُسے ذرہ کہتے ہیں دونوں معانی محتمل ہیں۔

پہلا معنی اس لئے ہے کہ اسے چھوٹے اور چیونٹی پر تشبیہ دی ہے اس کی وضاحت یوں ہے کہ: نسل آدمؑ اُس کی صلب میں تھی جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان سے اپنی ربوبیت، رسالت اور ولایت کا عہد و پیمان لیں تو اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور قدرت کے نور کا آدمؑ کے ساتھ تعلق پیدا ہوا اور جو اُس کی صلب میں تھے سب ظہور کی شکل میں منتقل ہو گئے مثل چیونٹی کے، انہیں عقل و فہم ملا پس ان سے ولایت کا اقرار لیا کچھ نے ولایت کا اقرار کیا اور حوض بن گئے اور کچھ نے ولایت کا انکار کیا اور کافر ہو گئے پس اُس دن سے ایمان اور کفر پیدا ہوئے اور مومن کافر سے الگ ہو گیا۔

اعتراض: امامؑ نے آدمؑ کی صلب میں کہا ہے اور یہ جملہ ان کے عالم ذر میں ہونے کے منافی ہے کیونکہ اگر وہ ذر تھے تو آدمؑ کی صلب میں نہیں تھے بلکہ

اُس سے باہر تھے اور اگر وہ اس کی صلب میں تھے تو وہ ذر میں نہیں تھے؟

جواب: ان دونوں کے درمیان تنافی نہیں ہے کیونکہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ وہ ذر تھے اور اُس کی صلب میں بھی تھے اس میں کوئی بُعد نہیں ہے۔ کیونکہ خداوند قدرت قاہرہ رکھتا ہے جو چاہے کرسکتا ہے۔

اعتراض: یہ توجیہ بعض روایات میں موجود عبارتوں کے منافی ہے اس لئے کہ ان سے عہد اُس وقت لیا جب وہ آدمؑ کی صلب سے باہر تھے اور وہ ذر میں تھے؟

جواب: یہ کہنا بعید نہیں ہے۔ تاکید کے لئے عہد تین دفعہ لیا گیا ہے ایک دفعہ عہد لیا جب آدمؑ کی مٹی خمیر کی اُس وقت وہ باہر تھے اور چیونٹی کی طرح تھے دوسری دفعہ جب وہ ذر میں آدمؑ کی صلب میں تھے اُس وقت آدمؑ کی خلقت مکمل ہو گئی تھی اور ابھی روح پھونکی نہ گئی تھی تیسری دفعہ جب وہ صلب سے باہر تھے یہاں تک کہ انہوں نے آدمؑ کو دیکھا۔

کفر اور ایمان کے باب میں روایات آئیں گی بسا اوقات ان کا شعور دلایا جاتا ہے اور جسے میں نے تحریر کیا ہے یہ احتمال کے طور پر بیان کیا ہے واللہ علم بحقیقۃ الحال۔

(۵) احمد بن ادریس نے محمد بن احمد سے یعقوب بن یزید سے ابن محبوب سے محمد بن فضیل سے امام ابو الحسن علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے:

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (وہ نذر پوری کرتے ہیں)۔ (سورہ انسان آیت ۷)

امامؑ نے فرمایا: یوفون بالنذر الذی اخذ علیھم من ولایتنا.



(وہ اُس نذر کو پورا کرتے ہیں جو ان سے ہماری ولایت کی بابت اخذ کی گئی ہے)۔

قول امام: نذر کا معنی ہے کسی شے کو اپنے لئے لازم قرار دینا اور اُسے اپنے نفس پر قبول کرنا، عہد بھی ایسا ہی ہوتا ہے جو اللہ اپنے بندوں سے لیتا ہے اور وہ عالم نور میں ہوتے ہیں اور وہ عہد جو لیا گیا تھا وہ آئمہؑ کی ولایت کا تھا اُس کے پورا کرنے سے مراد اُس کا اقرار ہے اور وہ اقرار تب درست ہوگا جب دنیا میں آنے سے لے کر زندگی کے ختم ہونے تک اُس پر قائم رہے گا۔

(۶) محمد بن اسماعیل نے فضل بن شاذان سے حماد بن عیسیٰ سے، ربعی بن عبداللہ سے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے:

وَلَوْ اَنَّھُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ مِّنْ رَّبِّھِمْ ۔ (اگر وہ تورات کو، انجیل کو اور اسے جو ان کے رب کی طرف سے ان کی طرف نازل کیا گیا..... قائم کرتے)۔ (سورہ مائدہ آیت ۶۶)

امامؑ نے فرمایا: یہ ولایت ہے۔

قول امامؑ: قال: الولایۃ. ظاہر ہے کہ یہ ما انزل الیھم کا بیان ہے۔ امام نے اُسے ولایت قرار دیا ہے حالانکہ یہ ما انزل عام ہے جو ولایت کو بھی شامل ہے اور غیر ولایت کو بھی شامل ہے کیونکہ اُس سے ولایت مقصود ہے اولاً اور باقی چیزوں کے لئے اصل ہے ہم نے ظاہر کی لفظیں استعمال کی ہیں اس لئے کہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ یہ تورات اور انجیل کے لئے بھی بیان ہے کیونکہ ولایت کا ذکر ان دو کتابوں میں بھی ہوا ہے۔ ولایت کے قائم سے مراد اقرار ہے یعنی جس شے کا اقرار کرنا واجب ہے اس کا اقرار کرو جیسے توحید، رسالت اور

ولایت اور اُس کا اقرار جس کا اس شریعت میں استمرار ہے۔

(۷) حسین بن محمد اشعری نے معلیٰ بن محمد سے وشاء سے، مثنی سے، زرارہ سے، عبداللہ بن عجلان سے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى.

(کہہ دو میں اس پر تم سے کسی قسم کا سوال نہیں کرتا سوائے اس کے کہ میرے قریبیوں سے مودت کرو)۔ (سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

امامؑ نے فرمایا: ھم الائمۃ (وہ ائمہ علیہم السلام ہیں)۔

قول امامؑ: ھم الائمہ۔

مفسرین کا اتفاق ہے کہ قربیٰ سے مراد اہل بیت علیہم السلام ہیں۔ ناصبیوں کا کہنا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے لیکن ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ان کی بات کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ: اس کے منسوخ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ یہ کیسے منسوخ ہوسکتی ہے حالانکہ اہل بیتؑ کی محبت اصول دین اور ارکان اسلام سے ہے اس کی مخالفت کفر ہے اور اسلام سے خارج ہونے کا باعث ہے۔

اس پر دلیل: عبداللہ بن حامد اصفہانی کی روایت ہے: اس نے اپنی اسناد کے ساتھ جریر بن عبداللہ بجلی سے روایت کی ہے۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

**من مات علی حب ال محمد فهو شهيد تائب مغفور مرحوم، كامل الايمان يبشره ملك الموت بالجنة يفتح له فی قبره باب من الجنة و يزوره ملائكة الرحمة فی قبره و يزف الی**



**الجنة كما تزف العروس الى بيت زوجها ومن مات علی بغض ال محمد فهو كافر لايشم رائحة الجنة مكتوب بين عينيه آيس من رحمة الله.**

(جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پر مرتا ہے وہ شہید، توبہ تائب، مغفرت کیا ہوا، رحم کیا ہوا، کامل الایمان مرتا ہے ملک الموت اسے جنت کی بشارت دیتا ہے اُس کی قبر میں جنتی دروازہ کھول دیتا ہے اُس کی قبر میں رحمت کے فرشتے اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور اُسے خوشی بخوشی جنت کی طرف لے جاتے ہیں جیسے دلہن اپنے شوہر کے گھر جاتی ہے۔ اور جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغض پر مرتا ہے وہ کافر مرتا ہے جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہوتا ہے یہ شخص اللہ کی رحمت سے مایوس ہے)۔

(۸) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، علی بن اسباط سے علی بن ابی حمزہ سے ابوبصیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتا ہے) علی علیہ السلام کی ولایت کی بابت اور اس کے بعد والے آئمہؑ کی ولایت کی بابت فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا (وہ بڑی کامیابی پر فائز ہتا ہے)۔ (سورہ احزاب آیت ۷۱)۔ یہ آیت اسی (تاویل کے ساتھ) نازل ہوئی ہے۔

قول امامؑ: اسی طرح نازل ہوئی ہے: یہ کلام ظہور رکھتی ہے کہ آیت انہی لفظوں کے ساتھ نازل ہوئی ہے اور تخریب کے ہاتھ چڑھ گئی اور ایک احتمال یہ

ہے کہ معنوی لحاظ سے روح الامین کی تفسیر کے ساتھ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے۔ دونوں فرض کے مطابق معلوم ہوا کہ علی علیہ السلام کی ولایت اور اس سے بعد والے ائمہؑ کی ولایت اس آیت سے تنزیلاً وارد ہوئی ہے تاویل سے نہیں!

بنا بر پہلے قول کے اس آیت سے ولایت مقصود ہے اور بنا بر دوسرے قول کے ولایت اس آیت میں درج ہوئی ہے اس اعتبار سے کہ یہاں خارجی امر کا لحاظ رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول نے ولایت کا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اگر ولایت کا ثبوت دوسری دلیل سے معلوم نہ ہو تو معلوم نہ ہوگا کہ ولایت اس آیت میں درج ہوئی ہے یا نہیں اس کی مزید وضاحت عنقریب آئے گی۔

(۹) حسین بن محمد نے معلّیٰ بن محمد سے، احمد بن نضر سے، محمد بن مروان سے کہ مرفوعاً ابتدیت کے ضمن میں روایت کی ہے کہ:

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ (تمہیں حق حاصل نہیں ہے کہ تم رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اذیت دو) علی علیہ السلام اور آئمہؑ کی بابت (کالذین آذروا موسی فتبراہ اللہ مما قالوا) (ان لوگوں کی طرح جنہوں نے موسیٰ کو اذیت دی پس انہوں نے جو کہا اُس سے اللہ نے ان سے بے زاری اختیار کی)۔ (سورہ احزاب آیت ۵۳، ۶۹)

قول امام: وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ: یعنی تمہارے لئے صحیح نہیں ہے یا تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اذیت دو اور علی علیہ السلام و دوسرے آئمہؑ کے ساتھ وہ کرو جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں ہے یعنی ان سے عداوت کرو اور ان سے بغض رکھو ان کی ولایت یا دوسرے حقوق کو ان سے روک لو جس طرح لوگوں نے حضرت موسیٰ



علیہ السلام کو اذیت پہنچائی اور ان پر ہارونؑ کے قتل کی تہمت لگائی پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ کی بابت ان سے بے زاری اختیار کی کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہارونؑ کو زندہ کرکے اُس سے پوچھا جائے!

یہاں احتمال ہے کہ یہ تنزیل میں وارد ہوا ہے اور تاویل بھی ہو سکتی ہے وہ دلیل کہ جو دلالت کرتی ہے کہ جس نے علی علیہ السلام کو اذیت پہنچائی اُس نے نبی کو اذیت پہنچائی: وہ روایت ہے جسے احمد بن حنبل نے اپنی مسند احمد میں اور شافعی ابن المغازلی نے مناقب مغازلی میں متعدد طریق سے روایت کیا ہے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: من آذی علیا فقد آذانی (جس نے علی علیہ السلام کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی) ابن مغازلی نے یہاں اضافہ کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا:

یا ایہا الناس من آذی علیا فقد اذانی و بعث یوم القیامۃ یہودیا او نصرانیاً (اے لوگو! جس نے علی علیہ السلام کو اذیت دی اُس نے مجھے اذیت دی اور وہ قیامت کے دن یہودی یا عیسائی اٹھایا جائے گا)۔

جابر بن عبد اللہ انصاری نے عرض کی: یا رسول اللّٰہ! و ان شہد و ان لا الہ الا اللّٰہ و انک رسول اللّٰہ؟ (اگرچہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا جابر کلمۃ یحتجون بہا ان لاتسفک دماء ہم و تآخذ اموالہم حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ.

(اے جابرؓ جس کلمہ کے ذریعہ احتجاج کیا گیا ہے یہ ہے کہ وہ خون

ریزی نہیں کریں گے اور مال نہیں چھینیں گے وہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں گے)۔ (سورہ توبہ آیت ۲۹)

(۱۰) حسین بن محمد نے معلّیٰ بن محمد سے سیاری سے علی بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امامؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی (جو میری ہدایت کی پیروی کرتا ہے وہ نہ گمراہ ہوتا ہے اور نہ ہی بد بخت بنتا ہے)۔ (سورہ طٰہٰ ۱۲۳)

امامؑ نے فرمایا: من قال بالائمۃ و اتبع امرھم و لم یجز طاعتھم.

(جو آئمہؑ کا قائل ہو، ان کے امر کی پیروی کرے اور ان کی اطاعت کو ترک نہ کرے)۔

قول امام: من قال بالائمۃ: یہاں تابع اور متبوع والی تفسیر ہے۔

یعنی جو آئمہ طاہرینؑ کا معتقد ہو ان کے امر کی پیروی کرے، ان کی نہی سے باز رہے اور ان کی اطاعت کو ترک نہ کرے وہ دنیا میں حق کے راستہ سے گمراہ نہ ہو گا اور آخرت میں سزا پا کر بد بخت نہیں بنے گا۔

یہ بات دلالت کرتی ہے کہ جو آئمہؑ کے تابع ہے وہ قیامت کے دن تمام ناپسندیدہ جگہوں پر کامیاب ہوتا جائے گا اور جو ان کی امامت کا معتقد ہو اور ان کی اطاعت کو ترک کرے وہ خطرے میں ہو گا اور انشاء اللہ شفاعت کو درک کرے گا۔

(۱۱) حسین بن محمد نے علی بن محمد سے، احمد بن محمد بن عبداللہ سے مرفوعاً اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے:



لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ۝

(مجھے اس شہر کی قسم اور تو اس شہر میں اترا ہوا ہے اور والد و بیٹے کی قسم!)۔ (سورہ بلد آیت ۱،۲،۳)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: وما ولد سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں۔

قول امامؑ: لا اقسم بھذا البلد......

یہاں لا زائدہ ہے یا نافیہ ہے اور انکار و تعجب کے باب سے ہے یعنی مجھے اس شہر کی قسم حالانکہ تو اس میں رہتا ہے بلکہ اس لئے اس کی قسم کھائی ہے کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رہنے کی وجہ سے اسے مزید شرف حاصل ہو جائے یہ ایسے ہے جیسے تم کہو: میں اُس مجلس میں حاضر نہ ہوں گا حالانکہ اس میں میرا دوست رہتا ہے یعنی میں اُسے حتماً حاضر کروں گا۔

قول امامؑ: و والد و ما ولد: یہ ھذا البلد پر عطف ہے یعنی مجھے باپ اور بیٹے کی قسم۔ باپ سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہے اور بیٹے سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی اولاد سے دوسرے آئمہؑ ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ والد نکرہ ہے تعظیم کے لئے اسے نکرہ بیان کیا ہے اور ما من پر ایثار ہے جو تعجب کے لئے ہے جس طرح امامؑ کے قول میں ہے:

واللہ اعلم بما وضعت (اللہ جانتا ہے کہ اُسے کہاں رکھے)۔

اہل سنت کے مفسرین نے کہا ہے کہ: والد سے مراد حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں وما ولد سے مراد ان کی اولاد یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

آئمہؑ کی تفسیر اولیٰ ہے کہ اس کی پیروی کی جائے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی

مراد کو بہتر جانتے ہیں اور قرآنی آیات کے موارد کو زیادہ جانتے ہیں۔

(۱۲) حسین بن محمد نے معلّی بن محمد سے محمد بن اورمہ سے اور محمد بن عبداللہ سے علی بن حسان سے عبدالرحمٰن بن کثیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی

(جان لو کہ شے سے جو غنیمت پاؤ اس کا خمس اللہ کے لئے ہے۔ رسولؐ کے لئے ہے اور ذی القربیٰ کے لئے ہے)۔ (سورۂ انفال، آیت ۴۱)

فرمایا: امیر المومنینؑ اور آئمہؑ (ذی القربیٰ) ہیں۔

قول امامؑ: امیر المومنینؑ اور آئمہؑ (ذی القربیٰ) ہیں۔

ہمارے نزدیک ثابت ہے کہ ذی القربیٰ ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اور نبیؐ کے بعد جو تین حصے بیان ہوئے ہیں وہ ان کے لئے ہیں لیکن اس میں اہل سنت کا اختلاف ہے۔

۱:۔ ذوی القربیٰ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب ہیں۔

۲:۔ ذوی القربیٰ صرف بنی ہاشم ہیں۔

۳:۔ ذوی القربیٰ سارے قریش ہیں۔

۴:۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد والے حصے ساقط ہیں سارا مال باقی تین حصوں یتیموں، مسکینوں اور مسافروں میں صرف کیا جائے۔

۵:۔ اللہ کا حصہ کعبہ میں صرف کیا جائے، اور باقی ماندہ پانچ قسموں پر تقسیم کیا جائے دو حصے بادشاہ کے ہیں اور تین حصے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے



ہیں۔

۶:۔ اللہ کا حصہ بیت المال کا ہے اور باقی اپنی اپنی جگہ پر تقسیم کریں۔

(۱۳) حسین بن محمد نے معلّی بن محمد سے وشاء سے عبداللہ بن سنانؓ سے روایت کی ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ یَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَقِّ وَبِهٖ یَعۡدِلُوۡنَ

(ان میں سے ہم نے ایک امت کو پیدا کیا جو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور اسی کے ذریعے انصاف کرتے ہیں)۔ (سورۂ اعراف آیت ۱۸۱)

امامؑ نے فرمایا: ھم الائمۃ (وہ آئمہؑ ہیں)۔

قول امامؑ: و ممن خلقنا امة: اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ایک گروہ کا وصف بیان کیا ہے کہ وہ مخلوق کو ہدایت کرتے ہیں اور حق سے مراد دین اسلام ہے۔ اسلام کی حدود اور معارف ہیں اور اسی کے حق کے ذریعہ انصاف کرتے ہیں یعنی انصاف کا حکم لگاتے ہیں ظلم وستم نہیں کرتے ہیں۔ یہاں پر اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ لوگ ائمہؑ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ یہ صفات صرف امین معصوم عادل اور دین دار، دین کے احکام اور اس کی ساری حدود سے آگاہ شخص کی ہیں اور وہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اہل بیتؑ ہیں اس پر دلیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان ہے جسے شیعہ سنی دونوں نے نقل کیا ہے: مثل اهل بیتی کمثل سفینة نوح (میری اہل بیتؑ کی مثال نوحؑ کی کشتی جیسی ہے)۔

قاضی نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بیان کیا ہے کہ میں نے

ایک گروہ پیدا کیا جو گمراہ ملحد، حق سے دور ہیں جو جہنم میں جائیں گے اور پھر فرمایا کہ میں نے ایک گروہ جنت کے لئے پیدا کیا ہے جو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور معاملات میں عدل کرتے ہیں۔ میں (شارح اصول کافی) کہتا ہوں کہ: دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح حق کو اُس کی زبان پر جاری فرمایا ہے تا کہ یہ بات اُس پر حجت قرار پائے کیونکہ واجب ہے کہ یہ امت ہمیشہ اس صفت پر ہو ورنہ لازم آئے گا کہ یہ پہلے والے لوگوں میں درج ہو جائے گی جس سے ان کے پیدا کرنے کی غرض باطل ہو جائے گی اور جو ہمیشہ اس صفت سے متصف ہوتے ہیں وہ صرف معصومؑ ہوتے ہیں۔

نہ کہا جائے: اس امت سے مراد اجماع والے لوگ ہیں اور وہ جس پر اجماع کرتے ہیں اُس میں معصوم ہوتے ہیں اس پر دلیل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان دیتے ہیں: لا یزال من امتی طائفة علی الحق الی ان یاتی امر اللہ (میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر آجائے گا)۔

کیونکہ ہم کہتے ہیں: آیت میں اس امر پر دلالت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں ایک گروہ کو پیدا کیا ہے جن میں مذکورہ صفات ہوں گی اور وہ ایک امر پر جمع بھی رہیں گے کیونکہ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی ایک کو ایک زمانے میں پیدا کرے اگر تسلیم کرلیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ: اجماع والوں کے کلی اور جزئی موارد میں اختلافات ان کے ان موارد میں اتفاقات سے زیادہ ہیں یہاں پر ان کا حق سے دور ہونا حق کے قیام سے زیادہ ہے اور یہ بات نفی کرتی ہے کہ وہ ہمیشہ حق کو قائم کرتے ہیں اور آیت سے استفادہ ہمیشہ حق کو قائم کرنے کا



ہوتا ہے پس مذکورہ حدیث آیت کی طرح ہمارے حق میں ہے، ہمارے خلاف نہیں ہے۔ ساری بحث ہم نے اصول کی بعض کتابوں میں کردی ہے۔

(۱۴) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، محمد بن اورمہ سے علی بن حسان سے عبدالرحمٰن بن کثیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے: هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابِ مِنْهُ اٰیَاتٌ مُحْکَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتَابِ (وہ ہے جس نے تجھ پر کتاب کو نازل کیا جس کی کچھ آیات محکمات ہیں جو ام الکتاب ہیں)۔

امام نے فرمایا: ام الکتاب: امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ علیہم السلام ہیں!

واخر متشابہات (اور کچھ متشابہات ہیں)۔

امامؑ نے فرمایا: وہ فلاں فلاں ہیں۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ (اصحابهم و اهل ولایتهم) فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ وَ مَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ ۝

(جن لوگوں کے دلوں میں زنگ ہے (اور وہ ان کے اصحاب اور ولایت والے ہیں) پس وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں فتنہ چاہتے ہوئے اور اُس کی تاویل کو چاہتے ہیں حالانکہ ان کی تاویل صرف اللہ جانتا ہے اور وہ جانتے ہیں جو راسخون فی العلم ہیں)۔ (سورۂ آل عمران آیت ۷)

امامؑ نے فرمایا: وہ امیر المومنین اور ائمہ ہیں (جو راسخون فی العلم ہیں)۔

قول خداوند: هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ مِنْهُ اٰیَاتٌ

مُحۡکَمٰتٌ :(آل عمران ،۷)

جس طرح قرآن مجید میں آیاتِ محکمات ہیں جو خلافِ مقصود کے احتمال سے خالی ہیں ان کے احکام لفظاً اور معنی معلوم ہیں اور یہ ام الکتاب ہیں اور کتاب کی اصل ہیں اور کچھ متشابہات ہیں جن میں مختلف احتمال دیئے جا سکتے ہیں بعض ظاہر اور بعض باطن، بعض حق اور بعض باطل ہیں حق کو باطل سے صرف راسخون فی العلم ہی جانتے ہیں اور جن کے دلوں میں زنگ ہے۔حق سے انحراف اور دوری ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں اور باطل وجوہ کو پیش کرتے ہیں تاکہ لوگ دین میں فتنہ کا شکار ہو جائیں، شک اور ملاوٹ میں پڑ جائیں اور اپنی مرضی سے تاویل وتفسیر کرتے ہیں اسی طرح اس امت میں ایک گروہ محکمات کا ہے جن کا ظاہر باطن علم وعمل معلوم ہے وہ آیات کے مقام پر ہیں جو امیر المومنین علیہ السلام اور آئمہؑ ہیں اور متشابہات آیات متشابہات کی طرح کا ایک گروہ ہے جن کا ظاہر ہے باطن ہے جن کا ظاہر اسلام اور باطن کفر ہے نفاق ہے وہ فلاں فلاں فلاں تین ہیں۔ان کے کفر کی تاویل اور رائے کے فساد اور عقیدہ کے باطل ہونے کو صرف اللہ اور راسخون فی العلم جانتے ہیں اور وہ امیر المومنینؑ اور ان سے بعد والے ائمہ اور ان کے پیروکار ہیں اور جن کے دلوں پر زنگ اور حق سے دوری ہے وہ متشابہ گروہ کی پیروی کراتے ہیں فتنہ کو چاہتے ہوئے یعنی دنیاوی مال کو چاہتے ہیں اور اس کی تاویل کو چاہتے ہیں یعنی وہ ان کی برائیوں کو نیکیاں شمار کرتے ہیں پس آئمہؑ کو ایات محکمات سے تشبیہ دی ہے اول دوم اور سوم کو متشابہات سے تشبیہ دی ہے اور ان کے پیروکار وہ ہیں کہ جن کے دلوں پر زنگ ہے وہ متشابہ کی پیروی کرتے ہیں۔واللہ العالم۔



(۱۵) حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے، وشاء سے، مثنی سے، عبداللہ بن عجلان سے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تُتۡرَکُوۡا وَلَمَّا یَعۡلَمِ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا مِنۡکُمۡ وَلَمۡ یَتَّخِذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوۡلِهٖ وَلَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَلِیۡجَةً

(کیا تم گمان کرتے ہو کہ تمہیں چھوڑ دیا گیا ہے جبکہ اللہ تم میں سے ان کو جانتا ہے جنہوں نے جہاد کیا اور انہوں نے اللہ رسولؐ اور مومنوں کے علاوہ کسی کو اپنا خاص معتمد نہیں بنایا)۔(سورہ توبہ آیت ۱۴)

امامؑ نے فرمایا: مومنین سے مراد ائمہ ہیں۔

قول امامؑ: یہاں استفہام انکاری ہے۔جہاد سے مراد جہاد بالنفس اور دشمن سے جہاد ہے۔

(۱۶) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، محمد بن جمہور سے، صفوان سے ابن مسکان سے جلی سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

وَاِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَهَا (انفال آیت ۶۱)

(اور اگر وہ صلح کے لئے پر کھولیں تو تم بھی اُس کے لئے پر کھول دو)۔

راوی نے عرض کی: صلح کیا ہے؟ امامؑ نے فرمایا: الدخول فی امرنا (ہمارے امر میں داخل ہونا)۔

قول امامؑ: جنح سے مراد میلان اور مائل ہونا ہے۔

(۱۷) محمد بن یحیٰی نے احمد بن محمد سے، ابن محبوب سے، جمیل بن صالح سے، زرارہ سے، امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے:

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقاً عَنْ طَبَقٍ (تم طبق سے طبق سوار ہو گے۔(انشقاق آیت ۱۹)

امامؑ نے فرمایا: اے زرارہ اولم ترکب ھذہ الامة بعد نبیھا طبقا عن طبق فی امر فلان و فلان و فلان (کیا یہ امت اپنے نبی کے بعد فلاں فلاں فلاں کے امر میں طبق سے طبق سوار نہیں ہوئے)۔

قول امامؑ: تفسیر قمی میں ہے: لترکب سنة من کان قبلکم حذو النعل بالنعل لایخطؤن طریقتهم حتی ان لو کان من قبلکم دخل فی حجر ضب لدخلتموہ.

(تم اپنے سے پہلے والوں کی سنت پر چلو گے جیسا انہوں نے کیا ویسا تم بھی کرو گے تم ان کے طریقہ اور راستہ کو نہیں چھوڑو گے یہاں تک کہ اگر وہ بچھو کی بل میں گھسے تو تم بھی اُس میں گھسو گے)۔

مفسرین کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ طبقات سے مراد موت ہے اور قیامت کے موارد اور اُس کی ہولناکیاں ہیں اور قیامت کے آنے سے پہلے والی مصیبتیں ہیں۔

(۱۸) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، محمد بن جمہور سے، حماد بن عیسیٰ سے، عبداللہ بن جندب سے روایت کی ہے کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (قصص آیت ۵۱)۔(ہم نے ان کے لئے بات کو پہنچایا تا کہ وہ نصیحت حاصل کرلیں)۔امامؑ نے فرمایا: امامؑ سے امامؑ تک پہنچانا مقصود ہے۔

قول امامؑ: یعنی امامؑ کے بعد امامؑ کو بھیجا۔ اور مفسرین نے قول سے مواعظ اور نصیحتیں مراد لی ہیں۔



(۱۹) محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے حسن بن محبوب سے محمد بن نعمان سے سلام سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے:

قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا (بقرہ آیت ۱۳۶) (کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لے آئے اور اُس پر جسے ہماری طرف نازل کیا گیا ہے)۔امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور بعد والے ائمہ ہیں پھر بات اللہ نے بندوں میں آ گئی اور فرمایا:

فَاِنْ اٰمَنُوْا (اگر لوگ ایمان لے آئیں) بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ (جیسا تم ایمان لے آئے ہو) یعنی علیؑ، فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ اور دوسرے آئمہؑ کی طرح فَقَدِ اهْتَدَوْا وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ (تو وہ ہدایت پر ہیں اور اگر وہ پھر گئے تو وہ بدبختی میں گرفتار ہو جائیں گے)۔(بقرہ آیت ۱۳۷)

قول امامؑ: ما انزل الینا: سے مراد حضرت علی، فاطمہ، حسن، حسین اور باقی ائمہ علیہم السلام ہیں لیکن بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے۔اور بعض نے کہا ہے کہ تمام وہ چیزیں جنہیں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لے کر آئے تھے پس عموم کے طور پر یہ ہمارے مقصود کو شامل ہے۔

(۲۰) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، وشاء سے مثنی سے عبداللہ بن عجلان سے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (آل عمران آیت ۶۸)

(ابراہیمؑ کے ساتھ لوگوں میں سے وہ اولیٰ ہے جو اُس کی پیروی کرتا ہے اور یہ نبیؐ اور وہ لوگ جو ایمان لے آئے)۔

امامؑ نے فرمایا: وہ آئمہؑ اور ان کی پیروی کرنے والے لوگ ہیں!

(۲۱) حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے، وشاء سے، احمد بن عائذ سے ابن اذینہ سے، مالک جہنی سے مروی ہے: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا: وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ (میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ تمہیں ڈراؤں اور جس تک پہنچے)۔ (سورہ انعام ۱۹)

امام نے فرمایا: من بلغ ان یکون اماما من ال محمد فھو ینذر بالقرآن کما انذر به رسول الله (من بلغ آل محمدؐ سے امامؑ ہے پس وہ قرآن کے ذریعہ سے لوگوں کو ڈرائے جس طرح رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈراتے تھے

قول امام: واوحی الی ھذا القرآن ...... یہ آیت متشابہات میں سے ہے۔ جس کا معنی سوائے اللہ کے اور راسخون فی العلم کے کوئی نہیں جانتا ہے کیونکہ احتمال ہے کہ کم مخاطب کی ضمیر سے مراد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دور کے لوگ ہیں اور من بلغ کا اس پر عطف ہوا ہے اس سے مراد ہوگی قیامت تک جو لوگ آئیں گے اس کا معنی یوں ہوگا تمہیں اور قیامت تک کے لوگوں کو ڈراؤں اور یہی مفسرین کا نظریہ ہے میں دلالت ہے کہ جب تک یہ قرآن نہیں پہنچے گا اس کا مواخذہ نہیں ہوگا اور احتمال یہ ہے کہ کم کی ضمیر سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور کے لوگ ہوں جبکہ باقی زمانوں کے لوگ اس حکم میں اجماع کے ذریعہ سے داخل کئے جائیں گے یا اس سے تمام زمانوں کے لوگ مراد لئے جائیں اور من بلغ کا انذر کم میں ضمیر متتر پر عطف کیا



جائے کیونکہ فاصلہ واقع ہوا ہے جیسا کہ اس امر کی طرف معصومؑ نے اشارہ کیا ہے اب اس کا معنی یوں ہوگا تمہیں میں ڈراؤں اور جن تک پہنچے وہ ڈرائیں اور واضح ہے کہ: ہر وہ جس تک قرآن مجید پہنچا ہے وہ ڈرانے کی صلاحیت نہیں رکھتا بلکہ وہ ہے جس میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرح سارے قرآن کے جاننے کی صلاحیت ہو کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قائم مقام ہے اسی لئے امامؑ نے اسکا معنی امام کیا ہے کیونکہ آئمہؑ کا اتفاق ہے کہ غیر معصوم سارے قرآن کو جان نہیں سکتا ہے۔

(۲۲) ہمارے متعدد اصحاب نے احمد بن محمد سے، علی بن حکم سے، مفضل بن صالح سے، جابر سے، امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ط

(ہم نے آدمؑ سے پہلے عہد لیا لیکن وہ اُسے بھول گیا اور ہم نے اُس کے لئے اُس میں ثبات اور استقلال نہ پایا)۔ (سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۵)

امامؑ نے فرمایا: ہم نے اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آئمہؑ کی بابت عہد لیا لیکن اُس نے اُسے چھوڑ دیا اور اس کے لئے اس میں ثبات اور استقلال نہ تھا کہ وہ ایسے ہیں اولی العزم کو اولی العزم اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد والے آئمہؑ ہدیٰ اور ان کی سیرت کے بارے میں عہد لیا وہ اس بات پر ثابت قدم رہے کہ وہ ایسے ہی ہیں اور انہوں نے اس کا اقرار کیا۔

قول امامؑ: قال عهدنا اليه فی محمد و الائمة من بعده......

شاید اس سے مراد میثاق ہے جو اللہ تعالیٰ نے نبیوںؑ سے لیا تھا اور وہ یہ تھا:

۱:۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا رسولؐ ہے۔

۲:۔ علی علیہ السلام امیرالمومنینؑ ہے۔

۳:۔ علی علیہ السلام سے بعد والے اوصیاءؑ میرے ولی امر ہیں۔ میرے علم کے خزانچی ہیں اور مہدی میرے دین کا مددگار ہے اس کے ذریعہ سے میں اپنی حکومت کو ظاہر کروں گا۔ اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا پس انہوں نے ثبات اور استقلال کا مظاہرہ کیا اور اقرار کیا اور عرض کی: خدایا ہم نے اقرار کیا اور گواہی دی مگر یہ کہ ان میں سے پانچ کی قوت زیادہ تھی اور عزائم کے درجات بھی مختلف تھے اسی لئے انہیں اولی العزم کہا گیا ہے کیونکہ ان کی قوت ثبات وعزم قوی تھی لیکن آدمؑ نے اگرچہ عہد کے قبول کرنے کا عزم کیا اور اقرار بھی کیا لیکن وہ اپنی اولاد پر وارد ہونے والے مصائب کو جان کر غمگین ہوئے کیونکہ امام منتظر صاحب الزمانؑ کے ہاتھوں جنہوں نے قتل، قید اور مصائب جھیلنے تھے گویا اُس نے عہد کے قبول پر عزم نہ کیا اور اُسے چھوڑ دیا اور اقرار نہ ہوا کیونکہ جو کسی کام پر افسوس کرتا ہے اگرچہ ظاہری طور پر اس کا اقرار کرے لیکن باطن میں اس کا اقرار واقع نہیں ہوتا۔

اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ آدمؑ نے حقیقۃً اقرار نہیں کیا کیونکہ نبی عظیم الشان ہوتا ہے اقرار نہ کرنا اس کے شایان شان نہیں ہے یعنی اللہ حکم دے اور اُس کی قضا وقدر پر راضی نہ ہو ہم نے جو ذکر کیا ہے کہ اسکا احتمال ہے کہ ایسا ہوسکتا ہے واللہ جل شانہ علم بحقیقۃ الحال۔



فترک: اُس نے چھوڑ دیا یہ فنسی کی تفسیر ہے یعنی نسیان سے مراد ترک ہے یہ اس کا لازمہ ہے حقیقی معنی نہیں ہے۔ ترک سے مراد اس کا حقیقی معنی نہیں ہے جو عہد کا ترک کرنا اور اس کا اقرار نہ کرنا ہے کیونکہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں (کہ وہ افسوس کرے گا گویا باطن سے استقلال نہ رہا) بلکہ اس سے افسوس مراد ہے اس پر بعض واضح احادیث دلالت کرتی ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کے ہاتھوں بنی آدم قتل ہوں گے اور قید ہوں گے۔

والمہدی وسیرتہ: یعنی مہدی کا قتل کرنا قید اور انتقام لینے کی سیرت!

اولی العزم نے بغیر افسوس اور غم اور مجبوری کے اسے قبول کرلیا اور اقرار کرلیا۔

(۲۳) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، جعفر بن محمد بن عبیداللہ سے، محمد بن عیسیٰ قمی سے محمد بن سلیمان سے عبداللہ بن سنان سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت ہوئی ہے:

وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلَى آدَمَ مِنْ قَبْلُ (ہم نے آدمؑ سے اس سے پہلے عہد لیا) كلمات فی محمدٍ و علیٍّ و فاطمةٍ والحسنٍ والحسينٍ والائمةٍ من ذريتهم (کلمات کا عہد جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور ان کی ذریت سے آئمہؑ کے بارے میں تھا) فنسی (اور وہ بھول گیا) هذا والله نزلت علی محمد (خدا کی قسم یہ اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے)۔

قول امامؑ: هذا والله نزلت: ہوسکتا ہے اس سے مراد یہ ہو کہ یہ اسی طرح لفظوں میں نازل ہوئی ہے یا جبرائیل کی تفسیر سے اس کا معنی یہی ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے اُسے اسی معنی کا حکم دیا تھا دونوں صورتوں میں یہ تنزیل ہے تاویل نہ ہے۔

(۲۴) محمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے، نضر بن شعیب سے خالد بن ماد سے، محمد بن فضیل سے ثمالی سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف وحی کی: فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ اِنَّکَ عَلٰی ۔ (جو تیری طرف وحی ہوئی ہے اُس سے تمسک رکھ بے شک تو صراط المستقیم ہے)۔ (سورہ زخرف آیت ۴۳)

امامؑ نے فرمایا: یعنی انک علی ولایة علی و علی هو الصراط المستقیم (تو علی علیہ السلام کی ولایت پر ہے اور علی علیہ السلام ہی صراط مستقیم ہے)۔

(۲۵) علی بن ابراہیم نے احمد بن محمد برقی سے، اپنے باپ سے، محمد بن سنان سے عمار بن مروان سے منخل سے، جابر سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے:

جبرائیلؑ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اس آیت کو یوں لے کر نازل ہوا:

بِئْسَ مَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ اَنْ یَّكْفُرُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ عَلِیٍّ ...... بَغْیًا (بقرہ آیت ۹۰)

(برا ہے جسے انہوں نے اپنے نفسوں کے لئے خرید کیا ہے کہ انہوں نے اُس کا انکار کیا جسے اللہ نے نازل کیا ہے...... علی کے بارے میں...... بغاوت کی ہے)



قول امامؑ: انہوں نے ایمان کو فروخت کیا ہے۔ اور انہوں نے اُس کا انکار کیا جو اللہ تعالیٰ نے علی علیہ السلام کے بارے میں نازل کیا ہے اور یہ ان کی طرف سے بغاوت ہے۔ کہ انہوں نے اُس سے حسد اور دشمنی کرتے ہوئے اُس کے حق کو غصب کر لیا بسا اوقات یہاں وہم کیا جاتا ہے کہ امام کا علی علیہ السلام کے بارے میں کہنا تنزیل میں ہے اور اسے لوگوں نے حذف کر دیا ہے تا کہ اس کا امر مخفی ہو جائے!

(۲۶) جابر سے مروی ہے کہ جبرائیلؑ اس آیت کو یوں لے کر آپ پر نازل ہوا:

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا (فی علی) فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

(اور اگر تم شک رکھتے ہو اُس میں جسے ہم نے اپنے بندے پر (علی علیہ السلام کے بارے میں) نازل کی ہے تو اس کی مثل سورہ تو لا کر دکھاؤ)۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۳)

قول امامؑ: یہ حدیث ظاہری طور پر دلالت کرتی ہے کہ "فی علی علیہ السلام" قرآن کے نظم میں سے ہے اور بات یہ ہے کہ وہ لوگ شک کرتے تھے اُس کے بارے میں جو اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل کیا تھا کیونکہ اس سے نبوت میں شک لازم آتا ہے اور اس میں کہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں عاجز قرار دیتے ہوئے فرمایا:

فاتوا بسورة من مثله (اس کی مثل ایک سورت کو لے آؤ) تا کہ

معلوم ہو جائے کہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبیؐ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ علی علیہ السلام کے بارے میں لے آئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

(۲۷) محمد بن سنان سے، عمار بن مروان سے منخل سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جبرائیلؑ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اس آیت کو یوں لے کر نازل ہوا:

**يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُو الْكِتَابَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا (فی علی علیہ السلام) نورا مبینا.**

(اے جن کو کتاب دی گئی اُس پر ایمان لے آؤ (جو علی علیہ السلام کی بابت بیان ہوا ہے) وہ نور مبین ہے)۔(سورہ نساء آیت ۴۷)

قول امامؑ: فی علی: اس حدیث کا ظاہر دلالت کرتا ہے فی علی نورا مبینا قرآن میں سے ہے اسے منافقوں نے تحریف کیا اور حذف کر دیا ہے نور علیؑ سے حاصل ہے اسے نور کہا ہے کیونکہ جس طرح نور سے چیزیں دکھائی دیتی ہیں اسی طرح علی علیہ السلام سے مومنوں کے دلوں میں چیزوں کے حقائق ظاہر ہوتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا: مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ (وہ تصدیق کرتا ہے اُس کی جو تمہارے ساتھ ہے یعنی جو تمہارے پاس قرآن ہے اس کا ایک حال کے بعد دوسرے حال ہے پہلے گزر چکا ہے کہ وہ قرآن مجید کی تصدیق کرتا ہے اور قرآن مجید اس کی تصدیق کرتا ہے اسے ہم پہلے واضح کر چکے ہیں!

(۲۸) علی بن محمد نے احمد بن محمد بن خالد سے، اپنے باپ سے، ابو طالب سے



یونس بن بکار سے اپنے باپ سے جابر سے امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

**وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ (فی علی علیہ السلام) لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ**

(اگر وہ کرتے جس کی انہیں (علی علیہ السلام کی بابت) نصیحت کی گئی ہے تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا)۔(سورہ نساء آیت ۱۷۴)

وضاحت: یہاں فی علی بیان ہوا ہے جس میں اس کے تنزیل اور تاویل ہونے کا احتمال ہے یہاں خیر زیادت کے معنی سے خالی ہے جسے خداوند نے فرمایا ہے:

**خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ** (لھو سے اور تجارت سے بہتر ہے)۔(سورۂ جمعہ آیت ۱۱)

(۲۹) حسین بن محمد نے معلّٰی بن محمد سے حسن بن علی وشاء سے مثنی حناط سے عبداللہ بن عجلان سے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت ہوئی ہے:

**يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ** (اے ایمان والو! صلح وسلامتی میں سب کے سب داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے)۔(سورہ بقرہ ۲۰۸)

امامؑ نے فرمایا: سلم یعنی ہماری ولایت میں داخل ہو جاؤ۔

وضاحت: یہاں خطاب ظاہری طور پر مومنوں، کو ہوا ہے اور سلم لغت میں تسلیم کرنا اطاعت کرنا ہے لیکن اس کا مرادی معنی یہاں پر ولایت ہے۔ پس

آیت کا یوں معنی بنتا ہے: اے علی علیہ السلام کی ولایت اور اطاعت پر ظاہری طور پر ایمان رکھنے والو اس کی ولایت اور اطاعت میں ظاہراً و باطناً سب کے سب صمیم قلب کے ساتھ داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم اور وسواس اور جدائی کے حکم اور کفر کے حکم کی پیروی نہ کرو وہ تم سے ظاہری دشمنی رکھتا ہے وہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ تمہیں دین سے نکال دے اور حق سے دور کر دے!

(۳۰) مفضل بن عمر سے مروی ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے سوال کیا: بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیَاتَ الدُّنْیَا (بلکہ تم نے دنیا کی زندگی کو ترجیح دی) امام نے فرمایا اس سے مراد ان کی ولایت ہے۔ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی (حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے) امام نے فرمایا: ولایت امیر المومنین علیہ السلام (باقی رہنے والی ہے) اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاهِیْمَ وَ مُوْسٰی (یہ پہلے صحیفوں میں ہے ابراہیم اور موسیٰ کے صحائف میں)۔ (سورہ اعلیٰ)

وضاحت: بل تو ثرون سے اللہ تعالیٰ نے اشقیاء کی مذمت کی ہے۔ اور وہ ظالم راہنما ہیں اور ان کے پیروکار ہیں جنہوں نے دنیاوی زندگی کو ترجیح دی ہے اور انہوں نے دنیا کے خزانوں کو آخرت پر ترجیح دے دی ہے۔

دنیا کی زندگی کو ان کی ولایت سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ ان کی ولایت دنیا کے جمع کرنے کا سبب نہیں ہے اور مال کو غیر شرعی موارد میں صرف کیا جاتا ہے اور آخرت کو علی علیہ السلام کی ولایت سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ آپ کی ولایت آخرت کی نعمتوں تک ہے اور بدبختی سے نجات پانے کا ذریعہ ہے۔ پھر آخرت کے اختیار کرنے کی رغبت دلائی ہے کہ یہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے کیونکہ آخرت کی



ہر نعمت کدورت سے خالی اور باقی رہنے والی ہے اس کے برعکس دنیا کی نعمتیں ایسی نہیں ہیں اور عقلمند کبھی کدورت والی شے کو اور ختم ہونے والی شے کو خالص اور دائمی شے پر ترجیح نہیں دیتا بعض نسخوں میں ولایۃ شبویہ ہے شبوہ بچھو ہے۔ پھر اشارہ کیا ہے کہ آخرت یعنی ولایت علی علیہ السلام بہتر اور باقی رہنے والی ہے اور یہ بات پہلے صحائف میں ہے صحائف ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام میں بھی ہے۔

اس سے تنبیہ کی ہے کہ یہ وہ ولایت ہے جسے رسول لے آئے ہیں اور انہوں نے اس کی خبر دی ہے اور ان کی کتابوں میں موجود ہے۔

(۳۱) جابر سے مروی ہے امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اَفَکُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ (محمد) بِمَا لَا تَهْوٰٓی اَنْفُسُكُمُ (بموالاة علی) اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِیْقًا (من ال محمد) كَذَّبْتُمْ وَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ۔ (جب تمہارے پاس تمہارا رسول (محمدؐ) ایسی شے لے آیا جو تمہاری نفسیاتی خواہش کے خلاف ہو (اور وہ علی علیہ السلام کی ولایت ہے) تو تم نے اُس کے سامنے تکبر کیا تم میں سے کچھ نے (آل محمدؐ) کو جھٹلایا اور کچھ نے قتل کر دیا)۔ (سورہ بقرہ آیت ۸۷)

وضاحت: علی علیہ السلام سے محبت نہ کرنے کی علت اور سبب ایمان سے تکبر ہے اور ولایت کے اقرار کے مقابلے میں تکبر کیا۔ حدیث نے آیت کی تفسیر بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۲) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے عبداللہ بن ادریس سے محمد بن سنان سے امام علی رضا علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں فرمایا:

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ (لولایة علی) مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ (یا محمد من ولایة علی هذا فی الكتاب مخطوطة. (شوریٰ آیت ۱۳)

(مشرکوں پر (علی علیہ السلام کی ولایت) بوجھ اور بڑی ہے جس کی طرف تو انہیں دعوت دیتا ہے) اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام کی ولایت! اسی طرح خطی کتاب میں آیا ہے۔

(۴۴) ابوبصیر سے مروی ہے: امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ (اعراف آیت ۴۳)۔

(سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی حالانکہ ہم ہدایت پا نہیں سکتے اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ دے)۔

(سورہ شعرا آیت ۱۳)

امام نے فرمایا:

قیامت کے دن رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امیر المومنین علیہ السلام آپ کی اولاد سے ائمہ علیہم لسلام کو بلایا جائے گا۔ انہیں لوگوں کے سامنے کھڑا کیا جائے گا جب ان کے شیعہ انہیں دیکھیں گے تو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا یعنی: اللہ تعالیٰ نے ہمیں امیر المومنینؑ اور آئمہؑ کی ولایت کی ہدایت کی۔

امیر المومنین علیہ السلام نے ایک خطبہ میں فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وسیلہ کا وعدہ کیا اور اس کا وعدہ برحق ہے وہ ہرگز اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا ہے خبردار وسیلہ جنت کا اعلیٰ درجہ ہے اور کامیابی کا زینہ اور امیدوں کی انتہا ہے اس کے لئے ہزار چراغ ہیں ایک سے دوسرے چراغ کے درمیان تیز



گھوڑے کی سال کی مسافت ہوگی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس مقام پر جلوہ افروز ہوں گے آپ پر نور خدا اور رحمت الٰہی کا سایہ ہوگا آپ پر نبوت و رسالت کا تاج ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے میدان محشر روشن ہو جائے گا۔

اُس دن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نچلے بلند درجہ پر ہوں گا میرے اوپر ارجوان نور اور کافور کا سایہ ہوگا دوسرے رسول انبیاءؑ دوسرے چراغوں پر ہوں گے۔ ہر زمانے کے بزرگ اور حجت ہائے زمانہ ہمارے دائیں طرف ہوں گے ان پر نور اور کرامت کے محلے ہوں گے ہمیں ملک مقرب اور مرسل نبیؑ دیکھیں گے تو مبہوت ہو جائیں گے!

ہم سے پیدا ہونے والی روشنی اور ہماری جلالت سے تعجب کریں گے۔

وسیلہ کی دائیں طرف یعنی رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دائیں طرف سے آواز آئے گی اے اہل محشر خوشخبری ہے اس کے لئے جس نے وصی محمدؐ سے محبت کی اور نبی امی عربیؐ پر ایمان لے آیا اور جس نے ان کا انکار کیا ان کی وعدہ گاہ جہنم ہے، وسیلہ کی بائیں طرف سے آواز آئے گی: اے اہل محشر خوشخبری ہے اُس کے لئے جس نے وصی محمدؐ سے محبت کی اور نبی امیؐ پر ایمان لے آیا اور جس کے لئے ملک اعلیٰ ہے۔

کوئی کامیاب نہیں ہوا اور کسی کو راحت اور جنت نصیب نہ ہوگی مگر اُسے جو اپنے خالق سے اس حال میں ملے کہ وہ دونوں کے ساتھ خلوص رکھتا ہو اور ان کے ستاروں کی اقتداء رکھتا ہو۔ اے اہل ولایت الٰہیہ یقین رکھو تمہارے چہرے سفید تمہاری جگہ بزرگی والی اور تمہارا ٹھکانہ کریم اور تم کامیاب و کامران

ہو، آج تم آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ اے اہل انحراف اور اللہ کی راہ سے رکاوٹ کرنے والو! یقین کرو تمہارے چہرے سیاہ ہو جائیں گے اور تمہارا رب تم سے ناراض۔ ہے یہ تمہارے کیئے کی جزا ہے۔

(۱۲۴) عبداللہ بن کثیر سے مروی ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا:

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ (لوگ آپس میں بڑی خبر کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ (سورہ نبا آیت ۱)۔ امام نے فرمایا: نباء عظیم ولایت ہے۔ میں نے امامؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ (آج ولایت اللہ کے لئے ہے جو حق ہے)۔ (سورح کھف آیت ۴۴)۔ امامؑ نے فرمایا: ولایت امیر المومنین علیہ السلام۔

کتاب طرائف میں ہے: حافظ محمد مومن شیرازی نے اپنی کتاب میں عم یتسألون عن النباء العظیم...... کی تفسیر میں اپنی اسناد کے ساتھ سدی سے مرفوعاً روایت کی ہے:

صخر بن حرب آیا اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس بیٹھ گیا اُس نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

تیرے بعد یہ امر ہمارے لئے ہے یا کسی اور کے لئے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے صخر!

الامر من بعدی لمن هو منی بمنزلة هارون من موسی (میرے بعد امر اُس کے لیئے ہے جس کی میرے ساتھ وہی منزلت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی خداوند نے آیت نازل کی عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ النَّبَاِ



الْعَظِيْمِ یعنی مکہ کے لوگ تجھ سے علی بن ابی طالبؑ کی خلافت کے بارے سوال کرتے ہیں اس میں ان کا اختلاف ہے کچھ اس کی ولایت اور خلافت کی تصدیق کرتے ہیں اور کچھ اسے جھٹلاتے ہیں۔ فرمایا: کلا: ہرگز ایسا نہیں ہے سیعلمون عنقریب جان لیں گے یعنی عنقریب اس کی تیرے بعد خلافت کو جان لیں گے کہ یہ برحق ہے ثم کلا سیعلمون پھر ہرگز ایسا نہیں ہے عنقریب اس کی ولایت اور خلافت کو جان لیں گے جب ان سے ان کی قبروں میں سوال ہو گا مشرق و مغرب خشکی، سمندر کا کوئی میت ایسا نہ ہو گا جس سے منکر نکیر مرنے کے بعد علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے بارے میں سوال نہ کریں گے۔ وہ پوچھیں گے کہ:

۱:۔ من ربک؟ تیرا رب کون ہے؟

۲:۔ ما دینک؟ تیرا دین کیا ہے؟

۳:۔ من نبیک؟ تیرا نبی کون ہے؟

۴:۔ من امامک؟ تیرا امام کون ہے؟

## هنا الولایة لله الحق:

یہ ولایت ثابت ہے اس کو کوئی شے تبدیل نہیں کرتی اور نہ ہی کمزوری لگتی ہے کوئی اس میں شریک ہونے کی قدرت نہیں رکھتا امامؑ نے ولایت کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے وہ تنزیل و تاویل کے موارد کو سب سے زیادہ جانتا ہے اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبوت دی گئی ہے کیونکہ جو شے اُس کے اولیاء کے پاس ہے وہ اُس کی ہے جس طرح زرارہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے:

میں نے امامؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا:

مَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے)۔ (سورہ بقرہ آیت ۵۷)۔ اللہ تعالیٰ تو ظلم سے بلند و بالا ہے لیکن اُس نے اپنے آپ کو ہمارے ساتھ بیان کرتے ہوئے ہمارا ظلم اپنا ظلم، ہماری ولایت کو اپنی ولایت قرار دیا ہے اور فرمایا: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (تمہارا اللہ ولی، رسول ولی اور جو ایمان لے آئے وہ ولی ہے)۔ (سورہ بقرہ آیت ۵۷)۔ یعنی ہم میں سے آئمہؑ ولی ہیں۔

(۳۵) ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا:

وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا (اپنا چہرہ دین حنیف کے لئے قائم کر)۔ (یونس آیت ۱۰۵)

امام نے فرمایا: دین حنیف ولایت ہے۔

دین: اللہ تک رسائی کا راستہ ہے اس سے یہاں مراد ولایت علی علیہ السلام ہے۔ حنیف کا معنی: ہر باطل دین کو چھوڑ کر دین حق کی طرف مائل ہونا۔ اور یہ وصف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے غلبہ رکھتا ہے جو دین ابراہیمی پر ہوتے تھے وہ اسکی طرف نسب دیتے تھے۔ یعنی اقم وجھک للولایة الثابة لعلی من قبلہ تعالیٰ ولا یلتفت عنھا الی غیر ھا من الولایات لباطلة ...... (اپنے چہرے کو اُس ولایت کے لئے رکھ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علی علیہ السلام کے لئے ثابت ہے اور اس ولایت کو چھوڑ کر دوسری باطل ولایتوں کی طرف توجہ نہ کریں۔) اصلاً اس سے منہ نہ پھیریں۔ بلکہ اس کا اقرار کریں اور



پیروی کریں۔

(۳۶) ابراہیم ہمدانی نے مرفوعا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:

خداوند نے فرمایا: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (ہم قیامت کے دن عدل کے میزان کو لگائیں گے)۔ (سورہ انبیاء آیت ۴۷)

امامؑ نے فرمایا: عدل کا میزان: انبیأء اور اوصیأء ہیں۔

وضاحت:۔

۱:۔ قیامت کے دن جزا کے لئے میزان نصب ہوگا۔

۲:۔ قیامت کے دن حساب کے لئے میزان نصب ہوگا۔

۳:۔ اہل قیامت کے لئے میزان نصب ہوگا۔

۴:۔ قیامت کے دن میں میزان نصب ہوگا......

اس سے مراد انبیأء اور اوصیأء ہیں!...... یہ مجازاً ہے اور مجاز قرآن مجید میں عام ہے۔

(۳۷) مفضل بن عمر سے مروی ہے:

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ (اس قرآن کے علاوہ کوئی اور لے آؤ یا اسے تبدیل کرو)۔ (سورہ یونس آیت ۱۵)

امامؑ نے فرمایا: قالوا: او بدل علیاً (انہوں نے کہا کہ: یا علی علیہ

السلام کو تبدیل کرو)۔

وضاحت:

اس آیت کی ابتداء میں ہے: وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنَاتٍ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَا اَوْ بَدِّلْهُ (جب تم ان پر ہماری واضح نشانیوں کی تلاوت کرتے ہو تو جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے وہ کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن لے آؤ یا اسے تبدیل کرو)۔ (سورۂ یونس آیت ۱۵)

ہوسکتا ہے: آیات سے مراد علی علیہ السلام اور اولاد علی معصومین علیہم السلام ہیں۔

پہلے گزر چکا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں آیات کا لفظ آیا ہے اُس سے مراد آئمہؑ ہیں یا قرآن کی وہ آیات مراد ہیں جن میں ان کی ولایت کا ذکر ہے۔ دونوں صورتوں میں جب ان پر آیات کی تلاوت ہوتی ہے تو رب کی ملاقات کی امید نہ رکھنے والے مشرک اور منافق جن کے دلوں میں ایمان داخل نہیں ہوا کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ دوسرا قرآن لے آؤ جس میں علی علیہ السلام کے اوصاف نہ ہوں جسے ہم پسند کرتے ہیں یا اسے تبدیل کرو یعنی علی علیہ السلام کو تبدیل کرو یعنی اس کے بارے میں اس جگہ دوسری آیت کو قرار دے دو تو خداوند نے اپنے رسول سے فرمایا:

قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۔ (کہہ دو کہ مجھے اپنی طرف سے اس تبدیلی کا حق نہیں ہے میں تو بس وحی کی پیروی کرتا ہوں



مجھے خوف ہے اگر میں اپنی طرف سے تبدیلی کر کے اپنے رب کی نافرمانی کروں تو یوم عظیم کے عذاب کا مستحق ہو جاؤں گا)۔ (سورہ یونس آیت ۱۵)

(۳۸) ادریس بن عبداللہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: میں نے امامؑ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی: مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۔ (تمہیں کون سی شے جہنم میں لے آئی وہ کہتے ہیں کہ ہم مصلین میں سے نہیں تھے)۔ (مدثر آیت ۴۳)۔

امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ ہم ان آئمہؑ کی پیروی نہیں کرتے تھے جن کے بارے میں خداوند نے فرمایا ہے: وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ (پہل کرنے والے پہل والے ہیں یہ مقرب ہیں)۔ (واقعہ آیت ۱۰)

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ پہل کرنے والے کو حلبہ کے لوگ مصلی کہتے ہیں گویا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ (ہم سابقین کے پیروکار نہ تھے)۔

(۳۹) احمد بن مہران نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے موسیٰ بن محمد سے یونس بن یعقوب سے امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝ (اگر وہ طریقہ پر استقامت رکھیں اور ثابت قدم رہیں تو ہم ان کو آب کثیر سے سیراب کریں گے۔) (جن ۱۴)

امامؑ نے فرمایا: لا شربنا قلوبهم الایمان و الطریقة هی ولایة علیؑ بن ابی طالبؑ والاوصیاءؑ

(ہم ان کے دلوں کو ایمان کا جام پلائیں گے اور طریقہ سے مراد علیؑ بن

ابی طالبؑ اور اوصیاءؑ کی ولایت ہے۔

وضاحت: طریقہ علیؑ بن ابی طالبؑ اور اولیاءؑ کی ولایت ہے:

اب آیت کا معنی یہ ہوگا مخلوق اگر استقامت رکھے اور ان کی ولایت پر ثابت قدم رہیں تو ہم ان کے دلوں کو کامل ایمان کے جام سے سیراب کریں گے، جس سے دنیا و آخرت میں فائدہ اُٹھائیں گے۔ یہاں ایمان کو آب کثیر سے تشبیہ دی ہے۔ جو زندگی کا سبب بنتا ہے یہاں پانی کا اطلاق استعارہ کے طور پر ہوا ہے اور اُسے پینے کے ساتھ تعبیر کیا ہے اگر پانی کا معنی رزق کریں جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے یہ مجاز ہے یہاں سبب کا سبب پر اطلاق ہوا ہے پس طریقہ سے مراد آئمہؑ کی ولایت بھی ہے۔ کیونکہ ان کی ولایت ظاہری باطنی نعمتوں کے جلب کرنے کا سبب ہے اس پر آیات و روایات دلالت کرتی ہیں۔

(۴۰) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، محمد بن جمہور سے، فضالہ بن ایوب سے، حسین بن عثمان سے ابوایوب سے، محمد بن مسلم سے مروی ہے۔ کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

الَّذِينَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (احقاف آیت ۱۳)

جو کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے) امام نے فرمایا: استقاموا علی الائمة واحدا بعد واحد (آئمہؑ پر یکے بعد دیگرے قائم رہیں۔) تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ○

(ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو تمہیں وعدہ کی گئی جنت کی بشارت ہو) (سورہ حم سجدہ آیت ۳۰)



محمد بن فضیل نے امام علی رضا علیہ السلام سے اس کے بارے میں پوچھا تو امامؑ نے فرمایا: هی واللّٰه ما انتم علیه متابعة اهل البیت (یہ خدا کی قسم وہی اہل بیتؑ کی پیروی ہے جس پر تم ہو) اب معنی یہ ہوا: جنہوں نے کہا: خدایا ہم تیری ربوبیت کا اقرار تیری وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں پھر آئمہؑ کی ولایت پر ثابت قدم رہیں اور آخر عمر تک اس پر قائم رہیں ان پر موت کے وقت یا قبر میں یا سارے مقامات پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں تمہیں عذاب سے خوفناک نہیں ہونا چاہئے اور ثواب کے فوت ہونے کا غم نہ کریں، تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا گیا ہے اور وہ وعدہ رسول خدا صلی اللہ علیہ نے دیا ہے۔

روایات میں ہے کہ جب مومن کی روح حلق تک پہنچ جاتی ہے تو اُسے بے شمار خوشی ہوتی ہے۔

(۴۱) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، وشاء سے، محمد بن فضیل سے، ابوحمزہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ (کہہ دو، میں تمہیں واحدہ کی نصیحت کرتا ہوں) (سورہ سبا آیت ۴۶)

امامؑ نے فرمایا: انما اعظکم بولایة علی هی الواحدة التی قال تبارک و تعالی: انما اعظم بواحدة۔ (میں تمہیں علیؑ کی ولایت کی نصیحت کرتا ہوں جو وہ واحدہ ہے جس کے بارے میں خداوند نے فرمایا: میں تمہیں واحدہ کی نصیحت کرتا ہوں۔)

وضاحت: محمد بن فضیل: غالی وغیر غالی کے درمیان مشترک ہے۔

وعظ کا معنی: وعظ نصیحت، یاددہانی ہے جو انجام کے بارے میں کروائی جاتی ہے۔ مفسرین نے کہا ہے کہ واحدہ یعنی خصلت واحدہ اس پر دلیل: ان تقوموا اللہ کہ تم اللہ کے لئے قیام کرو اس کی تفسیر علیؑ کی ولایت سے کی گئی ہے اور اس کو اس سے بعد والے سے مربوط کیا ہے جو اعتراض سے خالی نہیں ہے۔ مگر یہ کہ یہاں باء کو بائے قسم قرار دیا جائے اور ان تقوموا کو اعظم کا متعلق کہا جائے اور باء کو حذف قرار دیا جائے یا پھر یا کو بائے بیعت قرار دیا جائے پھر فرض کریں کہ آپؐ کی طرف جنون کی نسبت اس لئے دی گئی کہ آپ علی کی محبت اور ان کی ولایت کے اظہار میں افراط کا شکار ہو گئے ہیں پس اس پر غور کریں۔

(۴۲) حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے، محمد بن اورمہ سے علی بن عبداللہ سے یہ علی بن حسان سے، عبدالرحمٰن بن کثیر سے، امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خداوند نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ (بے شک جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لے آئے پھر کافر ہو گئے پھر ان کا کفر زیادہ ہو گیا ان کی ہرگز توبہ قبول نہ ہوگی۔)

امامؑ نے فرمایا: نزلت فی فلاں فلاں فلاں امنوا بالنبی فی اول الامر و کفروا حیث عرضت علیهم الولایة حسین قال النبی من کنت مولاه فهذا علی مولاه ثم امنوا بالبیعة لامیر المومنین ثم کفروا حیث مضی رسول اللہ فلم یقروا بالبیعة ثم ازدادو کفرا باخذهم من بایقه بالبیعة لهم فهؤلاء لم یبق فیهم من الایمان شئی



(یہ فلاں فلاں فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ آپؐ پر اول میں ایمان لے آئے اور تب کافر ہوئے جب ان کے سامنے ولایت کو پیش کیا جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من کنت مولا فهذا علی مولاه پھر امیر المومنینؑ کی بیعت کر کے ایمان لے آئے پھر کافر ہو گئے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے گئے۔ پھر انہوں نے بیعت کا اقرار نہ کیا۔ پھر ان کا کفر زیادہ ہو گیا کیونکہ انہوں نے اُسے پکڑ لیا جس کی انہوں نے بیعت کی تھی اب ان کے ایمان میں کوئی شے باقی نہیں رہی ہے!

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان الذین آمنوا (آیت) سورت نساء میں اس طرح ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ۝ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝

(بے شک جو ایمان لے آئے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لے آئے پھر کافر ہو گئے پھر ان کے کفر میں اضافہ ہوا، اللہ ان کی مغفرت نہیں کرے گا اور نہ ہی انہیں ہدایت کی توفیق دے گا، منافقوں کو بتا دو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے جنہوں نے کافروں کو دوست بنا لیا اور مومنوں کو چھوڑ دیا کیا وہ ان کے نزدیک عزت چاہتے ہیں بے شک تمام عزت اللہ کے لئے ہے۔ (نساء آیات ۱۳۷ سے ۱۳۹)

یہاں لن تقبل توبتهم ہے ہاں سورہ آل عمران کی آیت میں ہے:

ان الذین کفروا بعد ایمانهم ثم ازدادوا کفرا لن تقبل توبتهم و

اولئک ھم الضالون (بے شک جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر ان کے کفر میں اضافہ ہو ان کی ہرگز توبہ قبول نہ ہوگی اور یہی وہ لوگ ہیں جو گمراہ ہیں) شاید اُس نے سورہ نساء کی آیت کو تحریر کیا اور پھر اُس کے ساتھ سورہ ال عمران کی آیت کا حصہ ملایا تاکہ تنبیہ ہو جائے کہ دونوں آیتوں میں مذمت کا مورد ایک ہی ہے اور ہر ایک دوسری کی تفسیر کر رہی ہے۔

فلن تقبل توبتھم: ان کی ہرگز توبہ قبول نہ ہوگی۔ یہ لم یکن اللہ لیغفرلھم (اللہ ان کی ہرگز مغفرت نہ کرے گا) کی جگہ پر ہے تاکہ اس کے مفاد کا فائدہ دے اور یہاں ہمیشہ کی نفی اس لئے ہوتی ہے کیونکہ یہاں موضوع بھی منتفی ہو گیا ہے اور وہ توبہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ازل سے جانتا ہے کہ جو اس قسم کی مذموم صفات کے ساتھ متصف ہوتا ہے اُس سے محال ہے کہ وہ اپنے کفر سے توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور اُس پر ثابت قدم رہے کیونکہ ایسے لوگوں کی آنکھیں حق کو دیکھنے سے اندھی ہو چکی ہوتی ہیں اور ان کا ضمیر باطل کی طرف لوٹ چکا ہوتا ہے ہرگز قبول نہ ہوگی اور ان کی ہرگز مغفرت نہ ہوگی واللہ اعلم۔

وضاحت: نزلت فی فلان فلان فلان: یہ فلاں فلاں فلاں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔) یہ تفسیر اُس کے مطابق ہے جو کچھ مفسرین نے کی ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے مُرتد ہونے کا تکرار کیا۔ پھر اپنے کفر پر اصرار کرنے لگے اور ان کی بغاوت اور انکار اور دشمنی زیادہ ہوئی...... مگر انہوں نے یہ بیان نہیں کیا ہے کہ وہ مرتد کون لوگ تھے:

بعض نے کہا ہے کہ: یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے پھر بچھڑے کی پوجا کرکے کافر ہو گئے



پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واپس آنے کے بعد ایمان لے آئے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کفر کیا پھر ان کے کفر میں اضافہ ہوا اور انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا اور اس کے بعد کا معاملہ پوشیدہ نہیں ہے اس لئے کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ان متضاد صفات کے موضوع میں مغائرت نہیں ہے۔

اور اس قائل نے جو بیان کیا ہے یہ مغائرت پر دلالت کرتا ہے وہ اس طرح کہ بچھڑے کی عبادت کرنے والوں نے توبہ کی تو ان کی توبہ قبول ہوگی جیسا کہ یہ بات سیرت اور تفاسیر کی کتابوں میں موجود ہے۔

وضاحت: امنوا بالنبی فی اول الامر: (پہلے پہل نبیؐ پر ایمان لے آئے): شیاطین دونوں مقام پر ایمان سے مراد صرف زبان سے اقرار ہے اور کفر سے مراد ان کا انکار ہے حالانکہ ان کا دل ان کی مخالفت کر رہا تھا اور یہ موافقت انکار کی صورت میں واقع ہوئی۔

وضاحت: قال النبی: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ (جس کا میں مولاؐ اس کا علیؑ مولا ہے) مروی ہے کہ ان میں سے ایک نے اس قول کے وقت دوسرے سے کہا: انظر الی عینہ تدور کانھا عین مجنون (اس کی آنکھوں کی طرف دیکھ اس طرح چکر کھا رہی ہے جیسے مجنون کی آنکھ ہو)

وضاحت: ثم امنوا بالبیعة امیر المومنین (پھر امیرالمومنین کی بیعت کر کے ایمان لے آئے):

یعنی زبان سے ایمان لے آئے۔

علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں کہا ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی تو

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے امیر المومنین علیہ السلام کے لئے عہد لیا کہ اس پر ایمان لے آؤ اور یہ ایمان اقرار ہوا تصدیق نہ تھا۔ اور جب رسول خدا چلے گئے تو وہ کافر ہو گئے اور ان کے کفر میں اضافہ ہو گیا اللہ ان کی مغفرت نہیں کرے گا اور نہ انہیں ہدایت کے راستہ کی توفیق دے گا اب انہیں سیدھا جہنم کا راستہ نظر آئے گا۔

(۴۳) اسی اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت ہوئی ہے:

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى (سورہ محمدؐ آیت ۲۵) (بے شک جو اپنے پیروں پر پھر گئے اور ہدایت کے واضح ہو جانے کے بعد مرتد ہو گئے) وہ فلاں فلاں فلاں تھے جو ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو چھوڑ کر ایمان سے پھر گئے۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کی: خداوند نے فرمایا: ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ (سورہ محمد آیت ۲۶) (اس لئے کہ انہوں نے کہا: ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کو پسند نہ کیا عنقریب ہم تیری بعض امر میں اطاعت کریں گے) امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ ان دونوں اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جسے جبرائیلؑ لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا: اللہ کا نازل کردہ یعنی علیؑ کے بارے میں نازل کردہ فرمان ہے۔

امامؑ نے فرمایا: بنی امیہ نے اس عہد کو چھوڑ دیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد امر ولایت ہماری طرف نہ آ جائے اور ہمیں خمس سے کوئی شے نہ



دی جائے۔ اور انہوں نے کہا کہ: ہم انہیں مال دے دیں تو یہ محتاج نہ رہیں گے اور انہیں پرواہ نہیں ہوگی کہ ان میں امر ولایت ہو یا نہ ہو۔ پس انہوں نے کہا کہ ہم کچھ امر میں اطاعت کریں گے جس کی تم نے ہمیں دعوت دی ہے اور وہ خمس ہے اس سے ہم انہیں کچھ بھی نہیں دیں گے۔

وضاحت: كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ ۔ (اللہ کے نازل کردہ کو پسند نہ کیا۔) اور اللہ کا نازل کردہ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کا مخلوق پر فرض ہونا ہے۔ ان کے ساتھ ان کا کاتب ابو عبیدہ بھی تھا پس خداوند نے فرمایا: أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ (سورۂ زخرف آیت ۸۰)۔ (کیا انہوں نے کسی بات کا پختہ عزم کر رکھا ہے ایسا ہے تو ہم بھی مضبوط ارادہ رکھنے والے ہیں کیا یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی راز کی باتیں اور سرگوشیاں سن نہیں سکتے۔) (سورہ زخرف آیت ۷۹)

وضاحت: إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَى أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى (سورۂ محمدؐ آیت ۲۵)۔ ساری آیت شیطان نے ان کے سامنے اس مخالفت کو خوبصورت، مزین اور محبوب شے کے طور پر پیش کیا اور ان کی آرزوؤں میں اضافہ کیا جس سے انہوں نے اللہ کے نازل کردہ کو ناپسند کیا۔ یہاں باھم باء بیت والی ہے اور ضمیر ھم ''منافقوں کی طرف لوٹتی ہے اور وہ فلاں فلاں فلاں ہیں کہ وہ ایمان سے مرتد ہو گئے اس لئے کہ انہوں نے امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کو ترک کر دیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جب انہوں نے ایمان کو ظاہر کیا پھر مرتد ہو گئے۔ اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ

یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے ہدایت کا معنی رسالت اور اُس کے معجزات کو قرار دیا ہے اور یہ درست نہیں ہے کیونکہ ان کے لئے مرتد ہونے کا کہنا مناسب نہیں ہے۔

وضاحت: نزلت واللہ فیھما و فی اتباعھما۔ (خدا کی قسم یہ ان دو کے بارے میں اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں نازل ہوتی ہے۔) جسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا وہ ولایت ہے اور اس کو ناپسند قرار دینے والے فلاں فلاں فلاں ہیں اور دو کو اس سے تخصیص دی ہے کہ یہ ظلم و ستم کی بنیاد تھے اور جنہوں نے کہا کہ ہم بعض امر کی اطاعت کریں گے وہ ان کے بنی امیہ والے پیروکار ہیں اور وہ بعض یہ تھا کہ انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اہل بیتؑ کو خمس نہ دیا انہوں نے بعض میں اطاعت کا وعدہ کیا کیونکہ انہوں نے عہد کیا کہ وہ آپؐ کے بعد ولایت کے امر کو اہل بیت میں قرار نہیں دیں گے جو امر آپ کی زندگی میں ان کے لئے واقع ہوا ہے

وضاحت: ولم یبالوا ان یکون الامر فیھم: (انہوں نے پرواہ نہ کی کہ یہ امر ان میں ہو جائے۔) یہ نسخوں میں اسی طرح ہے اس میں دلالت ہے کہ وہ اہل بیتؑ سے کمال درجہ دشمنی رکھتے تھے انہوں نے اہل بیتؑ سے خلافت کو غصب کیا اور ان کی روزی کو تنگ کر کے ان کے دلوں کو توڑا۔ بعض نسخوں میں ہے: ولم یبالوا الا ان یکون الامر فیھم۔ اس کا معنی یہ ہے کہ ان کے خمس روکنے کی غرض یہ تھی کہ یہ لوگ خلافت کا دعویٰ کرنے کی طاقت نہ رکھیں اور غاصبوں سے اپنی خلافت چھین نہ سکیں۔

وضاحت: ان کے ساتھ ان کا تب ابوعبیدہ بھی تھا: اس کا نام عامر بن عبداللہ بن



جراح بن ہلال بن امیہ بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ فہر میں اس کا نسب رسول خداؐ سے ملتا ہے۔ اور یہ قریشی ہے جس سے قریش کی ابتدا ہوئی اور یہی صحیح ہے۔ نضر بن کنانہ سے قریش کی ابتدا نہیں ہے۔ فہر میں سارے قریش کے بطون ہیں اور جو فہر کی اولاد سے نہیں ہے وہ قریش سے نہیں ہے۔ فہر کے بطون ۲۵ ہیں:

وضاحت: اللہ نے نازل فرمایا: ام ابرموا امراً: یہاں اللہ تعالیٰ نے اُس عہد کو ذکر کیا ہے جو کعبہ کے بارے میں لوگوں سے لیا کہ وہ امر اور خمس کو اہل بیت سے واپس نہیں لیں گے پس فرمایا: ام ابرموا امرا (کیا انہوں نے کسی بات کا پختہ عزم کر رکھا ہے۔) یعنی سزا میں عذاب دوں گا یا یہ کہ وہ ولایت اور خمس کا اثبات کریں اور اہل بیت کے حوالے کریں۔ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ (کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم انکے راز کو سنتے نہیں ہیں۔) وَنَجْوٰهُمْ (اور ان کی سرگوشی کو نہیں سنتے) جو وہ حق کے روکنے کے لئے کرتے ہیں بلکہ ہم انہیں سنتے ہیں اور ہمارے رسولؐ بھی سنتے ہیں وہ ان کے محافظ ہیں اُسے لکھتے ہیں تا کہ قیامت کے دن اُن پر قائم کر سکیں اور ہم اس کی بابت انہیں مجازات کریں گے۔

(۴۴) اپنی اسناد کے ساتھ امام جعفر علیہ السلام سے مروی ہے: خداوند نے فرمایا: وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ ...... (جو اس میں زیادتی کے ساتھ کجروی کا ارادہ کرے اسے ہم ایک دردناک عذاب چکھائیں گے۔) (سورہ حج آیت ۲۵)

امام نے فرمایا: ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جب وہ کعبہ میں داخل ہوئے اور ایک دوسرے سے انہوں نے اُس کے انکار اور کفر پر عہد و پیمان کیا جو اللہ نے امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں نازل کیا تھا پس انہوں

نے خانہ کعبہ میں زیادتی کی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے ولی پر ظلم کیا پس ظالموں کے لئے دوری ہے۔

وضاحت: امامؑ نے فرمایا: ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی: یعنی جو ولایت علی علیہ السلام کی بابت کفر اور انکار اور اُسے بیت اللہ میں غصب کا ارادہ رکھتے تھے حالانکہ وہ صراط مستقیم سے ہٹ گئے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ولی خدا پر ظلم کیا...... ہم انہیں دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

امام نے فرمایا: انہوں نے بیت اللہ میں کھڑے ہو کر زیادتی کی! وہ حق سے پھر گئے اور اپنے ظلم کی وجہ سے انہوں نے بیت اللہ میں اس کا ارادہ کیا یہاں باء بیت والی ہے اور بیت الحاد کے لئے خلاف ہے (جہاں زیادتی کی گئی ہے۔)

(۴۰) حسین بن محمد نے معلّٰی بن محمد نے، علی بن اسباط سے علی بن ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا:

فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ ○ (عنقریب تم جان لوگے کہ کھلی گمراہی میں کون ہے) اے جھٹلانے والو! جب میں نے تمہیں اپنے رب کی رسالت کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے جو اُس نے علیؑ اور اُس کے بعد والے آئمہ علیہم السلام کی ولایت کے بارے میں بیان کیا ہے اب سوچو کہ کھلی گمراہی میں کون ہے؟ اسی طرح خداوند کے فرمان میں نازل ہوا ہے۔

اِنْ تَلْوُوْا اَوْ تُعْرِضُوْا (اگر تم اِدھر اُدھر رہو یا منہ پھیر لو) امامؑ نے فرمایا: اگر تم امر ولایت سے ادھر ادھر رہو یا تمہیں جس کا امر دیا گیا ہے اُس سے منہ پھیر لو) فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا۔ (اللہ تم جو کرتے ہو اُس سے باخبر ہے) اور فرمایا: فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (پس ہم کافروں کو مزا چکھائیں



گے) کیونکہ انہوں نے امیر المومنینؑ کی ولایت کو چھوڑ دیا ہے عَذَابًا شَدِيْدًا (دنیا میں سخت عذاب دیں گے) وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اور ہم انہیں ان کی کارستانیوں کی بری سزا دیں گے۔) (سورہ حم سجدہ آیت ۲۷)

وضاحت: امامؑ نے فرمایا: اے جھٹلانے والو! عنقریب موت کے وقت یا بعد میں تم جان لوگے اے میری رسالت کو جھٹلانے والو میں نے تمہیں اپنے علیؑ کی ولایت اور بعد والے آئمہؑ کی ولایت کے بارے میں رسالت سے آگاہ کر دیا ہے کہ کھلی گمراہی میں ہم ہیں یا تم؟ حالانکہ وہ ولایت کی تبلیغ کی وجہ سے آپؐ کی طرف گمراہی کی نسبت دیتا ہے۔

اور وہ کہتے ہیں کہ: یہ اس لئے کہتا ہے کہ دلی طور پر وہ علیؑ سے محبت کرتا ہے تاکہ یہ ریاست میری اہل بیتؑ میں رہ جائے۔ اس میں اس بات پر دلالت ہے کہ وہ اللہ پر اور رسولؐ پر اصلاً ایمان نہیں لائے ہیں!

وضاحت: اس طرح نازل ہوئی: یہ دلالت نہیں کرتی کہ آیت ہے کیونکہ وحی کے وقت جو شے نازل ہوتی ہے ہو سکتا ہے اس کا کچھ حصہ قرآن ہو اور کچھ حصہ اس کی تاویل اور تفسیر ہو۔ صاحب طرائف (ابن طاووسؒ) نے اشارہ کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ فقیہ شافعی بن مغازلی نے کتاب المناقب میں اپنی اسناد کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے منٰی سے فرمایا: (طویل حدیث ذکر ہوئی ہے) پھر خداوند نے نازل کیا فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ (اُس نے تمسک رکھو جس کی تیری طرف وحی کی گئی ہے) علی کے معاملہ کے بارے میں انک علی صراط مستقیم (تو صراط مستقیم پر ہے) (سورہ

زخرف آیت ۴۳)

کہ علی علیہ السلام وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَ لِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ (زخرف آیت ۴۴) یہ اُس نے تیرے لئے ذکر کیا اور تیری قوم کے لئے ذکر کیا اور عنقریب تم سے سوال کیا جائے گا) یعنی علیؑ بن ابی طالبؑ کے بارے میں سوال کیا جائے گا یہ حدیث کا آخری حصہ ہے۔

مذکورہ لفظ آیت میں ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی اس کا کچھ حصہ قرآن ہے اور کچھ حصہ تاویل ہے۔

وضاحت: ان لتووا الامر: تلوا وا لواہ یعنی امالہ سے مشتق ہے یعنی ایک طرف سے دوسری طرف جانا اور یہ تاخر وتخلف سے کنایہ ہے یعنی اگر خلافت کے امر کو اپنی جگہ سے پھیر دیں (علیؑ بن ابی طالبؑ سے خلافت کو پھیر دیں) یا جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے جس کا تعلق ولایت سے ہے اور تم اُس سے پھر جاؤ تو اللہ تعالیٰ تمہارے کئے سے باخبر ہے وہ تمہیں اس کی سزا دے گا۔

وضاحت: فلنذیقن الذین کفروا بترکھم ولایة امیر المومنین عذابا شدیدا فی الدنیا: دنیا میں مصیبتیں، قتل وغارت اور قیدی بنانا شامل ہے خصوصاً صاحب الزمانؑ کے ہاتھوں اور ہم انہیں ان کے کئے کی سزا دیں گے جو ان کے اعمال سے بری ہوگی اور ان کا عمل ولایت کا ترک کرنا ہے اور خدا کے دشمنوں کے لئے بری سزا ان کے لئے جہنم ہے وہ ان کا ہمیشہ کا ٹھکانہ ہے یہ ان کی سزا جو ہماری آیت (جو علیؑ بن ابی طالبؑ اور دوسرے آئمہؑ ہیں) (کا انکار کرتے رہے ہیں!

حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے منکر اور ظالم ائمہ کی پیروی کرنے



والوں نے جہنم میں داخل ہوتے وقت عذاب کی حرارت محسوس کرتے وقت کہا: خدایا ہمیں وہ دکھا جنہوں نے جن وانس سے ہمیں گمراہ کیا اور وہ شیطان اور انسان ہیں ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے قرار دے دیں گے تاکہ وہ نچلے درجے میں قرار دیئے جائیں۔

پھر کلام کو علیؑ کے شیعوں کی طرف پھیرا اور کہا:

جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے انہوں نے توحید اور ربوبیت کا اقرار کیا پھر ولایت پر ثابت رہے ان پر فرشتے نازل ہوں گے اور کہیں گے کہ خوف اور غم نہ کرو...... تا آخر جو ہم نے پہلے تحریر کر دیا ہے

(۴۶) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے علی بن اسباط سے، علی بن منصور سے، ابراہیم بن عبدالحمید سے۔ ولید بن صبیح سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ (واہل الولایۃ) کفرتم (اس لئے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں جو یکتا ہے۔ (اور اہل ولایت کی طرف) لیکن تم نے کفر کیا) تمام نسخوں میں یہی ہے اور قرآن مجید میں ذٰلِكُمْ ہے جس سے تمام کو خطاب ہوا ہے یعنی یہ وہ ہے جس میں تم ہو یعنی عذاب ملے گا اس لئے کہ جب اللہ اور اہل ولایت کی طرف بلاتے ہیں تو وہ توحید اور ولایت کا انکار کرتے ہیں یہ اُس پر دلالت کرتا ہے جسے علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے: ہمیں حسن بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، محمد بن جمہور سے جعفر بن بشیر سے، حکم بن زہیر سے، محمد بن حمدان سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خبر دی ہے: خداوند نے فرمایا: اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ

تُؤۡمِنُوۡا فَالۡحُكۡمُ لِلّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡكَبِیۡرِ (مومن آیت ۱۲) (جب خدائے یکتا کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ تو تم کفر کرتے ہو اور اس کا شریک ٹھہراتے ہو..... ایمان لے آؤ پس حکم اللہ کے لئے ہے جو بلند اور بڑا ہے) کہتا ہے: جب خدائے یکتا کا ذکر کیا جاتا ہے جس میں امر خدا کی ولایت کا ذکر ہوتا ہے تو تم انکار کرتے ہو اور اس کا شریک ٹھہراتے ہوا سے جس کے لئے ولایت نہیں ہے ایمان لے آؤ کہ اُس کے لئے ولایت ہے۔

(۴۷) علی بن ابراہیم نے احمد بن محمد سے، محمد بن خالد سے، محمد بن سلیمان سے، اپنے باپ سے، ابوبصیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: خداوند نے فرمایا: سَاَلَ سَآئِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلۡكٰفِرِیۡنَ (بولایۃ علی علیہ السلام) لَیۡسَ لَهٗ دَافِعٌ ۔ (سوال کرنے والے نے اُسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لئے واقع ہوا ہے (علی علیہ السلام کی ولایت کے کافر کے لئے) اُس کے لئے عذاب سے بچانے والا کوئی نہ ہے۔ (سورہ معارج آیت ۱)

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم اسی طرح یہ آیت جبرائیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے کر آیا ہے۔



سئل سائل بعذاب واقع للکافرین.

قاضی نے کہا ہے کہ: دعا کرنے والے نے دعا کی با کے ذریعہ سے فعل متعدی ہوا ہے!

سوال کرنے والا نضر بن حارث ہے اُس نے کہا: اگر یہ تیری طرف سے حق ہے یا ابوجہل نے کہا: ہمارے اوپر آسمان سے عذاب نازل کر اُس نے یہ مذاق کے طور پر سوال کیا یا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اُسے عذاب دینے میں جلدی کی!

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت کی ہے جو اس مقام اور موضوع کی وضاحت کرتی ہے:

جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے غدیر کے دن حضرت علی علیہ السلام کو خلافت پر فائز کیا تو فرمایا:

من کنت مولاہ فھذا مولاہ۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو حارث بن نعمان فہری اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور مدینہ منورہ میں آیا اور کہا: اے محمدؐ! تو نے ہمیں گواہی کا حکم دیا، نماز کا حکم دیا، زکوٰۃ، روزے اور حج کا حکم دیا ہم نے قبول کیا پھر بھی تم راضی نہ ہوئے کہ اب اپنے چچازاد علی علیہ السلام کو ہم پر امیر بنا دیا ہے، یہ تیری رائے ہے یا تیرے رب کا حکم ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب کا امر ہے۔ حارث کھڑا ہوا ہے اور اُس نے کہا:

اللھم ان کان محمد صادقا فامطر علینا حجارة (خدایا اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچا ہے تو ہم پر پتھر نازل کر) پس آسمان سے پتھر آیا اور وہ

قتل ہو گیا۔ اب آیت نازل ہوئی سَأَلَ سَائِلٌ...... یعنی اُس نے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لئے ہے یعنی اُس نے ولایت علی علیہ السلام کا انکار کیا جس سے کوئی بچانے والا نہ ہے وہ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والا ہے کیونکہ یہ اُس کے حتمی ارادہ سے واقع ہوا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ آیت اسی طرح جبرائیل لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیا یہ دلالت نہیں کرتا کہ ولایت علی علیہ السلام والا جملہ قرآن مجید میں ہے اسے آپ پہلے جان چکے ہیں:

(۴۸) محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، حسن بن سیف سے اپنے بھائی سے، اپنے باپ سے، ابوحمزہ سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ:

خداوند نے فرمایا:

اِنَّكُمْ لَفِىْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ (فی امر الولایة) يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ (زاریات آیت ۹)

(بے شک تم مختلف قول میں ہو (ولایت کے امر میں) اس سے وہی پھیرا جائے گا جو پھیرا گیا ہے) امامؑ نے فرمایا: جو ولایت سے پھر گیا وہ جنت سے پھر گیا!

وضاحت:

امامؑ نے انکم لفی قول مختلف میں کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَ اِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ اِنَّكُمْ لَفِىْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ۔ (تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے وہ



سچا ہے بے شک جزا ضرور ہوگی آسمان کی قسم جس میں راستے ہیں......)۔ (سورہ زاریات آیت ۵)

تفسیر قمی میں ہے: ہمیں جعفر بن احمد نے خبر دی، ہمیں عبدالکریم بن عبدالرحیم نے محمد بن علی سے، محمد بن فضیل سے ابوحمزہ سے خبر دی: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے انہوں نے خداوند کے فرمان کے ضمن میں فرمایا:

انما توعدون لصادق (علی علیہ السلام کے بارے میں) و ان الدین لواقع یعنی علی علیہ السلام کے بارے میں اور علی علیہ السلام دین ہے والسماء ذات الحبک امامؑ نے فرمایا: آسمان سے مراد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے ذات الحبک سے مراد علی علیہ السلام ہے انکم لفی قول مختلف (یعنی علی علیہ السلام کے بارے میں مختلف ہو، اس بات کا علی علیہ السلام کی ولایت کی بابت اختلاف ہے پس جو اس کی ولایت پر ثابت قدم ہو گا وہ جنت میں داخل ہوگا جو علی علیہ السلام کی ولایت کی مخالفت کرے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ یؤفک عنه من افک یعنی جو اُس کی ولایت سے پھر جائے گا اُسے جنت سے پھیر دیا جائے گا۔

(۴۹) حسین بن محمد نے معلی بن محمد سے، محمد بن جمہور سے، یونس سے روایت کی ہے کہ مجھے مرفوعاً امام جعفر صادق علیہ السلام سے خبر دی گئی ہے کہ امام نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا:

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ

(پھر وہ گھاٹی سے ہو کر نہیں گزرا تمہیں کیا معلوم کہ گھاٹی کیا ہے غلام کا آزاد کرانا ہے)۔ (سورہ بلد آیت ۱۱)

یعنی فک رقبة: ولایت امیر المومنین علیہ السلام غلام کا آزاد کرانا ہے۔

یعنی اُس نے اس کا ارتکاب نہ کیا اور ولایت میں داخل نہ ہوا جب انسان بڑے کام کا ارتکاب کرتا ہے اور اُس میں اپنے نفس کو پھینکتا ہے کیونکہ وہ اُس کی شدت سے پرواہ کرتا ہے۔ عقبہ پہاڑی راستہ کو کہتے ہیں۔ یہاں پر تشبیہ اور استعارہ کے طور پر امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کو بیان کیا گیا ہے۔

اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے: وما ادراک یعنی تجھے کیا علم کہ عقبہ کیا ہے؟ فک رقبۃ گردن کا آزاد کروانا کیونکہ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت سے انسان کی گردن جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے۔ عقبہ کو مبالغۃً ولایت کے معنی پر حمل کیا ہے کیونکہ ولایت گردنوں کی آزادی کا سبب ہے ولایت جہنم سے بچاتی ہے یہاں مسبب کو سبب پر حمل کیا گیا ہے اور یہ سبب میں مبالغہ ہے یا مصدر کو اپنی صفت پر حمل کیا گیا ہے جیسے زید عدل (زید عادل ہے) او اطعام فی یوم ذی مسغبة (یا بھوک والے دن میں کسی کو کھانا کھلانا) یہاں مشبہ بہ کو مشبہ پر حمل کیا گیا ہے جیسے زید اسد (زید شیر ہے) کیونکہ ولایت انسانی زندگی کا سبب ہے جیسے دن میں کھانا کھلانا، سوائے اس کے نہیں کہ قریبیوں، مسکینوں کو کھانا کھلانا کیونکہ ان دونوں کو کھانا کھلانا افضل ہے اور زندگی کے سبب میں داخل ہے۔

اس اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ: خدوند نے فرمایا:

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ (صاحبان



ایمان کو بشارت دے دو کہ ان کے لئے ان کے رب کے پاس سچا قدم ہے)۔
(سورۂ یونس آیت ۲)

امام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت۔

وضاحت:

بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا جو ولایت علی علیہ السلام پر ایمان لے آئے انہیں خوشخبری دے دو کہ نفس اور دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے میں ان کے رب کے ہاں ان کا سچا قدم ہے۔ ممکن ہے اسے کنایہ قرار دیا جائے کہ ان کا سابقہ مرتبہ ہے اور وہ اُس ولایت کے اقرار کا مرتبہ ہے جو انہوں نے وجود ظلی کے وقت کہا تھا اسے صادقہ کہا ہے کیونکہ یہاں کے عینی وجود کے مرتبہ کے مطابق ہے یا اس سے کنایہ ہے کہ ان کا مقام بلند ہے اور آخرت میں بھی بلند مقام ملے گا کیونکہ ثابت قدمی جو جہاد میں کی جاتی ہے وہ ولایت کو مستلزم ہے۔

(۵۱) علی ابن ابراہیم نے احمد بن محمد برقی سے، اپنے باپ سے، محمد بن فضیل سے، ابوحمزہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: خداوند نے فرمایا:

هٰذٰنِ خَصمان اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا (بولایة علی) قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ (سورۂ حج آیت 19)

(یہ دو مد مقابل ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا ہے پس جو (ولایت علی علیہ السلام کے) منکر ہیں ان کے لئے جہنم کے لباس اور کپڑے ہیں)۔

وضاحت:

هَذَانِ خَصمان یہ وہ فوجیں ہیں سب نے جھگڑا کیا اسے اپنے معنی پر حمل کریں فِـی رَبِّهِـمْ یعنی اپنے رب کے قول میں یا اُس کے ولایت علی علیہ السلام والے امر میں جھگڑا کیا فالذین کفروا جنہوں نے ولایت علی علیہ السلام کا انکار کیا قُـطِـعَـتْ لَهُـمْ ان کے لئے ان کے جسم کے مطابق بنائے گئے ہیں ثِیَـابٌ مِـنَ نَّـارٍ (جہنم کے کپڑے جو اس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں جس طرح کپڑے جسم کو گھیر لیتے ہیں یُصبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ (ان کے سروں کے اوپر گرم پانی کو ڈالا جائے گا) یُصْهَـرُ بِـہٖ مَا فِی بُطُوْنِهِمْ (ان کے پیٹوں میں جو ہے وہ پگھل جائے گا اُس حرارت کی وجہ سے) جس طرح ہڈیاں جل جاتی ہیں ان کے اندر جل جائیں گے لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِیْدٍ ان کے لئے لوہے کے کوڑے ہوں گے۔ جو انہیں مارے جائیں گے۔

علی بن ابراہیم نے کہا ہے: مجھے میرے باپ نے یحییٰ بن ابو عمران سے، یونس سے، حماد سے ابن طیار سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خبر دی کہ خداوند نے فرمایا:

هَـذَا خَـصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِی رَبِّهِمْ :اس سے مراد ہم اور بنی امیہ ہیں۔ ہم نے کہا: اللہ اور رسول نے سچ کہا ہے۔ بنو امیہ نے کہا: اللہ اور رسول نے جھوٹ کہا ہے جو کافر ہیں یعنی بنی امیہ کو جہنم کے کپڑے پہنائے جائیں گے......

(۵۲) حسین بن محمد نے معلّی بن محمد سے، محمد بن اورمہ سے علی بن حسان سے، عبدالرحمٰن بن کثیر سے روایت کی ہے کہ: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام



سے خداوند کے اس قول کے بارے میں پوچھا: هُنَـالِکَ الْـوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَق (یہاں ولایت اللہ کے لئے ہے جو حق ہے)۔

امامؑ نے فرمایا: اس ولایت سے مراد: ولایت امیر المومنین علیہ السلام ہے۔

(۵۳) محمد بن یحییٰ نے سلمہ بن خطاب سے علی بن حان سے عبدالرحمٰن بن کثیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے امامؑ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا:

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۔(اللہ کا رنگ اللہ کا رنگ کتنا اچھا ہے)۔(بقرہ ۱۳۸)

امام نے فرمایا: مومنوں کا رنگ، عہد میں ولایت کا رنگ ہے۔

صبغہ: رنگ......اس سے ولایت مراد ہے، ولایت کو اس لئے صبغہ کہا ہے کہ ولایت مومن کا حلیہ ہے۔ جس طرح صبغہ رنگے ہوئے کا حلیہ ہوتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے: صبغہ سے مراد:

۱۔ اسلام۔

۲۔ ختنہ (کیونکہ جس کا ختنہ ہوتا ہے وہ خون میں رنگا جاتا ہے)۔

۳۔ ہدایت یا حجت۔

۴۔ اللہ پر ایمان۔

اسے صبغہ کہا ہے......صرف مشاکلت کی وجہ سے ہے اس اعتبار سے کہ تقریری طور پر نصاریٰ کی صحبت میں ان کا رنگ چڑھ جاتا ہے اس کی اور بھی

وجوہ ہیں ہم نے طول کے خوف سے انہیں چھوڑ دیا ہے۔

(۵۴) ہمارے کچھ علماء نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے ابن فضال سے، مفضل بن صالح سے، محمد بن علی حلبی سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: امامؑ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا۔ (نوح آیت ۲۸)

(خدایا میری اور میرے والدین اور اُس کی جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں ہے...... مغفرت فرما)۔ یعنی ولایت جو ولایت میں داخل ہوا وہ انبیاءؑ کے گھر میں داخل ہوا اور فرمایا: اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (احزاب ۳۳) (سوائے اس کے نہیں ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے رجس کو دور رکھے اور تمہیں پاک کردے جیسے پاک کرنے کا حق ہے) یعنی ائمہ علیہم السلام اور ان کی ولایت جو اس میں داخل ہوا وہ نبیؐ کے گھر میں داخل ہو گیا۔

وضاحت:

رب اغفرلی: عصمت کے ساتھ مغفرت کا طلب کرنا ان کی کوتاہیوں کی وجہ سے ہے اور ایسے امور میں مصروف ہو گئے جو اعلیٰ مقامات تک پہنچنے سے مانع تھے یا بعض اطاعات کو افضل حالات میں واقع نہ کیا یا نورانی جان پر بعض کدورتوں کا اثر ڈالا اور قرب کے کمال کے مقام سے گر گئے بندوں کی نصیحت کے لئے، معصومؑ ان سب کو گناہ سمجھتا ہے اور اس سے استغفار کرتا ہے۔

لمن دخل بیتی مؤمنا: یعنی ولایت، نازل شدہ گھر، عیال اور



شرف یہاں اس سے مراد کنایہ کے طور پر ولایت ہے کیونکہ ولایت میں داخل ہونا انبیاء کے گھر میں داخل ہونے کو مستلزم ہے اور اس میں مذکورہ معانی جاری ہوں گے اسی طرح اسکا عکس!

ملزوم کا اطلاق کیا گیا ہے اور لازم کا ارادہ کیا گیا ہے اور اس میں ایماء (اشارہ) ہوا ہے یہ ولایت میں داخل ہے صحیح ہے کہ کہا جائے اہل بیتؑ (بھی) انبیاءؑ ہیں اور یہ وسعت کے لئے ہے!

یعنی ائمہ: ارادہ کیا ہے کہ اس سے مراد صرف انہیں خطاب ہے۔ انہیں اور عورتوں کو خطاب نہیں ہوا کہ کہا جائے کہ غلبۃً یہاں عورتوں کا ذکر بھی ہوا ہے جیسا کے بعض ناصبیوں نے کہا ہے۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کی روایات میں بھی دلالت ہے جو اس امر میں صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ازواج رسول معصوم نہیں ہیں!

رجس کی حقیقت ازواج سے ہر لحاظ سے منتفی ہے لیکن خطاب میں ازواج داخل نہیں ہیں اس آیت سے پہلے والی اور بعد والی آیت ازواج کے بارے میں ہے یہ بات تقاضا نہیں کرتی کہ ازواج اس آیت میں شامل ہیں حالانکہ کوئی اس بات کا قائل نہیں ہے کہ یہ آیت یکبارگی نازل ہوئی ہے اس قسم کی آیات قرآن مجید میں زیادہ ہیں اور اگر ثابت ہو جائے کہ ساری آیت یکبارگی نازل ہوئی ہے تو ماننا پڑے گا کہ یہ آیت آئمہؑ کے ساتھ مخصوص ہے اس کے پہلے اور بعد والے حصہ کے ازواج کے لئے ہونے کا لطیف فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ یہ جمیل وصف آئمہؑ کے ساتھ مخصوص کرے وہ جانتا تھا کہ

بعض ازواج زیادتی کریں گی لہٰذا انہیں خطاب کیا اور وعد و وعید کے ذریعہ پہلے اور بعد میں آنے والے واقعات کے پیش نظر ڈرایا۔

اس کی مؤید (تائید کنندہ) روایت:

علی بن ابراہیم سے مروی ہے: ہمیں محمد بن احمد نے خبر دی، ہمیں محمد بن عبداللہ بن غالب نے عبدالرحمٰن بن ابی نجران سے، حماد سے، حریز سے خبر دی ہے کہ: میں نے امامؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: یَا نِسَاءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ یُضَاعَفُ لَھَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ. (اے نبی کی ازواج! تم میں سے جو واضح برائی کرے اسے دوگنا عذاب ملے گا)۔ (سورہ احزاب آیت ۳۰)۔

امامؑ نے فرمایا: فاحشہ سے مراد تلوار لے کر نکلنا ہے۔

ہمیں حمید بن زیاد نے محمد بن حسن سے محمد بن یحییٰ سے طلحہ بن زید سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خبر دی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے باپ صلوات اللہ علیہ سے اس آیت کی بابت روایت کی ہے: وَلَا تَبَرَّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰی ۔ (قدیم جاہلیت کی طرح اپنے آپ کو نمایاں کرتی نہ پھرو)۔ (سورہ احزاب آیت ۳۳) یعنی عنقریب دوسری جاہلیت کی طرح نمایاں ہوں گی۔

اس کی مؤید وہ کلام ہے جسے قاضی نے بعض مفسرین سے نقل کیا ہے:

جاہلیت اولیٰ اسلام سے پہلے کفر والی جاہلیت ہے اور جاہلیت اخری اسلام میں فسق والی جاہلیت ہے۔ اور سابقہ آیت کا یہی حال ہے۔



لاحقہ آیت: وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِی بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ. (احزاب آیت ۳۴)

(یاد کرو اُسے جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت کی تلاوت کی گئی ہے)۔

بعید نہیں ہے کہ یہاں آیات سے مراد آئمہؑ ہیں اور حکمت سے مراد ساری شریعت ہے اور اگر اس سے مراد آیاتِ قرآنیہ ہوں تو مذکورہ آیت آئمہؑ کی صفت میں وارد ہوئی ہے۔ دونوں صورتوں میں ازواج کو آئمہؑ کے حقوق کی حفاظت کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

علی بن ابراہیم نے کہا:

ابو جارود کی روایت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت تطہیر کے بارے فرمایا:

یہ آیت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، علی ابن ابی طالبؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ صلوات اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں نازل ہوئی اُس وقت یہ ہستیاں زوجہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھیں۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے علی علیہ السلام، فاطمہؑ حسنؑ اور حسین صلوات اللہ علیہم کو بلایا...... اور ان پر خیبری چادر ڈال دی وہ چادر کے نیچے ہوئے تو فرمایا: اللھم ھؤلاء اھل بیتی الذین وعدتنی فیھم ما وعدتنی اللھم اذھب عنھم الرجس وطھرھم ...... (اس دعا کے بعد) یہ آیت تطہیر نازل ہوئی۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا میں ان میں سے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابشری یا ام سلمہؓ فانک

الی خیر (اے ام سلمہؓ تجھے بشارت ہو کہ تو خیر کی طرف ہے)۔

ابو جارود نے کہا: زید بن علی بن الحسین نے کہا: جاہلوں کا گمان ہے کہ اس سے مراد ازواج ہیں۔ اگر اس سے مراد ازواج ہوتیں تو یہاں مونث کی ضمیر بیان ہوتی اس طرح کہا جاتا لیذھب عنکن الرجس و یطھر کن جس طرح پہلے والے حصہ میں مونث کی ضمیریں لگائی گئی ہیں مثلاً واذکرن مایتلی فی بیوتکن، ولا تبرجن، لستن کاحد من النساء۔

علی بن ابراہیم نے کہا:

عورتوں سے خطاب ختم ہوا تو اہل بیتؑ رسولؐ سے خطاب شروع ہوا اور فرمایا: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ ازواج پر عطف ہوا اور فرمایا: واذکرن مایتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا۔

پھر آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عطف کیا اور فرمایا: اَلْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ...... اعد اللہ لھم مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا (اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم تیار کیا ہوا ہے)۔

وضاحت: ۱

وولایتھم: اس سے مراد اہل ولایت ہے۔ یہاں مضاف محذوف ہوا ہے یہاں شعور دلایا ہے کہ اہل بیتؑ سے اہل ولایت مراد ہیں! شاید اس میں راز یہ ہے کہ: جو جس قوم کے مشابہ بنتا ہے وہ ان سے ہوتا ہے اور جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور ممکن ہے کہ بیت سے مراد



دین ہو!

(۵۵) اسی اسناد کے ساتھ احمد بن محمد سے، عمر بن عبدالعزیز سے، محمد بن فضیل سے امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہوئی: میں نے عرض کی: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (یونس ۵۸) ۔ (کہہ دو اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت کے ساتھ پس خوش ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں)۔ امامؑ نے فرمایا: بولایۃ محمد و ال محمد ھو خیر مما یجمع ھؤلاء من دنیاھم (محمد وال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت ان کی جمع کردہ دنیا سے بہتر ہے)۔

وضاحت:

قل بفضل اللہ:

خداوند نے فرمایا:

یَآ اَیُّھَا النَّاسُ قَدْجَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَھُدًا وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ (یونس آیت ۵۷، ۵۸)

(اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے اور اُس کی شفا جو تمہارے سینوں میں ہے، مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے کہہ دو اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت کیساتھ......)

علی ابن ابراہیم نے کہا:

مجھے محمد بن جعفر نے خبر دی، اُس نے کہا: مجھے محمد بن احمد نے احمد بن

حسین سے، صالح بن ابی حماد سے حسن بن موسیٰ خشاب سے ایک مرد سے، حماد بن عیسیٰ سے، ان سے جنہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے......خبر دی:

امامؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا: **وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ۔**

(جب عذاب کو دیکھیں گے تو دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے)۔ (سورہ یونس آیت ۵۴)

کسی نے عرض کی: جب وہ عذاب میں ہوں گے تو انہیں یہ پشیمانی کیا فائدہ دے گی؟

امامؑ نے فرمایا: وہ دشمنوں سے بے عزتی کو ناپسند کریں گے...... پھر فرمایا:

**یا ایھا الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور......** امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور قرآن ہے۔

پھر فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دو: **بفضل الله و رحمة فبذلک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون** امامؑ نے فرمایا: فضل سے مراد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور رحمت سے مراد امیر المومنین صلوات اللہ علیہ ہیں اور **فبذلک فلیفرحوا** سے شیعہ کی خوشی **خیر مما** سے مراد جو ہمارے دشمنوں کو سونا چاندی دیا گیا تھا۔ یہ فضل اور رحمت ہمارے شیعوں کے لئے اُس سے بہتر ہے!



(۵۶) احمد بن مہران نے عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے علی بن اسباط سے، ابراہیم بن عبدالحمید سے زید شحام سے روایت کی ہے مجھے امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا جبکہ ہم شب جمعہ راستہ پر تھے: شب جمعہ ہے قرآن کی تلاوت کرو۔ میں نے پڑھا:

**اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُھُمْ اَجْمَعِیْنَ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ٥** (بے شک فیصلے کا دن ان سب کے لئے طے شدہ ہے اُس دن کوئی قریبی کسی قریبی کے کوئی کام نہ آئے گا اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی مگر جس پر اللہ رحم کرے)۔ (سورہ دخان آیت ۴۰)

امامؑ نے فرمایا: بخدا ہم ہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے رحم کیا۔ بخدا ہم ہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ نے استثناء کیا ہے لیکن ہم اُس دن انہیں عذاب اور مشکلات سے نہیں بچائیں گے سوائے آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اپنے دوستوں اور شیعوں کو عذاب سے بچائیں گے لیکن جو اولیائے خدا کے علاوہ دوسروں سے محبت کرتا ہے وہ ایک دوسرے کو عذاب سے بچا نہیں سکیں گے۔

(۵۷) احمد بن مہران نے عبدالعظیم بن عبداللہ سے، یحییٰ بن سالم سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: **وَّ تَعِیَهَآ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ** (حفاظت کرنے والے کان اُس کی حفاظت کرتے ہیں)۔ (حاقہ آیت ۱۲)

آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **ھی اذنک یا علی** (اے علی علیہ السلام یہ تیرا محافظ ہے)۔

وضاحت:

وَّ تَعِیَهَآ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ: جب اللہ تعالیٰ نے ثمود اور عاد۔ فرعون ور اُس کے پیروکاروں، قوم لوطؑ، قوم نوحؑ اور ان کے اصحاب کے کشتی میں سوار ہونے کی خبر دی تو فرمایا:

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّ تَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ (تا کہ ہم اسے تیرے لئے نصیحت قرار دیں......یعنی مومنوں کو کشتی میں سوار کر کے بچالیا اور کافروں کو غرق کر دیا۔ یا یہ کہ یہ ساری سزائیں سزا اور رحمت کے لئے نصیحت ہیں کیونکہ یہ انہیں اطاعت اور معصیت کی وجہ سے ملا ہے نصیحت پانے اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے امور کے انجام میں عبرت ہے و تعیھا اذن واعیۃ حفاظت کرنے والے کان اس کی حفاظت کریں گے اُس سے حفاظت کہ جس سے حفاظت کرنا واجب اور جس کا خیال رکھنا ضروری ہے اس کا یاد کرنا۔ اس کی اشاعت اُس کے مطابق عمل کرنا!

قال رسول: ھی اذنک یا علی! صاحب طرائف قدس سرہ نے بیان کیا ہے کہ تفسیر ثعلبی میں روایت ہے: و تعیھا ذن واعیۃ: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اے علی علیہ السلام وہ اُسے تیرا محافظ قرار دے؟ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کی: اس کے بعد میں کبھی نہ بھولا اور میرے لئے بھولنا نہیں ہے۔

اس طرح کی ابن مغازلی نے اپنی کتاب میں بھی روایت کی ہے جس کی اسناد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک ہے بعض مفسرین نے اسے ابو الحسن واحدی سے نقل کیا ہے جو علمائے اہل سنت کے مشاہیر میں سے ہیں:

اُس نے اپنی تفسیر اسباب النزول میں تحریر کیا ہے: یہ آیت علی ابن ابی



طالبؑ کے بارے میں نازل ہوئی۔

اس نے اپنی اسناد کے ساتھ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے سینے سے لگایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے اپنے قریب کروں اور تجھے علم دوں تا کہ تو نے مجھ سے جو سنا ہے اُسے یاد رکھے اور بھلائے نہیں!

ثعلبی سے منقول ہے کہ بریدہؓ نے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کی ہے کہ یہ آیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علی علیہ السلام کو خداوند کے حکم سے تعلیم دینے کے بعد نازل ہوئی ور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بتایا کہ اب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی ہر بات کو یاد رکھے گا اور وہ اسے نہیں بھولے گی۔ حافظ ابونعیم اصبہانی سے مروی ہے کہ اُس نے حلیۃ الاولیاء میں رزین سے نقل کیا ہے: یہ آیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

ثعلبی سے بھی منقول ہے کہ عبداللہ بن حسن نے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: خدایا اسے علی علیہ السلام کے لئے اُذن قرار دے پس اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو سنا اُسے حفظ کرلیا۔

اسے صاحب کشاف نے اپنی کتاب کشاف میں نقل کیا ہے اور اسے طبرسی نے مکحول سے نقل کیا ہے۔

پس روایاتِ عامہ اور روایات خاصہ میں ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اُسے صحابہ کے درمیان اسی

فضیلت اور بلند مرتبہ کی بابت خصوصیت حاصل ہے۔ اس صورت میں جاہلوں اور فلسفہ والوں کی ایک جماعت اُس پر کیسے مقدم ہو سکتی ہے؟

واللہ ولی التوفیق و منہ ھدایة الطریق.

(۵۸) احمد بن مہران نے عبدالعظیم بن عبداللہ سے، محمد بن فضیل سے، ابوحمزہ سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے: جبرائیل اس آیت کو یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے کر آیا: فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (ال محمد حقهم) قَوْلاً غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا (ال محمد حقهم) رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔

(جنہوں نے (آل محمدؑ کے حق) پر ظلم کیا انہوں نے قول کو تبدیل کر دیا وہ کہا جو انہیں نہیں کہا گیا تھا ہم نے ان (ال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق) پر ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا اور یہ ان کے فسق کی وجہ سے عذاب آیا)۔ (سورہ بقرہ ۵۹)

وضاحت:

آل محمدؑ کا حق ان کی ولایت اور خمس اور اطاعت اور دوسرے امت پر واجبی حقوق ہیں۔

جس طرح بنی سرائیل نے حطہ کی بجائے اور کہا تھا انہوں نے بھی ولایت کو چھوڑ دیا ہے ظاہراً یہ آیت بنی اسرائیل کی مذمت میں وارد ہوئی ہے۔

علی ابن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اُسی بات کی تصریح کی ہے جسے امامؑ نے بیان فرمایا ہے۔



انہوں نے حطہ (معافی) کی بجائے حنطة (گندم) کہا......

(۵۹) اسی اسناد کے ساتھ عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی سے، محمد بن فضیل سے ابو حمزہ سے امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

جبرائیل اس آیت کو یوں لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیا:

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا (آل محمد حقهم) لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا وَّكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا (نسآء ۱۶۹)

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ (فی ولایة علی) فَاٰمِنُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا (بولایة علی) فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (نسآء ۱۷۰)

(جنہوں نے (آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق پر) ظلم کیا اللہ ان کو معاف نہیں کرے گا اور انہیں سوائے جہنم کے راستہ کے کسی راستہ کی توفیق نہیں دے گا جس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے)۔

اے لوگو! تمہارے پاس رسول تمہارے رب کی طرف سے (علی علیہ السلام کی ولایت کی بابت) حق لے کر آیا ہے پس ایمان لے آؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر (علی علیہ السلام کی ولایت کا) انکار کرو گے تو اللہ کے پاس وہ سب ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے)۔

وضاحت:

ابن ابی عمیر سے ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام

نے فرمایا: یہ آیت اس طرح ہے: اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا (ال محمد حقھم) لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ یہ دلیل ہے کہ آیت اس طرح نازل ہوئی ہے۔

اس سے مراد:

جو کافر ہیں اور انہوں نے لوگوں پر ظلم کیا انہیں اُس سے روکا جس میں ان کی مصلحت اور خلاصی تھی کیونکہ جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق پر ظلم کرتا ہے وہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ ان کے تابع ہوتے ہیں اور اُس میں ان کی پیروی کرتے ہیں جس میں ان کی مصلحت اور عذاب سے خلاصی ہوتی ہے۔

وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرًا: یعنی مذکورہ حکم انہیں معاف نہ کرنا اور انہیں جہنم کے راستہ کی طرف لے جانا اور اُس میں ہمیشہ رکھنا اللہ پر آسان ہے مشکل نہیں ہے اور بڑا بھی نہیں ہے۔

فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ: یعنی ولایت کی تصدیق کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے یا ایمان لے آو یہ تمہارے لئے بہتر ہے ایمان سے مراد ولایت ہے۔

وَ اِنْ تَکْفُرُوْا: اگر ولایت علی علیہ السلام کا انکار کرو گے تو اللہ کے پاس ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے یعنی اگر انکار کرو گے تو وہ تم سے بے نیاز ہے اُسے تمہارے کفر کا کوئی نقصان نہیں ہے اور تمہارے ایمان کا کوئی فائدہ نہیں ہے آسمانوں وزمین سے مراد پوری کائنات ہے۔

(٦٠) احمد بن مہرانؒ نے عبدالعظیم سے، بکار سے، جابر سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی:



وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِہٖ (فی علی) لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ (نساء آیت ٦٦)

(اگر وہ اُسے بجالاتے ہیں جس کی انہیں (علی علیہ السلام کی بابت) نصیحت کی گئی ہے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا)۔

(٦١) احمد نے عبدالعظیم سے، ابن ذینہ سے، مالک جہنی سے روایت کی ہے: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی۔

وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِہٖ وَ مَنْ بَلَغَ (انعام ١٩)

(میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے تمہیں اور جس تک یہ پہنچے ڈراوں) امامؑ نے فرمایا: من بلغ آل محمدؑ سے ہوتا ہے جو قرآن مجید کے ذریعہ سے ڈراتا ہے جس طرح رسول خدا قرآن مجید کے ذریعہ سے ڈراتا ہے۔

(٦٢) احمد نے عبدالعظیم سے، حسین بن میاح سے دوسرے خبر دینے والوں سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے اس آیت کو تلاوت کیا:

قُلِ اعْمَلُوْا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ (توبہ آیت ١٠٥) (عمل کرو پس اللہ، رسول اور مومن تمہارے عمل کو دیکھتے ہیں)۔

امامؑ نے فرمایا: یہ اس طرح نہیں ہے وہ یوں ہے والمامونون (امین) فَنَحْنُ المامونون (وہ امین ہم ہیں)۔

وضاحت:

مامون مومن سے اخص ہے مومن سے مراد بھی ائمہ طاہرینؑ ہیں۔

یعقوب بن شعیب نے کہا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق اس آیت اعملوا فسیری اللہ و رسولہ والمومنون کے بارے میں پوچھا تو امامؑ نے فرمایا:

هم الائمه۔(وہ آئمہ ہیں)۔

(۶۳) احمد نے عبدالعظیم سے ہشام بن حکم سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

هٰذَا صِرَاطُ عَلِيٍّ مُسْتَقِيْمٌ

(یہ میری صراط مستقیم ہے)۔(الحجر آیت ۴۱)

وضاحت:

هذا صراط علی مستقیم: شاید یہ سورہ حجر والی قرءت کی طرف اشارہ ہے هذا صراط علی مستقیم جہاں صراط پر تنوین ہے اور لام پر فتح ہے جو علی علیہ السلام پر ہے اور حق اضافت ہے اور لام پر کرہ ہے یعنی اخلاص یا مخلصین کا راستہ مستقیم راستہ ہے اس سے انحراف نہ ہے اور کجروی نہیں ہے جو اپنے چلنے والے کو مقصود تک پہنچاتا ہے۔

علی کی لام پر کرہ ہے جو بزرگی کی بلندی سے ہے جس طرح قاضی اور دوسرے لوگوں نے تصریح کی ہے فی الجملہ تصحیف سے خارج ہے اور حق اخفا ہے۔ان کے بزرگوں کی تصریح کے بعد اس کا کوئی فائدہ انہیں حاصل ہونے والا نہیں ہے جیسا کہ سے صاحب طرائف نے نقل کیا ہے۔

حافظ محمد بن مومن شیرازی نے اپنی اسناد کے ساتھ قتادہ اور حسن بصری



سے روایت کی ہے وہ اس کی یوں قرأت کرتا تھا صراط علی مستقیم پس میں نے حسن سے کہا، اسکا معنی کیا ہے اُس نے کہا: یہ علی ابن ابی طالبؑ کا طریق ہے اس کا دین اس کا طریق ہے اور دین مستقیم ہے پس اس کی پیروی کرو اور اُس سے تمسک کرو یہ واضح راستہ ہے اس میں کوئی کجروی نہیں ہے۔

(۶۴) احمد نے عبدالعظیم سے، محمد بن فضیل سے، ابوحمزہ سے، امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے: جبرائیلؑ اس آیت کو یوں نازل کیا ہے: فابی اکثر الناس (بولایة علی) الا کفورا۔ اور اس کے علاوہ کسی بات کو قبول نہ کیا۔

(اکثر لوگوں نے (علی علیہ السلام کی ولایت) کا انکار کیا۔

جبرائیلؑ اُس آیت کو یوں لیکر آیا: وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ (فی الوية علی) فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ اِنَّا اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ (ال محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) نارًا۔(کہف آیت ۲۹)

(کہہ دو: حق تمہارے رب کی طرف سے ہے (علی علیہ السلام کی ولایت میں) پس جو چاہے مومن بن جائے اور جو چاہے کافر بن جائے ہم نے (آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) ظلم کرنے والوں کے لئے جہنم کو بنایا ہے)۔

وضاحت:

خداوند نے فرمایا: لَقَدْ صَرَّفْنَا بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۔(البتہ ہم نے اس کو مختلف طریقوں سے ان کے درمیان تقسیم کیا تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں مگر اکثر لوگ انکار کے علاوہ کئی بات قبول نہیں کرتے)۔(سوہ فرقان آیت ۵۰)

صرفناہ کی ضمیر حضرت علی علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے۔ صرفناہ کا معنی وہ اس میں فکر کریں اور اس کی قدر کی بلندی اور نعمت کے حق کو جان لیں فَاَبٰٓی اَکْثَرُ النَّاسِ اِلَّا کُفُوْرًا یعنی انہوں نے ولایت کا انکار کیا استثناء میں ان کے انکار کا مبالغہ شامل ہے۔

## قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ (فی ولایة علی):

علی ابن ابراہیم نے کہا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت یوں نازل ہوئی: قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ یعنی ولایت علی علیہ السلام فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ: آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنے والے لوگوں کے لئے ہے نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَ اِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَ سَآءَتْ مُرْتَفَقًا۔

(کہہ دو! یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کفر کرے ہم نے ظالموں کے لئے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں انہیں گھیرے میں لے رہی ہوں گی اور اگر وہ فریاد کریں) تو ایسے پانی سے ان کی دادرسی ہوگی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو ان کے چہروں کو بھون ڈالے گا۔ بدترین مشروب اور بدترین جائے گاہ ہے)۔ (سورہ کہف آیت ۲۹)

(۶۰) ہمارے متعدد علما نے احمد بن محمد سے، محمد بن اسماعیل سے، محمد بن فضیل سے امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۔ (مساجد اللہ کے



لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو) (سورہ جن آیت ۱۸)۔ امامؑ نے فرمایا: مساجد سے مراد اوصیاء ہیں۔

قالهم الاوصیاء: یعنی مساجد اور اوصیاء ہیں کیونکہ یہ اللہ کو سجدہ کا مقام اور جگہ ہیں اس لئے کہ اگر یہ نہ ہوتے تو کوئی سجدہ نہ کرتا۔

لِلّٰہ: اشارہ ہے کہ یہ اوصیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنائے گئے ہیں۔

فلا تدعوا مع اللّٰه احدا ان سے عدول شرک ہے اور اس کے ساتھ دوسرے خدا کو ماننا ہے اس کی مثال تفسیر قمی میں ہے:

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: المساجد الائمة صلوات اللّٰه علیهم (مساجد ائمہ طاہرین (علیہم السلام) ہیں)۔

مفسرین کا اس کی تفسیر میں اختلاف ہے۔

۱:۔ معروف مساجد (جو نماز کے لئے بنائی گئی ہیں)۔

۲:۔ مسجد الحرام۔ اس لئے کہ یہ تمام مساجد کی قبلہ ہے۔

۳:۔ سات سجدے والی جگہیں۔

۴:۔ سجدہ کیونکہ یہ مسجد کی جمع ہے جس کا معنی سجود ہے۔

۵:۔ ساری زمین۔

(۶۱) محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد عیسیٰ سے، ابن محبوب سے، احول سے سلام بن مستنیر سے امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

خداوند نے فرمایا: قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ۔

(کہہ دو! یہ میرا راستہ ہے میں اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں میں اور

میرے پیروکار بصیرت پر ہیں)۔ (سورہ یوسف آیت ۱۰۸)

**قل ھذہ سبیلی:** طریقہ اور اللہ کی طرف دعوت، شریعت اُس کی سبیل اور راستہ ہے ابوجارود کی روایت میں ہے کہ انا سے مراد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور پیروکار سے مراد علیؑ بن ابی طالب اور آل محمد صلوات اللہ علیہم ہیں۔

علی بن ابراہیم نے کہا: مجھے میرے باپ نے علی بن اسباط سے خبر دی کہ میں نے ابوجعفر ثانی صلوات اللہ علیہ سے عرض کی: میرے سردار! لوگ آپ کی کمسنی کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں امامؑ نے فرمایا: وہ کیوں اعتراض کرتے ہیں بخدا خداوند نے اپنے نبی کے لئے فرمایا:

**قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ :**

علی علیہ السلام کے سوا کسی نے پیروی نہ کی اُس وقت ان کی عمر نو سال تھی اور اب میری عمر نو سال ہے۔

**(۶۷)** محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے محمد بن اسماعیل سے حنان سے وسالم حناط سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: **فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ**۔

(پس وہاں موجود مومنین کو ہم نے نکال لیا پھر ہم نے وہاں مسلمانوں کا صرف ایک گھر پایا)۔ (سورہ ذاریات آیت ۳۵)

**فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا:** بیت سے مراد اہل بیتؑ ہیں۔ ظاہراً فیہا کی ضمیر قوم لوط کے دیہات کی طرف پلٹتی ہے اگرچہ اس کا ذکر جاری نہ کیا جائے کیونکہ یہ سیاق کلام سے معلوم ہے اس کے ذریعہ سے استدلال کیا ہے کہ اسلام



ایمان ہے اس کی دلیل یہاں مسلمان کا مومن سے استثنا کیا ہے یہ تقاضا کرتا ہے کہ مومن مسلمان کو شامل ہے یہ اُس وقت ہوگا جب اسلام عین ایمان ہو کیونکہ اگر اسلام عین ایمان نہ ہو تو مومن مسلمان پر صادق نہ آئے گا۔

جواب: ہم اسے تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

**(۶۸)** حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، محمد بن جمہور سے، اسماعیل بن سہل سے، قاسم بن عروہ سے، ابوسفاتج سے زرارہ سے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

خداوند نے فرمایا: **فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓئَتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ**

(پھر جب وہ اس وعدے کو قریب پائیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہی وہ چیز ہے جسے تم طلب کرتے تھے)۔ (سورہ ملک آیت ۲۷)

امامؑ نے فرمایا: یہ آیت امیر المومنینؑ اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے جو جو عمل کیا ہے وہ امیر المومنینؑ کو افضل جگہ پر دیکھیں گے جس سے منکروں کے چہرے بگڑ جائیں گے......

فلما راوہ: جب حضرت علی علیہ السلام کو قرب اور بلند مقام پر دیکھیں گے تو ان کی ولایت کے منکروں کے چہرے بگڑ جائیں گے یعنی ان کے چہروں پر غم و اندوہ کے آثار نمایاں ہوں گے۔

**قِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ:** یہ حضرت علی علیہ السلامؑ کی طرف اشارہ ہوا ہے اور خطاب ان کی ولایت کے منکروں کو ہوا ہے اور انہیں خطاب ہوا

جو مومن اور فرشتے ہیں اس سے غرض عار اور شماتت ہے۔

یرون امیر المومنین: وہ امیر المومنین علیہ السلام کو افضل مقام میں دیکھیں گے ان کے لئے افضل مراتب ہوا ں گے۔

تفسیر قمی میں اس آیت کے ضمن میں ہے:

**اذا کان یوم القیامة نظر اعداء امیر المومنین صلوات اللہ علیہ الی ما اعطاہ اللہ تبارک و تعالیٰ من المنزلة الشریفة العظیمة و بیدہ لواء الحمد وھو علی الحوض یسقی و یمنع تسود وجوہ اعداء ہ فیقال لھم: ھذا الذی کنتم بہ تدعون ای ھذا الذی کنتم تدعون منزلته و مو قعه و اسمه.**

(قیامت کے دن امیر المومنین علیہ السلام کے دشمن امیر المومنین علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے عظیم اور شریف مقام کو دیکھیں گے، دیکھیں گے کہ اس کے ہاتھ میں لواء الحمد ہے وہ حوض پر ساقی کوثر ہے لوگوں کو پلا رہا ہے لوگوں کو روک رہا ہے اس کے دشمنوں کے منہ کالے ہیں تو انہیں کہا جائے گا: یہ وہی ہے جس کی تم طلب کرتے تھے، اسکا مقام و منزلت اور نام)۔

بعض مفسرین نے کہا ہے: حاکم ابوالقاسم حسکانی نے اپنی صحیح اسناد کے ساتھ شریک سے اعمش سے نقل کیا ہے کہ: لمارا وا لعلی بن ابی طالب عند اللہ زلفی سیئت و جوہ الذین کفروا (جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک علی ابن ابی طالب کے مقام کو دیکھیں گے تو اس کی ولایت کے منکروں کے چہرے بگڑ جائیں گے)۔

(۶۹) محمد بن یحییٰ نے سلمہ بن خطاب سے علی بن حسان سے، عبدالرحمٰن



بن کثیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: خداوند نے فرمایا: و شاھد و مشھود (شاہد اور مشہود کی قسم)۔ (سورہ بروج آیت ۳)

امامؑ نے فرمایا: شاہد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مشہود امیر المومنین علیہ السلام ہے۔

وضاحت:

وشاہد و مشہود: اللہ تعالیٰ نے شاہد اور مشہود کی قسم کھائی جس طرح برجوں والے آسمان اور یوم موعود کی قسم کھائی کہ اصحاب اخدود (خندق والے) قتل کئے گئے۔

اس سے مراد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور امیر المومنین علیہ السلام ہیں اس لئے کہ دونوں میں سے ہر ایک مخلوق کے اعمال پر شاہد (گواہ) ہے اور ان کی گواہی دے گا انہیں انہوں نے تبلیغ کی اور نصیحت کی یا اول سے اول مراد ہو اور ثانی سے ثانی مراد ہو اور یہ لف اور نشر مرتب کے باب سے ہے۔ مفسرین کا اس کی تفسیر میں اختلاف ہے۔

۱:۔ شاہد اللہ ہے اور مشہود مخلوق ہے۔

۲:۔ شاہد مخلوق ہے اور مشہود اللہ ہے۔ کیونکہ مخلوق اللہ تعالیٰ کے وجود پر شاہد ہے۔

۳:۔ شاہد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مشہود امت ہے۔

۴:۔ شاہد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور مشہود قیامت ہے لیکن یہ درست نہ ہے کیونکہ یوم موعود قیامت کا دن ہے۔ پس یہاں تکرار ہو جائے گا جسے

سوائے تکلیف کے دور نہیں کیا جا سکتا۔

۵:۔ شاہد جمعہ کا دن اور مشہود عرفہ کا دن ہے۔

۶:۔ شاہد حجر اسود، مشہود حاجی ہے۔

۷:۔ شاہد دن رات اور مشہود مخلوق ہے۔

کتاب منہج الصادقین میں ان سب اقوال کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

(۷۰) حسین بن احمد نے معلی بن محمد سے، وشاء سے، احمد بن عمر حلال سے روایت کی ہے کہ میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیْنَ

(مؤذن نے ان کے درمیان اذان دی کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے)۔(سورہ اعراف آیت ۴۴)

امام نے فرمایا: المؤذن امیر المومنین علیہ السلام (مؤذن امیر المومنین علیہ السلام ہے)۔

احمد بن حلال: اسے حلال اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حل یعنی تل کے تیل کو فروخت کرتا تھا۔ ابن داؤد نے خلال کہا ہے یعنی وہ سرکہ فروخت کرتا تھا۔

فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَیْنَهُمْ...... کے بعد میں ہے:

اَلَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ یَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ وَ بَیْنَهُمَا حِجَابٌ وَ عَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِیْمٰهُمْ وَ نَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ لَمْ یَدْخُلُوْهَا



وَهُمْ وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○ وَ نَادٰٓى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا یَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِیْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ

(جو لوگوں کو خدا کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہیں اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ اور (اہل جنت و اہل جہنم) دونوں کے درمیان ایک پردہ ہوگا اور بلندیوں پر کچھ ایسے افراد ہوں گے جو ہر ایک کو ان کی شکلوں سے پہچان لیں گے اور اہل جنت سے پکار کر کہیں گے تم پر سلامتی ہو یہ لوگ ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے مگر امیدوار ہوں گے اور جب ان کی نگاہیں اہل جہنم کی طرف پلٹائی جائیں گی تو وہ کہیں گے: ہمارے پروردگار! ہمیں ظالموں کے ساتھ شامل نہ کرنا۔ اور اصحاب اعراف کچھ ایسے لوگوں کو بھی پکڑیں گے جنہیں وہ ان کی شکلوں سے پہچانتے ہوں گے اور کہیں گے: آج نہ تو تمہاری جماعت تمہارے کام آئی اور نہ تمہارا تکبر اور کیا یہ (جنتی) وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ ان تک اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی؟ (آج انہی لوگوں سے کہا جا رہا ہے کہ) جنت میں داخل ہو جاؤ۔ جہاں نہ تمہیں خوف ہوگا اور نہ تم غمگین ہوں گے)۔(سورہ اعراف آیت ۴۵)

مؤذن امیر المومنین علیہ السلام ہے جو دو گروہوں کے درمیان قیامت کے دن اذان دیں گے۔

ا:۔ اپنے پیروکاروں کے درمیان۔

۲:۔ اپنے پر ظلم کرنے والوں کے درمیان۔

ظالموں پر لعنت کریں گے اور رحمت خداوندی سے دوری کا اعلان کریں گے، پیروکاروں کو سلامتی کی آواز دیں گے اور جنت میں داخل ہو جانے کی بشارت دیں گے۔

دلیل: کہ موذن سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

تفسیر قمی میں ہے:

مجھے میرے باپ نے محمد بن فضیل سے، ابوالحسن علیہ السلام سے خبر دی کہ:

موذن امیر المومنین علیہ السلام ہے جو اذان دے گا جسے ساری مخلوقات سنیں گی اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اذان)۔ (سورہ توبہ) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: کنت انا الاذان فی الناس (لوگوں میں میں اذان ہوں)۔

(۷۱) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے، محمد بن اورمہ سے، علی بن حسان سے، عبدالرحمٰن بن کثیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ۝

(انہیں اچھے قول کی طرف ہدایت دی گئی اور انہیں صراط حمیدہ کی طرف دعوت دی گئی)۔ (سورہ حج آیت ۲۴)

امامؑ نے فرمایا: وہ حمزہؓ، جعفرؓ، عبیدہؓ، سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ بن اسود اور عمار ہیں



جنہیں امیر المومنین علیہ السلام کی طرف راہنمائی کی گئی اور خداوند نے فرمایا:

حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (اُس نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب جانا اور اُسے تمہارے دلوں میں زینت بخشی) یعنی امیر المومنین علیہ السلام۔

وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ (تمہارے لئے کفر، فسوق اور نافرمانی کو ناپسند کیا) اس سے مراد اول، دوم، سوم ہے۔

وضاحت:

ذلک حمزہ و جعفر و عبیدہ: ارادہ ہوا کہ صراط حمیدہ علی بن ابی طالب ہے کیونکہ یہ حق کی طرف طریق (راستہ) ہے اور فی نفسہ محمود ہے اور اس کا انجام قابل تعریف ہے، انہیں مخصوص قرار دیا ہے کیونکہ یہ مودت خالصہ پر فائز تھے اور ان کے علاوہ ان کے دل زنگ سے خالی نہ تھے ہوسکتا ہے طیب من القول سے مراد کلمہ توحید ہو یا عام شے جو کلمہ توحید اور دوسری چیزوں کو شامل ہے اور احتمال ہے کہ آپ کو نصیحت مراد ہو۔

علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ:

الطیب من القول: توحید، اخلاص ہے اور صراط حمیدہ ولایت ہے۔

عبیدہ سے مراد عبیدہ بن عمرو ہے بعض نے کہا ہے کہ ابن قیس بن عمر ہے اور سلمانی جو بنی سلمان بن نشکؒ مرادی ہے اور امیر المومنین علیہ السلام کے دوستوں اور خاص صحابیوں سے تھے اور وہ عامہ کے طریق میں بھی ذکر ہوئے ہیں۔

مسلم نے اپنی اسناد سے عبیدہ سے روایت کی ہے: قرطبی نے کہا: عبیدہ عبیدہ سلمانی ہے۔

وضاحت:

یعنی امیرالمومنین: ایمان سے مراد امیرالمومنین علیہ السلام ہے کیونکہ وہ ایمان کی اصل ہے اور ایمان کا سبب ہے اس وقت خطاب شیعوں سے ہوا ہے ساری امت سے نہیں! بعض مفسرین نے تخصیص کی طرف بھی اشارہ کی ہے اور کہا ہے: حبب الیکم یعنی الی بعضکم۔ (بعض کی طرف)۔

اول، دوم، سوم کہا ہے: اول کی طرف کفر کی نسبت دی ہے کہ کفر کا بانی ہے اور اصل ہے دین سے خارج ہونے کی ابتداء اس سے ہوئی ہے۔ دوم کی طرف فسق کی نسبت دی ہے کیونکہ یہ فسوق کا بانی ہے حالانکہ ظاہری شریعت کی فی الجملہ رعایت میں رہتا ہے اور سوم کی طرف نافرمانی کی نسبت دی ہے کیونکہ یہ نافرمانی کا بانی ہے اور سرکشی کے ذریعہ دین سے خارج ہے اس کی سرکشی اس قدر بڑھتی ہے کہ ساتھی اُس کے قتل پر ایکا کر لیتے ہیں۔

(۷۲) محمد بن یحییٰ نے ابن محبوب سے، جمیل بن صالح سے، ابی عبیدہ سے روایت کی ہے کہ میں نے ابوجعفر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

اِیْتُوْنِی بِکِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَشَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ٥

(اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے کی کتاب یا کوئی باقی ماندہ علمی ثبوت



میرے سامنے پیش کرو)۔ (سورہ احقاف آیت ۴)

امامؑ نے فرمایا: کتاب سے مراد تورات اور انجیل ہے اور اشارۃ من علم سے مراد انبیاءؑ کے اوصیاءؑ کا علم ہے۔

وضاحت:

اِیْتُوْنِی بِکِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ: یہاں اللہ تعالیٰ نے اشارہ دیا ہے کہ مشرکوں کے پاس شرک پر کوئی عقلی دلیل موجود نہیں ہے اور نہ ہی بتوں کی پوجا پر کوئی عقلی دلیل ان کے پاس ہے دیگر ازیں ان کے پاس شرک پر کوئی نقلی دلیل بھی نہیں ہے اسی لئے تو فرمایا:

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِی مَا ذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ اِیْتُوْنِی بِکِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ٥

(کہہ دو! کیا تم نے انہیں (کبھی) دیکھا بھی ہے جنہیں اللہ کے سوا تم پکارتے ہو؟ مجھے بھی دکھاؤ انہوں نے زمین کی کون سی شے پیدا کی ہے یا آسمانوں میں ان کی شرکت ہے؟ اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا کوئی باقی ماندہ علمی ثبوت میرے سامنے پیش کرو)۔ (سوہ احقاف آیت ۴)

یعنی: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مشرکوں کو کہہ دو! کہ ان اجرام فلکی کے پیدا کرنے میں تمہارے خداؤں کو کوئی دخل ہے، جس کی وجہ سے عبادت کے مستحق قرار پائیں۔ عقلی طور پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، جس سے بتوں کی عبادت ثابت ہو اور اسی طرح نقلی طور پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے، جس

سے بتوں کی عبادت ثابت ہو۔ اسی لئے کہا:

ایتونی بکتاب من قبل هذا :یہ قرآن ناطق ہے جس میں توحید کا ثبوت ہے۔

واثارة من علم: باقی ماندہ علماء اور انبیاءؑ کے اوصیاءؑ کا علمی ثبوت۔

ان کنتم صادقین: اپنے دعویٰ میں سچے ہو!

اہل عصمت کی تفسیر سے دوامر کی طرف اشارہ ہوا ہے:

ا:۔ ان لوگوں کے قول کو رد کیا گیا ہے جو کہتے ہیں کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا وصی مقرر کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے۔ پہلے والے انبیاءؑ کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی وصیؑ تھا:

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلاً

(اللہ کی سنت ہے جو پہلے گزر گئے اور سنت خداوندی میں تبدیلی نہیں)۔ (سورہ فتح آیت ۲۳)

۲:۔ عبارت میں تینوں کے علی علیہ السلام کے ساتھ شریک ہونے پر عقلی نقلی کوئی دلیل نہ ہے جیسے بتوں کی عبادت کا خداوند کے ساتھ عبادت میں کوئی شریک نہ ہے۔

(۷۳) حسین بن محمد نے معلیٰ بن محمد سے اس کی خبر دینے والوں سے، علی بن جعفر سے خبر دی ہے کہ میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے سنا امام نے فرمایا: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تیمی، عدی اور بنی امیہ کو اپنے منبر پر دیکھا تو افسردہ ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل کیا جس کی پیروی کی جاتی ہے:

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلاَّ اِبْلِيْسَ اَبٰى (جب



ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی طرف سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کر دیا)۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۰۱)

خداوند نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے حکم دیا ہے جسے لوگوں نے نہ مانا اب تو بھی افسردہ حال نہ ہو کہ تو نے حکم دیا ہے اور تیرے وصیؑ کی بابت تیری اطاعت نہیں ہوئی۔

لما رای رسول اللّٰه (صلی الله علیه وآله وسلم) تیما وعدیا:

علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے ضمن میں کہا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي اَرَيْنَاكَ

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خواب میں اپنے منبروں پر بندر دیکھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا لگا اور شدید دکھ ہوا خداوند نے اس آیت کو نازل کیا:

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (اسراء آیت ۶۰) (ہم نے جو خواب تجھے دکھایا ہے صرف لوگوں کی آزمائش کے لئے ہے) تا کہ وہ اُس میں سرگرداں رہیں۔

وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ (قرآن میں شجرہ ملعونہ بیان ہوا ہے)۔ (اسراء آیت ۶۰

یہ بنی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی حکایت کی ہے اور فرمایا:

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا...... لَاَحْتَنِكَنَّ

ذُرِّیَّتَہٗٓ اِلَّا قَلِیْلًا (میں اُس کی اولاد کو سوائے تھوڑے لوگوں کے برباد کر دوں گا)۔(اسراء آیت ۶۲)

خداوند نے فرمایا: اِذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاۤؤُكُمْ جَزَاۤءً مَّوْفُوْرًا۔

(چلا جا اب ان میں سے جو تیری پیروی کرے گا تمہاری سزا جہنم ہوگی جو پختہ سزا ہے)۔(اسراء آیت ۶۳)

(۷۴) محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے، ابن محبوب سے حسین بن نعیم صحاف سے روایت کی ہے کہ:

میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ (تم میں سے کچھ مومن اور کچھ کافر ہیں)۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی ہماری ولایت اور محبت کے ذریعہ سے تصدیق کی ہے اور ان کے کفر کی ہماری محبت کے ذریعہ معرفی (پہچان) کی ہے جس دن عالم ذر میں آدمؑ کی صلب میں ان سے عہد لیا۔

میں نے امامؑ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُو الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ (اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو پس اگر تم اس سے پھر گئے تو ہمارے رسول پر صرف واضح پیغام پہنچا دینا ہے)۔(تغابن آیت ۱۲)

امام نے فرمایا: خدا کی قسم تم سے پہلے والے ہلاک نہ ہوئے جو ہلاک



ہوا ہے وہ ہلاک نہ ہوگا یہاں تک کہ ہمارا قائم علیہ السلام قیام کرے گا وہی ہلاک ہوگا جو ہماری ولایت کو ترک کرے گا اور ہمارے حق کا انکار کرے گا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امت کی گردنیں ہمارے حق میں دیں وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَاۤءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (اللہ جسے چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے)۔

وضاحت:

فَمِنْكُمْ كَافِرٌ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ: اس کی سند اور متن پہلے گزر چکے ہیں کوئی فرق نہ ہے سوائے اس کے یہاں کہ کافر مومن پر مقدم ہے جس طرح قرآن میں ہے اسکو پہلے مؤخر قرار دیا گیا ہے۔

اطیعو اللّٰہ و اطیعو الرسول.

سورہ تغابن میں ہے یعنی اللہ اور رسولؐ کی ان کے امر و نہی میں اور جسے رسول لے آیا ہے اُس میں اطاعت کرو اور سب سے بڑی شے جسے رسولؐ لے آیا ہے۔ وہ ولایت ہے!

اگر تم ان کی اطاعت سے پھر گئے تو ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف واضح شے کا پہنچانا ہے وہ تو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے تمہارا پھر جانا اور منہ پھیر لینا اُسے کوئی نقصان نہیں دے گا اس میں نقصان تو صرف تمہارا ہی ہوگا۔

امامؑ نے فرمایا: اس امت کے وہ لوگ ہلاک ہوں گے جو ہماری ولایت کو چھوڑ جائیں گے اور ہمارے حق کے منکر ہوں گے اور یہ تب ہوگا جب ہمارا

قائم علیہ السلام قیام فرمائے گا۔ آپ کئی بار جان چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے ولایت پر عہد لیا پس جس نے ولایت کو قبول کیا وہ زندہ ہے اور نجات پانے والا ہے اور جس نے ولایت کا انکار کیا وہ ہلاک ہونے والا اور عذاب میں گرفتار ہونے والا ہے خواہ ان کا تعلق گزشتہ امتوں سے ہو یا اس امت سے!

پھر امامؑ نے فرمایا: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دنیا سے رخصت ہوئے......

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار حضرت علی علیہ السلام کے حق میں تبلیغ کی اتنی کسی نبیؐ نے اپنے وصیؑ کے بارے میں تبلیغ نہیں کی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ میری امت اس کی مخالفت کرے گی اس سے جھگڑا کرے گی اور اس کے حق کو غصب کرے گی وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ یعنی: دین حق کی طرف یا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

(۷۵) محمد بن حسن نے علی بن محمد سے، سہل بن زیاد سے، موسیٰ بن قاسم بجلی سے، علی بن جعفر سے، اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے: وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ (بند کنویں اور پختہ محل)۔ (حج آیت ۴۵)

امام نے فرمایا:

بئر معطلہ: امامؑ صامت ہے۔

قصر مشید: امامؑ ناطق ہے۔

اسے محمد بن یحییٰ نے عمرکی سے، علی بن جعفر سے، ابوالحسن علیہ السلام



سے روایت کیا ہے۔

علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ: بئر معطلہ جس سے پانی حاصل نہیں ہوتا وہ غائب امامؑ ہے جس سے علم حاصل نہیں ہوسکتا اور قصر مشید بلند محل ہے اور یہ امیر المومنین صلوات اللہ علیہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونواسوں کی مثال ہے۔

(۷۶) علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے، حکم بن بہلول سے، ایک مرد سے، امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ خداوند نے فرمایا:

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل حبط ہوجائے گا) یعنی اگر تو نے ولایت میں غیر کو شریک قرار دیا۔ (زمر آیت ۶۵)

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ (زمر آیت ۶۶) (بلکہ اللہ کی عبادت کرو اور شکر کرنے والوں سے ہوجاؤ) یعنی اللہ کی اطاعت کے ذریعہ عبادت کرو اور شکر کرنے والوں میں سے ہوجاؤ: میں نے تیرے بھائی اور چچازاد کے ذریعہ تیرے بازو مضبوط کیئے۔

وضاحت:

ولایت میں غیر کو شریک قرار دیا: اگر فرض کریں جیسا کہ وہ فرض محال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولایت میں علی علیہ السلام کے غیر کو شریک قرار دیا یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ اس میں تعریض ہے کہ جو ولایت میں غیر کو شریک

قرار دیتا ہے اُس کے عمل حبط اور نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوجاتا ہے۔

علی بن ابراہیم نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ۝ (زمر آیت ۶۵) (ہم نے تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف وحی کی کہ اگر تو نے شرک کیا تو تیرا عمل حبط ہوجائے گا اور تو نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوجائے گا)۔

خطاب نبی کو ہوا ہے اور مقصود امت ہے۔

یہ وہی ہے جو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: لئن اشرکت کی تفسیر یہ ہے کہ اگر تم نے علی علیہ السلام کے ساتھ اس کے غیر کی ولایت کا حکم دیا تو تیرا عمل حبط ہوجائے گا اور تو نقصان اٹھانے والوں سے...... ہوجائے گا۔

بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ: اللہ کی عبادت کرو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ: یہاں ظاہراً عبادت کو طلب کیا ہے اور نعمت مذکورہ پر شکر کا کہا ہے احتمال تعریض بھی ہے اور وہ یہ کہ یہاں مراد امت ہے اگر وہ اس کی عبادت کریں اور مذکورہ نعمت پر اس کا شکر ادا کریں اور وہ نعمت یہ ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس کے بھائی اور چچازاد کے ذریعہ سے تقویت بخشی تو یہ سیاق وسباق کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہے۔

(۷۷) حسین بن محمد نے معلّیٰ بن محمد سے، احمد بن محمد سے، حسن بن محمد ہاشمی سے روایت کی ہے: مجھے میرے ماں باپ نے، احمد بن عیسیٰ سے خبر دی، مجھے جعفر بن محمدؑ نے اپنے باپ سے اپنی جد علیہم السلام سے اس آیت کے ضمن میں



خبر دی:

یَعْرِفُوْنَ نِعْمَةَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَهَا (نحل آیت ۸۳) (وہ نعمت خدا کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں)۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ رَاکِعُوْنَ (تمہارا اللہ ولی ہے اس کا رسول ولی ہے اور وہ ولی ہیں جو ایمان لائے، نماز کو قائم کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰت دیتے ہیں)۔ (مائدہ آیت ۵۵)

کچھ صحابی مسجد نبوی میں جمع ہوئے بعض نے بعض سے کہا: تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

بعض نے کہا: اگر ہم اس آیت کا انکار کریں تو ساری آیتوں کا انکار کرنا پڑے گا اور اگر اس پر ایمان لے آئیں تو یہ ذلت ہے کیونکہ اس سے ابن ابی طالبؑ ہم پر مسلط ہوجائے گا۔

انہوں نے کہا: ہم جانتے ہیں کہ محمدؐ صادق القول ہے لیکن ہم اُس سے محبت کرتے ہیں اور علی علیہ السلام کی اطاعت نہیں کرتے ہیں جس کا اُس نے ہمیں حکم دیا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: پس یہ آیت نازل ہوئی: یَعْرِفُوْنَ نِعْمَةَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَهَا (وہ نعمت خدا کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں) یعنی ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر ولایت کے منکر ہیں۔

وضاحت:

ہم اُس سے محبت کرتے ہیں اور علی علیہ السلام کی اطاعت نہیں کرتے ہیں جس کا اس نے ہمیں حکم دیا ہے: یہاں کی ضمیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پلٹتی ہے اور اسے علی علیہ السلام کی طرف لوٹانا لفظاً و معناً بعید ہے۔

یَعْرِفُوْنَ یعنی ولایت علی ابن ابی طالب: یہاں نعمت سے مراد ولایت ہے یعنی یہ لوگ اُس ولایت کو جانتے پہچانتے ہیں جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا ہے اور ان کی دنیا و آخرت کی مصلحتوں کو پورا کیا ہے اس پر دلیل نصوص قرآنیہ اور سنتِ نبویہ اور آنکھوں کے مشاہدات ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ آپ میں عمل و علم انتہائی درجہ کا تھا پھر انہوں نے حسد اور بغض کی بناء پر اس کا انکار کر دیا۔

وَاَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُوْنَ: ولایت کو پہچانتے ہیں اور اُس کے منکر ہیں پس اکثر لوگ کافر ہیں کیونکہ اکثر کل کا قائم مقام ہے جیسا کہ قاضی نے اس مطلب کی تصریح کی ہے یہاں اکثر ھم کی ضمیر اُمت کی طرف لوٹتی ہے کیونکہ اس امت کی اکثریت اس ولایت کی منکر ہے واللہ اعلم۔

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَةَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا

اس آیت کے ضمن میں علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ نعمت سے مراد آئمہؑ ہیں۔ اس بات پر دلیل کہ نعمت سے مراد آئمہؑ ہیں خداوند کا یہ فرمان ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا (کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے نعمت خدا کو تبدیل کر دیا انہوں نے ایسا از روئے کفر کیا ہے)۔ (سورہ



ابراہیم آیت ۲۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: نحن و اللّٰہ نعمة اللّٰہ انعم بها على عباده و بنا فاز من فاز (بخدا ہم ہی وہ نعمت الٰہیہ ہیں جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام فرمایا ہے اور ہمارے ہی ذریعہ سے کامیاب ہونے والا کامیاب ہوگا)۔

(۷۸) محمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، ابن محبوب سے، محمد بن نعمان سے سلام سے روایت کی ہے کہ:

میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا:

اَلَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (جو زمین پر (انکساری سے) دبے پاؤں چلتے ہیں)۔ (سورہ فرقان آیت ۶۳)

امامؑ نے فرمایا: هم الاوصياء من مخافة عدوهم۔ (وہ اوصیاء ہیں جو اپنے دشمنوں کے خوف سے دبے پاؤں چلتے ہیں)۔

وضاحت:

ھم الاوصیاء:

تفسیر قمی میں ہے: یہ آیت ائمہ صلوات اللہ علیہم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

زرارہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (اللہ کے بندے جو زمین پر......)

امامؑ نے فرمایا: الائمہ یمشون علی الارض هونا خوفا من عدوهم (وہ آئمہؑ ہیں جو اپنے دشمنوں کے خوف سے زمین پر (انکساری کے ساتھ) دبے پاؤں چلتے ہیں)۔

سلیمان بن جعفر سے مروی ہے میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے اس آیت و عباد الرحمن الذین یمشون...... کے بارے میں سوال کیا تو امامؑ نے فرمایا: الائمۃ صلوات اللہ علیہم: (وہ ائمہ صلوات اللہ علیہم ہیں)۔

(۷۹) اصبغ بن نباتہ نے امیر المومنین علیہ السلام سے اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ (لقمان آیت ۱۲) (میرا اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو میری طرف بازگشت ہونا ہے) کے بارے سوال کیا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

وہ والدین جن کا شکریہ ادا کرنا اللہ تعالیٰ نے واجب قرار دیا ہے وہ ہیں جنہوں نے علم دیا اور حکمت دی، اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے پھر فرمایا:

الی المصیر: میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔

پس لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ والدین پر دلیل:

ابن حنتمہ اور اُس کے صاحب کے قول پر عطف ہے پس کہا: خاص اور عام میں!

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ (اگر وہ تجھ سے میرے ساتھ شرک پر جہاد کریں) وصیت میں کہا: اگر وہ تجھے اللہ کی اطاعت سے روکیں



تو ان کی اطاعت نہ کرنا اور ان کی بات کو نہ سننا پھر قول کا والدین پر عطف کیا اور فرمایا: وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (دنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آؤ) لوگوں کو ان کی فضیلت بتاؤ، ان کے راستہ کی دعوت دو کیونکہ خداوند نے فرمایا: وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ (لقمان آیت ۱۵) (توبہ کرنے والوں کے راستہ کی پیروی کرو پھر میری طرف لوٹ کر آنا ہے)۔

پس کہا: اللہ کی طرف پھر ہماری طرف پس اللہ سے ڈرو اور والدین کی نافرمانی سے بچو کیونکہ ان کی خوشی اللہ کی خوشی اور ان کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی ہے۔

وضاحت:

وہ والدین ہیں جنہوں نے علم دیا حکمت دی۔

ان سے مراد رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور یہ تربیت میں تشبیہ کے طور پر والدین قرار پائے ہیں۔ کبھی ایسے ہوتا ہے کہ قرآن مجید ایک شے میں ظہور رکھتا ہے اور اُس سے خلاف ظاہر مراد ہوتا ہے یا اس کے ذریعہ سے خلاف ظاہر کی طرف رمز کے طور پر اشارہ کیا جاتا ہے۔

اس تاویل کو رد نہیں کیا جاسکتا جو پہلی آیت کے منافی ہے۔

خداوند نے فرمایا: وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ (ہم نے انسان کو والدین کے بارے میں وصیت کی ہے اُسے ماں نے حمل میں دکھوں کے ساتھ اٹھایا اور دو سال دودھ پلایا)۔ (لقمان ۱۴)

ان والدین پر دلیل: اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانے پر دلیل والدین ہیں کیونکہ

وہ بندوں کو حق کے راستہ کی راہنمائی کرتے ہیں اور اس پر چلنے کا طریقہ سکھاتے ہیں اور قیامت کے لئے ضرورت کے زاد راہ کو اٹھانے کی تعلیم دیتے ہیں۔

عطف القول علی ابن حنتمه: یعنی کلام کو ان کی مذمت اور نفرت کی طرف پھیرا۔

حنتمہ...... حضرت عمر بن خطاب کی ماں ہیں

(۸۰) ہمارے متعدد علماء نے احمد بن محمد سے علی بن سیف سے اپنے باپ سے، عمرو بن حریث سے روایت کی ہے: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ (ابراهيم ۲۴): (شجرہ طیبہ کی طرح جس کی اصل ثابت ہے اور فرع آسمان میں ہے)۔ امامؑ نے فرمایا: اصل رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور فرع امیر المومنین علیہ السلام ہے اور دوسرے آئمہؑ ٹہنیاں ہیں۔ آئمہؑ کا علم اس کا پھل...... اور مومن شیعہ اس کے پتے ہیں کیا اس میں فضیلت ہے؟ میں نے کہا: بخدا نہیں۔ امامؑ نے فرمایا: بخدا مومن پیدا ہوتا ہے تو درخت پر پتہ لگ جاتا ہے۔ مومن مرتا ہے تو درخت سے پتہ گر جاتا ہے۔

وضاحت:

بعض مفسرین نے کہا ہے جیسے شواہد التنزیل سے منقول ہے کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ کو مختلف درختوں سے پیدا کیا ہے، مجھے اور علی علیہ السلام کو ایک درخت سے پیدا کیا ہے۔ میں اس کی اصل، علی علیہ السلام اس کی شاخ، فاطمہؑ اسکا تنہ، حسنؑ وحسینؑ اس کے پھل۔



ہمارے شیعہ اس کے پتے ہیں جو اس کی ٹہنی سے متمسک ہو گا نجات پا جائے گا جو ان سے منحرف ہو گا وہ ہمیشہ کے لئے ہلاک ہو جائے گا۔

تفسیر قمی میں ہے:

ابو جعفر علیہ السلام نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا:

درخت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں جن کا نسب بنی ہاشم میں ثابت ہے۔ شاخ علی ابن ابی طالب صلوات اللہ علیہ ہے درخت کی ٹہنیاں فاطمہ علیہا السلام ہے، پھل علیؑ و فاطمہؑ کی اولاد سے آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اس کی ٹہنیاں آئمہؑ ہیں اور شیعہ اس کے پتے ہیں جب ہمارے شیعوں میں سے کوئی مومن مرتا ہے تو درخت سے ایک پتہ گر جاتا ہے اور جب مومن پیدا ہوتا ہے تو درخت پر ایک پتہ لگ جاتا ہے۔

میں نے عرض کی: کیا تم نے آیت دیکھی ہے: تُؤْتِي اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا۔ (ابراہیم ۲۵) امام نے فرمایا: اس سے مراد آئمہؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔ ہر حج اور عمرہ میں، حلال اور حرام سے، پھر اللہ تعالیٰ نے ال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں کے بارے میں فرمایا: وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ۔ (کلمہ خبیثہ کی مثال جو زمین پر اُگ آتا ہے کے لئے قرار نہیں ہے)۔ (ابراہیم ۲۶)

ابی جارود کی روایت میں ہے: اسی طرح کفار کے اعمال آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتے ہیں اور بنی امیہ کسی مجلس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے، کسی مجلس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی ان کے اعمال آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں سوائے ان میں سے کم لوگوں کے!

(۸۱) محمد بن یحیٰی نے حمدان بن سلیمان سے عبداللہ بن محمد یمانی سے، منیع بن حجاج سے یونس سے، ہشام بن حکمؒ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے: لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ (یعنی فی المیثاق) اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا (انعام ۱۵۸)۔ (انسان کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لے آیا (یعنی میثاق میں ایمان نہ لے آیا) جس نے اپنے ایمان میں بھلائی کو کسب کیا)۔

امامؑ نے فرمایا: انبیاءؑ کا اقرار اوصیاءؑ کا اقرار خاص کر کے امیر لمومنین علیہ السلام کا اقرار ایمان فائدہ نہ دے گا کیونکہ اس سے ایمان سلب ہو چکا ہے۔

لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا: خداوند نے فرمایا:

یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا (انعام: ۱۵۸): یعنی اللہ، انبیاءؑ، اوصیاءؑ پر ایمان شاید اس سے مراد بعض آیات اور بعض قیامت کی شرطیں ہیں اور یہ حذیفہ سے براء بن عازب سے نقل کے مطابق دس چیزیں ہیں: دجال، دابۃ الارض، مشرق کی جانب خسوف، مغرب کی جانب خسوف، جزیرۃ العرب میں خسوف، دخان (دھواں) مغرب سے سورج کا طلوع ہونا، یاجوج، عیسیٰؑ کا آسمان سے نازل ہونا، عدن سے آگ کا نکلنا۔ یا اس سے مراد امام محمد مہدی علیہ السلام ہیں کیونکہ آئمہ آیات الٰہیہ سے ہیں اور وہ ان سے بعض ہیں!

جو میثاق میں امیر المومنین علیہ السلام پر میثاق میں ایمان نہ لے آیا اور دنیا میں ایمان لے آیا اُسے دنیا والا ایمان فائدہ نہ دے گا۔ کیونکہ وہ بغیر ایمان مرا



(۸۲) اس اسناد کے ساتھ، یونس سے، صباح مزنی سے، ابوحمزہ سے، دو میں سے ایک امام علیہ السلام سے مروی ہے: خداوند نے فرمایا:

بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓئَتُهٗ (ہاں جو برائی کرتا ہے اور اُسے خطائیں گھیر لیتی ہیں)۔ (بقرہ آیت ۸۱)

امامؑ نے فرمایا: جب امیر المومنین علیہ السلام کی امامت کا انکار کرتے ہیں!

فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ (یہی لوگ جہنمی ہیں)!

وضاحت:

بَلٰی مَنْ كَسَبَ سَیِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ: سیئة قبیح کام اور خطیہ گناہ کو کہتے ہیں۔

قاضی نے کہا: ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ سیئہ کا کبھی کبھی اُس پر اطلاق کیا جاتا ہے جس کا ذاتی طور پر قصد کیا جائے اور خطیہ غالب اُس پر بولی جاتی ہے جس کا عرضی طور پر قصد کیا جائے کیونکہ سیئہ خطا سے ہے اس کے احاطہ سے مراد یہ ہے کہ سیئہ خطیہ کو تمام جوانب سے شامل ہے۔

یہ اُس کے لئے کہا جاتا ہے جو اصلاً خیر کی طرف نہ پلٹے شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول:

جو امیر المومنین علیہ السلام کی امامت کا انکار کرے! یہ سیئہ کے لئے بیان ہے اگر اُس کی امامت کا انکار کرے تو منکر ولایت کا ہر کام گناہ شمار ہوگا یہاں تک کہ وہ خطائیں اُسے تمام جوانب سے گھیر لیں گی۔

اس تفسیر کے مناسب وہ بات ہے جسے بعض مفسرین نے نقل کیا ہے:

ابو حمزہ ثمالی سے سدی سے منقول ہے کہ خداوند کے قول میں حسنہ استعمال ہوا ہے: وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْلَهٗ فِيْهَا حُسْنًا (جو نیکی انجام دیتے ہیں اس کی نیکی میں حسن کو زیادہ کرتے ہیں) (سورہ شوریٰ ۲۳) سے مراد اہل بیت کی مودت ہے۔ جو ابھی گزرا ہے کہ کبھی قرآن مجید ایک شے میں ظہور رکھتا ہے اور اس کا اشارہ دوسری طرف ہوتا ہے یہ بات مندفع ہے، اس آیت کے ماقبل کو دیکھیں تو وہ یہودیوں کی مذمت میں ظہور ہو سکتی ہے۔

(۸۳) ہمارے متعدد علماء نے احمد بن محمد بن ابو نصر سے، حماد بن عثمان سے، ابو عبیدہ حذا سے مروی ہے: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے استطاعت اور لوگوں کے قول کے بارے میں سوال کیا! امامؑ نے فرمایا:

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ (ہود آیت ۱۱۹)۔

(وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر تیرا رب رحم کرے اور اس کے لئے اُس نے انہیں پیدا کیا) اے ابو عبیدہ لوگ بات کے درست ہونے میں اختلاف کرتے ہیں سارے ہلاک ہوں گے۔ راوی کہتا ہے میں نے عرض کی: اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ کا کیا مطلب ہے؟

امام نے فرمایا: وہ ہمارے شیعہ ہیں اور انہیں اپنی رحمت کے لئے پیدا کیا ہے۔

اسی لئے کہا: وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ (اسی لئے انہیں پیدا کیا)۔

امام کی اطاعت لوگوں کے لئے رحمت ہے جس کے بارے میں فرمایا: و



رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (میری رحمت ہر شے پر وسیع ہے)۔

کہا: امام کا علم: امام کا علم وسیع ہے اُس کے علم سے ہر شے ہے اور وہ ہمارے شیعہ ہیں پھر کہا: فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ (اعراف ۱۵۶) (عنقریب میں اسے ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو متقی ہیں) یعنی جو غیر امام کی اطاعت اور ولایت سے ڈرتے ہیں پھر فرمایا: يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ (وہ اُسے اپنے پاس لکھا ہوا پاتے ہیں جو تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ہے) (اعراف ۱۵۷)۔ یعنی نبیؐ، وصیؑ اور قائم ان میں لکھا ہوا ہے۔

يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ (وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے) اور يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (منکر سے روکتا ہے)۔ منکر وہ ہے جو امام کی فضیلت کا انکار کرتا ہے۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ (ان کے لئے طیبات حلال ہیں) علم کو اہل علم سے لینا۔ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (ان پر خبیث چیزیں حرام ہیں)۔

خبائث مخالف کا قول۔

وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ۔ (ان سے گناہ اٹھالیا گیا ہے)۔

اصر: وہ گناہ ہیں جو امامؑ کی معرفت کی فضیلت سے پہلے صادر ہو۔

وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ (اور جو طوق ان کی گردنوں پر تھے)۔

اغلال: یعنی جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا اُسے نہیں کہتے تھے البتہ امامؑ کے فضل کو ترک کرتے تھے پس جب انہوں نے امام کے فضل کی معرفت جان لی تو ان سے عذاب اٹھالیا گیا۔

الاصر: گناہ ہے پھر انہیں نسبت دی اور کہا: فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ (یعنی

بالا مام) وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (جو اُس پر یعنی امام پر ایمان لے آئے اور انہوں نے امام کی توقیر اور نصرت کی اور اُس نور کی پیروی کی جسے اُس کے ساتھ نازل کیا گیا تھا وہ لوگ فلاح پانے والے ہیں)۔(اعراف آیت ۱۵۷)

یعنی: جبت اور طاغوت کی عبادت سے اجتناب کیا اور جبت و طاغوت فلاں فلاں ہیں۔عبادت: لوگوں کا ان کی اطاعت کرنا ہے پھر کہا: اَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ (زمر آیت ۵۴) (اپنے رب کی جانب جھکو اور اُسے تسلیم کرو) پھر انہیں جزا دی اور فرمایا: لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ (ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں بشارت ہے)۔(یونس آیت ۶۴)

امام انہیں قائم کے قیام اور ظہور کی بشارت دیتا ہے۔دشمنوں کے قتل اور آخرت میں نجات کی بشارت دیتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض پر وارد ہونے کی بشارت دیتا ہے۔

وضاحت:

عن الاستطاعۃ و قول الناس :یعنی امامؑ کی اطاعت سے یا اس کی اطاعت کی طلب سے اور لوگوں کا قول غیر کی اطاعت میں ہے۔احتمال ہے کہ استطاعت سے مراد عبد کی کسی شے پر قدرت ہے۔لوگوں کے قول سے مراد ان کی کسی شے پر قدرت کا نہ ہونا ہے۔جواب ان کی مذمت پر مشتمل ہے اس اعتبار سے کہ وہ آئمہؑ سے منہ پھیرے ہوئے ہوتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے جو کہا



اور وہ کیا جوان کے ناقص عقلوں نے کہا!

یا ابا عبیدہ...... الناس مختلفون...... لوگوں سے مراد غیر شیعہ ہیں کیونکہ ساتھ ہی کہا کہ وہ سب ہلاک ہونے والے ہیں۔

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ:

زاذان (فضیل بن عبد الملک) سے مروی ہے: میں امیر المومنین علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ جاثلیق اور رأس الجالوت آئے امامؑ نے رأس الجالوت کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی امت کے کتنے فرقے ہوئے؟ اُس نے کہا: نہیں! میں کتاب میں نظر کرتا ہوں۔

پھر جاثلیق کی طرف دیکھا اور کہا: کیا جانتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کی امت کے کتنے فرقے ہوئے؟ اُس نے کہا: چوالیس!

امام نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا ہے بخدا میں رأس الجالوت سے تورات کو زیادہ جانتا ہوں اور جاثلیق سے انجیل کو زیادہ جانتا ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اس کی امت کے ۷۱ فرقے ہوئے ان میں سے ایک نجات پانے والا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں خداوند نے فرمایا: وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ ۔ (موسیٰ کی امت سے ایک جماعت ایسی تھی جو حق کے مطابق راہنمائی اور اسی کے مطابق عدل کرتی تھی)۔(سورہ اعراف آیت ۱۵۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اس کی امت کے ۷۲ فرقے ہوئے ان میں سے ایک نجات پانے والا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں خداوند

نے فرمایا:

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ (جب وہ سنتے ہیں اُسے جسے رسول کی طرف نازل کیا گیا)۔(سورہ مائدہ آیت ۸۳)

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے ۷۳ فرقے ہوں گے جن میں سے ایک نجات پائے گا یہ وہ ہیں جن کے بارے میں خداوند نے فرمایا: وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ (ان میں سے جنہیں ہم نے پیدا کیا ایک امت ایسی ہے جو حق کی راہنمائی اور اسی کے ساتھ عدل کرتی ہے)۔(اعراف ۱۸۱)

پھر فرمایا:

اے زاذان! میری بابت امت کے بارہ فرقے ہوں گے جن میں ایک نجات پائے گا اور باقی ہلاک ہوں گے......

(۸۴) علی بن محمد نے سہل بن زیاد سے، ابن محبوب سے، ہشام بن سالم سے، عمار ساباطی سے روایت کی ہے کہ: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداوند کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ۔

(کیا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا تابع ہو وہ اس شخص کی طرح کا ہو سکتا ہے جو اللہ کے غضب میں گرفتار ہو اور جس کا ٹھکانہ جہنم ہو؟ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے اللہ کے نزدیک ان کے لئے مختلف درجات ہیں)۔(سورہ ال عمران آیت ۱۶۲)



امامؑ نے فرمایا: جو اللہ کی خوشنودی کے تابع ہیں وہ آئمہ ہیں اور بخدا اے عمار مومنوں کے لئے درجات ہیں ان کی ہماری ولایت اور معرفت کی وجہ سے اللہ ان کے اعمال کو دُگنا کر دیتا ہے اور ان کے لئے درجات کو بلند کر دیتا ہے۔

وضاحت:

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ: یعنی جو اتباع کرے اس کی یعنی جو اس کی پیروی اس کی خوشنودی کا موجب بنے۔

کمن باء: جس پر اللہ ناراض ہو اُس کی مانند ہے کیونکہ وہ اُس کے غیر کی اتباع کرتا ہے غرض یہ ہے کہ ان کے درمیان تشبیہ نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں کسی امر میں برابر نہیں ہیں!

ھم الائمہ. وہ ائمہ طاہرینؑ ہیں۔ ظاہر ہے کہ ضمیر سے مراد پیروی کرنے والے لوگ ہیں اور ہوسکتا ہے یہ ضمیر رضوان اللہ کی طرف پلٹ رہی ہے۔ اس کا آئمہؑ پر اطلاق مجازی ہے جیسے مسبب کا سبب پر اطلاق کیونکہ یہ رضوان اللہ کا سبب ہیں!

ھم واللہ یا عمار درجات للمومنین: یہاں مبالغہ پر حمل کیا ہے یہاں ذو درجات مقدر ہے۔ اس اعتبار سے کہ مومنین کے درجات مختلف ہیں محبت، اطاعت، علم وعمل کے اعتبار سے!

یضاعف اللہ لھم اعمالھم: ان کے حالات کے اعتبار سے ان کے اعمال کو اللہ تعالیٰ دگنا کرتا ہے اسی طرح کہا: اللہ ان کے درجات عالیہ کو

بلند کرتا ہے۔

(۸۵) علی بن محمد وغیرہ نے سہل بن زیاد سے یعقوب بن یزید سے زیاد قندی سے عمار اسدی سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے: اَلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ۔

(اُس کی طرف کلم طیب بلند ہوتے ہیں اور نیک عمل بلند ہوتے ہیں)۔(فاطر آیت ۱۰)

امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہم اہل بیتؑ کی ولایت ہے (ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا) جو ہماری ولایت نہیں رکھتا اُس کے عمل کو اللہ تعالیٰ بلند نہیں کرتا۔

وضاحت:

اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ : ہماری ولایت ہے۔ گویا کہ ہماری ولایت عمل صالح کی تفسیر ہے کیونکہ یہ قلبی اعمال میں سے بڑا عمل ہے......

یا اس سے مراد کلمہ اخلاص اور سب اذکار ہیں۔ بلند ہونے کا مطلب ہے: رضا اور قبول کے محل تک عمل کا پہنچنا ہے یعنی عمل صالح جو ولایت ہے اس کی طرف کلمہ طیب بلند ہوتے ہیں قبول اور رضا کی حد تک پہنچتے ہیں اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی کے عمل کو قبول نہیں کرتا۔

یا یہ کلم طیب کے لئے تفسیر ہے اس سے اشارہ کیا گیا ہے کہ اس سے مراد ولایت اور اس کا اقرار ہے......اس پر علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے: خداوند نے فرمایا:



اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ: کلمہ اخلاص ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو آیا ہے اس کا اقرار کرنا ہے جن کا تعلق فرائض اور ولایت سے ہے پس نیک عمل اللہ تعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں۔(فاطر۱۰)

(۸۶) ہمارے متعدد علماء نے احمد بن محمد سے، حسین بن سعید سے، نضر بن سوید سے قاسم بن سلیمان سے، سماعہ بن مہران سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے: خداوند نے فرمایا: یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ ۔(اللہ تمہیں اپنی رحمت کا دُہرا حصہ دے گا)۔(سورہ حدید۲۸)

امامؑ نے فرمایا: کفلین: حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔

وَیَجْعَلْ لَّکُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (اور تمہیں وہ نور عنایت فرمائے گا جس سے تم راہ طے کر سکو گے)۔(سورہ حدید۲۸)

امامؑ نے فرمایا: وہ امامؑ ہے جس کی امامت کے زیر سایہ چل سکو گے۔

وضاحت:

یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ

علی بن ابراہیم نے کہا۔ : خداوند نے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ (یعنی اپنی رحمت کے دو حصے دے گا)۔

۱:۔ جس سے تم جہنم میں داخل نہ ہو گے۔

۲:۔ جس سے تم جنت میں داخل ہو گے۔

خداوند نے فرمایا: وَ يَجْعَلْ لَكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ: یعنی ایمان پھر کہا:

سماعہ بن مہران نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:

يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ: حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا يَمْشُوْنَ بِهٖ امامؑ ہے جس کی امامت کے سایہ میں تم چلو گے۔

میں کہتا ہوں: یہ تاویل آیت سے گزشتہ مراد کے ساتھ بیان ہوئی ہے کیونکہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے ہر ایک کی ایک حد اور آگاہی ہے تاویل کے ساتھ ظاہر کا ارادہ جائز ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسکی قاضی نے سورہ بقرہ کی اس آیت کی تفسیر میں تصریح کی ہے: يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ...... وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ (اے لوگو اپنے اُس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا...... حالانکہ تم جانتے ہو)۔

ہم یوں کہتے ہیں: اس آیت کی تفسیر میں جو تحریر کیا ہے اس کی تاویل سے زیادہ ظاہر نہیں ہے۔

(۸۷) علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے، قاسم بن محمد جوہری سے، اپنے بعض اصحاب سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

وَيَسْتَنْۢبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِيْ وَ رَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ

(یہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں (کہ جو آپ کہہ رہے ہیں) یا وہ حق ہے؟



کہہ دو: ہاں! میرے رب کی قسم یقیناً یہی حق ہے اور تم اللہ کو کسی طرح عاجز نہیں کر سکتے)۔ (سورہ یونس آیت ۵۳)

حق سے مراد: جو تم علی علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو کیا وہ حق اور سچ ہے!

وضاحت:

یستنبؤنک: خداوند نے فرمایا: اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ آٰلْئٰنَ وَ قَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ۝ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ وَ يَسْتَنْۢبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَا فْتَدَتْ بِهٖ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ (یونس ۵۱ تا ۵۴)

(کیا جب عذاب آ چکے گا تب اس پر ایمان لاؤ گے؟ یا اب (بچنا چاہتے ہو) حالانکہ تم خود اسے جلدی چاہ رہے تھے۔ پھر ظالموں سے کہا جائے گا: دائمی عذاب چکھو جو تم کرتے رہے ہو اس کی سزا کے علاوہ اور تمہیں کیا مل سکتا ہے؟)۔

اور یہ لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ (جو آپ کہہ رہے ہیں) یا وہ حق ہے؟

کہہ دو ہاں میرے رب کی قسم یقیناً یہی حق ہے اور تم اللہ کو کسی طرح عاجز نہیں کر سکتے ہو۔ اور جس جس نے ظلم کیا ہے اگر اس کے پاس روئے زمین

کی دولت بھی ہو تب بھی وہ (عذاب سے بچنے کے لئے یہ پوری دولت) فدیہ دینے پر آمادہ ہو جائے گا اور جب عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا)۔ (سورہ یونس آیت ۵۱ تا ۵۴)

علی بن ابراہیم نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِہٖ: تم نے رجعت میں سچ کہا پس انہیں کہا گیا کہ: اب تم ایمان لے آئے یعنی اب تم امیر المومنینؑ پر ایمان لے آئے حالانکہ پہلے تم اسے جھٹلاتے تھے پھر ال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق پر ظلم کرنے والوں سے کہا جائے گا:

ہمیشہ کے عذاب کا ذائقہ چکھو یہ تمہارے کئے کی سزا ہے پھر خداوند نے فرمایا:

وَیَسْتَنْبِئُوْنَکَ: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکہ والے تجھ سے علی علیہ السلام کی بابت دی گئی خبر کے بارے میں پوچھتے ہیں أَحَقٌّ هُوَ (کیا یہ سچ ہے) یعنی کیا یہ امام ہے قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ (کہہ دے ہاں! مجھے اپنے رب کی قسم) وہ امام ہے۔ پھر کہا:

لَوْ اَنَّ لِکُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِہٖ (جنہوں نے (آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق پر ظلم کیا اگر ان کے پاس ساری زمین کا مال ہو تو وہ اُسے (اُس وقت یعنی زمانہ رجعت میں) فدیہ کر دیں گے)۔

خداوند نے فرمایا:

وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ (دل ہی دل میں پشیمان ہوں گے)۔

مجھے محمد بن جعفر نے خبر دی، مجھے محمد بن احمد نے احمد بن حسین سے،



صالح بن ابی حماد سے حسن بن موسی خشاب سے، ایک مرد سے، حماد بن عیسیٰ سے، روایت کرنے والوں سے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے خبر دی ہے کہ:

امامؑ سے خداوند کے فرمان: وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ کے بارے میں پوچھا گیا تو امامؑ نے فرمایا: انہیں کہا گیا ہے کہ انہیں پشیمانی فائدہ نہیں دے گی حالانکہ وہ عذاب میں ہوں گے؟ امامؑ نے فرمایا: دشمنوں کی شماتت کے باعث پشیمان ہوں گے۔

(۸۸) علی بن محمد نے سہل بن زیاد سے، محمد بن سلیمان دیلمی سے، اپنے باپ سے ابان بن تغلب سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:

میں نے امامؑ سے عرض کی: آپؑ پر قربان!

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ (اُس نے اس کی گھاٹی میں قدم ہی نہیں رکھا)۔

(سورہ طہٰ آیت ۱۱)

امام نے فرمایا: یہ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کی وجہ سے کرامت بخشی ہے۔ وہ گھاٹی سے گزر جائیں گے اور وہ گھاٹی ہم ہیں جو اس سے گزر گیا نجات پا گیا۔

پھر خاموش ہو گئے پھر مجھے کہا: میں تجھے ایک حرف بتاتا ہوں جو تیرے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے؟

فرمایا: فَکُّ رَقَبَةٍ (گردن کا آزاد کرانا)۔ (سورۂ بلد آیت ۱۲)

پھر فرمایا: تیرے اصحاب اور تیرے علاوہ سارے لوگ جہنم کے بندے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری گردنوں کو ہم اہل بیتؑ کی وجہ سے آزاد کر دیا ہے۔

(۸۹) علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے، ابن ابی عمیر سے، سماعہ سے امام

جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت میں روایت کی ہے: وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ (میرے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو) (امامؑ نے فرمایا: وہ عہد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کا عہد ہے)۔

اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (میں تمہارے ساتھ کے ہوئے عہد کو پورا کروں گا) یعنی میں تمہارے لئے جنت والے عہد کو پورا کروں گا اور تمہیں جنت دوں گا۔ (سورہ بقرہ آیت ۴۰)

(۹۰) محمد بن یحییٰ نے سلمہ بن خطاب سے، حسن بن عبدالرحمٰن سے، علی بن ابو حمزہ سے ابو بصیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت میں روایت کی ہے:

وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ خَیْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِیًّا ۔ (جب انہیں ہماری واضح آیات سنائی جاتی ہیں تو کفار اہل ایمان سے کہتے ہیں دونوں فریقوں میں سے کون بہتر مقام پر فائز ہے اور کس کی محفلیں زیادہ بارونق ہیں)۔ (سورہ مریم آیت ۷۳)

رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قریش کو ہماری ولایت کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا قریش کے کافروں نے اہل ایمان سے کہا جنہوں نے امیر المومنینؑ اور ہم اہل بیتؑ کی ولایت کا اقرار کیا: دونوں فریقوں میں سے کون بہتر مقام پر فائز ہے اور کس کی محفلیں زیادہ بارونق ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو رد کیا اور فرمایا: وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِئْیًا ۔ (ان سے پہلے ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کیا حالانکہ وہ سامان زندگی اور



نمود میں ان سے کہیں زیادہ بہتر تھے)۔

میں نے کہا: مَنْ كَانَ فِی الضَّلٰلَةِ فَلْیَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۔ (جو شخص گمراہی میں ہے اسے خدائے رحمان لمبی مہلت دیتا ہے)۔ اس سے کیا مراد ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جو امیر المومنین علیہ السلام اور ہماری ولایت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سب کے سب گمراہی میں ہیں وہ گمراہ ہیں اور گمراہ کرنے والے ہیں!

اللہ انہیں گمراہی میں لمبی مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جائیں گے تو انہیں برا مقام ملے گا جو لشکر کے اعتبار سے کمزور ترین ہوگا۔

میں نے عرض کی: حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَ اِمَّا السَّاعَةَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا (لیکن جب وہ اس کا مشاہدہ کریں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت تو اُس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ کس کا مقام زیادہ برا ہے اور کس کا لشکر زیادہ کمزور ہے)۔

میں نے عرض کی:

وَیَزِیْدُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اهْتَدَوْا هُدًی (سورہ مریم)؟ (جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ ان کی ہدایت میں اضافہ کرتا ہے) سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: قائم کی پیروی کی وجہ سے اللہ ان کی ہدایت کی توفیق میں اضافہ کرے گا وہ اُس کا انکار نہیں کریں گے۔

میں نے عرض کی: لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ

الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔

(وہ شفاعت کی قدرت نہیں رکھیں گے مگر جس نے رحمان کے ہاں عہد لیا ہوگا)۔اس سے کیا مراد ہے؟ (مریم آیت ۸۷)

امامؑ نے فرمایا: سوائے اُس کے جو امیر المومنینؑ اور بعد والے آئمہؑ کی ولایت کے ذریعہ اللہ کے قریب ہوں گے یہ اللہ کے نزدیک عہد ہے؟

میں نے عرض کی: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا؟ (جو ایمان لے آیا اور نیک عمل کئے عنقریب اللہ ان کے لئے محبت کو قرار دے گا)۔ (مریم ۹۴)

امامؑ نے فرمایا: امیر المومنین کی ولایت محبت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا (مریم ۹۷)۔ (ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان پر آسان بنایا ہے تاکہ آپ اس سے صاحبان تقویٰ کو بشارت دیں اور جھگڑالو قوم کو تنبیہ کریں)۔ امامؑ نے فرمایا: قرآن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر آسان قرار دیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیہ السلام کو امامؑ بنایا اس کی مومنوں کو بشارت دی تاکہ اس کے ذریعہ سے کافروں کو ڈرائیں یہ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کافر قرار دیا ہے۔

میں نے پوچھا: لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ۔

(تاکہ آپ ایسی قوم کو تنبیہ کریں جن کے باپ دادا کو تنبیہ نہیں کی گئی تھی لہٰذا وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں)۔ (سورہ یاسین آیت ۶)



امامؑ نے فرمایا: اس قوم کو ڈرائیں جس میں تو رہتا ہے جس طرح ان کے آباؤاجداد کو ڈرایا جو اللہ، رسول اور اس کے ڈرانے سے غافل تھے۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ:

(ان میں سے اکثر پر اللہ کا فیصلہ حتمی ہو چکا ہے)۔ (سورہ یاسین آیت ۷)

جو ولایت امیر المومنین علیہ السلام کا اقرار نہیں کرتے تھے اور دوسرے بعد والے آئمہؑ کی ولایت کا بھی اقرار نہیں کرتے تھے فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (پس وہ مومن نہیں ہیں) یعنی امیر المومنینؑ اور دوسرے اوصیاء علیہم السلام کی امامت پر یقین نہیں رکھتے ہیں جب وہ اس کا اقرار نہیں کرتے ہیں تو اللہ نے ان کے لئے جو سزا ذکر کی ہے وہ انہیں ملے گی: اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ (ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک (پھنسے) ہوئے ہیں اسی لئے وہ سر اٹھائے ہوئے ہیں)۔ (۸)

وہ لوگ جہنم میں ہوں گے۔

پھر فرمایا:

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ (۹)

(اور ہم نے ان کے آگے دیوار کھڑی کی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کی ہے اور ہم نے انہیں ڈھانک دیا ہے وہ کچھ دیکھ نہیں پاتے)۔

وہ اُس سزا کو نہیں دیکھتے جو اللہ نے ان کے لئے مقرر کی ہوئی ہے کیونکہ انہوں نے دنیا میں امیر المومنین علیہ السلام اور دوسرے ائمہ علیہم السلام کی ولایت

کا انکار کیا ہوا ہے۔ اور آخرت میں جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

پھر فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ (۱۰)

(برابر ہے تو انہیں ڈرایا نہ ڈرا وہ ایمان نہیں لائیں گے) یعنی اللہ پر، علی پر اور اس سے بعد والوں کی امامت پر ایمان نہیں لائیں گے۔

پھر فرمایا

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ (تو ڈراتا ہے اُسے جو ذکر کی پیروی کرتا ہے) اور ذکر امیرالمومنین ہیں۔

وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ (بن دیکھے رحمان کا خوف رکھے ایسے شخص کو مغفرت اور اجر کریم کی بشارت دیں)۔ (۱۱)

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ (جب ان پر ہماری واضح نشانیاں تلاوت کی گئیں)۔ خود یا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بیان، سے یا واضح معجزات سے ان میں سب اعظم الائمۃ کی ذات ہے۔

وضاحت: اقرولایت امیرالمومنینؑ: یعنی انہوں نے آپؑ کی ولایت کا اقرار کیا۔

ابوجارود کی روایت کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اثاث مال ہے اور رائی جمال اور اچھا منظر ہے۔

اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا (ہم نے انہیں مہلت دی ہے تا کہ گناہ میں اضافہ ہو)۔ (آل عمران ۱۷۸)

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ



(فاطر آیت ۳۷)۔ (کیا ہم نے تمہیں زندگی نہیں دی ہے کہ جس میں نصیحت کرنے والا نصیحت کرتا ہے اور تمہارے پاس ڈرانے والا آیا)۔

الرحمٰن: کہا ہے تا کہ ان کے شدید سرکش ہونے اور گناہوں کے قوی ہونے پر دلالت کرے کیونکہ جو رحمت کاملہ کے ساتھ متصف ہے وہ اُسے عذاب دیتا ہے جس کی سرکشی شدید ہوتی ہے...... جیسا کہ یہ بردبار کے غضب کے لئے میں کہا جاتا ہے۔

ام العذاب و اما الساعة: یہاں پر منع الخلو کا قاعدہ خالی ہے پس جمع ممکن ہے وہ ساعت کو دیکھیں گے اور یہ امامؑ کے قیام کا زمانہ ہے، عذاب کو دیکھیں گے یعنی امامؑ کے لشکریوں کے ہاتھوں قتل ہوں گے۔ یا یہاں منع الجمع کا قاعدہ جاری ہے یعنی ساعت سے مراد وہ ہو جسے ذکر کیا ہے اور عذاب سے مراد وہ عذاب ہے جو موت کے وقت دیکھتے ہیں۔

هم ذلک اليوم هدى على هدى: ان لوگوں کی بات درست نہیں ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے اور نہ ہی کم ہوتا ہے۔

مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا: عہد امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔

تفسیر قمی میں ہے: ابوبصیرؒ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

خداوند نے فرمایا: لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (مریم ۸۷):

امامؑ نے فرمایا: شفاعت نہیں کرتا اور نہ ہی شفاعت قبول ہوتی ہے کسی

کی مگر اُس کی جس نے رحمان کے ہاں عہد دیا ہوا ہو، سوائے اس کے جسے اذن دیا ہوا ہو امیر المومنینؑ اور بعد والے آئمہ علیہم السلام کی ولایت کا اذن پس یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عہد ہے۔

عہد کا معنی: موت کے وقت ہے اس پر دلیل تفسیر قمی کی روایت ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے دونوں روایتوں کے درمیان کوئی منافات نہ ہے کیونکہ قرآن مجید کی مختلف وجوہ ہیں جن میں سے ساری وجوہ مقصود ہوتی ہیں!

**قال ولایة امیر المومنین هی الود:** تفسیر قمی میں ہے:

اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ کہہ: **اللهم اجعل لی فی قلوب المومنین و دا** (خدایا مومنوں کے دلوں میں میری محبت کو قرار دے) پس خداوند نے یہ آیت نازل فرمائی:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا (مریم ۹۴)

لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ: دنیا میں صاحب الزمان علیہ السلام کے ہاتھوں قتل کی وعید دھمکی ہے اور آخرت میں جہنم کی سزا ملے گی۔

فَهُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ: وہ سر اٹھانے اور آنکھوں کو بند رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔

وَجَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ سَدًّا: جب انہوں نے آئمہ علیہم السلام کی



ولایت کا انکار کیا اور جہالت میں گھر گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں، کانوں اور دلوں کو پکڑ لیا وہ ایسے ہو گئے گویا وہ ہدایت اور حق کے راستہ کو درک ہی نہیں کر رہے ہیں پس سَدًّا یعنی آیات کو دیکھنے سے رکاوٹ، سد یعنی آیات کو سننے سے رکاوٹ، اغشاء ان کے ادراک سے رکاوٹ ہوتی ہے ان سب کی فرع ہدایت کی نفی ہے۔ اور حق کے ادراک کا ہے آنکھوں سے آگے پیچھے سے کچھ نظر نہیں آتا وہ جہالت میں قید اور آیات و دلائل سے روک دیئے گئے ہیں۔

(۹۱) علی بن محمد نے بعض علماء سے، ابن محبوب سے، محمد بن فضیل سے ابو الحسن ماضی علیہ السلام سے روایت کی ہے:

میں نے خداوند کے فرمان کے بارے میں پوچھا: یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ (صف آیت ۸) (وہ چاہتے ہیں کہ اپنی پھونک سے نور خدا کو گل کر دیں)۔

امامؑ نے فرمایا: وہ چاہتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کو پھونک سے بجھا دیں۔

میں نے کہا: واللہ متم نورہ (اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے)۔ (سورہ صف آیت ۸)

امامؑ نے فرمایا: واللہ متم الامامت (اللہ امامت کو پورا کرنے والا ہے)۔

کیونکہ خداوند نے فرمایا:

فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ النُّوۡرِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلۡنَا (جو ایمان لے آئے اللہ پر اور رسولؐ پر اور اُس نور پر جسے ہم نے نازل کیا ہے)۔ (سورہ تغابن آیت ۸)

پس نورامامؑ ہے۔

میں نے کہا: ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہ' بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ۔

(وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا)۔

امامؑ نے فرمایا: جس نے اپنے رسول کو اپنے وصی کی ولایت کا حکم دیا اور ولایت دین حق ہے۔

میں نے کہا: لِیُظْھِرَہ' عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہ (تاکہ سارے دین پر غالب آجائے)۔

امامؑ نے فرمایا: قائم علیہ السلام کے قیام کے وقت یہ دین سارے ادیان پر غالب آجائے گا۔ خداوند نے فرمایا: واللہ متم نورہ: اس سے مراد قائم ال محمد علیہ السلام ہے وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ (اگرچہ ولایت علی علیہ السلام کے منکروں کو یہ بات پسند نہ آئے۔

میں نے عرض کی کیا یہ تنزیل ہے؟ امامؑ نے فرمایا: یہ حرف تنزیل ہے اس کے علاوہ تاویل ہے۔ پس غور کریں۔

میں نے کہا: ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا (اس لئے کہ وہ ایمان لے آئے اور پھر کافر ہو گئے)۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کا نام رکھا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی کی بابت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہیں کی ہے لہٰذا منافق ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصی کی امامت کے منکر کو اپنی نبوت کا منکر قرار دیا ہے جس کے بارے میں قرآن مجید نے کہا: اے محمد (



صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!

اِذَا جَآءَکَ الْمُنَافِقُوْنَ (جب تیرے پاس منافق آئیں) جو تیرے وصی کی ولا: کے منکر ہیں قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہ' وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَکَاذِبُوْنَ o اِتَّخَذُوْا اَیْمَانَھُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّھُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَفْقَھُوْنَ۔

(وہ کہتے ہیں: ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو خدا کا رسولؐ ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسولؐ ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے پس وہ خدا کی راہ میں رکاوٹ بن گئے ہیں انہوں نے برا کام کیا ہے اس لئے کہ وہ ایمان لے آئے پھر کافر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہریں لگ گئی ہیں پس وہ سمجھتے نہیں ہیں)۔ (سورہ منافقون آیہ ۱ تا ۳)

وضاحت:

منافق سے مراد علی علیہ السلام کی ولایت سے منافقت کرنا ہے۔

سبیل سے مراد: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وصیؑ کا راستہ ہے۔

آمنوا: تیری رسالت پر ایمان لے آئے۔

کفروا: تیرے وصیؑ کی ولایت کا انکار کیا۔

میں نے عرض کی: لا یَفْقَھُوْنَ کا کیا معنی ہے؟ امامؑ نے فرمایا: وہ تیری نبوت کی سمجھ نہیں رکھتے ہیں۔

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْلَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ (منافقون آیت ۵)؟

(اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ تمہارے لئے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) استغفار کرے)۔

امامؑ نے فرمایا: جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ولایت علی علیہ السلام کی طرف آؤ تا کہ تمہارے لئے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) استغفار کرے اور تمہارے گناہ بخشے جائیں۔

لَوَّوْا رُؤُوْسَهُمْ وَ رَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ (عن ولایة علی) وَهُمْ مُسْتَكْبِرُوْنَ (منافقون آیت ۵).

(وہ اپنے سر مارتے ہیں اور تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ (علی علیہ السلام کی ولایت) سے روکتے ہیں او وہ تکبر کرتے ہیں) پھر انہیں اس کی معرفت کے بارے میں کہا:

سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ. (برابر ہے اُن پر کہ تو ان کے لئے استغفار کرے یا ان کے لئے استغفار نہ کرے اللہ ہرگز انہیں معاف نہیں کرے گا بے شک اللہ فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا ہے)۔ (منافقون آیت ۴)

فاسقین سے مراد: تیرے وصیؑ پر ظلم کرنے والے ہیں!

میں نے کہا: اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (کیا وہ شخص زیادہ ہدایت پر ہے جو اپنے منہ کے بل چلتا ہے یا وہ جو سیدھا سر اٹھائے راہ راست پر چلتا ہے؟)۔ (سورہ ملک



آیت ۲۲)

امامؑ نے فرمایا: یہاں ان لوگوں کی مثال دی ہے جو منکر ولایت علی علیہ السلام ہے۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جو منہ کے بل چلتا ہے اور اُس کے امر کی ہدایت پر نہیں ہے اور جو اُس کی پیروی کرتے ہیں انہیں سیدھے راستہ پر قرار دیا ہے اور صراط مستقیم امیر المومنین علیہ السلام ہے۔

میں نے کہا: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ (یہ کریم رسولؐ کی بات ہے)۔

امامؑ نے فرمایا: یعنی جبرائیل اللہ کی طرف سے ولایت علی علیہ السلام لے کر آیا ہے)۔

میں نے کہا: وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ (الحاقه آیت ۴۱) (کسی شاعر کی بات نہیں ہے تھوڑے لوگ ایمان لے آتے ہیں)۔

انہوں نے کہا: محمدؐ اپنے رب پر جھوٹ بولتا ہے علی علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالی نے اُسے کوئی حکم نہیں دیا پس خداوند نے فرمایا:

ولایت علی علیہ السلام: تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۝ ۔ (رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے اور اگر اس نے تھوڑی سی بات بھی گھڑ کر ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے)۔ (سورہ حاقہ آیت ۴۴)

پھر فرمایا: بے شک علیؑ کی ولایت: لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ (الحاقه ۴۸) (یہ پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے) عالمین کے لئے...... وَاِنَّا لَنَعْلَمُ وَاَنَّ

مِنْكُمْ مُكَذِّبِيْنَ ٥ (بے شک ہم تم میں سے جھوٹوں کو جانتے ہیں) بے شک وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِيْنَ (کافروں پر حسرت ہے) بے شک اس کی ولایت وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ فَسَبِّح (یا محمد) بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (یہ حق الیقین ہے (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو) امامؑ نے فرمایا: اپنے رب عظیم کا شکرادا کرو جس نے تجھے یہ فضیلت عطا کی ہے۔(الحاقہ ۵۰)

میں نے کہا:

لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَى اٰمَنَّا بِهٖ (جب ہم نے ہدایت کا سنا تو اُس پر ایمان لے آئے)۔

امامؑ نے فرمایا: ہدایت سے مراد ولایت ہے ہم اپنے مولاؑ پر ایمان لے آئے پس جو اپنے مولاؑ پر ایمان لے آئے فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا (نہ اُسے نقصان کا خوف ہوتا ہے اور نہ ظلم کا)۔(سورہ جن آیت ۱۳)

میں نے کہا: کیا یہ تنزیل ہے؟ امامؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ تاویل ہے۔ میں نے کہا:

خداوند نے فرمایا: لَا اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا (میں تمہارے لئے نقصان اور رشد و فائدہ کی قدرت نہیں رکھتا) امامؑ نے فرمایا: رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے لوگوں کو علی علیہ السلام کی ولایت کی دعوت دی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قریش جمع ہو کر آئے انہوں نے کہا: (اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمیں اس سے معاف رکھیں۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: یہ اللہ کی طرف سے ہے میری طرف سے نہیں ہے! انہوں نے



آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الزام لگایا اور وہاں سے چلے گئے پس خداوند نے فرمایا:

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ (ان عصيته) اَحَدٌ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ٥ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ (فی علی)

(کہہ دو میں تمہارے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی نفع کا، کہہ دو مجھے اللہ سے کوئی ہرگز نہیں بچا سکتا اگر اس کی نافرمانی کروں اور نہ ہرگز اس کے سوا جائے پناہ پا سکوں گا میرا کام تو صرف اللہ کی بات اور اس کے پیغام کو پہنچانا ہے)۔(سورہ جن آیت ۲۱)۔(علی علیہ السلام کے بارے میں)۔

میں نے کہا: کیا یہ تنزیل ہے:

امامؑ نے فرمایا: ہاں پھر کہا: تاکید ہے: وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (فی ولاية علی) فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا (جو اللہ اور رسولؐ کی (علی علیہ السلام کی ولایت کی بابت) نافرمانی کرتا ہے اُس کے لئے جہنم ہے اُس میں ہمیشہ رہے گا)۔(جن آیت ۲۳)

میں نے کہا: حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا۔(جن آیت ۲۴)

(یہاں تک کہ وہ اُسے دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس کا مددگار کمزور ترین ہے اور کس کی جماعت تھوڑی ہے) یعنی قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے انصار!

میں نے کہا: فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (پس ان کی باتوں پر صبر کرو؟)

تیرے بارے میں کہتے ہیں وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا وَ ذَرْنِي (یامحمد) وَالْمُكَذِّبِينَ (بوصیک) أُولِي النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيلًا۔

(انہیں اچھے انداز میں چھوڑ دو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (تیرے وصیؑ کی بابت) ان جھٹلانے والوں اور ان نعمتوں پر ناز کرنے والوں کو مجھ پر چھوڑ دے اور انہیں تھوڑی مہلت دے دے)۔(سورہ مزمل آیت ۱۱)

میں نے کہا: کیا یہ تنزیل ہے؟ فرمایا: ہاں!

میں نے کہا: لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ (تا کہ انہیں یقین ہو جائے جنہیں کتاب دی گئی ہے)۔

امامؑ نے فرمایا: وہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصیؑ حق ہیں۔

میں نے کہا: وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۔(وہ صاحبان ایمان کے ایمان میں اضافہ کرتا ہے)۔

امامؑ نے فرمایا: وصیؑ کی ولایت کی وجہ سے ان کے ایمان میں اضافہ کرتا ہے۔

میں نے کہا: وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ (جنہیں کتاب دی گئی اور مومن شک نہیں کرتے ہیں؟)۔

امامؑ نے فرمایا: علی علیہ السلام کی ولایت!

میں نے کہا: یہ شک کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جس کا اہل کتاب اور مومنین شک نہیں کرتے جن کے سامنے اللہ کا ذکر ہوتا ہے پس فرمایا: وہ ولایت میں شک نہیں کرتے ہیں۔



میں نے کہا: وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ (یہ نہیں ہے مگر انسان کے لئے نصیحت ہے)۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں! ولایت علی علیہ السلام۔

میں نے کہا: إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ (یہ بڑوں میں سے ایک کے لئے ہے؟)۔

امامؑ نے فرمایا: ولایت!

میں نے کہا: لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ (تم میں سے جو چاہے آگے بڑھ جائے یا پیچھے رہ جائے)۔

امامؑ نے فرمایا: جو ہماری ولایت کی طرف آگے بڑھتا ہے وہ جہنم سے دور ہو جاتا ہے اور جو ہم سے پیچھے ہٹ جاتا ہے وہ جہنم کی طرف بڑھ جاتا ہے۔

إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ۔(سوائے اصحاب الیمین کے)۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم وہ ہمارے شیعہ ہیں۔

میں نے کہا: لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (ہم نماز نہیں پڑھتے تھے)۔

امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ ہم وصی محمدؐ اور اس سے بعد والے اوصیاءؑ کی ولایت کے قائل نہ تھے اور ان پر درود نہ پڑھتے تھے۔

میں نے کہا: فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ (ان کے لئے کیا ہے کہ وہ نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں)۔

امامؑ نے فرمایا: ولایت سے منہ پھیرتے ہیں۔ میں نے کہا: كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ (ہرگز نہیں یہ تذکرہ ہے) امام نے فرمایا: یہ ولایت ہے۔(سورہ مدثر)

میں نے کہا: يُوفُونَ بِالنَّذْرِ (وہ نذر پوری کرتے ہیں)۔(سورہ دھر)

امامؑ نے فرمایا: اللہ کے لئے اپنی نذر کو پورا کرتے ہیں جوان سے میثاق میں ہماری ولایت عہد کے طور پر لی گئی ہے۔

میں نے کہا: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ تَنۡزِیۡلًا (ہم نے تجھ پر قرآن کو نازل کیا ہے)۔ (دھر آیت ۲۳)

امامؑ نے فرمایا: ولایت علی علیہ السلام نازل ہوئی۔

میں نے کہا: کیا یہ تنزیل ہے؟ امام نے فرمایا: ہاں یہ تاویل ہے۔ میں نے کہا: اِنَّ هٰذِهٖ تَذۡكِرَةٌ (یہ تزکرہ ہے) امامؑ نے فرمایا: ولایت۔ (مزمل ۱۹)

میں نے کہا: یُدۡخِلُ مَنۡ یَّشَآءُ فِیۡ رَحۡمَتِهٖ (اپنی رحمت میں جسے چاہتا ہے داخل کرتا ہے)۔ (دھر آیت ۳۱)

امامؑ نے فرمایا: ہماری ولایت میں۔

وَالظّٰلِمِیۡنَ اَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا اَلِیۡمًا (اور ظالمین کے لئے اللہ نے دردناک عذاب بنایا ہے) کیا نہیں دیکھتے ہو خداوند نے فرمایا: وَمَا ظَلَمُوۡنَا وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ (ہم نے نہیں کیا لیکن انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے)۔ (بقرہ آیت ۵۷)

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بلند و بالا ہے کہ اُس پر ظلم کیا جائے یا وہ کسی پر ظلم کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ اپنے کو بیان کیا اس طرح کہ ہمارے اوپر ظلم کو اپنے پر ظلم اور ہماری ولایت کو اپنی ولایت قرار دیا۔ پھر اپنے نبی پر قرآن کو نازل کیا اور فرمایا:

وَمَا ظَلَمُوۡنَا وَلٰكِنۡ كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ (ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے)۔ (اعراف آیت ۱۴۰)



میں نے کہا: کیا یہ تنزیل ہے؟ امام نے فرمایا: ہاں!

میں نے کہا: وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُكَذِّبِیۡنَ (اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے جہنم ہے)۔ (مرسلات آیت ۱۵)

امامؑ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھٹلانے والوں کے لئے جہنم ہے بہ سبب اس وحی کے جو میں نے علی علیہ السلام کی ولایت کی بابت تیری طرف کی ہے۔

اَلَمۡ نُهۡلِكِ الۡاَوَّلِیۡنَ وَ نُتۡبِعُهُمُ الۡاٰخِرِیۡنَ (کیا ہم نے اولین کو ہلاک نہیں کیا اور ہم نے ان کو آخرین کے تابع قرار دیا)۔ (مرسلات ۱۶)

امامؑ نے فرمایا: وہ ہیں جنہوں نے اوصیاء کی اطاعت کی بابت رسولوں کو جھٹلایا۔

كَذٰلِكَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِیۡنَ (اسی طرح ہم مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں)۔ (مرسلات آیت ۱۸)

امامؑ نے فرمایا: جس نے ال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بابت جرم کیا اور ان میں سے وصیؑ کے ساتھ وہ کیا جو کیا۔

میں نے کہا: اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ؟ (بے شک متقی) امام نے فرمایا: بخدا وہ ہم اور ہمارے شیعہ ہیں۔

ہمارے علاوہ ملت ابراہیمؑ پر اور کوئی نہیں ہے دوسرے سارے لوگ ملت ابراہیمی سے بری ہیں۔

میں نے کہا: یَوۡمَ یَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا یَتَكَلَّمُوۡنَ۔ (اُس دن روح اور فرشتے صف میں کھڑے ہوں گے اور کلام نہیں کریں گے)۔

(نباء ۳۸)

امامؑ نے فرمایا: بخدا قیامت کے دن ہمیں اذن ہوگا اور سچ کہنے والوں کو بھی!

میں نے کہا: جب تم کلام کرو گے تو کیا کہو گے؟

امامؑ نے فرمایا: ہم اپنے رب کی تمجید کریں گے، اپنے نبیؐ پر درود پڑھیں گے، اپنے شیعوں کے لئے شفاعت کریں گے جسے ہمارا رب رد نہیں کرے گا۔

میں نے کہا: کَلَّا اِنَّ کِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِی سِجِّیْنٍ (ہرگز نہیں فاجروں کی کتاب سجین میں ہے)۔ (مطففین آیت ۷)

امامؑ نے فرمایا: فجار وہ ہیں جنہوں نے ائمہؑ کے حق میں فجور کیا اور ان پر تجاوز کیا۔

میں نے کہا: پھر کہا جائے گا: ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ (یہ وہ ہے جسے تم جھٹلاتے تھے)۔

امامؑ نے فرمایا: یعنی امیر المومنینؑ۔

میں نے کہا: کیا یہ تنزیل ہے؟ امامؑ نے فرمایا ہاں!

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ : وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کو بجھا دیں)۔

قاضی نے کہا ہے کہ: یعنی وہ چاہتے ہیں کہ بجھا دیں یہاں لام زائدہ ہے اور یہ ارادہ کی تاکید ہے...... کہ یہ نور خدا کو بجھا دیں یعنی اُس کے دین، اس کی کتاب اور اس کی حجت کو ختم کر دیں۔



وضاحت:

یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِؤُا وِلَایَةَ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَفْوَاھِھِمْ (صف آیت ۸) (وہ چاہتے ہیں کہ ولایت امیر المومنین علیہ السلام کو اپنے منہ سے بجھا دیں) ان کے طعن کو نور ولایت سے تشبیہ دی ہے اور مخلوق کو ترغیب دلائی ہے کہ ان سے منہ نہ پھیریں جیسے سورج کی روشنی پر پھونک ماری جائے تا کہ اس کی روشنی ختم ہو جائے حالانکہ یہ محال ہے اس لئے خداوند نے فرمایا: واللّٰہ مُتِمّ نورہ (اپنے نور کو اللہ پورا کرے گا) یعنی اسے مومنوں کے دلوں میں ڈالے گا اور عارفوں کے سینوں میں کھولے گا۔

اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ (اُس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ بھیجا)۔ یعنی معجز نما قرآن اور وصی کی ولایت کے ساتھ بھیجا جو دین حق ہے اس کے علاوہ سب ادیان باطل ہیں۔

لِیُظْھِرَہٗ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَدْیَانِ عِنْدَ قِیَامِ الْقَائِمِ علیه السلام :

جب قائم ال محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوگا تو اس وقت صرف ایک دین اسلام ہوگا لہٰذا یہ وعدہ اس وقت پورا ہوگا کوئی اعتراض نہ کرے کہ اب تک دین اسلام کو باقی ادیان پر غلبہ کیونکر حاصل نہیں ہوا اس کا یہی جواب ہے کہ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے وقت سارے ادیان ختم ہو جائیں اور صرف دین اسلام غالب ہوگا۔

بعض مفسرین نے عیاشی سے عمران ہیثم سے عبایہ سے امیر المومنین علیہ السلام سے اس کی مثل روایت کی ہے:

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ کی تفسیر میں علی بن ابراہیم نے کہا ہے: یعنی قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ظہور فرمائیں گے تو اللہ کا دین غالب آجائے گا یہاں تک کہ خدا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ ہوگی اسی لئے تو کہا: یَمْلَاُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّ عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّ جُوْرًا (وہ زمین کو عدل وانصاف سے پُر کر دے گا جس طرح ظلم وستم سے پُر ہو چکی ہوگی!

میں نے کہا: کیا یہ تنزیل ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں!

شاید یہ بات اُس کی طرف اشارہ ہے جسے اس آیت کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (تا کہ اُسے سارے دینوں پر غالب قرار دے)۔

جسے ہم نے پہلے نقل کیا ہے اُس سے آپ جان چکے ہیں کہ صاحب طرائف نے کہا ہے کہ تنزیل سے مراد وہ شے ہے جسے وحی کی تبلیغ کے لئے جبرائیلؑ لے کر آیا اور یہ قرآن، جزِ قرآن یا قرآن نہیں ہے سب سے اعم ہے پس ہر قرآن تنزیل ہے مگر ہر تنزیل قرآن نہیں ہے امامؑ کا فرمان کہ اما غیرہ فتاویل (اس کا غیر تاویل ہے) اس سے مراد وہی ہے جسے سابقہ آیات میں بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

قرآن میں نازل ہوا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!

اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ: (جب تیرے پاس منافق آئیں)۔

گرچہ مسلم ہے کہ اس کا نزول عبداللہ بن ابی اور اُس جیسوں کے بارے میں ہے کیونکہ انکا واقعہ مشہور ہے لیکن یہ حکم ہر منافق کو شامل ہے اُس کا فعل ان کے فعل جیسا ہے ان کا حال ان کے حال جیسا ہے کیونکہ خاص سبب حکم



کی عمومیت کو تخصیص نہیں دیتا اسی طرح جس کی اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے یا کسی صفت کی وجہ سے یا کسی امر کی وجہ سے مدح کی ہے وہ عام ہے اُس میں ہر اُس صفت کا صاحب داخل ہے۔

پس اس بات کو رد نہ کریں کہ یہ اصل نفاق کے کسی گروہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے پس اسے دوسروں پر کیسے حمل کیا جا سکتا ہے اور اس کے حکم کو اُس میں جاری کیسے کیا جا سکتا ہے۔

قَالُوْا نَشْهَدُ: (انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں) ان کی کلام کی کئی تاکیدیں ہوئی ہیں کیونکہ یہ مقام اسی کا تقاضا کرتا ہے اور اس کا مضمون سامع کے دل میں پختہ ہو جائے اور اختلاف والا وہم دور ہو جائے اس لئے کہا:

وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ (اللہ جانتا ہے کہ تو اُس کا رسول ہے)۔

یہ تاکید میں مبالغہ ہے کہ جس کی گواہی دی گئی ہے وہ واقع ہوا ہے کیونکہ اللہ جس کے واقع ہونے کو جانتا ہے وہ قطعاً واقع ہوا ہے۔

اِتَّخَذُوْا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً: (انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا ہے) اپنے نفسوں اور مال کو بچایا ہے......

فَصَدُّوْا (انہوں نے روکا) انہوں نے لوگوں کو اُس سے روکا جو اُن کے قول کو قبول کرتے تھے۔ شبہات کو ڈال دیا جو شبہات باطل ہیں۔ انہیں سبیل اللہ سے روکا، اُس تک پہنچنے والے راستہ کی پیروی سے روکا۔ سبیل وحی ہے کیونکہ وہ ہادی اور اُس کی طرف دعوت دینے والا ہے۔

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ: (وہ برا کام کرتے ہیں): ایمان کا

اظہار کرتے ہیں خلاف کو ظاہر کرتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔

ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ: (کیونکہ وہ) اور ان کا مذکورہ نفاق اور جھوٹ اور ان کے برے اعمال ہیں اس لئے کہ وہ تیری رسالت پر ظاہراً ایمان لائے ہیں اور باطن میں تیرے وصی کا انکار کرتے ہیں!

فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ: (پس اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے)۔

صحاح میں طبع سے مراد مہر ہے......

اسی میں ہے کہ ان سے مراد مہر ہے پس تینوں لفظ مرادف ہیں......

اس کی تحقیق: اللہ تعالیٰ نے دل کو نورانی سفید پیدا کیا جس طرح صاف شفاف شیشہ پس جب بندہ گناہ کرتا ہے وہ گناہ دل میں سیاہ نقطہ بن جاتا ہے۔ توبہ کرلے تو وہ سیاہی صاف ہو جاتی ہے پھر گناہ کرتا ہے تو وہ سیاہی زیادہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ نور اور سفیدی دور ہو جاتی ہے پھر وہ کبھی خیر کی طرف نہیں لوٹتا اللہ تعالیٰ کی طرف اس غطاء (پردہ) کی نسبت صحیح ہے جس طرح گناہوں کی طرف نسبت دینا صحیح ہے جیسے خداوند نے فرمایا: بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (بلکہ ان کے دلوں پر مہر ہے جو انہوں نے کام کیئے ہیں جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر بہت زیادہ معتبر اخبار دلالت کرتی ہیں یہ بعض معتزلہ کے قول کے قریب ہے:

یہ ایسی علامت ہے جس کو اللہ تعالیٰ دل میں پیدا کرتا ہے جس کو فرشتے جانتے ہیں۔ جس کے دل میں یہ پیدا ہوتا ہے اُس کی مذمت ہوتی ہے اور اُس پر لعنت ہوتی ہے۔ بعض نے کہا ہے: یہ لطف کا معدوم کرنا ہے اور اسباب خیر کا معدوم ہونا ہے۔ اس کی ضد کے اسباب پر قدرت کا حاصل کرنا ہے۔



بعض نے کہا: یہ ان کے خلاف گواہی ہے۔

محی الدین اور ان کے علماء میں سے آبی نے کہا ہے: یہ اہل سنت کے نزدیک کفر کا پیدا کرنا ہے۔

لَا یَعْقِلُوْنَ بِنُبُوَّتِکَ: (تیری نبوت کو سمجھتے نہیں ہیں) یعنی نبوت کی حقانیت اور حقیقت کو درک نہیں کرتے کیونکہ ان کے دلوں میں باطل راسخ ہو گئے ہیں وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات باہرہ اور آیات ظاہرہ میں غور وفکر نہیں کرتے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی صحت پر دلالت کرتے ہیں۔

سَوَاءٌ عَلَیْھِمْ اِسْتَغْفَرْتَ لَھُمْ: (ان پر برابر ہے تو ان کے لئے استغفار کر یا نہ کر) اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا اس میں خبر دی گئی ہے کہ وہ بغیر ایمان کے مر جائیں گے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ (بے شک اللہ ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا) خیر اور صلاح کے راستہ کی طرف ہدایت نہیں کرتا۔

یعنی وہ اُس سے توفیق سلب کر لیتا ہے کیونکہ ان میں کفر راسخ ہے اور وہ شر میں شدت کے ساتھ انہماک رکھتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے لطف اور توفیق کے قبول ہونے کی استعداد کو باطل قرار دے دیا ہے یا اس سے مراد یہ ہے کہ:

وہ انہیں آخرت میں ہدایت نہیں دے گا اور انہیں جنت کی طرف نہیں لے جائے گا۔

اِنَّ اللّٰہَ ضَرَبَ مَثَلُ مِنْ حَادِ: جو علی علیہ السلام کی ولایت سے دور ہو جائے اُس کی مانند ہے جو راستہ سے بھٹک جائے اور اپنے منہ کے بل چلے

جیسے سانپ اور بچھو، انہیں اُس کے امر کی ہدایت نہیں ملتی اور وہ حیران رہتا ہے یعنی نہ دیکھتا ہے مگر اپنے قدموں کی جگہ کو دیکھتا ہے وہ اپنے مطلوب کے راستہ کو درک کرنے کی قدرت نہیں رکھتا! جو علی علیہ السلام کے تابع ہو، اُسے ہادی، سیدھا راستہ، قائم اور لغزش سے سالم، تمام جوانب کا ناظر، خیروشر کے راستہ کا ناظر قرار دیتا ہے وہ صراط مستقیم پر چلتا ہے اپنے چلنے والے کو مطلوب تک پہنچا دیتا ہے اور صراط مستقیم امیرالمومنین علیہ السلام ہے۔

جبرائیل عن اللہ فی ولایۃ علی: اشارہ کیا ہے کہ جبرائیلؑ مکرم و معزز ہے اور اللہ کی طرف سے کریم ایلچی ہے اُس کی طرف سے وحی لے آتا ہے انہ کی ضمیر علی علیہ السلام کی ولایت کی طرف پلٹتی ہے اسے قرآن مجید کے ذریعہ تخصیص دنیا قابل توجہ نہ ہے۔

ممکن ہے کہ اسے مُنَزّل کی طرف لوٹایا جائے تا کہ ما نحن فیہ عام ہو جائے۔ کیونکہ یہ منزل کے افراد سے ہے گویا یہاں یہی مراد ہے۔

قَلِيلاً مَا تُؤمِنُونَ: یعنی جو ولایت پر ایمان رکھتے ہیں وہ بہت کم ہیں جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کیونکہ وہ اس سے حسد اور عناد رکھتے تھے۔

قَالُوا اَنَّ مُحَمَّدًا كَذَّابٌ: (انہوں نے کہا: کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جھوٹا ہے (العیاذ باللہ) ایک قول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو مقرر کیا اور آیت مودت نازل ہوئی تو دین اور اعتقاد میں جو لوگ راسخ نہ تھے انہوں نے کہا: محمد کذاب افتراء پرداز ہے اللہ پر جھوٹ بولتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اس کا حکم نہیں دیا اس نے کہا ہے کہ میں نے اسے اللہ کی طرف



سے مقرر کیا ہے تا کہ حکومت اور خلافت اہل بیتؑ سے باہر نہ نکلے...... اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو رد کیا۔

فقال: ان ولایۃ علی تنزیل من رب العالمین: قرآن میں ہے۔ تنزیل من رب لعالمین۔ جیسے امامؑ نے بیان کیا ہے یہ ضمیر کے مرجع کو بیان کرنے کے لئے ہے یا اشارہ ہے کہ اس میں تحریف واقع ہوئی ہے۔ واللہ اعلم۔

وَلَوْتَقَوَّلَ عَلَيْنَا: تقول کا معنیٰ افتراء ہے کیونکہ یہ تکلف کے معنیٰ کو متضمن ہے۔

لَاَخَذْ نَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ (ہم اُسے دائیں ہاتھ سے پکڑلیں گے)۔ یہ شدید گرفت ہے کنایہ ہے۔ کیونکہ دائیں ہاتھ سے پکڑنا زیادہ مضبوط ہوتا ہے بہ نسبت اُس کے جسے بائیں ہاتھ سے پکڑا جاتا ہے۔

ثُمَّ لَقَطَعْنَا الْوَتِيْنَ: وتین دل میں رگ ہوتی ہے جو گردن کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے اُسے کاٹ دیا جائے تو انسان مرجاتا ہے۔ یہ ہلاکت سے کنایہ ہے یا اپنے غضب کے لئے تمثیل (مثال) ہے اس کا ہلاک کرنا بادشاہوں کے غضب اور ہلاک کرنے کی وجہ سے ہے۔

ان ولایۃ علی لتذکرۃ: بےشک ولایت علی علیہ السلام تذکرہ ہے۔ (الحاقہ ۴۴) یہ اشارہ ہے کہ انہ کی ضمیر کا مرجع ولایت ہے۔ ولایت سے فائدہ صرف متقی اٹھا سکتے ہیں تو یہ ان کے لئے نصیحت، یاددہانی اور تذکرہ ہے۔

وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِيْنَ: (بےشک ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے جھٹلانے والے ہیں)۔

یعنی ولایت یا نبوت کو جھٹلانے والے! اس سے غرض یہ ہے کہ یہاں

جھٹلانے پر ڈرایا گیا ہے۔

اِنَّ عَلِيًا لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِيْنَ: (منکرین ولایت کے لئے علی علیہ السلام حسرت بن جائیں گے)۔

جب منکر مومنوں کا ثواب دیکھیں گے تو حسرت کریں گے۔ یہ بھی انہ ضمیر کا بیان ہے۔

وَ اِنَّ وِلَايَتَهُ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ: (اس کی ولایت حق الیقین ہے) شاید یہاں اضافت بیانیہ ولایت کی حقیقت کے لئے تاکید ہے کیونکہ ولایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اور یقینی امر ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

فمن امن بولاية مولاه: (پس جو اپنے مولاؑ کی ولایت پر ایمان لے آئے):

یعنی جو اپنے مولاؑ کی ولایت پر ایمان لے آئے جس کی ولایت ہدایت اور توفیق ہے وہ اللہ کی قدرت میں آجاتا ہے وہ تمہارے لئے کسی شے پر قدرت نہیں رکھتا اور کسی شے کا مالک نہیں ہوتا۔ اس میں مخلوق تو منافع کے جلب کرنے میں اور نقصان کو دور کرنے میں اللہ تعالیٰ سے توسل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

فَاتَّهَمُوْهُ: یعنی ولایت علی علیہ السلام میں جھوٹ اور افتراء کی تہمت یا اس میں تہمت کہ یہ ولایت اللہ کی طرف سے ہے میری طرف سے نہیں ہے۔ بات ایک ہی ہے۔

قُلْ اِنِّی لَنْ يُّجِيْرَنِیْ اَحَدٌ مِنْ عقوبة الله ان عصيته بكتمان ما امرت باظهاره و تبليغه من ولاية على و لن اجد من دونه



ملتحدا:

یعنی ماوا و ملجا (پناہ گاہ) جو مجھے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور سزا سے بچا سکے اس میں لوگوں کے لئے تنبیہ ہے جب تم سے گناہ ہو جائے تو فوراً معافی اور توبہ مانگو۔

اِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللّٰهِ: یہ لا املک کا استثناء ہے اور ان کے درمیان میں اعتراض ہے۔ جس میں استطاعت کی نفی کی تاکید ہے یا ملتحدا سے ہے یعنی میرا کام صرف اللہ کی جانب سے تبلیغ کرنا ہے اور اس کی رسالت کو کمی بیشی کے بغیر پہنچاتا ہے ان میں سے ایک علی علیہ السلام کی ولایت کی ذمہ داری ہے۔

ثُمَّ قَالَ تَوْكِيْدًا: پھر تاکید کے طور پر کہا یعنی ولایت کی تاکید......

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ جو (علی علیہ السلام کی ولایت کی بابت) اللہ اور رسول کی نافرمانی کرتا ہے فَاِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا (اُس کے لئے جہنم کی آگ ہے اُس میں ہمیشہ رہے گا)۔

اس سے منکر ولایت کے لئے شدید دھمکی ہے اس کا مفہوم شرط یہ ہے کہ ولایت کا اقرار کرنے والا جہنم میں نہیں جائے گا یا اُس میں ہمیشہ نہیں رہے گا دوسرے میں کوئی شک نہیں ہے البتہ اول کی بابت روایات مختلف ہیں واللہ اعلم۔

یعنی بذلک القائم و انصاره: یہ مایو عدون کی تفسیر ہے۔

علی بن ابراہیم نے حسین بن خالد سے امام علی رضا علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

حَتّٰی اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ (یہاں تک کہ جب وہ اُسے دیکھیں گے جس کا وعدہ کیا گیا تھا)۔

امامؑ نے فرمایا: قائمؑ اور امیر المومنین علیہم السلام کو زمانہ رجعت میں دیکھیں گے۔

فَسَیَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَضۡعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا : (انہیں پتہ چل جائے گا کہ کون مددگار کے اعتبار سے کمزور ترین ہے اور کون جماعت کے اعتبار سے قلیل ترین جماعت والا ہے)۔(جن آیت ۲۴)

امامؑ نے فرمایا: یہ امیر المومنین علیہ السلام کا وہ فرمان ہے جو زفر سے فرمایا:

بخدا اے فرزند ضہاک! اگر رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عہد نہ کیا ہوتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لکھا ہوا نہ ہوتا تو میں بتا دیتا کہ ہم میں سے مددگار کے اعتبار سے کون کمزور ترین اور تعداد کے اعتبار سے کون قلیل ترین ہے۔ جب انہیں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے بتا دیا جو رجعت میں ہونا ہے تو انہوں نے کہا: یہ رجعت کب ہوگی؟ خداوند نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کہہ دو: مجھے معلوم نہیں ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا اُس کے لئے میرے پروردگار نے کوئی وقت مقرر کر رکھا ہے۔

خداوند نے فرمایا: عَالِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡهِرُ عَلٰی غَیۡبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی مِنۡ رَّسُوۡلٍ فَاِنَّهٗ یَسۡلُکُ مِنۡ بَیۡنِ یَدَیۡهِ وَ مِنۡ خَلۡفِهٖ رَصَدًا: (وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اُس رسول کے جسے اس نے چن لیا ہوتا ہے وہ اُس کے آگے اور پیچھے یقیناً نگہبان مقرر کر دیتا ہے)۔(سورہ جن آیت ۲۶)



امام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے چنے ہوئے رسول کو پہلے والے حالات اور لوگوں کی خبریں بتائیں اور بعد میں قائم آل محمد علیہ السلام تک آنے والے حالات، رجعت اور قیامت کے بارے میں خبر دی۔

مروی ہوا ہے: امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: حَتّٰۤی اِذَا رَاَوۡا مَا یُوۡعَدُوۡنَ (جب وہ قیامت اور موت کو دیکھیں گے تو جان لیں گے کہ مددگار کے اعتبار سے کون کمزور ترین اور تعداد کے اعتبار سے کون قلیل ترین ہے یعنی فلاں، فلاں، فلاں، معاویہ، عمرو عاص اور قریش سے اصحاب الضغائن......من اضعف ناصرا و اقل عددا ہیں۔)

انہوں نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ رجعت کب ہوگی؟

خداوند نے فرمایا: کہہ دو! اِنۡ اَدۡرِیۡۤ اَقَرِیۡبٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ اَمۡ یَجۡعَلُ لَهٗ رَبِّیۡۤ اَمَدًا (مجھے معلوم نہیں ہے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا اُس کے لئے میرے پروردگار نے کوئی وقت مقرر کر رکھا ہے)۔(جن ۲۵)

وضاحت:

عَالِمُ الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡهِرُ عَلٰی غَیۡبِهٖۤ اَحَدًا : یعنی علی مرتضیٰ علیہ السلام رسولؐ سے ہے اور رسولؐ اُس سے ہے اُس کے آگے پیچھے نگہبان رہتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اُس کے دل میں علم ہے اور اُس کے پیچھے نگہبان رہتے ہیں آپ سے علم لیتے اور آپ انہیں علم بھراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُسے الہام دیتا ہے اور نگہبان یعنی نبیؐ سے علم ملتا ہے تاکہ نبی تعلیم دے جس سے وہ اُس کے رب کی رسالتوں کو پہنچائے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علم کا علی علیہ

السلام نے احاطہ کیا ہوا ہے۔

وَاَحۡصٰی کُلَّ شَیۡءٍ عَدَدًا (جن ۲۸) : ہر شے کی تعداد کا شمار ہے یعنی گزشتہ یا موجودہ ذآئندہ کا جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اُس دن سے لے کر قیامت تک کے تمام فتنوں، زلزلوں، زمین کے دھنسنے، قذف، امتوں کی ہلاکت جو گزر گئیں یا آئیں گی جانتا ہے کتنے ظالم امام تھے یا عادل امام تھے جو انہیں نام، نسب سے جانتے تھے کون مرے گا، کون قتل ہو گا، کتنے چھوڑ دیئے گئے رہبر ہیں جن کا چھوڑ دینا نقصان نہیں دیتا کتنے مدد کئے ہوئے رہبر تھے جنہیں مدد کرنے والوں کی مدد کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔

یَقُوۡلُوۡنَ فِیۡکَ : (تیرے بارے میں کہتے ہیں) جو تیرے شایان شان نہیں ہے، جادوگر ہے کاہن ہے، شاعر ہے، مجنون ہے، جھوٹا ہے!

وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِيۡلًا : (انہیں اچھے انداز میں چھوڑ دو) باطن میں دشمنی اور ظاہر میں دوستی رکھتے ہیں۔

وَمَهِّلۡهُمۡ قَلِيۡلًا (انہیں تھوڑی مہلت دو) قائم آل محمد علیہ السلام آئیں گے اور قیامت آئے گی تو ان کے کئے سامنے آجائیں گے جس طرح کہا:

اِنَّ لَدَيۡنَاۤ اَنۡكَالًا وَّ جَحِيۡمًاۙ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيۡمًا

(بے شک ہمارے پاس ان کے لئے بیڑیاں اور سلگتی آگ ہے اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے)۔ (سورہ مزمل آیت ۱۲)

**لِيَسۡتَيۡقِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ:**

جب اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ آگ پر متوکل فرشتے انیس کی تعداد میں ہیں



تو کہا: لِيَسۡتَيۡقِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ یعنی وہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی برحق ہیں کیونکہ یہ اخبار ان کی کتابوں میں موجود مضامین کی موافقت کرتی ہیں اور اُس کی تصدیق کرتی ہیں پس وہ جانتے ہیں کہ جو اسے مانے اور کتاب کا اقرار نہ کرے وہ علم حاصل نہیں کر سکتا ہے پس یہ اپنی نبوت کے دعویٰ اور وصیؑ کے مقرر کرنے میں سچا ہے۔

وَيَزۡدَادَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِيۡمَانًا : ایمان یزداد کا مفعول ہے اٰمَنُوۡا کی تاکید نہیں ہے یعنی جو نبیؐ پر ایمان لے آئے ان کا وصیؑ کی ولایت کی بابت ایمان زیادہ ہو جاتا ہے یعنی ان کا ولایت کے ذریعہ ایمان زیادہ ہو جاتا ہے یا انہیں ولایت کے ذریعہ سے ایمان حاصل ہوتا ہے پس اول میں ایمان کا زیادہ ہونا کیفیت کے اعتبار سے ہے اور دوسرے میں کمیت کے اعتبار سے ہے۔ دونوں احتمال کی بنا پر زیادتی کا سبب چند امور ہیں۔

۱:۔ وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ نبیؐ لے آیا ہے یہ گزشتہ کتابوں میں ہے یہ زیادہ تصدیق کا موجب ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں لے آئے ہیں کیونکہ اس کے ذریعہ سے کمال وثوق حاصل ہوتا ہے۔

۲:۔ اہل کتاب کا وصی کی بابت یقین ان کے ایمان میں زیادتی کا موجب ہے۔

۳:۔ جہنمیوں کو مذکورہ دھمکی جو دی گئی ہے یہ اُس کے لئے ہے جو منکر ولایت ہے جیسا کہ علی بن ابراہیم کی روایت سے ظاہر ہوتا ہے جو اُس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کی ہے اور یہ سورہ مدثر میں ہے اس سورہ کی اکثر آیات منکر ولایت کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں جو اسے جاننے کا ارادہ رکھتا ہے

اُسے اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے: نہ کہیں کہ یہ دھمکی تورات میں ہے پس یہ منکر ولایت کے بارے میں کیسے نازل ہوئی ہے؟

کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ دھمکی آدمؑ سے لے کر قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے اور یہ صرف ولایت علی علیہ السلام کے منکر کے لئے ہے اس لئے کہ ہم نے کئی روایات میں ذکر کیا ہے کہ جہنم میں سوائے منکر ولایت کے کوئی نہ جائے گا۔

وَلا یَرْتَابَ الَّذِیْنَ: یہ استیقان اور ازدیاد کی تاکید ہے......

**ماھذا للارتیاب؟:** (یہ شک کیا ہے؟)

ہوسکتا ہے کہ: سائل نے بولایۃ علیؑ کو بالمومنین کا متعلق قرار دیا ہے پس اس وقت معلوم نہیں ہوگا کہ لارتیاب کا متعلق کیا ہے جس کی وجہ سے اُس نے اس کے بارے میں سوال کیا ہے پس امامؑ نے جواب دیا: یہ ولایت ہے یعنی اس ولایت میں شک نہیں ہے پس غور کریں۔

وَمَاهِیَ اِلاَّ ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ قال نعم ولایة علی: ھی کی ضمیر کا مرجع ولایت ہے۔ شاید یہ اولی ہے اُس سے کہ اسے سقر کی طرف یا تسعۃ عشر کی طرف پلٹایا جائے وہ ولایت کے گنجینہ ہیں یا سورہ کی طرف لوٹایا گیا ہے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ولایت کا تزکرہ مذکورہ تزکرہ سے اقوی اور اشد ہے۔

اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ: قال: لولایة:

اللہ تعالیٰ نے بعض مخلوقات کی قسم کھائی کیونکہ ولایت کی عظمت ہے پس کہا: کلا، یہ ولایت کے انکار کے لئے منع (ردع) ہے۔ کَلَّا وَالْقَمَرِ وَاللَّيْلِ اِذْ



اَدْبَرَ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ o (ایسا ہر گز نہیں ہے! جیسا تم سوچتے ہو قسم ہے چاند کی اور رات کی جب وہ پلٹنے لگتی ہے اور صبح کی جب وہ روشن ہو جاتی ہے بلاشبہ یہ بڑی آفتوں میں سے ایک ہے)۔ (سورہ مدثر آیت ۳۲)

یعنی ولایت نعمت ہائے جسام اور امور عظیمہ میں سے ہے جس کی نظیر ہی نہیں ملتی ہے یہ اولیٰ ہے اس سے کہ ضمیر کا مرجع سقر کو بنایا جائے اور اُس کا وصف بیان کیا جائے کہ یہ عظیم آفتوں میں سے ایک ہے جیسا کہ کہا گیا ہے اس پر قرینہ خداوند کا یہ فرمان ہے: نَذِیْراً لِلْبَشَرِ o (اس میں انسانوں کے لئے تنبیہ ہے)۔ کیونکہ انذار کی حضرت علی علیہ السلام کی طرف نسبت سقر کی طرف نسبت دینے سے اولیٰ ہے۔

من تقدم الی ولایتنا اخر عن سقر: (جو ہماری ولایت کی طرف بڑھتا ہے وہ جہنم سے دور ہو جاتا ہے)۔ یعنی وہ نجات پاتا ہے کبھی جہنم میں نہیں جائے گا۔

ومن تاخر عنا تقدم الی سقر: جو ہم سے دور ہو جاتا ہے وہ جہنم میں داخل ہوتا ہے)۔

یعنی جو ہماری ولایت سے اور محبت سے دور ہوتا ہے وہ جہنم کی طرف بڑھتا ہے اور جہنم میں داخل ہونے کی طرف سبقت کرتا ہے۔

اِلاَّ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ: خداوند نے فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ اِلاَّ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۔ (ہر نفس اپنے کا گروی ہے سوائے اصحاب الیمین کے)۔ (سورہ مدثر آیت ۳۹)

امامؑ نے فرمایا: ہم (اصحاب الیمین ہیں) واللہ شیعتنا وھم الذین فکوا رقابھم عن الرھانة ولایة امیر المومنین علیہ السلام :بخداوہ ہمارے شیعہ ہیں جن کی گردنیں امیر المومنینؑ کی ولایت کی وجہ سے گروی سے آزاد ہیں)۔

علی بن ابراہیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا: یمین امیر المومنین علیہ السلام اور ان کے اصحاب اور شیعہ ہیں۔

لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ قال: انا لم نتول: اللہ تعالیٰ نے اصحاب الیمین وغیرہ کے درمیان مکالمہ کو بیان کیا ہے اور فرمایا:

اِلَّا اَصْحَابَ الْیَمِیْنِ o فِیْ جَنّٰتٍ یَتَسَآءَلُوْنَ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ o مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ o قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ وَکُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ وَکُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ حَتّٰی اَتٰنَا الْیَقِیْنُ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَتُهُ‘ الشَّافِعِیْنَ o فَمَالَهُمْ عَنِ التَّذْکِرَةِ مُعْرِضِیْنَ (سورہ مدثر آیت ۴۱ تا ۴۹)

(سوائے اصحاب الیمین کے جو جنتوں میں ہوں گے اور پوچھ رہے ہوں گے۔ مجرمین سے، کس نے تمہیں جہنم میں پہنچایا وہ کہیں گے: ہم نماز گزاروں میں سے نہ تھے اور ہم مسکین کو کھلاتے نہیں تھے اور ہم بے ہودہ بکنے والوں کے ساتھ بیہودہ گوئی کرتے تھے اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں یقین آ گیا اب سفارش کرنے والوں کی سفارش انہیں فائدہ نہ دے گی انہیں کیا ہو گیا ہے کہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں)۔

علی بن ابراہیم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:



قَالُوْا اَلَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ یعنی ہم آئمہ صلوات اللہ علیہم کی پیروی نہیں کرتے تھے۔

وَلَمْ نَکُ نُطْعِمُ الْمِسْکِیْنَ: آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے تھے ذی القربیٰ، یتیموں، مسکینوں، مسافروں کو خمس نہیں دیتے تھے جو آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں۔

وَ کُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ وَ کُنَّا نُکَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ: قیامت کا دن۔

حَتّٰی اَتَانَا الْیَقِیْنُ یعنی موت:

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِیْنَ: اگر ملک مقرب اور نبی مرسل کسی ناصبی کی شفاعت کریں ان کی شفاعت قبول نہ ہوگی۔

فَمَالَهُمْ عَنِ التَّذْکِرَةِ مُعْرِضِیْنَ: ان کا ذکر کرنا جو امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی ولایت ہے۔

ویوفون للہ بالنذر الَّذِیْ اخذ علیھم فی المیثاق من ولایتنا: میثاق میں ان سے ہماری ولایت کا جو عہد لیا گیا ہے اُسے پورا کرتے ہیں۔

شاید: اس سے مراد یہ ہے کہ ولایت کا عہد نذر میں داخل ہے اگرچہ اس سے ظاہر اس کا خلاف ہوتا ہے۔

نعم ذا تاویل: ہوسکتا ہے کہ اس ہاں سے مراد نحن نزلنا تنزیلاً کو لیا گیا ہے۔

اور یہ وہ ہے جسے یوفون بالنذر میں ذکر کیا گیا ہے یہ تاویل ہے۔

**قال: الولایة:** اس کی تفسیر ہے اور مبالغہ کے لئے حمل کیا گیا ہے کیونکہ تذکرہ ولایت کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے جو ولایت کو ترک کرے گا ہلاک ہوگا اور جو دین میں اپنی اپنی رائے سے تمسک کرے گا یا کسی دوسرے احمق سے تمسک کرے گا وہ اس کی مثل ہوگا۔

**قال فی ولایتنا:**

رحمت کا ولایت پر اطلاق کیا ہے کیونکہ ولایت رحمت کے لئے سبب ہے کیونکہ جو ولایت کا اقرار کرتا ہے اُس پر رحم کیا جاتا ہے اور جو ولایت کو چھوڑ دیتا ہے اُس پر غضب نازل ہوتا ہے۔

والظالمین: اپنے نفسوں پر ظلم یا آئمہؑ پر ظلم۔ دوسرا مورد یہاں پر زیادہ مناسب ہے۔

الاتری: اس سے غرض یہ ہے کہ یہاں اشارہ کیا گیا ہے ہر اُس شے کی طرف جس کی مظلومیت کی اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت دی ہے اُس سے اثر قبول کرنا اور نفی واثبات کے ذریعہ اُسے قبول کرنا یعنی اُس کی نفی یا اثبات کا ائمہؑ کے لئے ارادہ کیا ہے۔

**من ان یظلم اوینسب نفسه الی الظلم:** وہ مظلوم ہو یا ظالم ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ عجز، ظلم اور اثر کے قبول کرنے سے منزہ ہے پس ضروری ہے کہ دونوں کی نفی کو پھیرا جائے اس حیثیت سے کہ یہ اُس کے لئے ممکن ہے جو ان کی قابلیت رکھتا ہوتا کہ اُسے فائدہ حاصل ہو اس کی طرف امام نے اشارہ فرمایا: لیکن



اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے ساتھ ملایا اور ہمارے ساتھ شریک ہوا اُس نے ہم پر ظلم کو خود پر ظلم قرار دیا اور فرمایا:

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (اور ہم پر ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے)۔ کیونکہ ظلم کی جزا ان کی طرف پلٹتی ہے اس نے ہماری ولایت کو اپنی ولایت قرار دیا اور کہا: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی آئمہ!

پھر قرآن مجید میں کہا: وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے)
غرض: یہاں آئمہؑ سے ظلم کی نفی کی گئی ہے مگر یہ کہ ان کو اپنے ساتھ ملایا ہے اور کہا: مَا ظَلَمْنَا هُمْ (ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا ہے)۔

یہ اُس وقت ہے جب ممکن ہو کیونکہ کبھی اُس سے ظلم کی نفی کا ارادہ کیا جاتا ہے جس میں کسی دوسرے کا احتمال نہیں دیا جاتا جس طرح خداوند نے فرمایا:
وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ (میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں)۔

شاید جسے خطاب کیا جارہا ہے یا دوسرے لوگ اُس کے لئے ظلم کے ثبوت کا اعتقاد رکھتے تھے اگرچہ یہ معقول نہیں ہے پس یہاں نفی کا فائدہ ہے شاید ہوسکتا ہے کہ یہاں ظلم کی نفی کا حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے قصد کیا گیا ہے کیونکہ وہ قسیم الجنة و النار ہیں کوئی جنت اور دوزخ میں داخل نہیں ہوگا مگر اس کے حکم سے داخل ہوگا اُس وقت وہ کسی پر ظلم نہیں کرے گا اس کی اللہ تعالیٰ کی ذات مقدسہ کی طرف نسبت دی گئی ہے کیونکہ اس کا اس نے حکم صادر فرمایا ہے واللہ اعلم۔

**الاولین الذین کذبوا الرسل فی طاعة الاوصیاء:** اولین جنہوں نے اوصیاءؑ کی اطاعت میں رسولوں کو جھٹلایا) آخرین کو ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کا حال اولین سے معلوم ہے۔

**کَذٰلِکَ نَفْعَلُ بِالْمُجرِمِیْنَ:** اسی طرح ہم مجرمین کے ساتھ کرتے ہیں دنیا میں قائم آل محمدؑ ہلاک کریں گے اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہو گا۔(مرسلات آیت ۱۸)

**قل ان المتقین:** خداوند نے فرمایا: ان المتقین فی ظلال و عیون و فواکه مما یشتهون کلوا و اشربوا هنیئا بما کنتم تعملون کذلک نجزی المحسنین.

(پرہیزگار سائے، چشمے اور پھلوں میں ہوں گے جسے چاہیں گے، کھائیں گے پئیں گے خوشی سے بہ سبب اپنے کئے کے اسی طرح ہم احسان کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں)۔

**یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ :** خداوند نے فرمایا: یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلائِکَةُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا .(نباء ۳۸)

(جب روح اور فرشتے صف میں کھڑے ہوں گے کلام نہیں کریں گے مگر جسے رحمان اجازت دے گا اور وہ صحیح کہے گا)۔

علی بن ابراہیم نے کہا: روح جبرائیلؑ اور میکائیلؑ سے بڑا فرشتہ ہے جو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ائمہ کے ساتھ رہتا تھا۔

قاضی نے کہا: یہ افضل الخلائق ہیں اور اللہ کے قریب ہیں جب وہ صحیح



کہنے کے باوجود اللہ کے اذن کے بغیر کلام کرنے کی قدرت نہیں رکھتا تو ان کے غیر کیسے کلام کر سکتے ہیں یعنی جب وہ کسی کی شفاعت نہیں کر سکتا تو دوسرے کیسے کر سکتے ہیں! لَا یَمْلِکُوْنَ کا یوم ظرف ہے اور روح ارواح پر متوکل فرشتہ ہے یا جبرائیل ہے یا فرشتوں سے بڑی مخلوق ہے۔

ابن عباس سے منقول ہے کہ روح مخلوقات سے بڑا ہے وہ اکیلا صف میں ہوگا باقی فرشتے دوسری صف میں ہوں گے۔

**هم الذین فجروا فی حق الائمة واعتدوا علیهم:** (وہ ہیں جنہوں نے آئمہ کے حق میں فجور کیا ہے اور ان پر تجاوز کیا ہے۔)

علی بن ابراہیم نے خداوند کے فرمان میں کہا: اِنَّ کِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍo (فاجروں کی کتاب سجین میں ہے) اللہ تعالی نے ان کے لئے جو عذاب لکھ رکھا ہے وہ سجین میں ہے۔

وَمَآ اَدْرٰکَ مَا سِجِّیْنٌ کِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ (تجھے کیا معلوم کہ سجین کیا ہے لکھی ہوئی کتاب ہے) یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ (سورہ مطففین) (جس کے مقرب افراد گواہ ہیں) وہ فرشتے جو اعمال کو لکھتے ہیں۔

ابو جارود کی روایت:

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: سجین ساتویں زمین ہے۔ ہمیں ابو القاسم حسنی نے خبر دی۔ ہمیں فرات بن ابراہیم نے (محمد بن ابراہیم سے محمد بن حسین بن ابراہیم سے) علوان بن محمد سے خبر دی۔ ہمیں محمد بن معروف نے سدی کلبی سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے ضمن میں روایت کی ہے:

اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ امامؑ نے فرمایا: فلاں فلاں وَمَا اَدْرٰکَ مَا سِجِّیْنٌ...... اَلَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ (جو قیامت کے دن کو جھٹلاتے ہیں) وہ اول اور دوم ہے وَمَا یُکَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا کُلُّ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ (اسے کوئی نہیں جھٹلاتا مگر ہر تجاوز کرنے والا گناہ گار جب اُس پر ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں وہ کہتا ہے کہ پہلوں کی کہانیاں ہیں) وہ اول اور دوم ہے جو رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جھٹلاتے تھے...... اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِیْمِ (وہ جہنم کا مال ہیں) پھر کہا: هٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِهٖ تُکَذِّبُوْنَ (یہ وہ ہے جسے تم جھٹلاتے تھے)۔ (مطففین)

(۹۲) محمد بن یحییٰ نے سلمہ بن خطاب سے، حسین بن عبدالرحمٰن سے علی بن ابو حمزہ سے، ابوبصیر سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے:

خداوند نے فرمایا:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا

(جو میرے ذکر سے منہ پھیر لیتا ہے پس اُس کی روزی تنگ کر دی جاتی ہے)۔

امامؑ نے فرمایا: ذکر ولایت امیرالمومنین علیہ السلام ہے۔

وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی. (طہ آیت ۱۲۴)

(اور ہم اُسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے)۔

امامؑ نے فرمایا: قیامت کے دن آنکھوں کا اندھا وہ ہوگا جو دنیا میں دل کا اندھا تھا اور اُسے امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت نظر نہیں آئی تھی۔ وہ قیامت کے دن حیران ہوگا۔

لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا قَالَ کَذٰلِکَ اَتَتْکَ



اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا (طہ ۱۲۶)

(مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے حالانکہ میں دیکھنے والا تھا خداوند فرمائے گا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئی تھیں تو نے انہیں بھلا دیا تھا)۔

امامؑ نے فرمایا: آیات ائمہؑ ہیں۔

فَنَسِیْتَهَا وَ کَذٰلِکَ الْیَوْمَ تُنْسٰی (تو نے انہیں بھلا دیا تھا اسی طرح آج ہم نے تجھے بھلا دیا ہے)۔ (طہ ۱۲۶)

یعنی تو نے انہیں چھوڑ دیا تھا آج ہم نے تجھے جہنم میں چھوڑ دیا ہے جس طرح تو نے آئمہؑ طاہرین کو چھوڑ دیا تھا۔ ان کے امر کی اطاعت نہ کی ان کی بات کو نہ سنا۔

وَکَذٰلِکَ نَجْزِیْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ یُؤْمِنْ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰی (طہ ۱۲۷)

(اور اسی طرح ہم اسراف کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں اور جو اپنے رب کی آیات پر ایمان نہیں رکھتا اور آخرت کا عذاب سخت اور باقی رہنے والا ہے)۔

امامؑ نے فرمایا: جو امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت میں اس کے غیر کو شریک قرار دیتا ہے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہیں رکھتا۔ عناد و دشمنی رکھتے ہوئے آئمہؑ طاہرین کو چھوڑ دیتا ہے۔ ان کے آثار کی پیروی نہیں کرتا ان کی ولایت کا اقرار نہیں کرتا۔

اَللّٰهُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ (اللہ اپنے بندوں پر لطف کرنے والا ہے جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے)۔ امام نے فرمایا: امیرالمومنین علیہ السلام کی ولایت۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ (جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے)۔

امام نے فرمایا: امیر المومنین علیہ السلام اور ائمہ طاہرین کی معرفت!

نزدلہ فی حرثہ (میں اس کی کھیتی میں اضافہ کرتا ہوں)۔ امام نے فرمایا: ہم اضافہ کرتے ہیں اُس کا ان کی دولت سے پورا حصہ دیتے ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَّصِيبٍ (شوریٰ آیت ۲۰)

(جو دنیا کی کھیتی کو چاہتا ہے ہم اُسے دنیا سے دے دیتے ہیں اور اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے)۔

امامؑ نے فرمایا: قائم آل محمد علیہ السلام کے ساتھ حق کی حکومت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔

یعنی ولایت امیر المومنین علیہ السلام۔

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ (طٰہ آیت ۱۲۳) (جو میری ہدایت کی پیروی کرتا ہے وہ (دنیا میں) گمراہ نہیں ہوتا اور (آخرت میں) بدبخت نہیں ہوگا) وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي یعنی میری ہدایت سے منہ پھیر لے یعنی ذاکر اور داعی...... جو میرے راستہ کی دعوت دیتا ہے میری عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ وہ امیر المومنین علیہ السلام ہے...... (اُس کے دشمن کی) روزی تنگ ہو جاتی ہے۔

أَعْمَى الْبَصَرَ فِي الْآخِرَةِ: (آخرت میں اندھا ہوگا)۔

اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی آنکھیں بینائی والی نہ ہوں گی۔ اس پر دلیل: قال رب...... خدایا تو نے مجھے اندھا کیوں بنایا ہے...... ۱



اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ: یعنی ان کے ظاہر، باطن، نیت، ضمیر کو جانتا ہے ان میں سے جسے چاہتا ہے امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کا رزق دے دیتا ہے اس کے قبول کی توفیق دے دیتا ہے کیونکہ اُس کا دل صاف طبیعت نرم اور اُس میں حُسنِ استعداد ہوتی ہے۔

معرفت امیر المومنین علیہ السلام والائمہ:

معرفت کے ارادہ سے مراد: ولایت کے ساتھ تصدیق اور یقین کے ساتھ اس کا ارادہ کرنا ہے معرفت کو کھیتی کے ساتھ تشبیہ دی ہے کھیتی کا معنی ہے بیج کا زمین میں بونا کیونکہ یہ جلیل منافع کو مستلزم ہے اور اس کے بہت زیادہ فوائد ہیں جو آخرت میں ملیں گے۔

اسی لئے کہا: الدنیا مزرعة الاخرة (دنیا آخرت کی کھیتی ہے)۔

نزیدہ منھا...... یہ اس کی تفسیر ہے: نزدلہ فی حرثہ اور یہ اشارہ ہے کہ یہاں فی بمعنی من کے ہے جو تعلیل کے لئے ہے اور یہ کبھی کبھی اس کے لئے آتی ہے جس طرح بعض محققین نے تصریح کی ہے۔ ضمیر موئث کا مرجع حرث ہے اس اعتبار سے کہ اس کا معنی معرفت ہے یعنی ہم اس میں اضافہ کرتے ہیں...... اور یہ زیادتی اس معرفت کی وجہ سے ہے۔ پھر اس زیادتی کو بیان کیا اس بات سے: یستوفی نصیبه من دولتهم وهی دولة المنتظر علیه السلام (ان کی حکومت سے اپنا حصہ پورا پائے گا اور وہ منتظر علیہ السلام کی حکومت ہے)۔ یہ دلیل ہے کہ سارے شیعہ رجعت کریں گے۔

اس کے ساتھ احتمال دیا گیا ہے کہ: مخلص لوگ مخصوصاً ان کی رجعت ہوگی۔

یا زیادہ فیض اُس وقت حاصل ہوگا یعنی ان کی ارواح کو رجعت کے بغیر زیادہ فیض ملے گا۔ واللہ اعلم۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا: شاید اس سے مراد دنیا کا مال ہے یا آئمہ جور (ظالم) کی معرفت ہے۔ ان کی ولایت کا اقرار ہے شاید آخری وجہ اظہر ہے دلیل: قرینہ مقابلہ ہے۔

**لیس له فی دولة الحق مع القائم نصیب:** (اس کا قائم آل محمد علیہ السلام کے ساتھ حق کی حکومت میں کوئی حصہ نہ ہوگا)۔ ظاہر کے حساب سے یہ دلالت کرتا ہے کہ آخرت سے مراد قائم علیہ السلام کے قیام کی گھڑی ہے۔ اسے آخرت کہا گیا ہے کیونکہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

احتمال ہے کہ آخرت سے مراد قیامت ہے اور قرار دیا ہے کہ ان کا حق کی حکومت میں کوئی حصہ نہ ہے یہ دلیل ہے کہ ان کا قیامت میں بھی حصہ نہیں ہے کیونکہ ملزوم کا لازم کے بغیر تحقیق محال ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

**وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد واله الاطهار صلوات اللہ علیهم اجمعین اللهم ابعث ثواب هذه الرسالة المنیفة الی روح ابی غضنفر علی اللهم اغفره وارحمه واحشره مع محمد و ال محمد صلی الله علیه و آله وسلم. (آمین)**

حررہ

نصیر الرضا صفدر

پرنسپل حوزہ علمیہ امام العصر علیہ السلام

کسووال چیچہ وطنی ضلع ساہیوال